# گذارش

برادران اسلام و ہمدردان ملت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت والا میں نہایت ادب سے گذارش کیجاتی ہے کہ آریہ عیسائی یہود وغیرہ اقوام کے حملے اسلام پر دیکھکر یہ رسالہ شایع کیا ہوا ہے۔ اور حقیقت میں اہل اسلام کیلئے بڑی شرم و ندامت اور ڈوب مرنے کی جگہ تھی۔ کہ آریہ اور عیسائیوں کے تو کئی درجن رسالے وغیرہ [illegible] حمایت باطل میں شایع ہوں اور مذہب حق یعنی اسلام کی طرف سے کوئی مستقل جواب دینے والا ایک رسالہ بھی نہ ہو [illegible] ہمنے یہ خدمت اسلام سر پر اٹھائی ہوئی ہے امید ہے کہ سب صاحب جنکو اپنے خدا اور پیارے رسول مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی محبت ہے وہ اس رسالے کی ترقی و اشاعت اپنا دینی ایمانی فرض سمجھینگے اور اس رسالے کو حرز جان بنائینگے۔ آجکل ہمارا جہاد یہی ہے کہ اسلام پر سے حملات دفع کئے جائیں اور قلمی خدمت کیجائے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مقدس جہاد میں شریک ہوں +
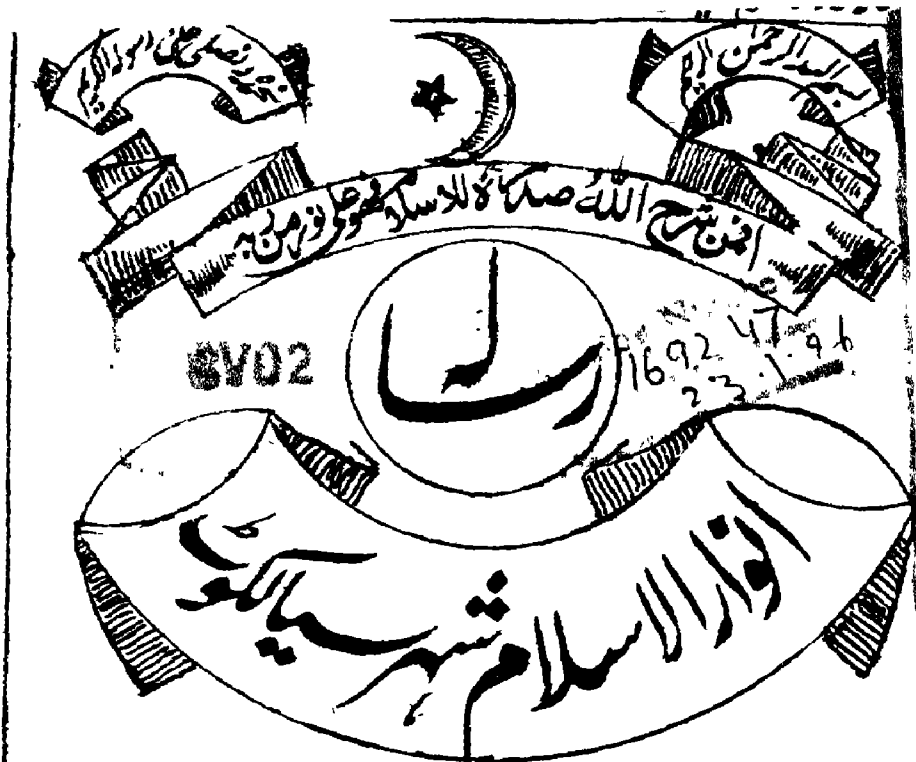
قُل جَآءَ الحَقُّ وَزَهَقَ البَاطِلُ اِنَّ البَاطِلَ کَانَ زَهُوقًا

کبھی وہ زمانہ تہا کہ ہم آئے دن ہر ایک اعلان میں یہ ظاہر کیا کرتے تھے
کہ افسوس باوجود اس قدر مسلمان آباد ہونے کے ہندوستان سے ایک
بھی اسلامی رسالہ باقاعدہ طور پر اسلام کی طرف سے شایع نہیں ہوتا۔
کیونکہ ہم آئے دن غیر مذاہب کی طرف سے ہزار ہا ٹریکٹ اور کئی ایک
اخبار اور رسالجات باطل کی حمایت کرنے والے دیکھا کرتے تھے جن
میں سوائے دشنام دہی اور لچر خیالات کے اور کچھ نہیں ہوا کرتا تھا
جسپر ہم نے توکل بخدا ایک مذہبی اسلامی ماہواری نکالنا شروع کیا جو محض

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے یہ رسالہ ماہوار دو سال تک شایع ہوتا رہا ہے
ہمنے صرف اس خیال سے کہ یہ رسالہ غیر مذاہب کے واہی خیالات کی تردید
باقاعدہ طور پر ماہواری میں نہیں کر سکتا۔ اسواسطے اس کو پندرہ روزہ نکالنا شروع
کیا۔ جو اس وقت بفضل پروردگار بعنوانِ اسلام پندرہ روزہ یا پنجہزار شایع ہوتا
ہے۔ جس روز سے یہ غازیِٔ اسلام حقانیت کا وعظ کر رہا ہے۔ تمام واہی تباہی
خیالات کے شایع کرنیوالے اور ظلمت کے پھیلانے والے کہیں نظر نہیں آتے
ماسوائے اس کے نور افشاں لودہانہ جو اپنے آپ کو حقانیت کا حامی اور نور کے
پھیلانیکا دعویدار ہے جنہوں نے **معاذ اللہ** خدا کو بیٹا اور [illegible] رکھے
رکھا ہوا ہے وہ بھی چند روز سے اس غازیِٔ اسلام کی حقانیت کے ولولہ
سے منہ چھپا کر اپنے ہی منہ پر نور ڈال رہا ہے۔ افسوس ! اپنے دعویٰ پر
دعویٰ نور پھیلانے کا اور حق کے مقابلہ سے گریز جس حالت پر غازیِٔ
اسلام کا یہ **اعلان** ہے کہ جو صاحب حقانیت کا امتحان کرنا چاہے وہ
غازیِٔ نورِ اسلام سے حقیقت لے۔ اگر نور افشاں لیٹہ آپکو دعویدار سچائی کا بتانا چاہتا
تو وہ کیوں انوارِ اسلام کے سامنے کیوں نہیں آتا۔

## ہاں

اگر وہ اب بباعث دنیاوی لالچ کے حق کو اختیار کرنا نہیں چاہتا۔ تو صاف
لفظوں میں اعلان کرے کہ ہم کو اسلام پر کوئی اعتراض نہیں رہا۔ اگر آئندہ ہم
اسلام پر اعتراض کریں گے تو گنہگار ہونگے +
**دیگر رہا آریہ مسافر** اس کو تو سچائی سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ اب
وہ سوائے فضول اعتراضات کے جنکے جواب اس کو بار بار دیئے جا چکے ہیں۔
پھر بھی بخیال دنیا ماننے میں نہیں آتا۔ لیکن بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی

اللہ تعالیٰ کا وعدہ کبھی خطا نہیں ہونیکا

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ؁

حق آیا اور جھوٹ بھاگا ؁

# زندہ بشارت

رسالہ ۲۳ و ۲۴ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ رسالہ نمبر ۱ میں بہت سی انعامی کتابوں کا اعلان کیا جاویگا۔ تاکہ ہر ایک صاحب اپنی اپنی مرضی کے مطابق انعامی کتاب طلب کرے۔ لیکن اب بہت سے احباب کے اسرار سے جس کتاب کی طرف تمام دنیا کی نگاہیں لگ رہی تھیں وہ شایع کرنیکی تجویز قرار پائی ہے۔ لیکن وہ صاحب بہت خوش نصیب ہیں۔ جن کو یہ موقعہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جسکی درخواستیں عرصہ پانچ سال سے دفتر انوار الاسلام میں موصول ہو رہی تھیں اور بہت سے احباب نے قیمتیں پیشگی بھیج دی ہوئی ہیں۔ لیکن ہماری مرضی یہ ہے کہ یہ کتاب تمام خریداران انوار الاسلام کو مفت دیجاوے۔ لیکن آج ہم تمام خریداران انوار الاسلام کو توجہ دلاتے ہیں کہ جو صاحب آخیر ماہ اپریل تک وی پی روانہ کرنے کی اجازت تحریر فرماویں گے۔ ان کو یہ کتاب

## یعنی

## پیارے نبی کے پیارے حالات کی دوسری جلد

حجم ۳۲۲ صفحہ۔ قیمتی عہ۔ مفت نذر ہوگی۔ لیکن یاد رہے کہ کسی صاحب کو بلا درخواست کے وی پی نہیں ہوگی۔ جن صاحبوں کی درخواستیں آخیر اپریل ۱۹۰۵ء تک دفتر انوار الاسلام کو موصول نہ ہوں گی۔ ان کے نام یکم مئی ۱۹۰۵ء کو **نومسلم جرمن کے دس لیکچر** برائے وصولی سالانہ چندہ روانہ کئے جاوینگے

# حق پسند کی حق پسندی

جو منظور الٰہی ہے تو وہ بندہ بنا دیگا / اکھیڑ کر بت پرستی گردنیں سب کی جھکا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو توحید مسایل پر / اوڑا کر دہجیاں ویدک کی ایشر کو چھپا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو وہ نوری مضامیں سے / دیانندی تمہاری تیرگی دل کی مٹا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو اس کے فیض کا دریا / بلا شک کفر و شرک آریاں اکدن بہا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو ہم اکدن دکہا دیں گے / نکالیگا تمہیں دلدل سے خشکی میں بٹھا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تمہاری ضد بیجا پر / کریگا منفعل وہ اور تمہیں بغلیں جہنکا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو غفلت اور جہالت کے / تمہاری آنکھ کے آگے سے سب پردے ہٹا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو وہ چاہ ضلالت سے / نکالیگا تمہیں اور بحر وحدت میں گرا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو نیوگی اور بنیوگن کو / دکہا کر ویدکی تہذیب ایشر کی دکہا دیگا

جو منظور الٰہی ہے تو انوار اسلامی / سبق توحید کا اے آریو تم کو پڑہا دیگا

فقط یہ ہی نہیں دیکر سبق خاموش ہو بیٹھے / مکرر یاد اسکو تم کو عامل بھی بنا دیگا

مگر اک شرط ہے اس میں تعصب دور کر دیجئے / نہ بہاگو راستی سے کجروی سب کی مٹا دیگا

نہ مانوں گے تو پچھتاؤ گے ہم سمجھائے دیتے ہیں / خدا اس کفر کی تم کو سزا روز جزا دیگا

خداوندا اثر کی دے اسے یہ وہ رسالہ ہے
کہ جو پیاسے ہیں انکو شربت وحدت پلا دیگا

راقم حق پسند عفی عنہ

# مُسدّس در مدح قرآن شریف

لام پاک خالق کی عجب عظمت عجب شاں ہے … کہ مثل مہر تاباں چرخ رفعت پر درخشاں ہے
نجوم آسماں کی طرح ہر اک نقطہ رخشاں ہے … مثال کہکشاں ہر ایک سطر اسکی نمایاں ہے
جمالِ نور قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

لام پاک ربانی ہے جس میں گوہر یکتا … چمک میں آفتاب آسماں ہرگز نہیں ویسا
بن آسماں میں جگمگاتا نور ہے اُس کا … ہے اک اک نقطہ میں اسکے عیاں لمد کا جلوہ
نظیر اس کی نہیں جتنی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

نہیں ایسا درخت پر ثمر اک باغ قدرت میں … جو خوشبو اس میں ہے ہرگز نہیں گلہا جنت میں
ہر اک پھل اسکے ہے بڑھ گیا خوشبو نکہت میں … معطر ہو گئے سارے دماغ اس سے ہر ساعت میں
بہار جاویداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ یہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

یں حق کی گلستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز … کہیں اس باغ و بستاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
ں اس نجم تاباں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز … کہیں اس مہر رخشاں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لو سے عُماں ہے دگر لعل بدخشاں ہے

نہ ہر کوئی ہو نور صداقت یا فلک پر ہو … نہ اس خورشید تاباں سے کبھی وہ نور باہر ہو
ن جہاں کا قول کوئی کتنا بڑھ کر ہو … کلام پاک رحماں کے نہ پر ہرگز وہ ہمسر ہو

خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

بشر کیونکر لگائے زور اور کوشش کرے کتنی
نہ اس کے قول کو نسبت کلام حق سے ہو اتنی

مدد کو وہ بلائے ساتھ اپنے سب جہاں کو بھی
کہ نسبت آفتاب چرخ کو ذرہ سے ہو جتنی

ملائک جسکی حضرت میں کریں اقرار لا علمی
سخن میں اس کی ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

نظر آتا نہیں قرآن سا نور نظر ہرگز
نظیر اسکی نہ ہرگز لا سکے جن و بشر ہرگز

نہ ایسا چشم و دل کو ہے کوئی کحل البصر ہرگز
نہیں دنیا میں کوئی چاند ایسا جلوہ گر ہرگز

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑی کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

کلام حق کو کہنا افترا اور جعل اور جھوٹا
یہ ایسا بول تم کو بولنا ہرگز نہیں زیبا

بلا شک ہے خدا کے عرش کو یہ قول لرزاتا
کلام پاک کی تکذیب یوں کرنا نہیں اچھا

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زبان کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مقابل میں کلام حق کے کیا تورات کی شاں ہے
جو بیدِ بے ثمر ہے اسمیں کیا طاقت ہے کیا جاں ہے

یہ انجیل محرف کب کلام حق کے شایاں ہے
تصرف ہے بشر کا نہیں اور یہ قول رحماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

معارف اور حقائق میں فقط قرآن ہے یکتا
خدا کی ذات واحد کا نہیں جسطرح پر ہمتا

نظیر اسکی نہیں ممکن تصور میں کبھی اصلاً
کلام پاک کا بھی کوئی ہمسر ہو نہیں سکتا

سب طبیبوں سے ملا سب سے دوائیں پوچھیں
ہم پھرے دنیا میں افریقہ سے تا چین
ایسا عرفان کا نسخہ نہ ملا اور کہیں
سب جہاں چھان چکے ساری کتابیں دیکھیں
مئے عرفان کا یہ ایک ہی شیشہ نکلا۔

ہے نہ قرآں کی کون و مکاں میں تشبیہ
ہے نہیں اسکی کوئی عظمت و شاں میں تشبیہ
فیض عرفاں میں نہ اعجاز و نشاں میں تشبیہ
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

ہے لطافت میں نہ گل کوئی مثال قرآں
اس سے کمتر ہیں سبھی نبیوں کے اعجاز و نشان
ہے چمک میں نہ کوئی ایسا گہر یا مرجاں
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

اس کے ہر نقطہ میں ہے نور الٰہی کا ظہور
اس کے جلوہ سے ہیں تاریکیاں ساری کافور
اس کے انوار سے مومن کا ہے سینہ معمور
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

ایسے خورشید پر انوار سے جو دور رہیں
روح کی راہ سے مردہ ہیں یہ ہم صاف کہیں
وہ تو اندھوں سے بھی بدتر ہیں اگر ہم سنیں
زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

جس کو اللہ کا وصل جہاں میں مطلوب
سب غذاؤں سے یہی دل کو غذا ہے مرغوب
جان اور دل سے وہ قرآں کو ہے رکھتا مرغوب
اللہ اللہ ہے یہ عرفان کا نسخہ کیا خوب
آج تک ایسا نہ جگ میں کوئی نسخہ نکلا

# شرک اور اُس کا بد اثر

کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳۔ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہ ہووے تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا تو اُن کے آگے اپنے تئیں مت جھکا اور نہ ان کی عبادت کر کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیّور خدا ہوں اور باپ دادوں کی بدکاریاں اُن کی اولاد پر جو مجھ سے عداوت رکھتی ہیں تیسری اور چوتھی پُشت تک پُہنچاتا ہوں۔ پر ان میں سے ہزاروں پر جو مجھے پیار کرتے ہیں۔ اور میرے حکموں کو حفظ کرتے ہیں رحم کرتا ہوں۔ انتہے۔ اس حکم خداوندی کے باعث خلقِ خدا کے دو فریق ہوگئے ایک فریق محبّان خدا کا جو خدا کے حکموں کی قولاً اور فعلاً حفاظت کرنیوالا اور توحید الٰہی کا دل وزبان سے ماننے والا اور اپنے عملی رنگ سے خدا سے پیار کرنے والا۔ اور ماسوا ذات حق سے مُنہ موڑنے والا۔ اس فریق عاشقانِ خدا کی سچی محبّت کے باعث اللہ جل شانہٗ نے بھی اپنے پیار کرنیوالوں اور سچے پرستاروں پر رحم کرنیکا وعدہ فرمایا ہے ؛

دوسرا فریق مشرکیں اصنام پرستوں کا ہے۔ کامل عرفان الٰہی نہ ہونے کی وجہ سے خدا کی ذات وصفات میں ماسوا اللہ کو شریک ٹھیرا کر خدا کی الوہیّت کا تاج اسکی پیدا کی ہوئی مخلوق کے سروں پر رکھکر مختلف اشیاء کے پوجاری بن بیٹھے۔ اور خدا کی پیدا کردہ مخلوق کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا از روئے کور باطنی مان لیا۔ انہیں مشرکوں اور عرفان الٰہی سے بے بہرہ لوگوں کے حق میں

الہی فتوی کتاب خروج باب ۲ میں ہو چکا ہے۔ کہ مشرک کا ناپاک بد اثر مشرک کی اولاد میں نسلاً بعد نسلاً تین یا چار پشت تک باقی رہتا ہے
پھر اس گروہ مشرکین کے بھی دو حصے ہو گئے۔ ایک گروہ جو اپنے قدیم مشرکانہ خیال میں مبتلا پشت در پشت چلا آتا ہے۔ جیسے اہل ہنود اور چوڑے ہے اور چمار وغیرہ اور کچھ حصہ ان مشرکین ہنود و ل اور چوڑے ہے اور چماروں وغیرہ سے نکل کر اور ظاہرا بت پرستی کو چھوڑ کر کسی خاص وجہ سے کرسٹان ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسائی شمار کرتے ہیں۔ اور کتاب خروج باب ۲۰ میں خداوند تعالی جل شانہ نے دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرما کر فیصلہ کر دیا ہے کہ ایک فریق جو خدا کو پیار کرنیوالا یعنی موحدین کا ہے۔ خدا کے رحم اور بخشش کا امیدوار ہے اور دوسرا فریق مشرکین بت پرستوں کا ہے۔ جن کے حق میں بباعث شرک والدین کی بت پرستی کا بداثر تین یا چار پشت تک اولاد میں باقی رہیگا۔ علاوہ کتاب خروج باب ۲۰ کے کتاب استثنا باب ۲۹ آیت ۲۶ میں لکھا ہے۔ انہوں نے جا کے غیر معبودوں کی خدمت کی۔ اور انہیں سجدہ کیا۔ ایسے معبودوں کو جنہیں وے نہ جانتے تھے۔ اور جنہیں اس نے انہیں نہ دیا تھا۔ سو خداوند کا غضب اس زمین پر بھڑ کا۔ کہ اس نے ساری لعنتیں جو اس کتاب میں لکھی ہیں۔ اس پر نازل کیں اور خداوند نے قہر اور غصے اور بڑے غضب سے انکو انکی زمین سے اکھاڑا۔ مطابق اسکے مشرکین پر غضب خداوندی کا بھڑکنا کتاب خروج باب ۳۲۔ آیت ۱۰ سے ظاہر ہے۔ اور لفظ لعنت کے معنے کتب لغت عرب میں یہ لکھے ہیں۔ کہ ہر ایک خیر و خوبی اور ہر ایک قسم کی ذاتی صلاحیت

اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی محروم اور بے بہرہ اور بے نصیب ہو جاوے۔ چونکہ شرک کے باعث لعنت خداوندی وارد ہوتی ہے۔ اس لئے مشرک نجات ابدی سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اسیلوسطے خدا کی غیّوری نے کتاب خروج باب ۲۰ میں یہ حکم لگا دیا ہے کہ مشرک کی نسل میں بھی مشرک کا بد اور ناپاک اثر چار پُشت تک باقی رہیگا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مشرکین ہندؤں اور چوڑہے او چماروں کی ذریّت کا ایک حصّہ اپنے والدین کی ظاہرا بُت پرستی چھوڑ کر جو عیسائی ہو جاتے ہیں۔ اس الٰہی فتوے مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ سے مستثنےٰ ہو جاتے ہیں یا نہیں ؛

جواب ہرگز مستثنےٰ نہیں ہو سکتے۔ دلیل اس پر یہ ہے۔ کہ عیسائی کلام الٰہی میں نسخ کے قائل ہی نہیں۔ دیکھو کتاب میزان الحق مطبوعہ ۱۸۶۱ کے صفحہ ۲۵ سطر ۱۷ میں پادری فنڈر صاحب فرماتے ہیں۔ نسخ ماننے سے دو نقص لازم آتے ہیں۔ اولاً یہ کہ گویا خدا کا ارادہ یوں ٹھیرا تھا۔ کہ توریت کو دیکر ایک اچھا اور فایدہ مند کام کرے۔ پر نہ ہو سکا۔ پھر اس کے بعد اس سے بہتر زبور دی۔ جب اس سے بھی مطلب نہ نکلا۔ تو اس کو منسوخ کر کے انجیل دی۔ جب اس سے بھی فایدہ نہ ہوا۔ آخر کو قرآن سے مطلب پورا کیا۔ خدا کی پناہ جب کبھی ایسا خیال دل میں لایا جاوے۔ تو خدا کی حکمت و قدرت باطل ہو گئی۔ بلکہ خدا ایک بادشاہ اور نا سمجھ ناتواں آدمی کی مانند ہو گا۔ کیونکہ ایسا امر صرف آدمی کی ناقص ذات میں ہو سکتا ہے نہ خدا کی کامل ذات میں انتہےٰ ؛

اور اس مسئلہ نسخ کے بارے میں پادری عماد الدین اپنی کتاب کو

ایف الصحائف مطبوعہ ۱۸۶۵ء کے صفحہ ۱۲ سطر ۱۳ میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔ معلوم ہو جائے کہ خدا کے احکام منسوخ نہیں ہوا کرتے آدمیوں کی تجویزیں منسوخ ہوا کرتی ہیں تکمیل میں اور تنسیخ میں نازک فرق ہے تکمیل البتہ کلام اللہ میں ہے لیکن تنسیخ ہرگز نہیں ہے۔ دنیا میں ایک کے بعد دوسرا نبی آتا رہا کبھی نبی لاحق نے نبی سابق کے کلام کو منسوخ نہیں بتلایا۔ بلکہ وہ جو آپ لایا۔ کلام سابق کے ساتھ ملا کے ایک کلام واجب التسلیم بتلاتا رہا۔ اگر خدا ایسا کرتا۔ تو صادق القول اور قائم مزاج نہ ہوتا نہ اُس کے وعدہ وعید کا اعتبار رہتا۔ انتہے ٭

اور پادری صفدر علی صاحب نے بھی اپنے نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۷ کے صفحہ ۳۹ سے ۲۷ تک اس مسئلہ نسخ توریت وانجیل سے انکار کیا ہے

جائے انصاف ہے کہ جب علماء مسیحی حکم مندرجہ خروج باب ۲۰ آیت ۳ کی منسوخیّت کے قائل ہی نہیں۔ بلکہ مسئلہ نسخ کو ابطال حکمت اور قدرت خداوندی متصوّر کرتے ہیں۔ پھر کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ میں جو حکم الٰہی ہو چکا ہے کہ مشرک والدین کے شرک کا بد اثر چار پشت تک اولاد میں باقی رہیگا۔ اس حکم ربانی کے برقرار اور بلا منسوخ ہوتے ہوئے کیونکر اور کسی قاعدہ سے نو مرید مشرک زادے عیسائی مخلصی حاصل کر سکتے ہیں لامحالہ ضرور بر ضرور از روئے کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ کے مشرکین کی ذرّیت اپنے والدین کے گناہوں کے باعث چار پشت تک سزایاب ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔ ہاں اگر کوئی نو مرید عیسائی مشرک زادہ حکم مندرجہ کتاب خروج کی تکذیب کرکے اپنے آپ کو اپنے والدین کے گناہ موروثی سے پاک خیال کرے تو یہ سراسر تحکم اور خام خیالی ہے۔ اگر کسی نو مرید عیسائی

کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ توبہ کرنے سے گناہوں کی معافی ہو سکتی ہے چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۳- آیت ۵ اور انجیل ایضاً باب ۱۵ آیت ۷ وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ توبہ سے گناہوں کی معافی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور گو ہم مشرکین کی اولاد میں سے ہیں۔ مگر ہم بھی توبہ کرکے دین عیسوی میں داخل ہوئے ہیں۔ ہماری بھی توبہ قبول ہونی چاہیئے۔ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ گو آپ بت پرستی سے توبہ کرکے دین مسیحی میں داخل ہوئے ہوں۔ مگر توریت اقدس یعنی کتاب خروج باب ۲ میں جو خداوندی فتوے ہو چکا ہے۔ کہ مشرک والدین کی اولاد میں چار پشت تک شرک کا بد اثر ضرور ہی رہے گا۔ اس کا علاج سوائے منسوخ ہونے حکم مندرج کتاب خروج کے غیر ممکن ہے۔ اور مسئلہ نسخ کے آپ عیسائی صاحبان قطعی منکر ہیں۔ پھر کیونکر حکم خروج کے جاری ہوتے ہوئے آپ چار پشت کی قید کا انکار کر سکتے ہو۔ دوسرا جواب اگر توبہ سے عیسائیوں کے نزدیک گناہوں کی معافی ہو سکتی ہے تو اس مسئلہ توبہ سے ابطال کفارہ خود بخود ہو گیا۔ چنانچہ ابطال کفارے سے بچاؤ کے لئے پادری فنڈر صاحب نے مسئلہ توبہ مندرجہ انجیل ودیگر صحائف انبیاء کرام کے خلاف اپنی کتاب طریق الحیات مطبوعہ ۱۸۶۲ء کے صفحہ ۵۴ سطر ۸ میں لکھا ہے۔ خدا بھی اپنی عدالت کے موافق مجھ سے تجھ سے اور ہر آدمی سے چاہیگا اور توبہ و بازگشت کے سبب گناہ کی سزا سے درگذر نہ کریگا۔ اور مطابق اس کے کتاب ایضاً صفحہ ۴۳ سطر ۱۶ میں لکھا ہے۔

بفرض محال اگر کسی نومرید عیسائی کی توبہ خلاف مرضی پادری فنڈر صاحب قبول ہو بھی تو چار پشت کے بعد ہوگی۔ ہاں اگر کسی نومرید عیسائی کے خودگرد

اپنے ذاتی گناہ بشرطیکہ از قسم شرک نہ ہوں۔ اور ان گناہوں میں گناہ
حق العباد داخل نہ ہوں۔ اگر توبہ سے معاف ہو جائیں۔ تو خدا کے فضل
و کرم سے بعید نہیں ہے سوائے شرک کے اور گناہ حق اللہ جل شانہٗ
کا بخشا جانا توریت کے حکم مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳ کے بھی
منافی نہیں ہے۔ اے نومرید مشرک زادے عیسائیو جب تم توریت اقدس
کو کلام الٰہی قبول کرتے ہو۔ اور صرف زبانی جمع و خرچ پورا کرکے تحریف
کے بھی منکر ہو۔ اور مسئلہ نسخ کا بھی قطعی انکار ہے۔ جس کا ثبوت پادری
فنڈر صاحب اور پادری عماد الدین کی تحریروں سے دے چکا ہوں باوجود
انکار تحریف و تنسیخ کے پھر حکم مندرجہ کتاب خروج مشرک والدین کے
موروثی گناہوں کا بد اثر چار پشت تک باقی رہنا حسب حکم خداوندی ثابت
ہو چکا ہے کیونکر اس موروثی گناہ سے بچ سکتے ہو۔ اور کس طرح اس حکم
خروج کو غلط ٹھیرا سکتے ہو۔ بہرصورت حکم مندرجہ توریت مشرک کی اولاد
میں چار پشت تک شرک کا ناپاک اور بد اثر باقی رہنا تمہیں تسلیم کرنے میں
کوئی چارہ نہیں ہو سکتا۔ اب اے مشرک ہندوؤں اور چوڑہے و چماروں
اور دیگر مشرکوں کی اولاد تمہیں عیسائی ہونے سے کیا فایدہ ہو سکتا ہے
تمہارے مشرک والدین کے موروثی گناہ از روئے توریت جب چار پشت
تک تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتے اور والدین کے موروثی گناہوں میں
تمہیں ضرور گرفتار ہونا پڑیگا۔ پھر تم عیسائی ہونے ہی نجات ابدی
کے وارث کیونکر ہو سکتے ہو۔

افسوس تمہارے حال زار پر یہ مثال کیا ٹھیک آتی ہے کہ چمار گیا تھا
پوار اس کو آگے بھی بیکار۔ یعنی کسی چمار کو سکتہ کی بیماری ہو گئی۔ عالم

بیہوشی میں بھی اس کو بھی نظر آیا۔ کہ جیسے فرشتے بیکار پڑے ہوئے جاتے ہیں۔ ہائے بدنصیبی تیرا خانہ خراب بعض مشرک زادے اپنے آبائی دین مشرکانہ سے دست بردار ہو کر کسی خاص غرض سے عیسائی بھی ہوئے مگر از روئے توریت مشرک والدین کے موروثی گناہ سایہ کیطرح ساتھ ہی چمٹے رہے۔ علاوہ موروثی گناہوں کے اس دین موجودہ عیسوی میں شان اللہ یسوع پرستی مریم پرستی کبوتر اوتار اور آگی اوتار کا مشرکانہ مسئلہ موجود اور تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا گورکھ دھندا حاضر ہے جسکی عقدہ کشائی سے خود ہی قدیم سے عیسائی حیرانی کے دریا میں غوطے کہا رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس اے ذریّت مشرکین بیند توڑ کر بھاگے اور سیراب کے پیچھے آن بیٹھے۔ اپنا آبائی مذہب بباعث شرک چھوڑا۔ وہی مخلوق پرستی اور مسئلہ اوتار دھارنے کا عیسائی مذہب میں موجود اے مشرک زادو اگر تم حُبّ دنیا کے طالب نہیں ہو۔ تو اسلام کی طرف رجوع کرو جسمیں عرفان الٰہی کامل واکمل اور توحید الٰہی معہ دلائل عقلیہ کے موجود ہے۔ شرک اور بُت پرستی اسلام کے پاک نام سے بھاگتے ہیں۔ اور اس حکم مندرجہ توریت کتاب خروج باب ۲۰۔ آیت ۳۔ جس کی میعاد نزول قرآن شریف سے پوری ہوگئی۔ اور بجائے اس حکم توراتی کے قرآن شریف سورہ فاطر رکوع ۳ میں نیا حکم کیا جاتا ہے ٭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ۔ ترجمہ۔ اور نہیں اُٹھاویگا کوئی اُٹھانے والا بوجھ دوسرے کا۔ یعنی اپنے ذاتی گناہوں کے سوا کوئی شخص دوسروں کے گناہوں کے باعث ہلاک نہ ہوگا۔ حکم مندرجہ کتاب خروج باب ۲۰ آیت ۳۔ اس حکم قرآنی سے منسوخ ہوگیا۔ یعنی اسکی میعاد پوری ہوگئی

اب اپنے ہی گناہوں کا حساب دینا ہوگا۔ والدین کے گناہوں کا موروثی اثر جاتا رہا۔ اے ذریت مشرکین اگر نجات ابدی کے طالب ہو۔ اور شرک کی برائی تمہارے دلوں میں پوری پوری بیٹھ گئی ہو تو اسلام سے پاکیزہ مذہب دُنیا میں کوئی نہیں ہے۔ جس پاک مذہب کا بانی الا خاتم النبیین ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

شیخ الہ دین واعظ انجمن حمایت الاسلام لاہور (حال وارد دہلی کھاری باؤلی مطبع قاسمی

---

# عدم نجات مذہب پولوسی

## تمام دُنیا کے مسیحی صاحبان کی خدمت میں ایک سوال جواب طلب ضرور

اے عیسائی صاحبان آپکی نجات صرف مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے ہوگی یا اعمال حسنہ مندرجہ بائیبل کے بجالانے سے۔ یا کفارے اور اعمال کے اجتماع سے۔

اگر عیسائی صاحبان فرمائیں کہ محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے اور بدوں اعمال صالحہ کے نجات حاصل ہوسکتی ہے جیسا کہ پولوس صاحب اپنے خط رومیوں باب ۳ آیت ۲۸ میں فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھیر سکتا ہے انتہی۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو حضرت یعقوب حواری اپنے خط کے باب ۲ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں دیکھئے

سیاں پولوس کے نزدیک مجرد ایمان سے آدمی راستباز ہو سکتا ہے یعنی
نجات حاصل کر سکتا ہے برخلاف پولوس کے حضرت یعقوب حواری
فرماتے ہیں کہ محض ایمان سے راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ
ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ کا ہونا ضروری ہے اب دونو صاحبان
سے کس کا اعتبار کیا جاوے۔ اور کس کی تکذیب کریں اور یہ بات ظاہر
ہے کہ دو قول متضاد میں سے صرف ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے علاوہ
ازیں اگر محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدوں اعمال حسنہ کے
نجات ہونی تسلیم کیجاوے تو بائیبل کی یہ تعلیم کہ جس میں اعمال حسنہ
کی تاکید شدید پائی جاتی ہے حتیٰ کہ اعمال نیک ہی پر نجات منحصر ٹھیرایا
کفارے کا تعلیم اعمال حسنہ کو نظر انداز کرنا درحقیقت بائیبل کا اعتبار
کھونا ہے دیکھئے انجیل متی باب ۱۶- آیت ۲۷- کیونکہ ابن آدم اپنے باپ
کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے
موافق بدلہ دیگا۔ پھر خط رومیوں باب ۲- آیت ۶- وہ ہر ایک کو اُس کے
کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ اور خط یعقوب حواری باب ۲- آیت ۲۰- پر اے
واہی آدمی کب تجھکو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے کیا ہمارا باپ
ابرہام اعمال سے راستباز نہیں ٹھیرایا گیا۔ جبکہ اُس نے اپنے بیٹے اصحاق کو
قربان گاہ پر چڑھایا تو دیکھتا ہے کہ ایمان نے اسکے اعمال کیساتھ کام کیا۔
اور اعمال سے ایمان کامل ہوا اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے ابرہام
خدا پر ایمان لایا۔ اور یہ اسکے لیئے راستبازی گنی گئی۔ اور وہ خلیل اللہ کہلایا
تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھیرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں
اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی جب اُس نے جاسوسوں کی مہمانی کی۔

اور انہیں دوسری راہ سے باہر کر دیا۔ کیا اعمال سے راستباز نہ ٹھہری ۔
پس جیسا بدن بے روح مُردہ ہے۔ ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مُردہ
ہے کہ کتاب مکاشفات باب ۲۰ آیت ۱۲۔ پھر میں نے دیکھا کہ مُردے کیا
چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑی ہیں اور کتابیں کھولی گئیں۔ اور ایک
دوسری کتاب جو زندگی کی ہے کھولی گئی۔ اور مردوں کی عدالت جسطرح
سے اُن کتابوں میں لکھا تھا اُنکے اعمال کیمطابق کیگئی۔ اور کتاب ایضاً
باب ۲۲ - آیت ۱۴۔ مبارک وے ہیں جو اسکے حکموں پر عمل کرتے ہیں تاکہ زندگی
کے درخت پر اُنکا اختیار ہوا اور وے ان دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں
داخل ہوئیں۔ علاوہ ان حوالہ جات کے اور بھی اس قسم کے حوالہ بائبل میں
بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً یرمیاہ باب ۱۷ - آیت ۱۰ - ایضاً باب ۲۵ آیت
۱۴۔ ایضاً باب ۳۲ - آیت ۱۹۔ اور زبور ۶۲ - آیت ۱۲۔ اور اول سموئیل باب ۲
آیت ۳ - خوبی یہ کہ سموئیل میں اعمال کا وزن کرنا بھی لکھا ہے۔ کیوں حضرات
عیسائی صاحبان مقامات مذکورہ بالا سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ روز حشر
میں جزا اور سزا ہر ایک شخص کو اسکے اعمال کے مطابق ہوگی۔ نیکو کار خدا
سے جزا پائینگے۔ یعنی نجات ابدی کے وارث ہونگے۔ اور بدکردار سزا پائینگے
چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۶ - آیت ۱۹ سے ۲۶ تک میں جو ذکر لعازر اور دولتمند
کا مندرج ہے اس ہمارے بیان پر شاہد ہے۔ جائے غور ہے کہ جب اعمال
حسنہ کے باعث نجات ابدی کا حاصل ہونا اور بداعمالیوں کے بدلہ میں
عذاب میں گرفتار ہونا الٰہی قانون سے ثابت ہوچکا تو کیا مسیح کا کفارہ الٰہی
قانون کو توڑ کر اُن مقامات کی جن میں عملوں پر جزا و سزا کا انحصار ٹھہرایا
گیا ہے باطل و عاطل کر دیگا۔ اور خوبی یہ کہ بدوں اعمال صالح مطلق ایمان

کو حضرت یعقوب حواری مُردہ قرار دے چکے ہیں کیا مُردہ ایمان آلہی اُس قانون کو توڑ سکتا ہے حاصل مطلب اعمال نیک وبد پر جزا وسزا کا مقرر ہونا جو خداوندی قانون سے ثابت ہو سکتا ہے یہ مفت کی نجات جسکا قیام مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدوں اعمال حسنہ کے عیسائی خیال کرتے ہیں سراسر متضاد اور صریح خلاف ہے اور یہ بات فیصلہ شدہ ہے کہ دو امر متضاد میں سے صرف ایک ہی امر صحیح ہو سکتا ہے لامحالہ یا تو مفت کی نجات جو مجرد ایمان بدوں اعمال صالحہ کے تجویز کیگئی ہے باطل ٹھہرے گی۔ یا اعمال حسنہ پر جزا اور سزا مقرر ہونا غلط متصور ہوگا۔

ہاں اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ کوئی بنی آدم تمام احکام الہی مندرجہ بائبل پر عمل کر ہی نہیں سکتا چنانچہ میاں پولوس کا قول ہے کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں۔

خط رومیون باب ۳ آیت ۱۲۔اس فاسد خیال مذکورہ بالا کے متعدد جواب ہیں۔ پہلا جواب۔ پولوس کے خط رومیون باب ۳۔ آیت ۱۲ اسے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرد بشر نیکوکار ہو ہی نہیں سکتا۔ اور بشری طاقت سے بالاتر اور غیر ممکن ہے کہ کلی احکام آلہی پر عمل ہو سکے۔ خلاف اس خیال خام کے حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت ۳ میں فرماتے ہیں کیونکہ خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں۔ اور اس کے حکم بھاری بھاری نہیں یعنی شریعت آلہی پر عمل کرنا غیر ممکن بات نہیں بلکہ ممکن ہے جواب دوئم تمام افراد انسانی میں سے کوئی فرد کلی احکام مندرجہ بائبل پر عمل کرسکتا ہے یا نہیں۔ شق اول اگر کرسکتا ہے تو جو بندگان خدا الٰہی قانون پر کلیۃً عمل کرسکتے ہیں۔ انکے نجات یافتہ ہونے میں کلام ہی

کیا ہے شق ثانی اگر کہو کہ تمام بنی نوع انسان میں سے کلی احکام الٰہی پر عمل
کر ہی نہیں سکتا۔ تو اس پر کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو یہہ
تکلیف مالایطاق کیوں دی۔ انسانی قوت سے بالاتر تکلیف دینی خدا کی
ذات مقدس سے بعید ہے اور نیز حضرت یوحنا حواری کے فرمان مندرجہ
خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۳ کے بھی صریح خلاف ہے۔ جواب سوم احکام
الٰہی کل مندرجہ بائبل پر عمل کرنا صرف امر موہوم ہی نہیں۔ بلکہ بعض بندگان
خدا کا بے عیب و بے قصور احکام الٰہی کا بجالانا بائبل سے بخوبی ثابت ہے
اور نیز بعض پاک بندوں کا مس شیطانی سے محفوظ رہنا اور انکی معصومی
بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت
۱۸ میں فرماتے ہیں ہم جانتے ہیں جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ
نہیں کرتا بلکہ وہ خدا سے پیدا ہوا ہے اپنی حفاظت کرتا ہے اور وہ شریر
یعنی شیطان اس کو نہیں چھوتا خدا سے پیدا ہونیکے یہ معنے ہیں کہ از روئے
حکم آسمانی سفلی حالت سے ترقی دیکر مراتب علیا پر ممتاز کرنا جس کو روحانی
پیدائش بھی کہتے ہیں اسی نظر بعض امور کی وجہ سے اُن پاک بندوں کو پیغمبر
و نبی کے خطاب سے پکارا جاتا ہے یہ پاک بندے دیدہ و دانستہ بقول حضرت
یوحنا حواری مس شیطان یعنی اغوائے شیطان سے محفوظ کیئے جاتے ہیں
اور بیگناہی کیوجہ سے معصوم ہو جاتے ہیں اور حضرت یوحنا حواری یہہ بھی
فرماتے ہیں کہ جو گناہ کرتا ہے سو شیطان کا ہے دیکھو خط اول یوحنا باب ۳
آیت ۸۔ اگر ہم بموجب قول پولوس مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲
کے صرف چند منٹ کیلئے تسلیم کریں کہ کلہم بنی آدم گنہگار ہیں۔ ایک بھی
نیکوکار نہیں اور حضرت یوحنا حواری گنہگاروں اور بدکاروں کو گروہ

شیطانی فرماتے ہیں۔
اب حضرات عیسائی صاحبان کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی چارہ نہیں کہ تمام بنی نوع انسان مطیع شیطان ثابت ہوئے۔ اس تسلیم کے بعد اول تو عیسائیوں کو پیشین گوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ عورت کی نسل سے پیدا ہونیوالا شیطان کا سر کچلیگا۔ یعنی شیطان کو مغلوب کر بندگان خدا کو اُس کے قبضے سے آزاد کردیگا غلط ٹھہرانی پڑیگی۔ دوم حضرت یوحنا حواری کا فرمان ہے کہ جو خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا اور نہ شیطان اس کو چھو سکتا ہے اسکی بھی تکذیب ہوتی ہے ہمارے نزدیک بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات عیسائی صاحبان نہ تو پیشین گوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ کو غلط ثابت ہونے دیں اور نہ حضرت یوحنا کے قول مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۸ اکی تکذیب کریں۔ سب سے اچھی اور عمدہ یہی بات ہے کہ میاں پولوس کے قول مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ ہی کو غلط ٹھہرادیا جاوے اور پولوس کی غلط بیانی پر ہم ایک اور شہادت انجیلی پیش کرتے ہیں دیکھو انجیل لوقا باب اول آیت ۵۔ یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے دنوں میں ابیاہ کے پادریوں میں سے ذکریا نامے ایک کاہن تہا اسکی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی۔ اور اسکا نام الیبات تھا وے دونو خدا کے حضور راستباز اور خدا کے سارے حکموں اور قانونوں پر بےعیب چلنے والے تھے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان خدا تعالیٰ جل شانہ کے کل احکاموں اور قانونوں پر بےعیب وقصور عمل کرنا حضرت ذکریا علیہ السلام کا مع اپنی بیوی صاحبہ کے انجیل ہی سے ثابت ہوگیا اب آنکی پاکبازی اور معصومی یعنی بیگناہی کا قایل نہ ہونا دخففت انجیل

کی تکذیب کرتا ہے۔ اور ایسے ہی اور پاک بندوں کی معصومی کا ثبوت بائبل میں موجود ہے دیکھو خط دوم پطرس باب ۲۔ آیت ۵ سے ۹ تک اور کتاب دوم سلاطین باب ۲۰۔ آیت ۳ وکتاب ایوب باب اول آیت اوّل اور کتاب حزقی ایل باب ۱۴۔ آیت ۱۴۔ اور کتاب دانیل باب ۶۔ آیت ۴۔ انبیا کرام علیہم السلام کا معصوم ہونا بائبل سے بخوبی ثابت ہے اور انجیل متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے کہ بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں۔ یعنے بیگناہوں اور معصوموں کو کسی کے فدیہ وکفارے کی کوئی حاجت نہیں پس احکام کلی مندرجہ بائبل کا بجالانا بقول حضرت یوحنا حواری ممکنات سے ہے۔ اور انبیار کرام کی بیگناہی اور معصومی کلی احکام آلہی کے بجا آوری کی دلیل ہے۔ اور انبیا کی بیگناہی اور معصومی اُنکے نجات یافتہ ہونیکا ثبوت ہے جس سے کفارے کا ابطال بخوبی ہوگیا۔ رہی تیسری بات یعنی مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور اعمال حسنہ مندرجہ بائبل کے اجتماع سے نجات حاصل ہوسکتی ہے تو گذارش یہ ہے کہ ایمان کے ہمراہ جو اعمال حسنہ شامل ہونگے آیا کل احکام مندرجہ بائبل۔ یا بعض خاص حکم۔ شق اول اگر کلی احکام مندرجہ بائبل پر عمل کرنا ہمراہ ایمان کے ضروریات سے تسلیم کیا جاوے۔ تو کلی احکام آلہی کی بجا آوری کا نام ہی بیگناہی اور معصومی ہے۔ بیگناہ اور معصوموں کو کسی کے کفارے وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں۔ شق ثانی یا بعض خاص حکم ہمراہ کفارے کے تجویز کرنا مگر اُن خاص حکموں کی خصوصیت پر کوئی دلیل قطعی الدلالت بائبل سے پیش کرنا عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے صرف زبانی جمع خرچ پورا کرنا سائل کی تسلی کا باعث نہیں ہوسکتا۔

راقم شیخ الہ الدین واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور حال دہلی ✚

# ولادت مہرشی دیانند

عنقا نے کم کیا ہے نشان نام کیلئے
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست کے

سوامی صاحب کون تھے کس نگر کس خاندان کے تھے۔ والدین کون تھے۔ اب تک کسی کو علم کہاں معلوم نہیں نہ سوامی صاحب نے کسی پر ظاہر کیا۔ بلکہ پوچھنے پر بھی یہی جواب دیا۔ کہ آجکل مجکو ویانند سنیاسی کہتے ہیں۔ اگر میں پورا پتہ دوں تو والدین خبر پاکر مجکو گھر لیجا کر دنیا کے دھندوں میں پھنسا دینگے ناظرین سوامی صاحب کی اس تحریر پر ہماری سوال ہیں پہلے وہ سُن لیں۔

## سوالات

(۱) جس زمانے میں سوامی جی نے اپنا جیون چرتر بنایا ۵۰ برس کی اوستھا تھی۔ کیا اسوقت تک والدین جیتے تھے۔ جو سوامی جیکو پکڑ کر گھر لیجاتے۔ اگر یہہ مان بھی لیا جاوے تو سوامی جی چھوٹے بالک نہیں تھے۔ جو والدین گود میں اُٹھا کرلے جاتے۔

(۲) ہندوں کا عام دستور ہے کہ جس شخص نے ہندو طریق کیموافق ایکدفعہ سنیاس لے لیا وہ گرہست کے لائق نہیں سمجھا جاتا۔ نہ والدین لیجانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسا کرنا شاستر کے خلاف اور پاپ جانتے ہیں۔ ہم کو افسوس اسبات کا ہے کہ سوامی جی کو کس طرح معلوم تہا کہ والدین جیتے ہیں۔ کیا ٹیلیفون لگا ہوا تہا۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ سوامی جی کو والدین کی زندگی دکھہ کا کارن ہوگی۔

(۳) سوامی جی کہتے ہیں کہ گھر جاکر ورہہ چھوٹنا پڑیگا۔ کیا چھاپہ خانہ کھولنے

پُستک بیچنے چندہ اکٹھا کرنے میں جو دُبدھا چھوڑنا پڑا۔ اپنے گھر کا چھوڑ پرلے گھروں کا مانگا ہوا دیہہ چھوڑنا نئے ویدبھاشا کے مطابق دوش نہیں تہا۔

(۴) اپنے والدین کو مصیبت میں چھوڑ کر گھر سے نکل پڑے اور اپنی بڑھاپے تک متنفر ہیں۔ لیکن ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں۔ کہ ماتا پتا کی سیوا تن من دھن سے کرنی چاہیئے۔ دھن باد سوامی جی مہاراج۔ خودرا فضیحت دیگراں رانصیحت ✣

دلیش کاٹھیاوار راج دھانی مہاراج موروی میں رام پور نام ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اسمیں بھجن ہارے نام ایک کمٹنک رہتا تہا۔ اُسکے ہاں بیٹی کے سوا کوئی بیٹا نہ تہا۔ اس لئے رات دن پُتر کا مکھ دیکھنے کے لئے ہمیشہ خواہش لگی رہتی تھی۔ ایک دن کسی مہاتما نے اُپدیش دیا۔ کہ اگر تو مہادیو جی کے مندر میں ایک سو ایک دن گائے کے گھی کا چراغ جلایا کرے۔ تو شِب جی کی کرپا سے تیرے بھی کُل کا دیپک پُتر اُتپن ہووے۔ بھجن ہارن کی بردھ اوستھا ہو گئی تھی۔ پُتر اپتی کی اُمنگ میں مست تھا۔ اس کا ایک چھوٹا بھائی ستیا رام ہاری نام اور تھا۔ اس کے ہاں بھی کوئی پتر نہیں تہا۔ دھرم کارج میں بھجن ہاری کی بودھی ہمیشہ سے اتم تھی۔ مہاتما جی کا اپدیش مان شب مندر میں دیپک دھرنے لگا۔ تھوڑے ہی دنوں میں شب جی کی کرپا سے اور کرم کانڈ کے یوگ سے بھجن ہاری کی استری کو گربھ رہا۔ سمت ۱۸۸۱ بکرمی بہادوں شدی نومی جمعرات کے دن مطابق سنہ ۱۸۲۴ء پتر کا جنم ہوا۔ تمام خاندان میں خوشی ہوئی۔ شب بھجن نام رکھا۔ دسویں دن بالک کو اُسی شب مندر میں لیگئے۔ بھجن ہاری ہاتھ جوڑ سر نوائے۔ شِب کی مورتی کے سامنے کھڑا ہو کہنے لگا۔ ہے بابا بھولے ناتھ میں تو کم بخت ہوں۔ یہہ جو کچھ ہے آپ ہی

پرتاپ ہے۔ میں آج ہی سے آپکا نرت کار سمجھکر پرتھم اس کو ہی پڑھا سکھاؤنگا
آپ کرپا کرکے اس کے جیو کو سب طرح کے دُکھوں سے بچائے رکھنا۔ میرے
بڑھاپے کی ٹیک آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پرارتھنا کر بالک کو
گھر لیگئے۔ اب جوتشیوں سے گیرہ پوچھے گئے۔ تو اُنہوں نے بعد قیل و
قال یہہ اُتر دیا۔ مہاراج بالک ہونہار ہی پرنتو اس کا جیتے رہنا کچھ کٹھن
بھی ہے۔ کیونکہ اس کے ایسے اتم گرہ تمہارے گھر کے یوگ نہیں۔ اگر
یہ بالک جیتا بھی رہا۔ جیسا ایک دو گرہوں سے ثابت ہوتا ہے۔ تو یہ
لڑکا بڑا خوش نصیب اور لائق شخص ہوگا۔

قاضی امام علی موضع چک مغلانی ڈاکخانہ نکودر ضلع جالندھر

# سوامی جی کی لیاقت علمی

ہمارے دیانندی دوستوں کو سوامی جی کی لیاقت علمی پر بھی بڑا ناز ہے ہم ناظرین کے سامنے منوسمرتی کے چند منتروں کا ترجمہ جو منشی کرپارام صاحب دیانندی جگراؤنی نے کیا ہے۔ اور ہمارے سماجی دوستوں کا مسلمہ ہے پیش کرتے ہیں اور ساتھ ہی ستیارتھ پرکاش سے انہی منتروں کے ارتھ جو سوامی جی نے کئے ہیں لکھتے ہیں جس سے ناظرین پر سوامی جی کی لیاقت علمی کی پوری پوری تصدیق ہوجاویگی کہ وہ کیسے عالم بے بدل اور فاضل اجل تھے ملاحظہ کیجئے۔ منوسمرتی صفحہ ۱۷۱۔ ادھیائے ۵ منتر ۶۵ منشی صاحب ان الفاظ میں یوں ترجمہ کرتے ہیں (گرو کے مرنے پر چیلا اگر اس کا داہ کرم کرے۔ تو وہ بھی دس دن میں شدھ ہوتا ہے) مگر سوامی جی بغرض بہوت پریت کی

تعریف کرنے کے ستیارتھ صفحہ ۷۳ پر منتر مذا کا یوں ارتھ کرتے ہیں ).
جب اُستاد مرے تب لاش جس کا نام پریت ہی (حالانکہ لاش کو پریت نہیں کہتے) اس کو جلانیوالا طالبعلم پریت ہاروں یعنی لاش اُٹھانیوالوں کے ساتھ دس دن شُدھ ہوتا ہے۔
دوسری جگہ منشی صاحب نے صفحہ ۳۴۳ پر ادھیا ۹ منتر ۸۹ کا ترجمہ کیا ہی (کیا بافیض ہو کر بھی تا زیست گھر میں رہی مگر اس کنیا کو کبھی بے ہُنر آدمی کو نہ دیوے اگر سوامی جی اپنی لیاقت علمی سے کام لیکر ستیارتھ صفحہ ۱۱۰ پر سُرخی دیتے ہیں "لڑکی لڑکا کسی حالت میں تمام عمر شادی نہ کریں"۔ اور منتر مذا کا حوالہ دیکر ارتھ کرتے ہیں (چاہیے لڑکا لڑکی موت تک کنوارے رہیں۔ لیکن اس ورش یعنی باہم مخالف وصف عمل اور فطرت رکھنے والوں کا بیاہ کبھی نہ ہونا چاہیئے۔
تیسری جگہ منشی صاحب صفحہ ۴۰۲ ادھیائے منتر ۶۴ کا ترجمہ کرتے ہیں۔ (شودر عورت میں برہمن کے تخم سے لڑکی پیدا ہو وہ پارشولی کہلاتی ہی پھر اس لڑکی سے جو برہمن شادی کر کے لڑکی پیدا کرے۔ جب اسیطرح چھٹے دفعہ لڑکی پیدا ہو۔ اور برہمن سے شادی کرے تو آخر اولاد برہمن ہو جاتی ہے) لہٰذا تشریح کیلئے آگے منتر ۶۵ کا ترجمہ ہے۔ (شودر برہمن ہو جاتا ہے اور برہمن شودر بن سکتا ہے۔ اسیطرح پر شتری اور ویش بھی برہمن یا شودر ہو سکتے ہیں۔ اپنے ورن سے گر کر دوسرے ورنوں میں چلے جاتے ہیں) مگر سوامی جی ستیارتھ صفحہ ۱۰۵ میں سرخی دیتے ہیں کہ "پیدائش سے ورن نہیں" اور تائید میں اس ادھیا کے منتر ۶۵ کا حوالہ دیکر ارتھ کرتے ہیں شودر خاندان میں پیدا ہو کر برہمن شتری اور ویش کی مانند وصف عمل

اور فطرت رکھنے والا ہو تو وہ شودر برہمن، کشتری اور ویش بن جاتا ہے۔
ویسے ہی جو شخص برہمن کشتری ویش خاندان میں پیدا ہوا ہو۔ اور اس کے
وصف عمل اور فطرت شودر کے مانند ہوں۔ تو وہ شودر بن جاتا ہے۔ اسی
طرح جو شخص کشتری یا ویش کے خاندان میں پیدا ہو کر برہمن یا شودر کے
مانند ہو۔ وہ برہمن یا شودر بھی ہو جاتا ہے۔ گویا چاروں ورنوں میں
جس جس ورن کی مانند جو جو مرد یا عورت ہو۔ وہ اسی ورن میں گنی جاوے
(ناظرین سوامی جی کی اس تکلیف کا باعث سمجھاوینگے) چوتھی جگہ منشی
صاحب منوسمرتی صفحہ ۳۴۴ پر ادھیائے ۹ منتر ۷۵ کا ترجمہ کرتے ہیں (کھانے
پینے کا انتظام کرکے پردیس جانیکے بعد اسکی زوجہ نیم سے رہکر زندگی بسر
کرے۔ اور بدوں انتظام خورد و نوش کے شوہر کے سفر کرنے میں سوت
کاتنے سے یا اور لائق تعریف دستکاریوں سے اوقات گذاری کرے)
آگے منتر ۷۶ کا ترجمہ کرتے ہیں (دھرم کارج کرنیکے واسطے پردیس
گئے ہوئے شوہر کے حکم کی تعمیل پر آٹھ برس تک کرے [illegible]
[illegible] کے واسطے پردیس گئے ہوئے شوہر کے حکم کی تعمیل [illegible] برس تک
کرے) اب دیکھئے ستیارتھ صفحہ ۱۴۳ میں سوامی جی منتر ۷۶ کا حوالہ
دیکر ارتھ کرتے ہیں۔ (اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں
گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس۔ اور اگر علم و نیک نامی کے لئے گیا ہو
تو چھ برس اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو۔ تو تین برس تک انتظار
کرکے پھر نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے) اصل منتر میں نہ لفظ نیوگ ہے
نہ کوئی ایسا لفظ جس کا ترجمہ نیوگ یا پیدائش اولاد کا ذکر ہو سکے۔ یہ محض
سوامی جی کی لیاقت علمی اور من گھڑت طبیعت کا خاصہ ہے۔

اسیطرح جنابنے وید مقدس سے جہاز رانی غبارے بازی تار برقی اصول علم طب وغیرہ جملہ علوم نکال کر دکھا دیئے ہیں۔

اور ایک حصہ سے زاید بلا ترجمہ خاص مصلحت سے چھوڑ دیا۔ جس کو ہم اپنے سماجی دوستوں کی خاطر بتائے دیتے ہیں۔ وہ یہ کہ آپ جونی ایجادیں ہوں۔ باقی سے نکالکر دکھا دی جاویں۔

اور اسی علمیت سے راؤن اوٹ ساین آچاریہ مہی دہر۔ اور اہل انگلستان و جرمنی کے تفاسیر کو غلط بتا کر صحت کیگئی۔ چنانچہ یجر وید ادھیائے ۲۴ منتر ۲۰ کا ترجمہ پنڈت مہی دہر کرتے ہیں "اسپ ... خود درجسم ... مے افگند (ورشا اسپ راگویند) .... اسپ را بدست خود کشیدہ درجسم خود ... میکند"

سوامی جی بھومکا صفحہ ۲۰۴ پر صحت کرتے ہیں "ہم دونوں (راجہ اور رعیت) دھرم ارتھ (دولت) کام (مراد) موکش (نجات) ان چاروں کو ہمیشہ ملکر ترقی دیویں تاکہ ہم سورگ (راحت اعلی) اور دیکھنے اور بھوگنے کے لائق آنند کو پاویں۔ اور تمام جانداروں کو سکھ دیویں۔

اور یجروید ادھیا ۲۳ منتر ۲۶ کا ترجمہ مہی دہر کرتے ہیں "اندام ... را از دست کشیدہ فراخ ... تاکہ آں کشادہ شود۔ بمثل آنکہ کاشتکار در باد سرِ غلہ افشاں را بالا گرفتہ مے جنبانند تاکہ دانہ از علف جدا شود"

اب سوامی جی اصلاح ملاحظہ کیجئے۔ بھومکا صفحہ ۲۰۶ (اے انسانو! تو اس سلطنت کے لئے اقبال و حشمت کو ترقی دے۔ جب سلطنت کی حفاظت سبھا کے ذریعہ سے کیجاتی ہے تو سلطنت اس طرح عروج حاصل کرتی ہے جسطرح کوئی بھاری بوجہ کو اُٹھا کر پہاڑ پر چڑھ جاوے۔

یہ تھی اس قومی لیڈر کی لیاقت علمی جس کے ثبوت میں میں صرف ان چار شہادتوں پر اکتفا کرکے اپنے سماجی دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ کامل غور کرکے سچ کے دھارن کرنے میں مستعد ہو جاویں ورنہ۔

گر ہمیں مکتب است وایں ملا۔ کار طفلاں تمام خواہد شد۔

دیانندیونکا خیرخواہ بشیر احمد از سیتاپور

# نظم

کسی نے کسی آریہ سے یہ پوچھا دیانند کے ہیں وہ احکام کیا کیا
بنے جنکی تعمیل سے اُن کا چیلا بھرے جن سے ہیں ستیارتھ و بھومکا

کہا آریہ نے کہ کہتا ہوں سن لو
جواب سوال اب میں دیتا ہوں سُن لو

ستیارتھ صفحہ ۲۰۶

نہ کر رام رام اس سے ہے فایدہ کیا کہ جوں مصری مصری سے منہ ہو نہ میٹھا
دیانند کا بھی یہی مدعا تھا یہ تھا اونکا مسلک خیال اور عقیدہ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا۔

صفحہ ۱۱۶

ہوا صاف کرنیکی ترکیب جانو نہ کچھ اور تم ہون کرنے کو مانو
فضول اس کے منتر میں منہ پڑاؤ فقط ہون تم نوکروں سے کراؤ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

صفحہ ۲۷۳

برت صرف لنگھن ہے بیکار جانو دیشر اگنی میں کھانیکو ہے اور کھاؤ
مہاکشٹ ہوتے ہیں جو ہے میں انکو نہ تم برت رکھو نہ تکلیف اُٹھاؤ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا
وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا ۔ صـ۲۴۹

نشانی یہ بس طالبعلمی ہی کی تھی جنیؤ اور کیا کچھ نہیں اصل اُسکی
چھپا چونکہ کپڑوں میں رہتا ہی بھائی تو موزوں ہے چیر اس سکو لگائی

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا ۔ صـ۲۵۸

گئے سر ہوں سب مرد و عورت برابر نہ ہو گرم ملکوں میں چوٹی بھی سرپر
وہ کم عقل ہے بال ہیں جسکے سرپر فقط داڑھی مونچھوں سے ہوتی ہے ابتر

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا ۔ صـ۲۶۳

ہے یہ واہمہ چھوت اور چھات ساری نہیں احتیاط اسقدر بھائی اچھی
بگل جاؤ ہوسے کسی کی پکائی چاروں کے ہوئے یا شودر کے بھائی

عمل اس نصیحت پہ جو جو کرے گا
وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا ۔ صـ۳۲۵ ۳۱۶

ہے کیا جاترا اور تیرتھ سی حاصل ہیں سب ایسی باتیں لغو اور باطل
جو تیرتھ کو جائے سمجھ لو ہے غافل سمجھتا ہے پاکھنڈ انہیں مرد عاقل

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکّا بنے گا ۔ بھومکا صـ۱۲

برابر زن و مرد کے حق کو سمجھو نہ اولاد ہو تو کسی پاس بھیجو
کسی اور سے بیٹا پیدا کراؤ نہ کچھ تم ڈرو اور نہ کچھ بچکچاؤ

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

پردیس جاؤ تو عورت تمہاری مصیبت اٹھائے وہ کیوں دکھ کی ماری
کریگی نیوگ اور سے وہ بیچاری تمہیں دیگی اولاد ایک پیاری پیاری

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

صفحہ ۱۱۹

تجارت کو نکلو تو ۳ سال پیچھے جو لوٹو تو بارہ ہونگے تمہاری
کہ مع سود تم اصل پاؤ گے آتے ملے بیوی اور بے مشقت کے لڑکے

عمل اس نصیحت پہ جو جو کریگا
وہ چیلا سوامی کا پکا بنے گا

ستو نیوگ نامہ بہت خوب ہے دیانند جی کو یہہ مرغوب ہے

بشیر احمد سیتاپوری

## کون کہتا ہے گوشت مت کہاؤ
## آئے تو وہ ذرا میرے آگے

ماس پارٹی والوں سے تو کوئی بحث نہیں وہ تو گوشت خوری میں میرے ہمخیال میں رہ گئے گہاس پارٹی والے وہ مجھے ضرور صلواتیں سنا ئینگے۔ جی کیوں کیوں نہ گالیاں دینگے۔ اللہ کی شان قبلہ عالم ہے میرے جتیا میں جلوہ فگن ہیں۔ خدا خیر کرے۔ مہاشے صاحبان سے میرا سوال یہ ہے کہ مہاراج جی گوشت کہانے میں گناہ ہے۔ کونسا دوش ہے۔ بعض جلد باز تند مزاج بے سوچے سمجھے ضرور بول اٹھینگے کہ رام رام جیو ہتیا بڑا پاپ ہے اس سے بڑہ کر دنیا میں کوئی گناہ نہیں انہیں میرا یہ ہی کہدینا کافی ہوگا۔ کہ یہ کون کہتا ہے کہ آپ جیو ہتیا کریں شوق سے مردہ جانوروں کو کہائیں انئیں تو روح نہیں۔ مگر میں ان سے یہہ پوچھتا ہوں

کہ جانوروں ہی میں جان ہے یا درخت وغیرہ میں بھی۔ انسان حیوان
نباتات میں برابر جان پاتا ہو۔ وہ فقط اتنا ہے کہ انسان ناطق ہی حیوان
ناطق میں حیوان متحرک بالارادہ ہے درخت متحرک بالارادہ نہیں۔ مگر جیو تو
سب میں ہے۔ میرے اس کہنے کو تو آپ نہیں مانینگے۔ جبتک آپ کے
گرو کی دستخط نہ ہوگی۔ اچھا دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵ سوامی جی یوں
رقمطراز ہیں۔ کہ بعض جیووں کو درخت وغیرہ کا جنم دیا گیا ہے کیوں بباعث
انکے گذشتہ اعمال کے پھر صفحہ ۲۳۸ میں لکھتے ہیں۔ کہ جو شخص بذریعہ جسم کے
چوری دوسری کی عورت سے مباشرت اور نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ
بدکام کرتا ہے۔ اس کا جنم درخت وغیرہ غیر متحرک قالبوں میں ہوتا ہے
پھر یجروید باب ۱۹ منتر ۴۷ کا ترجمہ بھومکا مطبوعہ اجمیر صفحہ ۲۶ ملاحظہ ہو۔
(دو سرتی) اس سنسار میں ہم دو پرکار کے جنم (آشرنوم) سنتے ہیں ایک
آدمی کے جسم کو حاصل کرنا ہے دوسرا نیچے کے درجے کے حیوان پرند
کیڑے پردانہ۔ درخت وغیرہ بننا انہیں دو بھیدوں سے سب دنیا کی
روحیں اپنے ثواب اور گناہ کے پھل حاصل کر رہی ہیں۔ ۱۴۰۔ ادیکر
سماجک بھاشیہ ویدک مت کس موافق خود دو قسم کا جنم مانتے ہیں۔ ایک کرم
جونی جس جنم میں نیک اور بدکر نیکی تمیز اور برا بھلا سمجھنے کی قوت دیگئی ہے
دیگر بھوگ جونی جسمیں یہ قوتیں نہیں دیگئی ہیں۔ اس اعتبار سے یہی منش
کرم جونی ہے اور باقی کل حیوانات اور نباتات بھوگ جونی ٹھیرے میری
اس تقریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حیوان کیا بلکہ درخت وغیرہ میں بھی
جیو ہے اب غالباً آپکو بھی انکار نہ ہوگا۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی۔ کہ درخت
وغیرہ میں بھی جان ہے۔ تو میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ جب آپ پھول پھل

**حیات صلاح الدین** (فاتح بیت المقدس) اس کتاب میں سلطان صلاح الدین اعظم فاتح بیت المقدس کی سوانحعمری ہے ۔ جسنے یورپ کے متفقہ حملوں سے بیت المقدس کو بچایا اور ایک بڑے وسیع دیباچہ میں جنگہائے صلیبی کی نہایت دلچسپ تاریخ ہے اسلامی تاریخ کے شائقین کے لئے ضروری مطالعہ ہے قیمت فی جلد ... ... ... ... عہ

**لقبہائے مہجوری** رسولکریم کی تعریف میں بزرگوں کی اور اپنی بنائی ہوئی عربی فارسی نعتیں ... ... ... ... ۸ر

**انسان اور اس کی تقدیر بالتصویر** دنیا میں تقدیر کے مسئلہ سے بڑھکر کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ اس کتاب میں اس مسئلہ کو معقولی اور منقولی طور پر نہایت عمدہ حل کیا گیا ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ بمقابلہ دیگر مذاہب کے اسلامی تقدیر پر کوئی بھی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا ۔ مسئلہ تقدیر کے بابت میں روح کی حقیقت ۔ تناسخ کا ابطال وغیرہ بیسیوں مسائل بیان کئے گئے ہیں ۔ کوئی شخص اس مسئلہ کے حل کا مشتاق نہ ہو۔ حجم قریباً ۴۰ چار سو صفحہ ۔ اصل میں نہایت عجیب کتاب ہے قیمت فی جلد ... ... ... ... عصہ

**پچاس مذہبی سوالات کے جوابات** ۔ پچاس نہایت ضروری مسائل اسلامی کے اس کتاب میں جواب ہیں ۔ مگر وحی ۔ الہام ۔ تقلید ۔ فساد ۔ شیطان بہشت ۔ دوزخ ۔ برزخ ۔ وغیرہ کی فلاسفی غرض کل مسائل نہایت دلچسپ ہر مسلمان کے ملاحظہ کرنے کے لائق ۔ قیمت فی جلد ... ... ... ... ۸ر

**قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت** ۔ قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونیکی زبردست دلائل بمقابلہ تمام مذاہب کے کوئی شخص اس کتاب کے پڑھنے کے بعد قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے میں تامل نہیں کر سکتا ۔ قیمت ... ... ۸ر

**الحق المبین** ۔ عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین کا جواب عیسائیوں کے جسقدر اعتراضات امہات المومنین میں ان سب کا مفصل جواب ہے ہر شخص کو اس زمانہ میں یہ کتاب مطالعہ کرنا عین فرض ہے ۔ قیمت ... ... ... ۸ر

**اسم اعظم** حضرت پیران پیر شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی مفصل سوانحعمری ... ... عصہ

**قصص الانبیاء** ۔ ددد ۔ خدا کے پاک نبیوں کی مفصل سوانحعمری ۔ قیمت فی جلد ... ... ... ۸ر

**ایک جرمن نومسلم کے دس لیکچر** جن لوگوں نے مسٹر ہُلم اور سروپ کے لیکچر پڑھے ہیں وہ ان لیکچروں کو دیکھکر متعجب ہونگے کہ صاحب موصوف کو اسلام کی کسقدر گہری واقفیت ہے اور پورے درجہ کی شیفتگی اور محبت توراۃ انجیل سے رسولخدا کی نبوت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے بشارات مثیلیہ فارقلیطیہ آنحضرت کے حق میں بالکل نئی طرز پر ثابت کی ہیں اسلام کی تلوار سے شایع ہونیکی کامل تردید ۔ بہشت دوزخ کی فلاسفی ۔ قربانی اور کفارہ کی اصلی حقیقت کو نہایت عمدہ

**حضرت علیؑ کی سوانحعمری** ۔ یہ سوانحعمری ۔ ۹۰۰ سو کے قریب بڑی ضخیم کتاب ہے تمام دنیا کی سیر اور تفسیر حدیث کی کتابوں کی ورق گردانی کرکے یہ کتاب تیار کرائی گئی ہے ۔ اس میں حضرت علیؓ کے تمام حالات مشرح ہیں قیمت ... ... سے

**مذاق العارفین** ۔ حضرت پیران پیر کے مقبول شریف (سقائی المحبۃ) کا ... ... ... ابو صالح کا قادری پنجابی ترجمہ حال امتن مع مفصل شرح الوا شاد وغیرہ ۔ قیمت فی جلد ... ... ... ... ۸ر

---

ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام کریم بخش اڈیٹر انوار الاسلام سیالکوٹ سے کیجائے

**طریقت الحقیقت** - حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ کی اعلیٰ درجہ کی تصوف کی کتاب نظم و نثر - ۴ر

**مناجات فیروزی** - تمام دنیا جانتی ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اس کتاب میں تمام مشہور اور متبرک مناجاتیں بزرگوں کی اور بہت سی اپنی بنائی ہوئی جمع کیگئی ہیں - یہ کتاب نہایت مقبول ہے چار پانچ دفعہ طبع ہوئی ہے ۳ر

**عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ** عیسائیوں کی چالاکیاں پکڑی گئی ہیں - اس کتاب کو پڑھ کر محقق اور منصف مزاج کو بائیبل کے محرف ہونے اور مشکوک ہونیمیں لیب نہیں رہتا - قیمت فی جلد ... ۴ر

**تقدیس الرسول عن طعن المجہول** - آنحضرت کی ازواج مطہرات اور کثرۃ الازواجی اعتراضات کی تحقیق تردید ۔

**دفع طعن نکاح زینب** عیسائیوں کے ان اعتراضات کی تردید کہ معاذ اللہ آنحضرت نے اپنی بہو سے نکاح کیا - ۴ر

**عصمت النبی عن شرک الجلی** عیسائیوں اور آریوں کے ان اعتراض کا جواب کہ آنحضرت نے ہجرت حبشہ کے بعد بتوں کی تعریف کی تھی - ۲ر

**آریہ دہرم یا نیوگ کا ناول** نہایت دلچسپ اگر آپ اس کتاب کو ایکدفعہ ملاحظہ فرمالیویں تو امید ہے کہ آپ کل سٹوریوں کو بھول جائیں گے اور آریوں کے مقدس مسئلہ نیوگ کا فوٹو دیکھ لیویں گے - قیمت بہت ہی کم صرف ... ... ۸ر

**عیسائی مذہب کا فوٹو** - عیسای مذہب کے کل عقاید کو جڑھ بنیاد سے اکھیڑ دیا گیا ہے قیمت ... ... ۲ر

**گلدستہ کرامت** حضرت پیران پیر شاہ عبد القادر جیلانی رح کی کرامات قیمت ........ ۶ر

**سچی عبادت** - نماز کے ساتھ ترجمہ - اسلامی نماز کا ترجمہ اردو نظم و نثر - انگریزی فارسی - سنسکرت - ہندی - بھاشا پنجابی زبان میں نہایت سلیس کیا گیا ہے - شائقین اس کتاب کو منگوا کر ثواب دارین حاصل کریں ....... ۲ر

**الوہیت مسیح** اور تثلیث کا رد - عیسائیوں کے لئے یہ کتاب حجت قاطع ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کوئی عیسائی حضرت مسیح کی الوہیت کا قایل نہیں ہو سکتا تثلیث اور کفارہ کو جڑھ بنیاد سے اکھیڑ دیا گیا ہے دو جلد ضخیم ... صفحہ دو حصہ ۸ر

**نماز اور اس کی حقیقت** نماز کی فلاسفی اور مخالفین کے کل اعتراضات کا دندان شکن جواب ... ... ۴ر

**روزہ اور اسکی حقیقت** روزہ کی فلاسفی اور مخالفین کے کل اعتراضات کا دنداں شکن جواب ... ... ۴ر

**مجموعہ رانڈوں کی شادی گھر کی آبادی یعنی سنت اسلام** - یہ نایاب مجموعہ مولوی عبد الرحیم صاحب دہلوی کی تصنیف ہے پہلی کتاب میں نکاح بیوگان کا بڑی خوش اسلوبی کیساتھ قرآن شریف اور حدیث سے ثابت کیا ہے اور دوسری میں پردہ داری کے احکام اور تیسری میں ان مقامات کا ذکر ہے جہاں مصنف نے خود جا کر وعظ کئے اور جو حالات وہاں پر گذرے وہ سب مفصل نظم میں بیان کئے گئے ہیں - نہایت عمدہ کتاب ہے - قیمت فی جلد ... ... ۸ر

**فتوح الغیب** - یہ کتاب حضرت پیران پیر غوث الاعظم کی تصانیف سے ہے جسکا ترجمہ سلیس اردو میں ۔

**دیوان غوث الاعظم** ........ ۳ر **دیوان حضرت باہو** ........ ار

**مثنوی بو علی قلندر** ........ ار **راہ نجات** ار **مفتاح الجنت** ... ۳ر

**آیات اللہ الکاملہ** - ترجمہ حجت البالغہ - مصنفہ حضرت ولی اللہ شاہ صاحب دہلوی مرحوم و مغفور سفید کاغذ ۲۰×۲۶ کی پوری تقطیع زبان اردو صفحہ ۹۰۰ مذہب اسلام کے ڈیجیبی لکھنے والے دراسلام کو عقلی دلائل سے

ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام اڈیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے ہو ۔

دلکش - اکو معلوم ہوتا ہو کہ بدر الدین نے چند نوجوانوں لڑکوں کو اندر داخل تعلیم کیلئے بھیجتے ہیں - دیکھئے کس طرح عشق کے شکنجہ میں پھنسے
ہے آخر کار پانچ لیکر واپس ہوا اور عشق کا مزہ کامیابی سے ۴ر - **ثبات النعش** ۶ - **مرأت العروس** ۸ر
**توبۃ النصوح** ۸ر - **نصایح حکمائے سلف** ۶ر - **کیمیائے دولت** ۸ر
**دلچسپ** نہایت عجیب کتاب ہے - ۴ر - **اردو انشا پردازی** حصہ اول عہ
**تفسیر ثنائی اردو** } ہندوستان کے مختلف حصوں میں قبولیت کی نظر سے دیکھی گئی ہے تفسیر کے دو کالم ہیں ایک میں الفاظ قرآنی معہ ترجمہ بامحاورہ دوسرے میں ترجمہ کے تعلقوں کو تفسیر میں
بکر تفسیر کیگئی ہے - مگر ایسی طرز سے کہ آیات کی علیحدگی اور مضامین میں انفصال کہیں معلوم نہیں ہوتا - بلکہ سارا قرآن شریف
مسلسل کلام معلوم ہوتا ہے نیز حواشی میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب بدلایل عقلیہ و نقلیہ دیے گئے ہیں معجزات
امر اختیار جنگ و جہاد وغیرہ ادق مسایل پر بڑی دلچسپ گفتگو حواشی میں کیگئی ہے تعداد ازدواج کے مسئلہ کو ایسا فلسفیانہ
طریق سے حل کیا ہے کہ اس سے پہلے کسی تحریر میں نظر سے نہیں گذرا ہوگا - تفسیر سے پہلے ایک مقدمہ ہے جس میں چار زبردست دلایل
عقلی و نقلی سے آنحضرتؐ کی نبوت کا ثبوت ہے ایسا کہ مخالف سے مخالف کو بھی (بشرطیکہ انصاف) بجز لا الہ الا اللہ
محمد الرسول اللہ کہنے کے چارہ نہ ہو - حواشی سے مضامین میں رکاوٹ نہیں آتی - تفسیر اوپر ہے اور حواشی سب سے نیچے -
تفسیر سات جلدوں میں طبع ہوگی - جس میں سے چار جلدیں سردست تیار ہیں - جنمیں چودہ پارے بہ تفصیل ذیل ہیں -
جلد اول سورہ فاتحہ بقر - دوم جلد میں آل عمران و نسا و جلد سوم مائدہ و انعام و اعراف - جلد چہارم انفال - توبہ -
یونس - ہود - یوسف - ابراہیم - حجر - نحل - باقی جلدیں بھی عنقریب شایع ہونگی انشاء اللہ تعالی قیمت جلد اول ۱۵ر -
جلد دوم عہ - جلد سوم عہ - جلد چہارم .............. عہ
**مباحثہ کتاب** وید اور قرآن کریم کے الہام پر فریقین کی مفصل بحث دونوں کتابوں کی مضامین کا پرزور مقابلہ
سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کا جواب نہایت مدلل دیا گیا ہے - قیمت فی جلد ۱۰ر
**ادب العرب** - کون مسلمان ہے جو عربی کا شایق نہ ہو - مگر عربی کی مشکلات اور شایقین کی کم فرصتی
ہمیشہ مانع رہتی تھی اس کتاب سے یہ عذر بھی رفع ہو گیا صرف و نحو کو اس طرز سے لکھدیا ہے کہ اردو خوان خود بخود بلا
**اہلحدیث کا مذہب** فرقہ اہلحدیث (موحدین) کے مذہب کا بیان کہ وہ کن کن مسایل کو مانتے ہیں ۴ر
**ہمدمی ڈاکٹر** - اس کتاب کی خوبیاں کرنیکے بجائے فقط یہ بتا دینا کافی ہوگا کہ عالیجناب مولوی نور الدین صاحب بھیروی
کے شاگرد رشید جناب حکیم غلام محمد امین صاحب ساکن موضع ہوشیار تحصیل چکوال کی تصنیف و تالیف ہے - قیمت عہ
**جنگ ٹرکی و یونان** جسمیں اسباب جنگ اور میدان کارزار کے سچے اور معتبر حالات اور چشم دید واقعات تفصیل کیساتھ
درج کیے گئے ہیں ............ عصر **رفیق نوجوان** - قیمت فی جلد ۶ر
**برہان علی اعجاز القران** قیمت ۸ر **تحقیق اناجیل** ہر دو حصہ قیمت عہ
**نسخہ** - نہایت عمدہ نعل تقبل دیہہ ۸ر **تفسیر القران بکلام الرحمن** - عربی میں نرالی طرز کی تفسیر عہ

شیخ کرم بخش پروپرائٹر و اڈیٹر کے اہتمام سے مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

# رسالہ

جلد ۷ نمبر ۲

# رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

یکم اپریل ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق محرم ۱۳۲۳ھ

## اب کیا توقف ہے

اس سال تو غازے اسلام یعنی انوار الاسلام پندرہ روزہ

صرف ۸ رسالانہ پر ملسکتا ہے **جلد کیجیے جلد کیجیے** یہ وقت

ہاتھ نہیں آئیگا رسالہ ہذا کا صفحہ ۳-۴- ملاحظہ فرمائیے- والسلام

# بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

آجکل دیانندی اخبارات ورسالہ جات کے ایڈیٹروں کی خوشی کا دریا جوش طغیانی پر ہے۔ اور وہ بڑی خوشی سے غوطہ لگا لگا کر اچھل رہے ہیں۔ انکی اس خوشی کا باعث محض یہی ہے کہ پچھلے آج فلاں صاحب کو دھوتی پرشاد بنالیا۔ اور آج فلاں صاحب شوگ پر فریفتہ ہو کر تناسخ کے چکر میں آ پھنسے ہیں۔ ان کی اس اچھل کود پر غور کرتے ہوئے ہم نے ایسی تحریروں کی جو اخبار ہتکاری امرتسر میں مسلمانوں کے نام شایع کیجاتی ہیں پڑتال کرنی چاہی اور بقول خیرات ہنسیہ گھر سے شروع ہوتی ہے۔ ہم نے اخبار ہتکاری مورخہ ۱۲ دسمبر ۱۹۲۴ء میں ایک صاحب کالے خاں مدرس جھنڈ کا نام پڑھا۔ اور جھٹ مدرس صاحب کے نام ایک جوابی کارڈ روانہ کر دیا۔ اور ۲۰ دسمبر کو وہ خط پوسٹ کیا گیا۔ ہمارا خط ۱۲ جنوری ۱۹۲۵ء کو کئی ڈاکخانوں اور ڈیڈ لیٹر آفس پٹیالہ و لاہور سے پھرتا پھراتا ہمارے پاس اس کیفیت کیساتھ کہ "جھنڈہ کلاں و خورد میں اس نام کا کوئی کالے خاں مدرس نہیں ہے۔ اسلئے واپس ہووے" واپس آگیا ہے۔ اصل خط ہمارے پاس موجود ہے۔ اور کئی دیانندی صاحبان کو دکھایا جا چکا ہے۔ اگر دیانندی سماج سرسہ ہتکاری اخبار کی مندرجہ تحریر کو سچا ثابت کر دے تو ہم ڈاکخانہ والوں کی شکایت کریں کہ کیوں ہمارا خط جھوٹی کیفیت کیساتھ واپس ہوا ہے۔ اگر چہ یہ صاحب مدرس نہیں تو دیانندیوں نے کیوں جھوٹ کو فروغ دینے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ ایک خط سے ہتکاری میں درج شدہ برائے نام مسلمانوں کے خطوط کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کہانتک دیانندیوں میں جھوٹ سرایت کر چکا ہے مسلمانوں کا نام درج کرکے اسلام کو متہم کیا جاتا ہے۔ اور لوگوں کو ترغیب دیجاتی ہے۔ کہ دیانندی پنتھ میں شریک ہوں۔ مگر عاقل خوب جانتے ہیں۔ کہ سال میں دو چار مسلمانوں کے خطوط بذریعہ اخبار شایع کرنا۔ اور پھر سالانہ جلسہ پر صرف دو ایک جھیڑوں کے مالی دیتا رہنا کہانتک سچائی پر مبنی ہے۔ مسلمان بھائیوں کو واضح ہو کہ ایسے خطوط کو ہرگز سچائی پر مبنی خیال نہ کریں۔ ایک معمولی عقل کا مسلمان دیانندی [illegible] پنتھ کی خبروں سے واقف ہو سکتا ہے

پھر اتنے مسلمانوں کی طرف سے برائے نام خط شائع کرنا گپ نہیں ہے تو کیا ہے۔ اگر کسی دیانندی کو
شک ہو تو وہ جب جی چاہے یہاں کی سماج کی معرفت اصالتاً ہمارا اصل خط دیکھ سکتا ہے۔ جس پر
سوا سو کے قریب ثبت ہیں (سوہدری بھُنڈہ)

# لو شراب جائز ہو گیا

ناظرین یہ عجیب سرخی پڑھ کر متعجب ہوں گے۔ کہ ایسی ام الخبائث چیز کیسے جائز ہو سکتی ہے
مگر وہ تسلی رکھیں کہ ایک ایسے پنتھ نے جسکا اصول کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور ہے۔
اپنے پیروؤں کے لئے اپنی مستند کتب میں شراب کو حلال کر دیا ہے۔ گو لالہ دیانند (پنڈت ہم اسلئے
نہیں لکھتے کہ یہ لفظ ہندوؤں کے نزدیک برہمنوں پر عائد ہو سکتا ہے۔ مگر دیانند کی سوانح عمریوں میں انکی
کی جنم بھومی و والدین وغیرہ کا جو حال دیانندیوں نے لکھا ہے۔ وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکا۔ اور
کئی اشخاص ریاست کے کاغذات تک دیکھ آئے۔ مگر لالہ صاحب کے خاندان عظیم الشان کا کوئی پتہ
نہیں چلا۔ اسلئے جبتک دیانندی دیانند کو برہمنوں کے خاندان سے ثابت کرکے تحقیقات کنندگان
کو محصور ثابت نکریں۔ ہم اس کو برہمن ماننے کیلئے تیار نہیں۔ بلکہ عام ہنود میں شمار کریں گے)
نے اپنی خود نوشتہ و شائع کردہ ستیارتھ پرکاش ایڈیشن اول و دوم میں ماس وغیرہ ہم جنس
اشیاء کی بدہی لکھی اور اُسے جائز کہا۔ مگر اسوقت ہماری زیر نظر بڑے بڑے مہاتماؤں کا مستند ترجمہ
ستیارتھ پرکاش جو دیانندی پرتنی ندھی سبھا پنجاب کے زیر اہتمام شائع ہوا ہے۔ جسکے
صفحہ ۱۸۶ پر (منو ۷ ۔ ۲۱۶) کے حوالے سے راجہ کے لئے کئی قسموں کے طعام و شراب وغیرہ
جائز بلکہ راجہ کے روزانہ کارروائی کے تحت میں درج کئے ہیں۔ دیانندیوں کو شراب کا جواز وقت پر سوجھا
ہے۔ کیونکہ موجودہ زمانہ میں سوم لتا کا ملنا دشوار تھا۔ اسکے خلاف کئی قسم کی شراب عام مل سکتی ہے۔
اسلئے سوم کے منشی رس کی بجائے کئی قسم کی شراب جائز کر دی۔ کہ پریمی ممبران سوسائٹیوں

کے حامی اور دہرم پال ستپال وغیرہ ذرا اپنے دیانند کا رچیہ (ستیارتھ پرکاش) کا غور سے مطالعہ کریں - اور اگلے ایڈیشن میں ٹمپرنس کے حامی ہو کر اپنے دیانندی وید سے - جیسے کہ وہ اللہ ظلکلک کہ ہمیں ممنون کریں - ورنہ شراب کے جواز کی فلاسفی بیان کریں - نیوگ کے ساتھ شراب کی حلت سونے پر سہاگے کا کام دے رہی ہے - اس کے ساتھ ہی اگر دیانندی یوگی لال جی بھرتری جی مہاراج کی کتاب شرنگار شتاب پڑھ لیجاوے تو بس چاشنی پوری پوری ہوجاوے - پھر بھی اگر کسی کو نیوگ فلاسفی کی اصل حقیقت معلوم نہ ہوجائے - تو اس سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا (سوہدردی بھنڈرہ)

# دیانندیوں کی جغرافیہ دانی

ہم دیکھنا چاہتے ہیں - کہ دیانندیوں کا نو تعلیم یافتہ گروہ کہاں تک سچائی کا طالب ہے - اگر وہ غور و فکر کرکے بغیر محض تعصب سے سچائی کو اختیار نہ کریں - تو بھی تعلیم یافتہ گروہ کو نو تعلیم یافتہ کہنا چاہیئے - دیانندی گریجوایٹ ہمارا یہ مضمون خاص طور پر مطالعہ فرمائیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۲ و صفحہ ۲۵۳ پر آریہ ورت کا حدود اربعہ یہ لکھا ہے - شمال میں ہمالیہ - جنوب میں بندھیاچل مشرق و مغرب میں سمندر یا مغرب میں سرسوتی یعنی دریائے اٹک مشرق میں درشدوتی جو نیپال کے مشرقی حصہ کے پہاڑ سے نکلکر بنگال اور آسام کے مشرق اور برہمال کے مغرب کیطرف ہو کر جنوب کے سمندر میں ملی ہے جسکو برہم پتر کہتے ہیں - اور جو شمال کے پہاڑوں سے نکلکر جنوب کے سمندر کی کھاڑی میں آکر ملی ہے - ہمالیہ کے درمیانی خطے سے جنوب اور پہاڑوں کے درمیان اور رامیشور تک بندھیاچل کے اندر اندر جتنے ملک ہیں - اُن سبکو آریہ ورت اسلئے کہتے ہیں - کہ یہ آریہ ورت دیوتا یعنی عالموں سے بسایا ہے - اور آریہ لوگوں کے بود و باش کرنے سے یہ آریہ ورت کہلاتا ہے - اسی کو دیانندنے ایڈیشن سنجری صفحہ ۹۳ پر اسطرح لکھا ہے آریہ ورت کی حدود اربعہ حسب ذیل ہیں - پچھم میں سرسوتی - یعنی سندھو ندی - پورب میں برہم پتر

یعنی واشد ولی انتیر ہما لیہ پربت اور دکھن میں بندھیاچل پہاڑ وغیرہ -

اسی کی تائید تقول کلذب اور تمام پنڈت دیانندی اپنی کتب میں عام طور پر کرتے رہتے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کا ماخذ منوسمرتی ادھیائے دو کا شلوک سترھواں سے بائیسویں تک ہے - اور دیانندی عام طور پر گز سے لیکر جبلوں تک سے معتبر سمجھتے اور اس کے حوالے دیتے چلے آئے ہیں - آجتک کسی نے اس کے الحاقی یا غلط ہونیکا دعوے تک نہیں کیا -

مگر ہماری تحقیقات سے نے ثابت کر دیا ہے - کہ عام طور پر دیانندی اُس پر آنکھ بند کر کے اعتبار کرتے چلے آئے ہیں - کسی گریجوایٹ نے ذرا بھر تحقیقات کرنیکی تکلیف گوارا نہیں کی +

اس کے غلط ہونیکا ثبوت یہ ہے - کہ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۰۵ کے مطابق انسانوں کی ابتدائی پیدائش تری وشٹپ یعنی تبت میں ہوئی - جسکا محل وقوع ہمالیہ سے شمال کو ہے شاید کوئی معترض بول اُٹھے - کہ پہلے زمانہ میں ہمالیہ کے جنوبی ملک کو تبت کہتے ہیں - سو یہ اعتراض بدیہی طور پر غلط ہے - کہ دیانند نے تری وشٹپ کا ترجمہ تبت موجودہ محل وقوع کے مطابق کیا ہے نہ کہ پرانے خیال کے مطابق کیونکہ پہلے اس ملک کو تبت نہیں کہا جاتا تھا - بہرحال دیانند کا مقصد یہ ہے کہ تری وشٹپ کا محل وقوع وہی تھا جو موجودہ زمانہ میں تبت کا ہے +

انقیش نمبری صفحہ ۹۳ و صفحہ ۹۵ سے ظاہر ہے - کہ آریہ ورت کا سب سے پہلا راجہ اکشواکو تھا اور بوئیں چھٹی پشت میں تھا - اکشواکو سے پہلے پہلے سب شی مہاتما راجہ وغیرہ تری وشٹپ میں ہی ہوتے رہے - اور منوجی جو برہما کا پوتا تھا - وہ بھی تری وشٹپ میں ہی ہو گذرا تھا کیونکہ اکشواکے زمانہ میں تری وشٹپ کی آبادی بہت بڑھ جانیسے یوں نے تمام ملکوں میں پھیلنا شروع کر دیا تھا - اور اکشواکو عالموں سمیت یہاں چلا آیا +

اب ہمیں سخت تعجب آتا ہے - کہ منو نے ہیار پشت پہلے اپنی دھرم شاستر میں کیسے آریہ ورت کا حدود اربعہ لکھدیا - حالانکہ وہاں آریوں کی آبادی بھی نہ تھی - اگر منو خود آریہ ورت میں ہو گذرا ہے - جیسا منوسمرتی ادھیائے دو شلوک ۱۷ سے ۲۲ تک ظاہر کرتے ہیں - تو وہ

حسب تحریر دیانند اکشوا کو کے بعد ہوا ہے نہ کہ پہلے۔ اگر منو نے یہ حوالہ ویدوں سے لیا ہے تو اس کا ثبوت درکار ہے۔ ورنہ منو سمرتی کے یا دیانندیوں کے بیانات کے جعلی اور دروغ ہونے میں ذرا بھی شک نہیں۔ امید ہے کہ دیانندی صاحبان اس پر وچار کر کے اپنی کتب کی مناسب تصحیح کریں گے۔ اب وقت ہے کہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ ویدوں کے تراجم وغیرہ کی ترمیم کیلئے کمیٹی کیجائے۔ کیونکہ ستیارتھ پرکاش پر اعتراضات کے باعث جعلی ہو رہی ہے۔ اس کے سوراخ بند کرنے لازمی ہیں ◆

# انعامی مضمون

## دیانندی ویدوں کی تعداد۔

**اخبار تہکاری** مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۵ء صفحہ ۶ لالہ آتما رام دیانندی نے اپنی کتب سے ویدوں کی تعداد ثابت کرتے ہوئے بہت ایچ پیچ کھائے ہیں۔ ایک عاقل خیال کر سکتا ہے۔ کہ عقیدہ ایسا صریح بیان کرنا مگر اس کے ثبوت کیلئے دلایل کیطرف سے اتنی کمی کہ لالہ جی اپنی کسی مشہور کتاب سے ویدوں کی تعداد تعین نہیں کر سکے نہ کافی ثبوت دے سکے ہیں۔ ہم اس مضمون میں لالہ صاحب کے دلائل کی پڑتال کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ عوام پر اس نتیجہ کی اصلیت ظاہر ہو جاوے۔ اور ویدوں کی اصلیت آشکارا ہو جاوے ◆

یہ تو ہر مذہب کے معتقد کو معلوم ہے۔ کہ ان اصطلاحات کے جو مذہبی طور پر مستعمل ہوتے ہیں۔ دو اقسام کے معنے لئے جاتے ہیں۔ ایک لغوی۔ دوم مذہبی یا اصطلاحی۔ مثلاً وید کے معنے لغوی علم کے ہیں۔ اور مذہبی اس سے وہ کتاب مراد ہے جس پر عام ہندوؤں کا ایمان ہے۔ دیانندی صاحبان کا یہ عجیب ڈھنگ ہے کہ وہ الفاظ کے استعمال کا محل اور موقع نہیں دیکھا کرتے۔ بلکہ اعتراض سے بچنے کے لئے حسب مرضی خود معنی گھڑ لیا کرتے ہیں ◆

دیانندی صاحب نے پہلا ثبوت شبد کلپ درم سنسکرت کی لغات کا دیا ہے۔ کہ اس میں

وید کے ہم معنے شرادتی ۔ آمنائے ۔ چھند ۔ برہم ۔ نگم اور کہ وید کے معنے چار کے بھی ہیں ۔ مگر لالہ صاحب کا یہ بیان بالکل راستی پر مبنی نہیں ۔ لغات والے نے علم کی مختلف شاخوں چھند وغیرہ کا ذکر کیا ہے ۔ اور پھر بتایا ہے ۔ کہ علم کی چار بڑی شاخیں ہیں ۔ اگر اسکا مطلب مذہبی طور پر چار ویدوں کے ذکر سے ہوتا ۔ تو وہ ویدوں کے نام اور اُن کے الہام کے نام بیان کرتا ۔ کہ اس کا مطلب ان کتب سے ہے جو چار فلاں فلاں رشیوں پر نازل ہوئیں ۔ مگر اس بات کی عدم موجودگی سے ظاہر ہے ۔ کہ لالہ صاحب کا دعوے محض بے دلیل ہے +

دوسرا **ثبوت** لالہ صاحب نے یجر وید ادھیائے ۱ منتر ۹۱ کا دیا ہے ۔ مگر یہ بھی مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہے ۔ اس منتر میں لفظ وید ماست موجود نہیں صرف چار کے حرف سے ہم لالہ صاحب کا دعوی ماننے پر تیار نہیں + ہمیں تو کوئی ایسا صریح عبارت والا حوالہ درکار ہے ۔ جو بغیر کھینچا تانی کے چار ویدوں کا اثبات کرتا ہو ۔ نہ کہ **پیراں نمی پرند مریداں ہمے پرانند** والا معاملہ ہو ۔

**تیسرا حوالہ** لالہ جی نے یاتنجلی جی کا دیا ہے ۔ جس بیچارے کو ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے ۔

**چوتھا حوالہ** منشی بگولک جی کے شتپتھ برہمن کانڈ ۱۱ ۔ ادھیائے ۵ کا دیا ہے ۔ مگر ہم اُن منشی جی سے پوچھتے ہیں کہ شتپتھ کے کانڈ ۱۱ ۔ ادھیائے ۵ میں صحیح طور پر تین ویدوں کا نام معہ مصنفان کے پاتے ہیں ۔ چوتھا بیچارا اس وقت عدم آباد میں ہوگا ۔ اسمیں لکھا ہے کہ اُن سے یعنی ان پر الہام ہوا ۔ سے تین وید ظاہر ہوئے ۔ اگنی سے رگ وید ۔ وایو سے یجر وید ۔ اور سوریہ (روی یا آدیتہ) سے سام وید ظاہر ہوا ۔ اسی کی تائید ہم یجر وید ادھیائے ۸ منتر ۲۹ ۔ اور یجر وید ادھیائے ۳۱ منتر میں پاتے ہیں ۔ جہاں صاف طور پر تین ویدوں کا ذکر ہے ۔

**پانچواں حوالہ** چھرگ سم ہتہ ... [illegible] ... ہے ۔ پیراں

**پیراں نے پرندمریداں ہے پرانند** والی بات ہے - ہم اپنی کتب سے چاروں ویدوں کا معہ مصنفان کے صریح طور پر نام پیش کرتے ہیں - ادبی دھکوسلے سے تسلی ہونی ناممکن ہے +

**چھٹا حوالہ** اتھرووید کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ - منتر ۲۰ والا بعینہٖ ایسا ہے کہ **تومرا جاجی بگومن تراجاجی بگویم** - اسی وید کا نام تو دوسرے ویدوں میں ملنا دشوار ہے - اور اسی کی گواہی کی آپ کہی - اگرچہ وید دوسروں کو الہامی تو اتنا کہنے سے یہ خود تو الہامی نہیں ہوگیا - بلکہ اسکے الہامی ہونے پر دوسروں کی گواہی درکار ہے - لائیے اگر ہے - پھر کونسا وقت آئیگا +

**ساتواں حوالہ** - دروغ گوراحافظہ نباشد - والی بات ہوئی - کہاں چھند کے معنے چاروں ویدانات سے بیان کرنا اور کہاں پھر الگ اتھرووید ہی مراد لینا - واہ رے دیانندی ڈھکوسلو یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۷ کا ترجمہ یہ ہے - اس گکیہ سے جو سروہت (سب کا معبود) اور قادر مطلق پر برہم ہے - رگوید - یجروید - سام وید اور چھند ظاہر ہوئے" اس کا مطلب سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہوسکتا - کہ سرود نثر و نظم (چھند) اس قادر مطلق سے ظاہر ہوئے - بیچارے اتھرووید کو کسی نے پوچھا تک نہیں - کیا تین کا نام صریح طور پر بیان کر کر چوتھے کی باری متکلم گنگ ہوگیا تھا - کہ اُسے اشاروں پر ٹال دیا +

کوئی عاقل ایسے بے دلیل دعویٰ ماننے پر تیار نہیں ہوسکتا +

**آٹھواں حوالہ** منوسمرتی کا دیا ہے - مگر ہمیں افسوس آتا ہے کہ لالہ جی نے بلا حوالہ ہی انگرس شبد کو اتھرووید کا مترادف قرار دیکر بات ٹال دی اگر وہ ہمیں اپنی تائید میں ایک حوالہ بھی اتھرووید کا منوسمرتی سے نکالکر دکھائیں - تو منہ مانگا انعام لیں - اس کے برخلاف ہم ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں - بلکہ کئی دفعہ ہر سہ ویدوں کا نام معہ کھشاں کے دکھا سکتے ہیں سلا صاحب صرف ایکدفعہ ہی صریح طور پر اتھرووید کا نام معہ مصنف کے دکھا دیں - ہی پر دلبندلویں

کا دعوے ختم - منو سمرتی ہی ایک ایسی کتاب ہے - جو ستیارتھ صـ۱۳ کے مطابق ابتدائے دنیا میں ہوئی ہے - اگر اس سے آپکا دعوے پایہ ثبوت کو نہ پہنچا - تو آپ کے سب دعاوی باطل ہیں - آپ محل اور موقع کا لحاظ کر کے منو سمرتی کا وہ حوالہ جسمیں آپنے انگرس سے اتھرو وید مراد لی ہے - معہ ترجمہ کے پبلک کے روبرو پیش کریں - پھر میں آپ کو آپ کی غلطی سے پورے طور پر آگاہ کردوں گا - فی الحال میں اس مضمون کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں - اگر مہتکاری صاحب نے اس پر کچھ خامہ فرسائی کی تو ہر حوالہ پر مفصل عرض کرونگا - ناظرین دیانندی ویدوں کی اصلیت کو ذہن نشین کرتے جائیں - کہ اس کے مدعیان الہام کے پاس انکی تعداد کی تعین کا بھی پورا پورا ثبوت موجود نہیں - پھر ایسی کتاب کی پیروی سے بجز یاس و حرمان کیا نصیب ہو سکتا ہے خسر الدنیا والاخرہ والا معاملہ ہے - خدا مسلمانوں کو سچی ہدایت نصیب کرے - کہ وہ کلام پاک پر غور و خوض کریں - ذیل میں منو سمرتی کے حوالے لکھے جاتے ہیں - جن سے صراحتاً تین وید ثابت ہیں - جس صاحب کو ہمارے حوالوں پر شک ہو - منو سمرتی مترجمہ کرپارام دیانندی کو دیکھ لے +

(۱) منو ادھیائے ایک شلوک ۲۳ +

پھر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی وایو آدتیہ نامک دیوتاؤں کے دل میں وید کا پرکاش کیا +

(۲) منو ۲ - ۷۶ - اکار - مکار - ان تینوں اکشروں کو اور بھو بھو سوہ ان کو بھی برہماجی نے تینوں وید سے نکالا ہے +

(۳) انہیں تین ویدوں سے برہماجی نے گائتری منتر کے تین پاؤ نکالے ہیں +

**نوٹ** دسخانب کرپارام عرف دوشنانند یعنی رگوید سے جسکے معنے ستوتی یعنی پدارتھ تعریف بیان کی ہے - اور یجروید میں یگیہ یعنی پدارتھوں کے ملانیکی بدہی اور سام وید سے گنوں کی عظمت کو تبلانے والی گائتری ہے) باقی پھر +

تاکہ جس طرح انسان کے اندرونی قوا شہوانی پر عقل غالب آکر میدان مار لیتی اور بازی جیت جاتی ہے۔ اسی طرح ہادی اسے الخیر و خیر محض کی تاثیر جاذبہ شر پر غالب آکر اور کمال محبت الٰہی اور ذوق شوق میں تمام موانع و عوائق سے گذر کر اور عشق الٰہی میں سب روکوں کو یکطرف کرکے اور ہولناک اور خاردار جھاڑیوں سے گذر کر مرد میدان کی طرح ساحل قرب پر جا پہنچے۔ اور ابدی وصال محبوب سے متلذذ ہو قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حفت النار بالشہوات وحفت الجنۃ بالمکارہ ہاں زہر کو بھی اسنے بالارادہ بنایا ہے۔ لیکن کسی کے کھانے پر راضی نہیں۔ اور اگر کوئی بے احتیاطی سے یا جان بوجھ کر زہر کھا کر مر جائے۔ تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے اُسے ہلاک کیا۔ یا ہلاک کرنے پر راضی تھا۔ بلکہ اُس نے جان بوجھ کر زہر کھا لیا ہے۔ تو یہہ امر یعنی خودکشی بذات خود ایک جرم میں داخل ہے۔ اسی طرح شیطان کو اسنے بالارادہ بنایا ہے۔ لیکن اسکی اطاعت خدا کی رضا نہیں۔ وہ ایک روک ہو کہ اس سے گذر کر قرب الٰہی کا میدان جیت لیں۔ اور ایک ابتلا ہے۔ تاکہ خالص اور مخلص آدمی پرکھیں جائیں۔

جس طرح زہر کا کھا لینا ہلاک دنیوی کا موجب ہے۔ اسی طرح شیطان کی اطاعت اور گناہ کیطرف جُھک جانا ہلاک آخروی کا موجب ہے۔ اور بلاشبہ اس زہریلے سانپ (شیطان) سے بچنا اور اس کے داؤں (فریب شیطانی) میں نہ آنا انسان کا فرض ہے۔

پھر میں کہتا ہوں کہ یہہ بات بھی ٹھیک نہیں۔ اور قرآن سے کہیں ثابت نہیں۔ کہ شیطان[1] کو پروردگار عالمین نے بلاوجہ انسان پر مسلط کر رکھا ہو۔ یا خدا تعالے اس بات سے راضی ہو

[1] نوٹ قرآن شریف کی سورہ فصلت میں ایک آیت ہے۔ وقیضنا لھم قرناء فزینوا لھم ما بین ایدیھم وما خلفھم وحق علیھم القول فی امم قد خلت من قبلھم من الجن والانس انھم کانوا خسرین۔ اور مقرر کئے ہم نے اُن پر ہمنشین شیطان پس بھلا دکھلایا اُن کو جو اُن کے آگے ہے۔ اور جو اُن کے پیچھے ہے اور ثابت ہوئی ان پر بات من کر

بلکہ اس کے خلاف جا بجا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ کہ شیطان خداوند تعالیٰ کے خاص بندوں پر ہرگز قابو نہیں پا سکتا ہے۔ جہاں اللہ فرماتے ہیں۔ کہ ان عبادی لیس لک علیھم سلطان الا من اتبعک من الغاوین۔ بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں ہے۔ مگر اُسی پر جو تیرے پیچھے ہو جائے۔ گمراہوں سے۔ یعنی ارادۂ شیطانی کی طرف کھچا جائے +

سورہ نحل میں ہے۔ انہ لیس لہ سلطان علی الذین امنوا وعلی ربھم یتوکلون انما سلطانہ علی الذین یتولونہ والذین ھم بہ مشرکون۔ بلا شبہ شیطان کا قابو نہیں ہے۔ ان لوگوں پر جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اس کا غلبہ تو انہیں پر ہے۔ جو اس سے دوستی رکھیں۔ اور جو خدا کے ساتھ شریک ٹھکر ہوا ہے ہیں۔ اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی اپنے ترجمہ قرآن سورہ ابراھیم کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ کہ شیطان کا زور نہیں انسان پر۔ مگر مشورت دیتا ہے۔ بُری وہ مان لینی اپنا گناہ ہو۔ پس نہایت تعجب ہے۔ ان لوگوں پر جو کہتے ہیں۔ کہ قرآن شریف میں شیطان کو خدا کے مقابل خالق شر ٹھہرایا گیا ہے۔ اور شیطان انسان کو گناہ پر مجبور کرتا ہے۔ ہذا بہتان عظیم

اسلام میں ایسا عقیدہ ہرگز نہیں ہے۔ نہ شیطان کا ان لوگوں پر جو خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کچھ قابو ہے۔ ہاں جو لوگ خدا کی یاد سے بالکل غافل ہیں۔ اور روحانی اور ایمانی طاقت ان کی کمزور ہے۔ اُن پر یہ دنیا ہی ہوا جلد اثر کر جاتی ہے۔ اور شیطانی ہوا دُن کے مغلوب ہو کر شیطان کی طرف کھچ جاتے ہیں۔ اور ہلاکت آخری ان کے نصیب ہوتی ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے خیر کے واسطے بہت سے سامان لگا رکھے ہیں۔ پیغمبر بھیجے۔ کتابیں نازل کیں۔ دریائے رحمت بہائے۔ مگر شر کے واسطے کوئی تحریک اس کی طرف سے نہیں ہے۔ البتہ شیطان شرارت کا مخزن اور انسان کو غافل اور کاہلی

مہب فرقوں میں جو ہو چکے ہیں۔ اُن سے بیشتر جو انسان سے کہ انہوں نے لوٹا پایا۔ مگر اُن ہمیشوں کے تعین اور تسلط کی وجہ پر ورد گار نے خود بتلا دی ہے۔ کہ انسان کی یاد الٰہی سے غفلت اور کاہلی ہے۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین۔ اور جو شخص آنکھیں چرائے یاد الٰہی سے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں۔ سورہ اسکا ساتھی ہو جاتا ہے +

دیکھ کر معنوی ضرور ہے۔ سو وہ اپنے اختیار عطیہ الٰہی سے متجاوز ہو کر بگڑ گیا۔ اور ہوائے متعفن
کی طرح سراسر شر اور مظہر شر ہو گیا۔ جسکی سزا میں ابدی لعنت کا طوق اُس کی گردن میں پڑا۔ سو
اس ہوائے بد سے بچنے کا عمدہ نسخہ اور اچھی دوا الہام ربانی ہے۔ جو شیطان کیطرف میل کرے۔ اور
اس کے بس میں آئے۔ وہ خود دام بلا میں پھنستا ہے۔ اور خود ہلاکت میں پڑتا ہے۔ خدا پر کچھ الزام نہیں کہ
ہر شخص کو اپنے بھلے بُرے کا بالطبع اختیار ہے۔ اور پروردگار عالمین نے ہر شخص کو اختیار دے کر اُس
میں ایک بُرے یا بھلے کام کرنیکا ارادہ عطا فرما دیا ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کے اس عطیہ اختیار
اور آزادی کو اعتدال کے ساتھ استعمال نہ کرے اس کا خود قصور ہے۔ نہ خدا پر کچھ دوس ہے

کہا جاتا ہے کہ پروردگار نے شیطان کو زندہ کیوں رہنے دیا۔ اور اُس کو ہلاک کیوں نہ کر ڈالا۔
تاکہ خلقت اُس کے پھندے سے چھوٹ جاتی۔ اور نیز وہ بھی خدا کا مخالف ہو کر اسکی سلطنت میں گڑ
بڑ نہ کرتا۔ تو اُس کے جواب میں یہ گذارش ہے۔ کہ شیطان کو پروردگار نے زندہ رکھ کر کون سی عزت
دیدی ہے۔ اور زندہ رہ کر اُسے کونسا شرف حاصل ہے۔ جو اسکا زندہ رہنا خدا کی سلطنت
میں قادح سمجھا جائے۔ ہاں! ایک نہایت ذلت کیساتھ ابدی لعنت کا طوق اسکی گردن
میں پڑا ہوا۔ اور ناگفتہ بہ زندگی اُسے حاصل ہے۔ اور تمام دنیا اس پر لعنت بھیجتی ہے۔ اور
قیامت تک اُسی لعنت میں گرفتار رہے گا۔ سو یہ اسکا زندہ رہنا اور خدا تعالیٰ کا اس ملعون
کی درخواست حیات الی یوم القیامت کو منظور کر لینا کچھ اسکے لئے عزت یا فخر کا تمغہ نہیں ہے۔ بلکہ
یہ اس ملعون کیلئے ایسی سخت سزا ہے۔ کہ خدا دشمنوں کے نصیب کرے۔ تمام جہان اُس نابکار کو
مردود۔ ملعون اور رجیم کے نام سے پکارتا ہے۔ اور نہایت حقارت اور ذلت کے ساتھ اسکا نام
لیا جاتا ہے۔ سو یہ اسکا وجود خدا کی سلطنت بادشاہت اور اُس کے کاموں میں کیا خلل ڈال
سکیگا۔ وہ بیچارہ خود ہی غضب الٰہی میں گرفتار اور طوق لعنت میں اسیر اور ہمیشہ ترساں و لرزاں ہے
خدا کے سامنے اس بیچارہ کی کیا بساط ہے۔ ایک دم میں پروردگار اس کو ہلاک کر سکتا ہے۔ اور
سچ پوچھو تو اگر خداوند تعالیٰ اس مردود نابکار کو ہلاک کر ڈالتا۔ تو یہ آناً فاناً [illegible] کے سو
کچھ زیادہ نہیں تھی۔ بڑی سزا تو اس کے حق میں یہی ہوئی۔ کہ پروردگار نے [illegible] مطرود

زندہ رکھ کر ابدی لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈالا۔ اور ہمیشہ کیلئے اُسی مخلوق کی لعنت ملامت کا اُسے نشانہ بنایا۔ جسکے آگے سر جھکانا اُس کو عار معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ پرلے درجہ کی ذلت اور خذلان ہے۔ قرآن شریف میں ہے قال فاخرج منها فانك رجيم وان عليك اللعنة الى يوم الدين قال رب فانظرنى الى يوم يبعثون۔ قال فانك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سو نکل یہاں سے۔ بیشک تو میرے درگاہ سے رد کیا گیا۔ اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہو۔ شیطان بولا سو اے میرے رب مجھے بعثت تک مہلت دے۔ خدا نے فرمایا سو تجھ وقت معلوم۔ یعنی قیامت تک مہلت دی گئی ہے۔ ان آیات سے شیطان کا خدا کے آگے عاجز اور ذلیل ہونا صاف ظاہر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بعثت تک کی زندگی کا خواستگار ہونا۔ اور وجود اور بقا میں اپنے تئیں خدا کا محتاج سمجھنا اظہر من الشمس ہے۔ پس پنڈت دیانند وغیرہ جنہوں نے مارے اغراضوں کے اپنی کتابیں سیاہ کردی ہیں۔ اور شیطان کو خدا کی سلطنت میں گڑبڑ کرنیوالا۔ اور خدا کے مقابل خالق شر وغیرہ خیال کیا جاتا ہے۔ بالکل بے سمجھی ہے۔ قرآن شریف میں جہانتک تدبر کیا جاتا ہے۔ خدا کی ذلت خذلان۔ اور خدا کے آگے اس کا طوعاً و کرہاً دست نیاز پھیلانا ثابت ہوتا ہے۔ نہ اسکی عزت یا خدا سے وجود بقا میں بے نیازی +

ہاں جب شیطان نے خدا تعالیٰ کے سامنے یہ کلمات کہے۔ کہ میں تیرے بندوں کے کچھ سلانے بہکانے۔ اور الٰہ حق میں بچلانے میں قصور نہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نہ بطور حکم یا اجازت کے۔ بلکہ شیطان کے نادم اور قایل کرنے کیلئے ارشاد فرمایا۔ کہ تجھ سے جہاں تک ممکن ہے اُن کی راہزنی میں کوشش کرلے۔ تجھ سے کچھ بھی نہیں ہو سکیگا۔ اور میرے خالص بندوں پر تیرا ذرا بھی قابو نہیں چل سکے گا۔ ہاں جو میری یاد سے غافل اور میری راہ سے الگ پڑے ہیں۔ اور جو بغیر اسکے بھی کہ تو انکے بہکانے میں سعی کرے۔ دوزخ کا ایندھن بننے والے ہیں ایسے لوگوں پر تیرا قابو چل جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ لیکن میرے خاص مخلص بندوں پر۔ تیرا ہرگز ہرگز قابو پانا ممکن نہیں +

سورہ بنی اسرائیل میں ہے - اور جب کہا ہمنے فرشتوں کو سرجھکا دو آدم کے سامنے - سو سب نے سر جھکا دیا - سوائے شیطان کے - وہ بولا کیا میں سر جھکاؤں ایسے شخص کے سامنے - جس کو تونے مٹی سے بنایا - کہا ہے تو یہی جس کو تونے بڑائی دی - مجھ پر سو اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو البتہ میں اسکی اولاد کو ابدی ہلاکت میں ڈالوں - سوائے چند آدمیوں کے - اللہ تعالیٰ نے فرمایا - چلا جا - سو جو اُن میں سے تیرا پیرو ہوگا - سو تم سب کی پوری جزا جہنم ہے - اور اُن میں سے تو جس کو بہکا سکے بہکا لے - اپنی پکار کے ساتھ - اور کھینچ لا اُن پر اپنے سوار اور پیادے اور شریک بن اُن کا اُن کے مال و اولاد میں - اور وعدہ دے اُن کو - اور شیطان کا وعدہ ان سے سوائے دہوکہ بازی کے کچھ نہیں ہے - اور تیرا رب کارساز کافی ہے +

پس ان آیات میں پروردگار عالمین شیطان کے آگے مخلصین کے صدق و ثبات و استقلال کی تعریف اور اُس کے مکر و فریب سے خالص مومنوں کے لغزش نہ کھانیکی توصیف بیان کرتے ہیں - کہ تو لاکھ اُن کے ڈگمگانے میں کوشش کر لے - وہ ہرگز جادۂ مستقیم سے لغزش نہ کھائیں گے - جس سے شیطان کی اور بھی ذلت و خذلان ظاہر ہوتی ہے - کچھ شیطان کو حکم و اجازت نہیں - ہے کہ تو جا کر لوگوں کو بہکا - ہاں کاہل اور غافل انسان کو ان آیات میں اشعار ضرور ہے کہ وہ شیطان کے دھوکے میں ہرگز نہ آئے - کیونکہ شیطان کے دعوے - نرے مکر و فریب اور دھوکا بازی ہیں - اور الٰہی وعدے سچے اور سچے ہیں - جو خدا کی طرف جھکے - خدا اس کے لئے کافی کارساز ہے - شیطان کے داؤں اُس پر ہرگز کارگر نہیں ہو سکتے •

بعض شیطان کے بھائی بند اور اس کی دلیل اسکی حمایت میں کہتے ہیں - کہ شیطان کا اس معاملہ میں کچھ قصور نہیں تھا - پس پروردگار کا اس کو مردود کرنا اور ابدی لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈالنا سراسر بے انصافی پر مبنی ہے - بلکہ اگر شیطان نے خاکی نژاد آدم کو سجدہ نہیں کیا - اور خدا کا اس کو شریک نہیں ٹھیرایا - تو اسکی کمال دانشمندی اور قرین مصلحت قیاس ہے - یہ کہ اُلٹا خداوند تعالیٰ نے اسکو مردود کر دیا - اور اُس سے ناراض ہو گیا - سو اس کے جواب میں یہ گذارش ہے کہ پروردگار عالمین نے آدم کو خلافت کا خلعت پہنایا اور اس کو نشیبات ربی حاصل ہے - لہٰذا یہ

اُن کی اطاعت کا حکم دیا۔ اور سب نے اس کے سامنے تعظیم کے لئے سر جھکا دیا۔ اور فقط اسی مردود نے اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ اور یا در ہوا قیاس کرنا شروع کر دیا۔ سو شاید مخالف فریق کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ماننا اور اس میں حجتیں نکالنی کچھ بات نہ ہوگی۔ لیکن ساری دنیا کا تو یہی مقولہ ہے کہ **الامر فوق الادب** یعنی حکم کا ماننا ادب سے بھی بالاتر ہے۔ پس اس مردود نے پروردگار کا حکم نہ مانا۔ اور فرمان الٰہی کو بالائے طاق رکھ دیا۔ تو کیا یہ ملعون اس لایق نہیں تھا۔ کہ لعنت کا طوق اس کی گردن میں ڈال کر ہمیشہ کیلئے مطرود و مردود کیا جاتا۔ اگر آدم کو سجدہ کرنا ؛ حالانکہ وہ سجدہ عبادت[1] ہرگز نہیں تھا ؛ سہم عصیان تصور کیا جاتا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے علانیہ سرکشی کرنا اس سے کہیں بڑھ کر گناہ اور اکبر الکبائر نہیں ہے؟ پس شیطان کے دکیلوں کی وکالت اس کے حق میں سراسر غیر مفید اور بے دلیل ہے۔ وہ ہرگز اس کبیرہ گناہ سے بری نہیں ہو سکتا۔ جس کا وہ مرتکب ہوا۔ یعنی ارشاد الٰہی سے انکار کرنا۔ عاشقان صادق کا یہ کام نہیں۔ کہ محبوب کے حکم میں سینکڑوں حجتیں نکالیں۔ بلکہ محبان صادق کا کام فقط رضا و تسلیم ہے۔ جو لوگ شیطان کے گناہ کو گناہ نہیں تصور کرتے وہ عشق و محبت کے مزے سے بالکل ناواقف ہیں ؎

پائے سگے بوسیدہ مجنوں خلق گفتا ایں چہ بود ؟ گفت ایں سگ گاہ گاہے در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

## ساتواں اعتراض

**(۲) مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ کہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ** تعالیٰ۔ یعنی انسان کی بھلائی برائی اللہ کی تقدیر سے ہے۔ پس اگر انسان کی بھلائی برائی اسی کی طرف سے ہے۔ اور مجبور کر کے وہی بھلائی برائی کراتا ہے۔ سو انسان کیسے ماخوذ ہو سکتا ہے۔

---

[1] اس امر کی دلیل کہ سیدنا حضرت آدم کو فرشتوں کا سجدہ۔ سجدہ عبادت نہیں تھا۔ یہ آیت ہے جو سورۃ یوسف میں ہے۔ وخروا له سجدا۔ اور یوسف کے بھائی اسکے سامنے سجدہ کرتے ہوئے گرے۔ حالانکہ یہ سجدہ عبادت نہیں تھا۔ صرف یوسف کی تعظیم مقصود تھی۔ فافہم و تدبر۔

مجبور کو ماخوذ کرنا سراسر ظلم ہے +

(۲) اور نیز مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ من یھدی اللّٰہ فلا مضل لہٗ ومن یضللہ فلا ھادی لہٗ۔ یعنی جس کو اللہ ہدایت دے۔ اسکا کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں۔ اور جسکو خدا گمراہ کردے۔ اسکا کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ پس اگر خدا ہی انسان کا گمراہ کرنیوالا ہے۔ تو وہ سزا کیسے دلیسکتا ہے؟

# جواب

مسلمانوں کے عقائد میں بلا شبہ یہ داخل ہے۔ کہ والقدر خیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ یعنی مقدر[1] اس (انسان کی) بھلائی اور برائی کا اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہے۔ یعنی انسان کی نیکی اور بدی علم الٰہی میں مقدر ہوچکی ہے۔ لیکن اسکے سمجھنے میں عام لوگوں نے غلطی کھائی ہے بعض لوگوں نے بالعموم یوں سمجھ رکھا ہے۔ کہ خدا (موافق تقدیر) مجبور کرکے انسان سے بھلائی یا برائی کرواتا ہے۔ اور برا بھلا سب کچھ اس نے قسمت میں لکھدیا ہے۔ حالانکہ اس عقیدہ کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے اور نہ خدا اس طرح جابر اور قاہر ہے۔ بلکہ اس عقیدہ کا ٹھیک مفہوم یہ ہے۔ کہ خدا کے قدیم ارادہ سے (جو اس کو انسان کے خود مختار پیدا کرکے برے بھلے کام کے عوض سزا جزا دینے پر تھا) جو کچھ انسان کی خود اختیاری سے ہونا تھا۔ وہ اس نے مقدر و معلوم کر رکھا ہے۔ اس کے علم تقدیر کے خلاف ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر ایسا ہو تو اسکا علم غیب دربارہ افعال مکسوبہ عباد جھوٹا اور خلاف واقع ٹھیرتا ہے۔ حالانکہ علم الٰہی ہرگز جھوٹ اور خلاف واقعہ نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ اپنے افعال کے باعث میں قابل جنت یا قابل دوزخ ہیں۔ وہ اس کو معلوم ہیں۔ جو شخص اس کے قدیم علم اور قدیم ارادہ میں اتمام حجت کے بعد اپنے افعال بد کے بموجب دوزخی ہے۔ ہرگز اس کا بہشتی ہونا ممکن نہیں۔ اور جو اپنے اعمال حسنہ کے سبب بہشتی ہے۔ اسکا دوزخی ہونا محال ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو خدا کا علم غیب بہ نسبت نجات ابدی و عذاب ابدی انسان جھوٹا ٹھیرتا ہے۔ جو ہونا تھا

---

[1] مقدر کرنا اندازہ کرنا علم احاطت کرنا ہے نہ کہ جبر کرنا +

اسے اپنے علم غیب سے پیشتر معلوم ہے - اور یہی علم بالغیب و اعتبار بالغیب تقدیر ہے - غور طلب بات یہ ہے - کہ لوگوں نے یوں سمجھ رکھا ہے - کہ جو کچھ خدا نے لکھدیا ہے بجبر وا ہی ہوگا - اور اصل یہ ہے کہ جو کچھ ہونا ہے - وہ اُس نے لوح محفوظ میں (جو تعینات عالم مثالی سے ایک مکان ہے) لکھدیا - یعنی اس کے علم میں مقدر و معلوم ہے - اور اس میں جو کچھ خوبی اور کمال ہے عالم بالغیب کا ہے - نہ کہ اسکے عالم بالغیب ہونے سے کچھ انسان کے افعال میں جبر یا تعرض لازم آتا ہے - بفرض محال خدا کے وصف علم بالغیب سے اگر قطع نظر کریں تو انسان سے وہی افعال سرزد ہوں گے - جو اُس کے عالم بالغیب ہونیکی صورت میں سرزد ہوتے ہیں - نہ غیر اُن کے - اور اس میں اسکے کمال علم کی خوبی ہے - اس بات کو انسان کے جبر سے کچھ علاقہ نہیں - انسان کو خدا نے کوری تختی کی طرح سلیم الفطرت پیدا کیا ہے - اور اس میں کسب افعال کا ارادہ و اختیار پیدا کر دیا ہے - پھر وہ بُرے بھلے جیسے نقوش چاہے اپنے لوح دل پر لکھے - اُسی کے موافق معاتب یا مثاب ہوگا - سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں - هُوَ الَّذِی قَدَّرَ الْاَشْیَاء وَقَضَاهَا وَلَا یَکُونُ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَۃِ شَیْئٌ اِلَّا بِمَشِیَّتِهٖ وَعِلْمِهٖ وَقَضَائِهٖ وَقَدَرِهٖ وَکَتَبَهٗ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ لٰکِنْ کَتَبَهٗ بِالْوَصْفِ لَا بِالْحُکْمِ - وہی اللہ ہے جسنے مقدر کیا اشیا کو - اور اپنا محکوم بنایا - اور دنیا آخرت میں کچھ نہیں ہوتا - مگر اُسکی کے قدیم ارادہ اور قدیم علم اور حکم اور تقدیر - اور لوح محفوظ میں لکھنے کے موافق لیکن اسکا لکھنا وصف کے ساتھ ہے - حکم کے ساتھ نہیں - اس کے حاشیہ پر شارح لکھتا ہے - قولہ کتب بالفتح کہتے ہیں کہنے کو - یعنی یوں لکھنا - کہ فلانا آدمی فلانی فلانی برائی یا بھلائی ان صفتوں کے ساتھ فلانے زمانے فلانے مکان میں اپنے اختیار سے کرے گا - نہ اسطرح کہ حکم ہے - فلانے بزبردستی اس کام کے کرنیکا انتہٰی - پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ سَلِیْمًا عَنِ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ اللہ تعالے نے خلقت کو کفر اور ایمان سے خالی پیدا کیا ہے - وَلَمْ یُجْبِرْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِهٖ عَلَی الْکُفْرِ وَلَا عَلَی الْاِیْمَانِ - اور خدا اپنے مخلوق میں سے کسی کو کفر (باقی آئندہ)

انوار الاسلام سلسلہ کے لئے دیکھو ۲۳ جلد ۶ نمبر ۲۳ و ۲۴ -

کیونکہ مادہ و ارواح جو محدود وجود ہیں - اور نقصان کے داغ سے آلودہ جب اُن ناقص وجودوں
کو ان لوگوں نے آپ سے آپ اور واجب بالذات مان لیا - تو خدائے کامل کے آپ سے آپ
اور واجب بالذات ہونے پر کیسے استدلال ہو سکتا ہے +

یہی تو خدا کے وجود پر دلیل تھی - کہ وہ آپ سے آپ ہے! پس جب دنیا میں ایسے وجود نکل آئے
جو ناقص اور محدود ہو کر واجب بالذات اور آپ سے آپ ہیں - تو خدا کے آپ سے آپ ہو کر
کامل اور غیر محدود رہنے پر کیا دلیل رہ گئی ؟ ہم آریہ کے عقیدہ کی بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ (معاذ اللہ)
خدا گو واجب بالذات اور آپ سے آپ مان لیا جائے - لیکن اس میں بھی نقص یا عیوب ہونے
ممکن ہیں ؟ کیونکہ مادہ و ارواح جنکو آپ لوگ واجب اور قدیم مانتے ہیں - اُن میں جو نقائص و عیوب
مشاہدہ و معائن ہیں - خدا اس اصل پر کیسے بری ہو سکتا ہے ؟ کوئی نہیں یہ آریہ کا عقیدہ ہی
بالکل لغو اور باطل ہے - کہ مادہ و ارواح خدا کے احاطہ تخلیق سے باہر ہیں - مادہ اور ارواح
اور ہر ایک شے اللہ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے - خدا کے سوائے آپ سے آپ کوئی شے نہیں - آریہ
کے عقیدہ کی بنا پر تو خدا کا ماننا بھی ضروری معلوم نہیں ہوتا - کیونکہ مادہ وارواح معہ اپنے تمام عجیب
و غریب خواص و صفات کے خود بخود اور قدیم مانے گئے - تو پھر اُن کو جوڑ جاڑ کر خلقت کو رچنے
کے لئے خدا کی کیا ضرورت ہے ؟ اُس کو بھی آپ سے آپ مان لیں - جیسا کہ بظاہر نظام کائنات
میں انتظام عالم نظر آرہا ہے ؟ ایسا ہی عیسائیوں کے عقیدہ کی بنا پر بھی خدا کا ماننا ضرور نہیں
معلوم ہوتا - کیونکہ ان لوگوں نے جب حضرت عیسیٰ ع کو جنکا محدود وجود ہونا اظہر من الشمس ہے
اور اُس میں انسانیت کے عیوب نقائص (کھانا پینا سونا ناتواں ہونا وغیرہ) بھی ثابت ہیں - خود
بخود اور واجب بالذات خدا مان لیا تو باقی تمام اشیائے عالم اور نظام موجودات کو خود بخود
ماننے سے کونسی بات روک سکتی ہے - اجسام و ارواح اور ہر ایک چیز کو بھی خود بخود مان لیں
[illegible] شے کامل کیطرف سے لے جانا - محدود چیز سے غیر محدود وجود کا سراغ لگانا ہی تو وجود
کے استدلال کی [illegible] - ناقص اور محدود ہستی جب واجب [illegible] خود بخود ٹھہر گئی تو باقی ہستیوں

کے خود بخود نہ ہونے پر کیا دلیل ہے۔ اور خدا کی ہستی کا کیا ثبوت ؟ -

بلاشبہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ بالکل مردود ہے کہ خدائے غیر محدود - محدود وجود میں آیا لا انتہا ابتدا و انتہا والی ہستی میں سمایا - خدا اپنی صفات کمال کو چھوڑ کر کیسے محدود وجود میں آسکتا ہے - لا انتہا اور غنی وحمید با وجود ابتدا و انتہا والی ہستی میں کیسے سما سکتا ہے +

محدود ذات کو خدا مان لیا تو خدائے غیر محدود کے وجود پر کیا دلیل ہے - ناقص شئ کو خدا مان لیا - تو خدائے کامل کی ہستی کا کیا ثبوت ہے - عیسائیو چھوڑ دو اس ناقص دین کو جس میں کاملیت کا نام و نشان نہیں رہا - ترک کر دو اس جعلی آئین کو جو اصلیت پر ذرا نہیں رہا - آؤ دین اسلام کیطرف جو سب سے اعلیٰ و اکمل دین ہے - آؤ ملت حنیف کیطرف جو سب سے بالا تر اور افضل آئین ہے - چھوڑو اس انجیل کو جو ... کی تصنیف ہے - آؤ قرآن شریف کیطرف جو خدائے پاک کی تنزیل ہے +

اللہ اکبر! قرآن شریف خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور عظمت و جلال کے بیان کرنے میں ایک دریائے ناپیدا کنار ہے - اور بحر ذخار -

وہ سمندر کیطرح بڑی شان و شوکت کیساتھ اللہ تعالیٰ کے اوصاف کمال اور اسکے عظمت و جلال کے اظہار میں موجزن ہے - اور کفر شرک اور بطلان کے خس و خاشاک کو بیرون افگن ہے

ممکن ہے کہ اس بارہ میں کوئی کتاب قرآن شریف کیساتھ مقابلہ کر سکے ؟ ہو سکتا ہے - اگر کوئی فلاسفی اسکے مقابل دم مارسکے ؟ وید اسکے سامنے شل گنگ ہے اور ژند کے اس کے ساتھ پاؤں لنگ ہے +

توریت (مروجہ) اسکے سامنے ایک مجموعہ حکایات ہے - اور انجیل (مروجہ) اسکے مقابل افسانہ روایات - دنیا کے اندر کوئی کتاب نہیں جو اسکا مقابلہ کر سکے - کوئی فلسفی نہیں جو مجادلہ کر سکے +

قرآن شریف کا کس نے مقابلہ کیا معاصرین نے خفت نہیں اٹھائی ؟ کون سامنے آیا -

کہ اُس نے ذلت نہیں پائی؟ سچا کلام قرآن ہے۔ اور سچا دین اسلام اور سب کے سب مذہب اس کے سامنے ایک طفل دبستان ہیں۔ اور وہ سب پر فایق اور نمایاں۔ سب ظلمت کفر و شرک سے بھرے ہیں۔ اور اُس کا نور حقیقت مثل مہر درخشاں۔ آریو آؤ۔ اس دین حق کیطرف جسکی حقیقت آفتاب کیطرح تاباں ہے۔ اور چھوڑ دو اس باطل مذہب کو جس کی تاریکی سے چشم عقل خیرہ و حیران ہے۔ اس خدا کو مانو جو تمام فیوضات کا منبع اور خالق ارواح و اجسام ہے۔ اور اس مفروضہ خدا سے منہ پھیرو کہ اگر ارواح و اجسام خود بخود نہ ہوں۔ تو اُسکی خدائی کی ترقی تمام ہے۔ اُس خدا کیطرف رخ کرو جو تمہیں ابدی سُکھ پہونچائے۔ اور اُس مفروضہ خدا سے مُنہ پھیرو جو ابد الآباد تناسخ کے پھندے میں پھنسائے۔

تین خدا کے ماننے والو تین کبھی کامل نہیں ہوسکتے۔ پس ان ناقص خداؤں سے مُنہ پھیرو۔ اہل اسلام کی ایک ذات مُستجمع الصّفات اور کامل خدا کی طرف آؤ۔ بت پرستی میں پھنسکر رہ جانیوالے سناتن دہرمیو! بت پرستی سے کبھی کوئی انتہائے کمال کو نہیں پہونچا۔ ان اینٹ پتھر کے ٹھاکروں کو چھوڑ کر اُسی ایک ذات باکمال کیطرف رجوع کرو جس غیر محدود ذات کی کوئی مورت یا تصویر نہیں ہوسکتی۔ اور جس نے یہہ سب کچھ رچا ہے۔ یہیں یہ گرت جار (بت) تمہارے کس کام آسکتے ہیں۔ تمہیں کیا رہبری کرسکتے ہیں۔ اُن کا دھیان کیا فایدہ دے گا۔ اُن سے کیا گیان حاصل ہوگا۔ یہہ صرف تمہارا ایک خیال ہے۔ جو سراسر محال ہے۔ اور آخرت کیواسطے ایک وبال ✦

سورج اور چاند اور ستاروں کی پرستش کرنیوالو یہ سب تمہاری طرح بے بس ہیں خدا کے حکم میں مسخر اور اُس کے مخلوق ہیں۔ جو اللہ نے تمہارے کام میں مفت لگا دیئے ہیں اور یہ سب تمہارے خادم ہیں۔ پس ان سب سے منہ پھیر کر احسن الخالقین کیطرف متوجہ ہو جس نے ان سب کو بنایا۔ اور حضرت ابراہیم کے مطیع بناؤ۔ جنہوں نے فرمایا انی وجھت وجھی للذی فطر السموٰت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ✦

میں سمجھتا ہوں کہ سچ ہر ایک کو بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس سچ کی وجہ سے تم سب میرے دشمن ہو گئے۔ لیکن کیا انسان سچ کیواسطے کسی کی عداوت کا خیال کرے۔ یا کسی کی خوشامد کرے؟ کیا صرف یونے کی وجہ سے میں تمہارا دشمن ہوگیا۔ اور مشفقانہ نصیحت کے سبب عدو؟

میں بنہایت جرأت اور دلیری سے علانیہ کہتا ہوں۔ کہ تم سب کے مذہب بالکل باطل اور رطب خیالات کے ہیں۔ اور اسلام سراپا حق اور صداقتوں سے بھرا ہوا ہے۔ لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔

قرآن شریف کی یہ صفت ہے۔ حکیم۔ (حکمتوں سے بھرے ہوئے) حمید (خوبیوں والے) کیطرف سے جو کتاب ہوگی۔ اس میں بطلان کا کب دخل ہو سکتا ہے؟ یقین سمجھو کہ تم سب کے سب بھولے ہوئے ہو۔ دنیا روزے چند است۔ عاقبت کار با خدا وند۔ اب سمجھ لو اور اس اللہ کیطرف گردن جھکاؤ جو مجمع کمالات اور منبع فیوضات ابدی نجات بخشنے والا غفور رحیم ہے۔ اور اپنے مفروضہ باطل معبودوں سے منہ پھیرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کرے۔ آمین!

# منقولی طور پر تثلیث کا ابطال

## اور

## توحید کا ثبوت

اب ہم اس عنوان میں پہلے اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان آخری کتاب یعنی قرآن شریف سے توحید خالص کا اثبات اور مسیح کی الوہیت اور تثلیث کا بطلان ظاہر کرتے ہیں۔ اور دکھا دیتے ہیں کہ قرآن شریف اثبات توحید و ابطال شرک میں اعجاز کے کس درجہ تک پہنچا ہوا ہے۔ اور اس نے خالص توحید کو کن کامل اور زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور شرک کو کس طرح عجیب کے استدلال سے رد کیا ہے۔

اس کے بعد توریت و انجیل سے خالص توحید کو بیان کر کے مقابلہ پر اتمام حجت کریں گے۔ اور

دکھلا دیں گے۔ کہ الوہیت مسیح اور تثلیث کا عقیدہ کہانتک اصل توریت و انجیل کے مقاصد کے برخلاف ہے
کتب ثلاثہ (یعنے قرآن و زبور و انجیل) سے توحید خالص توحید رائج رہی ہے۔ اور حضرت مسیح
کے مذہب کی بنا خالص توحید پر تھی۔ الوہیت مسیح اور توحید کا عقیدہ پیچھے تراشا گیا۔ اور آہستہ آہستہ
جعل کو کام میں لاکر انجیل کے اندر داخل کر دیا گیا۔

## تنبیہ

چونکہ تثلیث کا بڑا جزو حضرت مسیح ہیں۔ جنکو عیسائی لوگ خدا اور خدا کے برابر اور خدا
کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ اور تثلیث کا بڑا مدار الوہیت مسیح پر ہے۔ پس جب حضرت مسیح کی الوہیت
اور ابنیت کا ابطال ثابت ہو جائے تو تثلیث کلخود استیصال ہو گیا۔ اسلئے ہم نے زیادہ
تر زور اس مضمون میں ابطال الوہیت مسیح پر دیا ہے۔ جو تثلیث کے ابطال کی بنیاد ہے
اور جس پر عقیدہ تثلیث کی عمارت کھڑی کی گئی ہے۔ مسیح کی الوہیت کے ابطال کے بعد
کچھ ضرورت نہیں رہتی کہ روح القدس کی الوہیت کا ابطال ثابت کیا جائے۔ اسلئے
روح القدس کی الوہیت کی تردید کیطرف چنداں توجہ نہیں کی گئی ٭

# قرآن شریف کی آیات اعجاز نمایاں شرک

# اور

# تثلیث کی تردید اور اثبات توحید میں۔

الحمد للّٰہ الذی انزل الکتاب علٰی عبدہٖ ولم یجعل لہٗ عوجًا۔ قیمًا لینذر باسًا شدیدًا من

سب حمد بیان اس اللہ کو جس نے نازل کی کتاب اپنے بندے پر اور اس میں کوئی کجی نہیں رکھی۔ وہ ٹھیک کتاب ہے جو اسلئے نازل ہوئی کہ لوگوں کو خدا کے سخت عذاب سے

ا؎ عیسائیوں کے اعتقاد مشکل کم اور صریح عقل کے خلاف ہیں۔ جیسے تثلیث حقیقی مان کر پھر توحید حقیقی کا قائل ہونا

| آیت | ترجمہ |
|---|---|
| لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصلحات ان لھم اجرا حسنا ماکثین فیہ ابدًا وینذر الذین قالوا اتخذ اللہ ولدًا ما لھم بہ من علم و لا لاٰباءھم کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا ۔ | ڈرائے۔ اور نیکو کار مومنوں کو خوش خبری سنائے یہ کہ اُن کے لئے نیک بدلا ہے۔ جس میں وہ ابدالآباد کے لئے رہیں گے۔ اور ڈرائے ان لوگوں کو جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اولاد بنا رکھی ہے۔ انہیں اس بات کا کچھ علم نہیں۔ نہ اُن کے باپ دادوں کو۔ بہت بڑی بات ہے۔ جو اُن کے مونہوں سے نکلتی ہے۔ جس میں سوائے جھوٹ کے کوئی سچائی نہیں۔ |
| قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد ۔ | تو کہدے اے محمدؐ کہ وہ اللہ ذات و صفات میں ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اسکے ہاں اولاد ہے۔ نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اسکے برابر کا بھی کوئی نہیں۔ |
| اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ و لا نوم لہ ما فی السمٰوٰت و ما فی | وہ اللہ ایسی ذات پاک ہے جسکے سوا کوئی معبود ہونیکے لائق نہیں۔ وہ زندہ ہے (اس پر موت اور فنا کبھی طاری نہیں ہوسکتی) قیوم (قائم بالذات جو تمام دنیا کے وجود |

(بقیہ حاشیہ) حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا (جو باپ سے موخر ہونا چاہئے) قرار دیکر پھر اس کو باپ کے ہمسر اور ازلی قرار دیا۔ اُسے کامل انسان بھی سمجھا۔ اور کامل خدا بھی (نعوذ باللہ) ایک بیگناہ آدمی کا صلیب دیا جانا۔ اور تمام دنیا کے غیر محدود گناہوں کے بدلے کفارہ ہونا۔ وغیرہ سب عقائد عقل و نقل کے خلاف اور کچی رکھتے ہیں۔ سلہ عیسائیوں کے پاس کوئی ٹھیک دلیل یا کچی سند نہیں کہ اپنے ان عقائد کو یقینی قرار دے سکیں صرف اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حضرت مسیح صرف انسان تھے۔ (جیسے لوی ٹرن) کوئی خدا بناتا ہے کوئی تثلیث میں بجائے روح القدس کے مریم کو داخل کرتا ہے۔ کوئی حضرت مسیح کا صلیب دیا جانا مانتا ہے کوئی نہیں مانتا پھر اناجیل ملنے میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی کسی کو مانتا ہے۔ کوئی کسی کو۔ بلکہ کچی سند نہیں صرف ان کے بڑوں نے اٹکل پچو قیاس کر کے بیان رکھا ہے۔

(حاشیہ ملہ

الارض من ذا الذی یشفع عندہٗ الا باذنہ - یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ الا بما شاء وسع کرسیہ السمٰوٰت والارض ولا یؤدہ حفظھما وھو العلی العظیم

اور بقا کیلئے سہارا ہے) سو نہیں سکتا کہ اُسے اونگھ یا نیند آئے - زمین اور آسمان کے درمیان جو کچھ ہے سب اسی کے ملک اور تصرف میں ہے - کسکی مجال نہیں کہ اسکے حکم کے بغیر اسکے سامنے سفارش کر سکے وہ موجودات کا اگلا پچھلا سب حال جانتا ہے اور موجودات میں سے کوئی بھی اسکے معلومات میں سے کسی شے پر احاطہ نہیں کرسکتا مگر جسقدر وہ چاہے اسکی سلطنت کی کرسی زمین و آسمان پر حاوی ہے اور وہ آسمان و زمین کی حفاظت سے کبھی نہیں تھکتا - اس کی شان بلند اور عظمت والی ہے +

(بقیہ حاشیہ نمبر۱) سبحان اللہ کیا اوصاف الٰہی اس سورہ میں بیان کئے گئے ہیں - جسکا مقابلہ دنیا میں کوئی کتاب نہیں کر سکتی - صرف چند الفاظ میں خدا کی الوہیت - احدیت - صمدیت - بے مثلی - غیر متغیری تمام اوصاف کو بیان کر دیا - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - کہ اے محمدؐ تو کہدے کہ وہ ذات جامع صفات جسکا نام اللہ ہے ذات و صفات میں یکتا ہے (اس میں دوئی اور تثلیث کی گنجائش نہیں) وہ اللہ بے نیاز ہے تمام اس کے دست نگر ہیں اور وہ کسی کا دست نگر نہیں - وہ بذات خود ہر کام کر سکتا ہے - اور سب کو نجات دے سکتا ہے - دوسرے خدا کی ضرورت نہیں جو اُسکے سامنے ہستی کا دم مار سکے - اور نجات کا بیڑا اٹھا سکے نہ اسکی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے (اسکی ذات بے نیاز ایسی باتوں سے پاک ہے - اُسے باپ بیٹے کی حاجت نہیں) اور اسکا کوئی ہمسر ہی نہیں (جب اولاد ہو گی - تو باپ کیساتھ سہیم و شریک ہوگی - خدا کی غیر محدود بے مثل ذات کا نظیر ہی نہیں - کہ اُسے اولاد کی احتیاج ہو +

۲ وہ ایسی ذات پاک ہے کہ اسکے سوائے اور کوئی عبادت کے قابل ہی نہیں (پس مسیح اور روح القدس کیسے معبود ہو سکتے ہیں - وہ تو خود زندہ اور قائم بالذات ہے (حضرت مسیحؑ پر تو موت طاری ہو گئی - اور انکی حالت متغیر ہوتی رہی وہ کیسے خدا ہو سکتے ہیں - اُسے تو اونگھ اور نیند آ ہی نہیں سکتی - حضرت مسیحؑ کا سونا

اس کے ہاں اُس کی اجازت کے بدوں کوئی سفارش نہیں کرسکتا۔ پھر مسیحؑ خدا کے شریک ہوکر دنیا کے شفیع کیسے ہوسکتے ہیں۔ اللہ کو تو سب اگلا پچھلا حال معلوم ہے (حضرت مسیحؑ کو وقوع قیامت کا علم نہیں تھا نہ یہ معلوم ہوسکا (کہ میرے دامن کو کسنے چھوا؟) اللہ کے علم پر تو کوئی احاطہ ہی نہیں کرسکتا۔ سوائے اتنی بات کے جو وہ خود بتادے (حضرت مسیحؑ بھی اسیقدر غیبی باتیں بتا سکتے تھے۔ جتنی باتیں اللہ سے معلوم کیں۔ قیامت وغیرہ کا حال انہیں ہرگز معلوم نہیں تھا۔ پس اُن کے محض انسان ہونے میں کیا کلام ہے +

اُسکی کرسی میں زمین و آسمان سمائے ہیں (حضرت مسیح کی بادشاہی ایک گاؤں پر بھی نہ تھی۔ بلکہ آپ ذلت سے صلیب پاگئے۔ **اللہ کو اُن کی حفاظت نہیں تھکاتی** (مسیح کا سونا اور تھکنا انجیل سے ثابت ہے) اُسکی شان تو بلند اور عظمت والی ہے۔ (مسیحؑ کی شان کا نقشہ دیکھنا ہو۔ تو صلیب کیوقت کا معاملہ انجیل سے مطالعہ کرو +

| | |
|---|---|
| لیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر۔ | خدا کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ کانوں کے بدوں سنتا اور آنکھوں کے بغیر دیکھتا ہے۔ |
| لہ الکبریاء فی السمٰوٰت والارض وھو العزیز الحکیم | آسمان و زمین میں اُسی کی بڑائی ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ |
| وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس | غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اسرار غیبی اُس ہی کو معلوم ہیں۔ اسکے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ اور خشکی اور تری میں جو کچھ ہے اُسے معلوم ہے۔ ایک پتہ بھی نہیں جھڑتا۔ مگر کہ وہ اُسے جانتا ہے۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیری جگہ میں اور نہ کوئی تر یا خشک ہے۔ مگر کہ خدا کے علم میں (باقی آئندہ) |

(بقیہ حاشیہ) سونا تو انجیل سے ثابت ہے۔ (پھر وہ کیسے خدا ہوسکتے ہیں) زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے۔ حضرت مسیح کو اتنا اختیار نہیں تھا کہ زبدی کے دو بیٹوں کو داہنے بائیں بٹھا سکیں یا بے پھل انجیر کو بے موسم پھل دے سکیں۔ اللہ کا مثل نہیں (عدیل) تو کوئی ہے ہی نہیں وہ تو سب کچھ دیکھتا سنتا ہے حضرت مسیحؑ کی سمع و بصارت محدود تھی وہ کیسے خدا ہوسکیں +

# اسلامی کتابوں کا سلسلہ

پانچ کتابیں اس سلسلہ کی بالکل تیار ہیں جس میں سے اسلام کی پہلی کتاب میں ایمان وعقاید کا مفصل حال ہے۔ اور دوسری کتاب میں نماز کے کل احکام کا تفصیلی بیان ہے تیسری کتاب میں روزہ کا مفصل بیان چوتھی میں زکوٰۃ کا اور پانچویں میں صرف حج کا ذکر ہے ہر ایک کتاب کے ساتھ اخیر میں نظم بھی ہے جو بچوں عورتوں اور تمام مسلمانوں کیلئے نہایت مفید ہے اس سلسلہ جدید میں اس بات کا بڑا لحاظ رکھا گیا ہے کہ عبارت عام فہم اور سلیس ہے سرکاری کیطرح سلسلہ وار بچوں کی استعداد کیموافق برابر چلی جاتی متواتر اضافتوں مصطفی ترکیبوں اور مشکل الفاظ سے کتابوں کو بہر نہیں دیا گیا جو بچوں کیلئے گھبرا دینے والی بات ہے۔ پانچوں کتابوں میں اسلام کے پانچوں ارکان کا بیان ہے اور ایسا تفصیل کیساتھ کہ ضروری مسئلہ کوئی بھی چھوڑا نہیں گیا ان کتابوں میں وہ مسایل ہیں کہ بہت سا روپیہ خرچ کرکے اور کثرت کیساتھ کتابیں منگا کر بھی اتنے مسایل نہیں ملسکتے ایک ایک کتاب میں ایک ایک رکن کا مفصل بیان ہے زکوٰۃ کے مسایل دیکھو تو اسی تفصیل کیساتھ کہ کوئی مسئلہ کسی عالم سے دریافت کرنیکی ضرورت نہیں رہتی حج کے مسایل کیطرف نگاہ ڈالو تو ایسی تفصیل کیساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ گویا گھر بیٹھے حج کر رہے ہیں روزہ کے مسایل دیکھو تو روزہ کے سارے مسایل ایک جگہ جمع کر دیئے گئے ہیں غرض پانچوں کتابیں طالبان علم دین کیلئے کافی وشافی ہیں خوشخط۔ خوشنما۔ کاغذ عمدہ۔ تقطیع موزون چلی قلم قابل دید قیمت ہر حصہ بہ تفصیل ذیل۔ اسلام کی پہلی ۳۶ صفحہ ۱؎ ایضاً دوسری ۸۰ صفحہ ۲؎ ایضاً تیسری ۸۰ صفحہ ۳؎ ایضاً چوتھی ۴۸ صفحہ ۴؎ ایضاً پانچویں ۹۶ صفحہ ۵؎

کل درخواستیں بنام کریم بخش ملک مہتمم مفید عام پریس و رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ بھیجنی چاہئیں

# دُنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

## اعلےٰ درجہ کی جیبی مُترجمُ حمایل شریف۔

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں جسمیں ۱۴ خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں ہے یعنی ۵ انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب میں باسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اُسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن کچھ مچ نہ ہوجائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا یہ خوبی آجتک کسی مترجم قرآن شریف میں نہیں ہے (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے بڑی ہی خوش رقم اور خوشقلم حمایل شریف ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ایسا شایستہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھدیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں خطیبوں اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے نماز زکوٰۃ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالے لکھدیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیاء کا ذکر جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات سامنے ہیں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ ولایتی لگایا گیا ہے (۱۲) جلد سنہری نہایت خوبصورت لگائی گئی ہے (۱۳) اس پر قرآن شریف اور لا یمسہ الا المطہرون کا لفظ لگایا گیا ہے ہدیہ مجلد عہ مجلد سنہری عہ

ملنے کا پتہ درخواستیں بنام کریم بخش لاک متہتم مفید عام پریس مالک انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے بھیجنی چاہئیں۔

| کتاب | قیمت | کتاب | قیمت |
|---|---|---|---|
| گلدستہ کرامت قیمت | ٦ ر | کیمیاے دولت قیمت | ۸ ر |
| دیوان حضرت باہو ″ | ۱ ر | فتوح الغیب ″ | عہ ر |
| الہامی کتاب ″ | ۱۰ ر | مثنوی بو علی قلندر ″ | ۱ ر |
| جنگ ٹرکی و یونان ″ | عہ ر | مفتاح الجنت ″ | ۳ ر |
| زبدۃ الواعظین ″ | عہ ر | تحقیق اناجیل ہر دو حصہ | عہ ر |
| روزہ اور اسکی حقیقت ″ | ۴ ر | بحث تناسخ ″ | ۴ ر |
| مجموعہ رانڈوں کی شادی گھر کی آبادی | ۰ | راہ نجات ″ | ۱ ر |
| وفتح سنت اسلام ″ | ۸ ر | تفسیر القرآن بکلام الرحمان | عہ |
| نکاح العزیز و رجنا ″ | عہ ر | رسوم اسلامیہ ″ | ۱ ر |
| دگیش نندنی ″ | عہ ر | قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت | ۸ ر |
| شہید وفا ″ | عہ ر | آریہ دھرم ″ | ۸ ر |
| حسن انجلینا ″ | عہ ر | تہذیب ″ | ۰ ر |
| منصور موہنا ″ | عہ ر | اسلام اور اسکی حقیقت ″ | ۸ ر |
| دلکش ″ | عہ ر | لغت فیروزی ″ | ۳ ر |
| فلورا فلورنڈا ″ | عہ ر | حق پرکاش ″ | ۱۲ ر |
| بنات النعش ″ | ٦ ر | تفسیر فیروزی ″ | ۳ ر |
| مراۃ العروس ″ | ٦ ر | اہلحدیث کا مذہب ″ | ۴ ر |
| توبۃ النصوح ″ | ٦ ر | لیڈی ڈاکٹر ″ | عہ ر |
| نصایح حکماے سلف ″ | ۸ ر | بشارات احمدیہ ″ | ۸ ر |

عیسٰی مسیح جسم پنجسو قیمت ۸ ر

منشی کریم بخش پروپرایٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

باردو سے آپ ہی چھپ چھپ نکلا۔ زمین وید کے پردہ بھونچال آیا کہ کچھ بنایا نہیں بنتی۔ دھرمپال جی جس کش مکش میں پڑے ہیں۔ ان کا دل ہی جانتا ہے دیانندی اگر آنکھیں کھولکر دیکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ ایک دھرمپال کے عوض کتنے آریہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

آپ جسقدر چاہیں تہذیب اسلام اور ترک اسلام کی اشاعت میں وسعت دیں۔ اسلام کا نفع اور دیانندی پنتھ کا نقصان ہے۔ اتنی کہ اشاعت میں تو اس قدر اس کے جواب لکھے گئے۔ جسقدر زیادہ اشاعت ہوگی اسی قدر اس کے دنداں شکن جواب پڑھتے جائیں گے۔ دیانندی پنتھ کی قلعی کھلتی جائے گی۔ سوائے دھرمپال کے آجتک کوئی بھی مسلمان پیدا نہ ہوا۔ مگر یہ آپ کی ایمان داری و راست گفتاری ہے کہ ہتکاری کیطرح یہ جھوٹ مشہور کرنے پر آمادہ ہیں کہ فلاں آریہ ہوا۔ فلاں شدھ ہوا۔ جسکی تحقیق پر کچھ بھی اصل نہیں۔ جھوٹی باتوں سے اپنے گروہ کی طبیعت خوش کرا لیجئے۔

لہذا اے مسلمانوں ہوش یا ہوا اور کمر ہمت باندھو۔ دیکھو آجکل ناحق پرست کیسے اگنی دیوتا کے عشق میں مدہوش و مبہوت ہیں۔ جلد تیار ہو اور سچے دین کی خدمت کرو۔ اسلامی رسالے خرید و اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ دیکھو تمہارے ایک بھائی نے جسکی روزی صرف جلدسازی پر ہے۔ کیسی ہمت کی۔ اور کیا استقلال ظاہر کیا۔ کہ دہ لاکھ روپیہ پر بھی لات مارنے کو تیار رہا۔ جس پر لاجی غصّے کے غضب کی آگ میں بھڑک اٹھے مگر افسوس کہ تم ابھی خواب غفلت میں ہو۔ انوار الاسلام۔ النذیر۔ ضیاء الاسلام۔ ہمدرد اسلام۔ اہلحدیث۔ الفیض کو خریدو۔ اور ان کو مدد پہونچاؤ۔ اسلامی ٹریکٹ خرید کر تقسیم کردو۔ ترک اسلام و برق اسلام وغیرہ کتابیں

اور ہندو پرچار میں اس کتاب کی ایک ایک جلد موجود رکھی جائے میں بھی جہاں تک میری طاقت میں ہے۔ اس کتاب کی ازحد اشاعت کراؤں گا۔ مہاشہ دہرم پال جی۔ بی۔ اے۔ امید ہے کہ باقی سو جلدیں بھی گوروکل کے تیسرے سالانہ جلسہ تک شایع کردیں گے۔ اب تو قریبًا قریبًا مذہب اسلام کی حالت نزع ہے۔

ناظرین انصاف فرمائیں۔ کہ متعصب کون ہے۔ صرف جلد نہ بندہنے اور انکار کردینے پر لالہ جی جامہ سے باہر ہوگئے۔ آتش غضب سے جلکر تو وہ خاک بن گئے۔ اگر ذرا بھی انصاف ہوتا تو اس مسلمان کی تعریف کرتے۔ اور اُس کی محبت و الفت کی جو خدا ورسول کے ساتھ ہے داد دیتے اور اسکی تقلید کرتے۔ اس سے سبق لیتے۔ اور اس کی ہمت دیکھتے۔ کہ صرف خدا اور رسول کی اُلفت میں اوس نے اپنا نقصان گوارا کیا۔ وہ سچا بندۂ خدا ہے۔ بندۂ درم یا بندۂ نیوگ نہیں۔ مہاشے دہرم پال۔بی۔اے پر دیا نندیوں میں سے ایک بھی ایسا نہ نکلا۔ جو اس کے مثل ہوتا۔ مسلمانوں کے ایک ادنٰی طبع کا ادنٰی شخص جسکی خاندانی و علمی حالات برق اسلام میں لکھے ہیں۔ اور جسکے تمام اخبار و رسالے شاہد ہیں۔ دیا نندیوں میں اعلٰے رکن تصور ہوا۔ حالانکہ دایرہ اسلام میں لاکھوں ایسے پڑے ہیں۔ جنکے زور قلم کے آگے اچھے اچھے سرغداست ختم کرتے ہیں مگر مسلمانوں کو ان پر ناز نہیں۔ بیچارہ دہرم پال کس شمار میں تہا۔ تہذیب الاسلام اور ترک اسلام پر فخر کرنا ہی جہالت ہے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ ان دونوں لغویات کے کس قدر جواب لکھے گئے۔ ایک دو چار نہیں۔ بلکہ بیسیوں دندان شکن جواب ہو چکے ہیں۔ اور برابر لکھے جا رہے ہیں۔ آپ کے جمع کردہ

وہ دن بہت ہی قریب ہے۔ کہ یہ آریہ مندر اسلامی انجمنوں کے دھرم د...
جلسوں سے مشرف ہوں ✦

حال ہی کا ذکر ہے۔ کہ آریہ پتر بریلی بابت ماہ جنوری نے کتاب تر...
اسلام و تہذیب اسلام اور مسلمانوں کا تعصب" کے عنوان سے ایک
مضمون چھاپا ہے۔ جس میں ایک مسلمان جلد ساز کی شکایت کر۔
ہوئے لالہ امیر چند ساکن موضع بھگنہ کلاں ضلع امرتسر فرماتے ہیں
کہ اس نے میری کتابیں دو دن رکھ کر واپس دے دی ہیں اور کہا
اس کتاب کی جلدیں لاکھ روپیہ پر ہے۔ نہیں باندھوں گا۔ کیوں
اس میں قرآن و رسول کے برخلاف لکھا ہوا ہے۔ اور ایک
نے بنائی ہے۔ معزز ایڈیٹر و آریہ بھائیو جہالت کی بھی کوئی نہ کو
حد ہونی چاہیئے۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے۔ کہ تہذیب اسلام کی
حد زیادہ اشاعت کرادیں۔ ہر ایک زبان گورکھی۔ پنجابی۔ ہندی
انگریزی میں اس کا ترجمہ کیا جائے۔ مہاشے دھرم پال جی بی اے
ہم کو مشکور ہونا لازم ہے۔ کیونکہ انہوں نے قرآن کا سارا پو
کھول کر رکھدیا ہے۔ ان کتابوں کا اثر اس قدر ہوا ہے۔ کہ
کے دو مسلمان آپ کے جلسہ پر بھی لاہور میں شدہ ہوئے۔

اسلام میں بارہا دھرمی حج کہا گیا تھا۔ مگر تہذیب الاسلام میں اس
کو آگ لگادی گئی ہے۔ مسلمان آگے بھی جلکر کباب ہو رہے ہیں
اب از حد سخت دل ہو رہے ہیں۔ معلوم نہیں۔ کہ جب باقی جلد
نکلیں گی تو مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ آریہ بھائیوں کا فرض ہے
دھرم پال جی۔ بی۔ اے۔ کی حوصلہ افزائی کریں اور ہر ایک آریہ

یا چکے تو کہا کہتے ہیں کہ اچھا صاحب مت دو ہم تم سے خدا کے گھر لیں گے۔ اس پر ظریف الطبع منشی صاحب نے فرمایا کہ کیا خوب یہہ منہ اور مسور کی دال۔ تم لوگوں کا خدا کے یہاں کیا کام۔ تمہارا گذر ہی وہاں نہ ہوگا۔ خدانخواستہ یہاں تو تم لوگ ٹ ہوں گے تم تو کتے یا سور کی جون میں دنیا ہی میں نظر آؤگے؎

یہہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ جزا و سزا خدا تعالےٰ کے یہاں ضرور ملے گی لیکن دیوروں کی توہین کی وجہ سے دھرم بند ہے۔ پنڈت دیانند خود بھی کامل یقین سے کبھی مسئلہ تناسخ (آواگون) کی نسبت کہتا تھا۔ کہ میں نہیں مانتا۔ کبھی کہتا تھا کہ میں نے مان لیا ہے (حق پسند علیگڑھ)

---

# چھوٹی بڑی سب ایک بھاؤ

آجکل ہمارے مہذب و ایماندار دیانندیوں کے اہتمام سے جو رسالہ نکلتا ہے۔ وہ اسلام پر ہی پر حملے کرتا۔ اور مسلمانوں ہی پر تبرا پڑھتا نکلتا ہے۔ نہیں معلوم اس کا مصنف بنتے نے اس میں کیا بھلائی سوچی ہے۔ یہ اپنے زعم میں اسلام پر بیجا حملے کرکے نہایت خوش ہوتے اور یہہ جانتے ہیں کہ ہمنے بڑا کام کیا۔ ہمارا بڑا نام ہوا۔ مگر اس کی خبر نہیں کہ ۔ ۔ ۔ وہ جتنا اسلام کے منہ چڑھتے ہیں اتنا ہی اپنی بنا کو سست و کمزور کرتے ہیں۔ خود دیانندی ہی ان کے اقوال کو دیکھکر ہنستے ہیں اور ان کی کم فہمی و ناعاقبت اندیشی پر افسوس کرتے ہوئے اسلام پاک کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اگر یہی گرم بازاری رہی۔ تو تھوڑے روزوں میں دائرہ اسلام میں صدہا صاحب الانصاف دیانندی سرسجود نظر آئیں گے +

چھوڑ کر انصاف سے گر آریو دیکھو
دی کہا مانو جہالت چھوڑ دو ورنہ
افسوس کی بخیہ گری کچھ کام آئیگی
تو ہی مالک ہے تو ہی خالق ہے ان کل کا
خالق ہے سب مخلوق ہے تیری نہیں کچھ شک
ن مالک میرا پاک ہے تیری ذات واحد ہے
ل لفظ کن کے حکم سے جلوہ نظر آیا
برگ و ثمر شجر حجر کا حسن دانا ہو سکا
افعال کو سمجھ کرے قدرت کا اندازہ
ن تک کس طرح پہونچے یہ ادراک چلتے ہیں
بھی اک جھلک نہ نظر اسید کامل ہے
تیری یاد میں رو لیں در مقصد کیوں پائیں
رے اسلام کا میں بھی ہی نام لیوا انہوں
ری اسلام کے صدقہ میں ہمنے کیا نہیں

تو کہہ اٹھو کہ قرآں ہے کلام پاک یزداں کا
کہو گے کیوں نہ مانا ہے کہنا تاکے قرآں کا
ادھر جائیگا غافل تا بہ ستی کی حب ٹنکا
پتہ دیتا ہے ہمکو کلام پاک قرآن کا
تو ہی معبود ہے لاریب ہر گبر و مسلماں کا
شریک ہر گز نہیں ہے کوئی ہی بیچوں سبحاں کا
زمیں کا آسماں کا ماہ کا خورشید تاباں کا
ملک دیو و پری جن و بشر کا حور غلماں کا
بھلا کیا حوصلہ ہے عاجز و لاچار انساں کا
کرے تیرے تعقل میں کا فہم تنگ عقل انساں کا
جو مجھ پر تو دیر جائے کچھ بھی اب عرفاں تک
کریدا کرتا ہے گو ہمکو سر سنا ابر نیساں کا
پکڑ رکھا ہے گوشہ ہمنے بھی رحمت کے داماں تک
دل ارماں ابھی کچھ اور بھی تو ہے داماں کا

ملی جب چاکوں ہوا کچھ مجھکو حاصل تیری الفت میں
ہمارا ہاتھ ہو اور تار ہو جیب گریباں کا

(حق پسند) (علیگڑھ)

# لطیفہ

ایک وکیل کے مسلمان محرر سے ایک آریہ موکل نے آکر ایک اٹھنی کا مطالبہ کیا کہ میرے مقدمہ کے حساب میں رہ گئی ہے۔ محرر صاحب نے اٹھنی کے بقایا رہنے اور اسکے دینے سے انکار کیا جبوقت مہاشے صاحب جواب

# ہمدرد آریہ

برائی سے بچانا بھائی کو ہے کام انساں کا
بنی آدم ہیں ہم تم مسئلہ ظاہر ہے کہ بھائی ہیں
کہا مانو نہ مانو ہم تمہیں سمجھا کے دیتے ہیں
بنادان وید کو کہتے ہو ایشر کرت سو جو تو
نہ ہے توحید اور عظمت نہ علم الیقین ہے
ذرا تو عقل سے لو کام کیا روحیں نئی ہیں
نہ خالق اسکو مانتے ہیں ہم مخلوق بید جن میں
دیانند اور ویدوں کی یہ اک تعلیم ادنیٰ ہے
یہی تعلیم ویدوں کی کہ روحیں خالی ایشر ہیں
نہ سمجھو عقل پرمیشر جو ہو ادراک سے باہر
ملا تو آبرو ہو خاک میں ایشر کے ویدوں سے
نہ انسے مالک الملکی نہ کچھ قدرت نمایاں ہے
نہیں کرسکتا پیدا روح کو قدرت تو یوں کھوئی
ہیں جب ارض و سما اور روح یعنی جیو خود پیدا
نہیں ہے کچھ پتہ ایشر کو خبر ذات روحیں ہیں
نہ خالق اور مخلوق یہ خاصی کیا بندی ہے
دیانندی کوئی گر وید کی عظمت سمجھتا ہے
نہ سوچو آریو ہرگز نہیں تمکو تو تم ہی کہدو
کہاں وہ کفر کی ظلمت کہاں یہ نور اسلامی

بھلائی کی طرف سے بھاگنا ہے فعل شیطاں کا
بچانا کجروی سے بھائی کو ہے فرض اخواں کا
سراسر وید کی تعلیم میں نقصان ہے ایماں کا
پتہ ہے خالق ارض و سما جسم نہ روحاں کا
پتہ کچھ قادر مطلق کا جسمیں ہے نہ کچھ شاں کا
برابر مرتبہ ہے کہئے ایشر اور انساں کا
بتانا انکو الہامی کتاب ہے کام ناداں کا
بنا ہے آریہ رہبر ضلالت کے بیاباں کا
کرے جسکو خوب بیچ جاوے احاطہ عقل انساں کا
نہ گھٹنے پائے گویا مرتبہ ایشر سے انساں کا
تمہیں کچھ ڈر بھی ہے دیدہ دلیر اس کو ناں کا
نہ دیا ایشر کو خالق کہتا ہے انساں حیواں کا
ہیں خود ارض و سما بھی مالک الملکی کو یوں ہاں کا
ہمیں توحید و عظمت پھر دکھائی تو کوئی یاں کا
مٹائی غیب دانی کیا ٹھکانا ایسے طوفاں کا
نہیں ہے آریوں پر گویا بار ایشر کے احساں کا
دکھا دے مسئلہ توحید منکر مرد میداں کا
قصور اس میں تمہارا ہے دیا خورشید تاباں کا
تفاوت آریو ہے دیکھ لو بید و قرآں کا

آج تک کئی سو سال کا عرصہ گذرا لیکن اس کے جواب میں تا ہنوز اسکے مُنہ پر مہر سکوت ہے۔ اور قیامت تک یہہ مُہر اُن کے مُنہ پر سے نہیں ٹوٹ سکتی +

حضرات! "علماء کے جواب نہ دینے کا وہم آپ کو اپنی بیینائی کے پہلے لفظ سے پیدا ہوا اس کو جلدی رفع کیجئے اور ہم سے سنئے جب خدا ہی خدا تھا تو یہہ سوال کہ کس سے بنایا اپنا آپ ہی جواب ہے۔ خدا ہماری طرح محض صناع ہی نہیں ہے کہ دو چیزوں میں ترکیب دیا کرے۔ وہ اپنے علم کے موافق جس چیز کو چاہتا ہے۔ خود ہی بنا دیتا ہے صفت خلق اس کی ذات میں ہے۔ خدا کو اپنی ذات پر نہ قیاس کیجئے۔"

آخر میں ہمارے سماجی دوست پریشان ہوکر (صفحہ ۷۰ کی پہلی سطر پر) یوں شکایت کرتے ہیں (دیوک کو اس بحث سے کیا تعلق تھا کچھ بھی نہیں۔ مگر اپنی نیک نیتی سے کہ کوئی بیوقوف جل اُٹھے عمداً یہاں ذکر کیا گیا)

ناظرین! آپ نہیں نہیں یہہ مہاشے نہیں چاہتے اسی لئے انہوں نے آریہ مسافر کے بیس صفحوں کو بائبل وغیرہ کے حوالہ جات سے سیاہ کیا ہے اور آخر میں حوالوں کی ضرورت بھی نہ خیال کر کے پورے ورق پر قرآن پاک اور بائیبل پر طائی زٹل ہانک کر بیہودے چھوڑے ہیں جو ان کی ابتدائی اقرار کے موافق قطعاً بیفائدہ۔ پس ہم بھی اس مہاشے کی دانائی پر محمول کر کے نظر انداز کرتے ہیں اور آخر میں اُمید کرتے ہیں کہ یہہ مہاشے حق سے اگرچہ بھی عقیدہ رکھتے ہوں گے تو آئندہ بیفائدہ کام کے لئے قلم نہ اُٹھائیں گے۔ فقط

(دیانند کو کاحق تو ماسٹر بشیر احمد سیتاپوری)

خضر راہ:- خدا نے روحوں کو اپنی خدائی جتانیکے لئے بنایا۔ اور بغیر روحوں کے خدا کی خدائی کا ثابت نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کو کسی چیز کا علم نہ ہونا اُس کے عدم کو مستلزم نہیں۔ البتہ دیانندی طریقہ پر نعوذ باللہ خدا ظالم ٹھیرتا ہے۔ کیونکہ بلا وجہ مادہ و روح پر تصرف کرنے لگا“

وجہ حاکمیت کیا ہے؟ جبکہ دونوں خدا روح اور مادہ تینوں برابر ہیں۔

آریہ مسافر:- اگر خدا نے دنیا کو نیستی سے ہست کیا ہے تو اب دوسری دنیا کیوں نیستی سے نہیں بنا لیتا۔ اس بگڑی ہوئی دنیا کے پیچھے کیوں پڑا ہے۔ کیونکہ تمام دنیا اس کے برخلاف ہے۔ بہتر ہے کہ وہ اس کا خیال چھوڑ دے“

خضر راہ:- جبکہ محض اظہار قدرت کے لئے بنائی گئی تو یہ ایک ہی کافی ہے۔ اور اگر ایسا ہی ایک آدمی کی فرمائش پر خدا ایک ایک دنیا بنانے لگے تو اسکی حکومت کیوں ہوئی۔ محکومیت ہوگئی۔ پھر اس روشنی کے زمانہ میں آپ کو یہ بھی خبر نہیں کہ کائنات میں آبادی ثابت ہو چکی ہے۔ اگر انسانوں میں لوگ اس کے مخالف ہو گئے ہیں۔ تو ہو جاویں۔ اپنی نتیجہ برداشت کریں گے۔ خدا کا کیا بگاڑیں گے؟ کیا دنیا اُن کے بگاڑنے سے بگڑ جاوے گی؟

آریہ مسافر:- بیشک پرماتما کو کسی چیز کی احتیاج نہیں سب چیزیں ہمیشہ سے اس کے پاس موجود ہیں“

خضر راہ:- واہ مہاشے کیا دلیری ہے! خدا کو حاکم بنانے میں پکار پکار کر روح و مادہ کا محتاج کہئے اور پھر بھی احتیاج سے انکار اسی احتیاج نے تو دیانندیوں کو اقلیدسی اصول موضوعہ کیطرح پر تین خدا ماننے پر بلا دلیل بھی امادہ کر دیا“

آریہ مسافر:- روح اور مادہ کو خدا نے کس چیز سے بنایا اگر پہلے صرف خدا ہی خدا تھا۔ اور کوئی چیز نہ تھی؟ تو اس کا جواب محمدی علماء تک بھی نہ دے سکے۔ باوجودیکہ

**آخضر راہ** ؛ ناظرین ! یہ مہاشے محض دیانندی ہونے کی وجہ سے مجبور ہیں اس لئے مسلمانوں کے جوابات اُن کی نظر سے نہیں گذرے ؎

اگر آپ کو تشریح کے ساتھ جوابات دیکھنے ہیں جن پر آپ کیا کل دیانندی جمع ہو کر بھی جرح نہیں قائم کر سکتے تو اردو میں سائنس اور اسلام عربی میں علم کلام کی کتابیں تکلیف اٹھا کر دیکھئے۔ مختصر جواب ہم سے مفت سنئے مثال نظام قدرت سے وجود دو طرح کا ہے۔ وجود خارجی وجود ذہنی۔ موجودات ذہنی کل کے کل عقل ہیولانی کے مرتبہ میں معدوم عین الذین ہوتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ موجود ہوتے ہیں۔ خود آپ کو مطالعہ کے وقت تجربہ ہوا ہوگا کہ آپ کے ذہن میں مخالب کے جواب نہیں ہوتے ہیں۔ مگر سوال کے سنتے سنتے موجود ہو جاتے ہیں۔ موجودات خارجی میں اعتراض کا وجود آپ خیال کیجئے کہاں تھا اور کیونکر آ گیا اگر وجود تھا تو صرف روح و مادہ کا یہ صور مختلف تو اجد کو آ گئیں۔ بہت سے بہت آپ اسقدر کہ سکتے ہیں کہ مادہ میں ان صورتوں کی صلاحیت تھی لیکن صلاحیت سے وجود لازم نہیں آتا۔ عدم سے وجود نہیں لازم آتا۔ عدم سے وجود کی مثال اگر سمجھنا ہے۔ تو نظام عالم کو اسی قدر کافی ہے ؎

**آریہ مسافر** ؛ جب روحوں کو خدا نے نیستی سے ہست بنایا تھا۔ تو کس غرض کیلئے بنایا تھا؟ کیا اپنی خدائی جتانیکے لئے یا روحوں کو خواہ مخواہ عذاب دینے کے لئے؟ اگر اپنی خدائی جتانیکے لئے بنایا تھا تو ظاہر ہے۔ کہ بغیر روحوں کے خدا کی خدائی ثابت نہ تھی تو گویا اس وقت خدا ہی نہ تھا۔ کیونکہ خدا اسی وقت سے ہے جبسے اس نے روحوں کو بنایا ہے۔ اسی صورت میں در پردہ خدائی سے انکار ہے۔ اور اگر شق ثانی ہے تو خدا ظالم ہے کہ اس نے خواہ مخواہ لوگوں کو عذاب دے رکھا ہے۔ اور بعضوں کو کافر و مومن بنا رکھا ہے ؎

آریہ مسافر "جب خدا مالک ہے اور ازلی مالک ہے۔ تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے مالک چلاآیا ہے - ازلی ہے۔ ورنہ خدا ازلی مالک نہیں جب خدا ازلی علیم ہے تو وہ چیز جسکا خدا ازل سے عالم چلاآیا ہے ازلی ضرور ہے ورنہ خدا ازلی علیم نہیں۔ علےٰ ھذا القیاس "

خضرراہ "صفت حقیقی اور اضافی میں تمیز کیجئے یہہ مرض رفع ہو جائیگا"

آریہ مسافر "ہمیں شرم آتی ہے۔ کہ ہم کہیں کہ اس دنیا کے بنانے سے پہلے خدا کے پاس کچھ بھی نہ تھا یہہ دنیا اتفاق سے اس کے ہاتھ لگ گئی۔ یا کسی بیچارے غریب آدمی سے اُسنے زبردستی چھین لی"

خضرراہ "ہمارے شریف دوست آپ کو اپنے طریقہ پر بھی شرم آنا چاہیئے کہ دنیا بنانے کے پہلے خدا کے پاس دو ہی چیزیں تھیں اور اگر وہ ہی دو چیزیں کل دنیا کے لیئے کافی تھیں۔ تو پھر خدا کو اعلیٰ مرتبہ کا قادر اور ہر ممکن کو محض اپنے ارادہ و علم سے بنا ہوا اور کان اللہ ولم یکن معہ شیئی کے تسلیم کرلینے میں کیا شرم ہے "

آریہ مسافر "بھلا صاحب فرمایئے۔ کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم آپ پر اعتراض کریں کہ نیستی کیا چیز ہے اور اس سے کچھ کیونکر بن سکتا ہے "

خضرراہ "آپ کا ضرور حق ہے اور ہم جواب بھی دینے کو آمادہ ہیں۔ نیستی ایک بدیہی چیز ہے ہونا یا عدم اور دیگر الفاظ سے اوس کی تشریح بھی ہو سکتی ہے اور نیستی سے وجود کے لیئے اوپر کی مثال ملاحظہ کیجئے"

آریہ مسافر "اس کا ہمیں تجربہ کر کے دکھایئے اور نظام قدرت سے کوئی مثال دیجئے۔ یہہ وہی سوال نہیں ہے جو تکذیب براہین احمدیہ و کتاب ستیارتھ پرکاش اور نسخہ خبط میں بار بار مسلمانوں پر کیا گیا ہے اور مسلمانوں نے ابھی تک اس کا جواب نہیں دیا "

**خضر راہ**! افسوس آج تک کسی سماجی نے تشریح نہیں کی کہ کس قسم کی نسبتی
ایک نسبتی ممکنات میں پائی جاتی ہے اور ایک ممتنعات میں ممتنعات البتہ کیطرح
موجود نہیں ہو سکتے۔ در ممکنات کا وجود مرجح کی ذات پر موقوف ہے۔ اشیاء کی
صورتوں پر ملاحظہ کیجئے قبل شیاء کے ذکقلم بچہ ہوگئیں۔ یہ نسبتی سے ہتی ہوئی
یا نہیں ذرہ ماتاکو اپنی ذات پر خیال نہ کیجئے!!

**آریہ مسافر**: روح اور مادہ ہا دنیا کا ہے سے ہے خدا مالک کس چیز کا ہے

**خضر راہ**: تکلیف کرکے ہمارا مضمون ...جس تک نے سوامی جی اور ان کے
چیلوں کو عائلتہ کے ماننے پر مجبور کیا ہے اس سال۔ اخبار ضیاء الاسلام جلد ۲
نمبر ۲ صفحہ ا پر ملاحظہ کیجئے!!

**آریہ مسافر**: جس سلطنت کا کوئی راجہ ہے۔ جب وہ سلطنت ہی نہ رہی۔
تو پھر وہ راجہ کا ہے کا۔ وہ پرجا ہی کا ہے کا +

**خضر راہ**: بلا سلطنت کے چلے جانے کیا اس کی ذات بھی مٹ جائیگی تمثیل کے
لئے واجد علیشاہ کو دیکھئے کہ اودھ کی سلطنت جانیکے بعد بھی کتنے روز ٹلکتہ میں
رہے +

**آریہ مسافر**: وہ ارواح اور مادہ کا ازلی حاکم ہے۔ خدا کی خدائی روح اور
مادہ کی ازلیت سے ہے اور روح کی ازلیت خدا کی خدائی سے ثابت ہے +

**خضر راہ**۔ یہ دلیل آپکی مستلزم دور ہے خدا کی خدائی روح و مادہ کی ازلیت پر
اور روح و مادہ کی ازلیت خدا کی خدائی سے یعنی روح و مادہ کی ازلیت شئی
اپنی ذات پر موقوف ہوگئی یا یوں کہئے کہ شئی اپنی ذات سے قبل موجود ہوگئی۔
تعجب ہے آپ یہ نہ خیال کریں کہ معمولی محالات اور مقدمات دلیل پر ان جہات
کو نظر نہیں آسکتے۔ مجبور ہیں اسلئے کہ دیانندی ہی تو ہیں +

# ایک دیانندی مہاشے کی زٹل

بجواب آریہ مسافر جلد ۷ نمبر ۲۳ صفحہ ۵، ۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

مہاشے یوگندر پال دیانندی رسالہ انوارالاسلام جلد نمبر ا - کے صفحہ ۱۹ کا جواب سرخی (متعصب محمدیوں کی نادانی کا قرار واقعی علاج) لکھتے ہیں یہ مہاشے رسالہ ہذا کے ۱۸ صفحوں کے مضامین وید کی بدتہذیبی کی دہوم دیدوں کی تحش وگندہ تعلیم جیسا جنتر منتر وغیرہ سے ہمبستری کے استعارہ جات دیکہائے گئے ہیں وید کا نزدل فضول اور دیدک جہاد وغیرہ سے آنکہہ بچاکر گذر گئے آگے صفحہ ۱۹ پر مضمون (ویدک ایشور کا کسی چیز کے پیدا کرنے سے عاجز ہونا) کو کچھ کمزور سمجھا پہرکیا تہا - سماج کو خوش کرنیکے لئے نیستی سے ہستی ہنونیکا شور مچانا شروع کردیا اور کہیں جبرًا قبضہ دیکہانیکے لئے بائبل حوالہ جات سے صفحے کے صفحے سیاہ کر دیئے - کہیں چند قرآن پاک کی آیات بے موقع وبے محل بے سمجھے لکھکر بے تکی زٹل انکا شروع کردی باوجود یکہ دوسری سطر میں مقر ہیں کہ (اس پر قلم اوٹھانا قطعًا بیفائدہ ہے) جسپر ہمارا بھی صاد ہے +

افسوس کہ اس روشنی کے زمانے میں بھی ہمارے دیانندی دوست انصاف سے چشم پوشی کرکے راستی کا خون کرتے ہیں - زیادہ افسوس اُن پہ ہے جو بزعم خود محقق بنکر دوسروں کو بہی گمراہ کرتے ہیں -

خیر سے اُن کو سخت کلامی کی بھی شکایت ہے افسوس اگر یہہ دیانندی اپنے گرو کی تصنیفات کو نظر انصاف سے دیکھہ لیتا تو یہہ شکایت رفع ہوجاتی - آگے آپ تحریر فرماتے ہیں +

**آریہ مسافر** نیستی سے ہستی کا ہونا ناممکن اور خلاف قانون قدرت ہے اسلئے پرماتما نے روح اور مادہ سے دنیا کو بنایا ہے - کچھ اپنی ذات کے ٹکڑے نہیں کیئے - اپنے ہاتھہ پاؤں کاٹ کر نہیں بنایا +

سے زیادہ قوت نہیں رکھتا کن الفاظ پر غور کر کے آپنے فوراً کا لفظ استعمال کیا ہے ذ
اسماد ہ لگا کر بتایئے۔ یہ آپنے محض نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک لگا کر
بہتان باندھا ہے +

**آریہ مسافر** (۵) قرانی تہذیب کے لئے ملاحظہ ہو نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ (ترجمہ) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں داخل ہو ان میں جاہے جہاں سے؟ +

**خضر راہ** اول تو اگر اعتراض کا شوق چڑآیا ہے تو حوالہ لکھدیا کیجئے دوسرے جنکے جواب ہو چکے ہیں ان کے جوابوں پر لیاقت آزمائی کیجئے۔ کاش کہ اگر ستیارتھ صفحہ ۵۰۰ اعتراض نمبر ۱۳۸ دیکھا ہوتا تو یہ (جاہے جہاں سے) لکھتے۔ پس یہ وہاں سے ترجمہ صحیح کیجئے بعد کو جواب حق پرکاش یا الحق وغیرہ میں مفصل دیکھئے اور پھر جو اعتراض ہو پیش کیجئے اور ہمسے جواب لیجئے +

ویدک تہذیب برت اسلام صفحہ ۵۰ پر ملاحظہ کیجئے اور اس کھیتی متعلق ستیارتھ صفحہ ۱۳۸۔ اور نیوگ کی فاقدلی حمایت چھوڑ کر عملدرامد کی فکر کیجئے

**آریہ مسافر** نتیجہ گویا اسلامی حمیت۔ اخلاق۔ اور شرم تعلیم ہے کہ (۱) متعہ عورات سے شادی جائز ہے (۲) بیویوں کا تبادلہ جائز ہے (۳) علاوہ نکاح کچہ رقم مقررہ پر ضرورت رفع کیجا سکتی ہے (۵) عورتیں مثل کھیتی ہیں اور ان میں جاہے جس طرف سے داخل ہونیکی اجازت ہے؟ +

**خضر راہ** نتیجہ ان مہاشے آریہ پانی پتی نے نیوگ کی حمایت میں تعصب کی عینک چڑھا کر بغیر عربی لٹریچر کی واقفیت اور بلا اُردو لفظی یا با محاورہ ترجمہ قرآن پاک کا دیکھے اور بغیر کسی عربی طالب علم سے پوچھے المرء لقیس علی نفسہ کے مصداق بن کر یہ چند سطور لکھدیئے لہذا معافی کے مستحق ہیں۔

(دیانندی مہاشوں کا صدق نما ماسٹر بشیر احمد سیتا پوری)

نظر غور سے ملاحظہ کیجئے اگر یہاں بھی کہدیا جاتا کہ باقی سے نکاح کر لو۔ تو سوال پیدا ہوتا کہ کس طرح اسلئے یہاں نکاح کی صورت تعلیم دیگئی ہے لہذا یہہ بھی جائز طریق ہوا ؎

**آریہ مسافر۔** نیز نکاح کا حکم پہلے بھی آچکا تھا۔ اسلئے بھی دوبارہ پیسے ہوئے کو پیسنے کی ضرورت نہ تھی۔ رہا محصنین غیر مسافحین کی تاویل اس سے مراد نکاح کسی طور نہیں ہوسکتا۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ یہہ کہ بوقت اشد ضرورت ایسا کرنا چاہئے۔ ہر وقت نہیں +

**خضر راہ** پہلے ستیارتھ صفحہ ۷ کو ملاحظہ کر کے طور بیان کیجئے اور ہم سے جواب لیجئے اس میں تاویل نہیں ہے +

**آریہ مسافر۔** نیز اگر یہاں نکاح سے مراد ہوتی تو یہہ کہا جاتا کہ **فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة** (ترجمہ) پس کسے کہ لذت گرفتید با ذنین بعد مجامعت دیدو آن کو رقم مقرر شدہ۔ کیونکہ نکاح کی صورت میں زر مہر کی فوراً آدائیگی کا حکم مناسب اور درست معلوم نہیں وجہ صاف ظاہر ہے کہ زر مہر میں یہہ شرط نہیں ہوتی کہ یہہ ایک دفعہ یا کتنی دفعہ کا معاوضہ ہے اگر میاں بیوی پچاس سال تک رضامندی سے رہ سکیں تب بھی وہی ہے۔ چونکہ اس آیت کے الفاظ پر غور کرنے سے ثابت ہے کہ اس میں مجامعت کے بعد فوراً ہی زر مقررہ کی آدائیگی کا حکم ہے پس معلوم ہوا کہ یہاں مراد نکاح سے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہہ ہے کہ ضرورت پڑنے پر کچھ مال دیکر بھی ضرورت رفع کیجائے +

**خضر راہ** ؎ آیت کا لفظی ترجمہ ؎ پس جس سے فائدہ اوٹھایا تمنے بسبب نکاح کے عورتوں سے پس دو انہیں مہران کے مقرر کئے ہوئے ؎

ذرا غور فرمایئے کس لفظ کے معنے ہیں فوراً یا کس صورت سے فوراً کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور جب فوراً مہر کی آدائیگی کا حکم نہیں تو آپ کا اعتراض بھی تار عنکبوتی

وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ
حلال کی گئیں وہ کہ جن کو تم طلب کرو عوض مال کے عفت طلب کناں نہ شہو
رانندگان)۔ اس میں تبتغو کے معنے ایجاب قبول اور محصنین غیر
مسافحین سے مراد نکاح لیا کرتے ہیں۔ مگر یہہ تاویلیں بالکل غلط او
ہوا ہیں۔ کیونکہ قرآن میں جہاں شادی کی بابت ذکر کیا جاتا ہے۔ وہاں کوئی نہ
نکاح کا صیغہ بتایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے اعتراض (نمبر ۱) میں درج ہے
تبتغوا کے معنے طلب کردن کے ہیں نہ ایجاب قبول کردن۔

خضر راہ کیوں شیخ صاحب کیا بغیر دیانتدی تقلید کے کام چل سکتا ہے؟
ستیارتھ لکھنے والے دیکھئے بہت لوگ ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے
منشاء تاویل کیا کرتے ہیں اُن کی عقل تاریکی میں پھنس کر زائل ہو جاتی ہے
پہلے صحیح ترجمہ کیجئے۔ سنئے لفظ وراء کے معنے ہیں سوائے تو ترجمہ یہ ہوا اور
ہوئیں تم کو جو اُن کے سوا ہیں (یعنی جسکی تشریح اوپر ہو چکی) یہ کہ طلب کرو اپنے
مالوں کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو۔

بے شک تبتغوا معنے طلب کردن یعنی خواہش کرنا سنئے لفظ محصن کے
ہیں گھرنا اس سے لفظ محصنہ بنا جسکے معنی ہیں منکوحہ یعنی گھری ہوئی بیاہی سے
جمع اسم فاعل جو حال پڑا ہے معنی ہوئے اس حال میں کہ قید میں لانیوالے ہو
لفظ غیر مسافحین کے معنے ہیں نہ مستی نکالنے والے ہو (یعنی نہ زنا کرنیو
اب مطلب یہہ ہوا کہ کسطرح حلال ہوئیں اور بتایا گیا وہ آن یہ (یوں) خرچ
کرو مال مقرر کرو اور احصان یعنی پاکدامنی سے محفوظ رکھنا منظور ہو۔

اب صاحب آپ کا اعتراض نقش برآب سے کم نہیں۔ اسلئے کہ یہہ تاویل
ہاں نکاح کا صیغہ قرآن شریف میں شادی کے ذکر کے ساتھ ہر جگہ استعمال کر
مگر نکاح کی صورت سوائے یہاں کے اور کہیں نہیں بتائی گئی۔ ذرا کل آ

**خضر راہ** - لفظی ترجمہ صرف اس ٹکڑے کا ہوا (اور اگر تم چاہو بدلنا زوجہ جگہ پر زوجہ کے) اب دو سطر اوپر سے پڑھیے - خدا فرماتا ہے کہ اے ایمان والو جبراً کسی پر حق نہ ثابت کرو اور نہ روک کر کچھ مال اُنکا لیلو اب لفظ "اِلَّا" صرف استثنا کو غور سے دیکھیے (اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ) ترجمہ مگر یہ کہ لائیں بیحیائی کھلی - آگے حکم دیا کہ انصاف اور اخلاق سے بسر اوقات کرو - اور اگر بد صورتی یا بد خلقی یا کسی اور وجہ سے تم کو ان سے نفرت ہے تو صبر کرو اسلئے کہ جن باتوں کو تم ناپسند کرتے ہو ممکن ہے کہ اس میں بہتری ہو (یہ نہیں ہے کہ ادہر ذرا لڑائی ہوا ادہر فوراً نیوگ - دیکھیے ستیارتھ صفحہ ۱۳۷ "اگر عورت بد کلام بولنے والی ہو تو فوراً اوسے چھوڑکر دوسری سے نیوگ کرے") اب فرمایا (اور اگر تم بدلنا چاہو زوجہ جگہ پر زوجہ کے) یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ ایک عورت چھوڑکر دوسری کرو تو اجازت ہے کس صورت میں وہی شرط "اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ"

**آریہ مسافر** (۳) خاوندوالی عورتوں سے شادی کی اجازت ملاحظہ ہو۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (ترجمہ) مگر حرام کی گئیں خاوندوالی عورتیں ماسوائے ان کے جو تمہاری ملکیت ہوگئی ہیں۔

**خضر راہ** - وہ مہاشے آخر دیانندی تقلید سے کام لیا یہ (ماسوائے) کہیں لفظ کا ترجمہ ہے؟

شروع آیت سے پڑھیے وَلَا تَنْكِحُوا سے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ تک اب ترجمہ کیجیے "اور نہ نکاح کرو ماؤں بیٹیوں بہنوں - وغیرہ وغیرہ آخر میں فرمایا (وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ) اور نکاح میں آئی ہوئی عورتیں یہاں تک حکم تحریم کا تھا آگے صرف استثنا ہے "اِلَّا" لاکر فرمایا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وہ کہ مالک ہو گئے داہنے ہاتھ تمہارے - کہیے مہاشے ممانعت ہے - یا اجازت؟

**آریہ مسافر** (۴) مال دیگر عورتوں کی اجازت دیکھیے - وَاُحِلَّ لَكُمْ مَا

عجیب تک نیوگ
نا وند مرتے چلے جائیں - تو اگر خواہش نہ ہو تو ایسا نہ کریں - غور کیجئے سبب تک نیوگ
نہ کیا جاوے اور دو چار مریں نہیں اس وقت تک مصیبت کہاں واقع ہوگی اس
لئے نیوگ آپت کال دہرم نہیں ہوسکتا - جیسا او تم ہے - اس کے لئے برق اسلام
صفحہ ۱۲ سے ۴۰ تک ملاحظہ کیجئے "

**آریہ مسافر** " مثال کے لئے ہم آپ کے ہی عقیدہ سے مقابلہ
کرتے ہیں "

**خضر راہ** " ایسا نہ کرنا مہاشی (چہ نسبت خاک را با عالم پاک) "

**آریہ مسافر** " دیکھئے سورہ نساء اس میں ان تمام جائز و ناجائز تعلقات
کا ذکر ہے جو مرد اور عورت کے درمیان ہوسکتے ہیں "

**خضر راہ** " ہاں مہاشی وہ ناجائز کون کون ہیں "

**آریہ مسافر** " ان میں سے (۱) ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ نکاح کی
بابت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ و ثلٰث و رباع تر
نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں - دو دو تین تین چار چار "

**خضر راہ** - سچ ہے " آگے اور پیچھے کے تعلق اور ربط کو دیکھکر معنی نہ کرنیوالوں ا
ناپاک باطن والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا " بہو سکا صفحہ ۵۲ - آگے پڑھتے
فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (ترجمہ) اگر ڈرو تم کہ عدل کر سکا
پس ایک ۔

اب آیت کا مطلب صاف ہے کہ اجازت دی گئی کسی کی مگر قید یہ لگ
گئی کہ اگر عدل نہیں کرسکتے اور جو واقعی مشکل بھی ہے - پس ایک کافی ہے - اب ا
میں ناجائز بات کون سی ہی ؟

**آریہ مسافر** (۲) بیویوں کے تبادلے کی بابت دیکھو آیت ذیل و ان
ثم استبدال زوج مکان زوج (ترجمہ) اگر بدلا چاہو بیوی کا بیوی -

کا یہی مدعا ہے کہ دہرم سے یعنی وید کے فرمودہ طریقہ کے مطابق بیاہ یا نیوگ سے اولاد پیدا کریں) غور سے پڑھیئے - اور صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۲ - پرا یشور پرمان ملاحظہ کیجیئے (اُے پتی اور دیور کو دکھ نہ دینے والی عورت اس گرہست آشرم میں حیوانوں کے ساتھ بھلائی کرنے والی اچھی طرح دہرم کے اصول پر عمل کرنے والی خوبصورت تمام شاستروں کے علم سے مزیّن اولاد پیدا کرنے والی - بہادر لڑکوں کی جننے والی دیور کی خواہش کرنے والی - سکھ کے دینے والی - پتی یا دیور کو حاصل کرکے گرہست کے متعلق جو یہہ اگنی ہوتر ہے اس کو عمل میں لا - اور بہو مکامیں نیوگ کا بیان عینک لگا دیکھیئے - آپ کے سوامی جی رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۸ ورگ ۸ منتر ۲ کا ترجمہ کرکے یوں تشریح کرتے ہیں - دیور دوسرے ور یعنی خاوند کو کہتے ہیں اسلئے بیوہ عورت کو دوسرے مرد کے ساتھ اور نیز ایسے مرد کو جسکی عورت مرگئی ہو بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنیکی ادش (یعنی اجازت) ہے +

اور آگے رگ وید اشٹک ۸ ادھیائے ۳ ورگ ۲۸ منتر کے ترجمہ میں (تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارہویں خاوند تک نیوگ کر) ملاحظہ کیجیئے صیغہ امر مستعمل ہے یا نہیں اور آگے تشریح دیکھیئے (یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا مصیبت واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جاویں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ کرے - اسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہوا ور بار بار عورت مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے - اور اگر خواہش نہ ہو تو مرد یا عورت ایسا نہ کریں) آخر لفظ پر نشان دے کر مترجم صاحب فٹ نوٹ دیتے ہیں کہ (یہہ فرض نہیں ہے کہ ضروری ہی نیوگ کیا جاوے) یہہ نوٹ بالکل یا در ہوا ہے اس لئے کہ وید منتر کے مقابلہ میں ذاتی رائے کوئی چیز نہیں - جب تک کوئی صریحی مخالف منتر وید سے پیش نہ کیا جاوے - دوسرے منتر میں تو صرف حکم ہے صاف حکم ہے یہہ صرف آپکے سوامی جی کی رائے ہے کہ اگر ایسی مصیبت واقع ہو - کہ

غا اور نہیں زینہار ہے اوس کا
کہ رہ ہوا نزول مشرکان عرب
یا الٰہی بسورہ اخلاص
راقم سید گل بادشاہ

کوئی جوڑا اور ہمسر و ہمتا
جو ہیں کفواً احد اُکے قائل سب
اپنے اخلاص سے مجھے کر خاص
اور توحید سے مجھے کر شاد
اور ہر شرک سے مجھے آزاد
سکرٹری انجمن تہذیب الاخلاق جیدپور

# مطرقۃ الدین الآریہ مسافر میگزین

## آریہ مسافر نمبر ۲ جلد ۷ صفحہ ۲۱

بابت نومبر ۱۹۰۴ء

ایک دیانندی منشی محمد منظور الٰہی صاحب کے مضمون (دیانندی پنتھ کی حقیقت) کا جواب دیتے ہوئے اپنی قرآن دانی ظاہر کرتے ہیں جو پیشانی سے ظاہر ہے۔ لکھتے ہیں ازالتہ الاوہام انوار الاسلام ذرا لالہ جی اس کی ترکیب حرفی تو کیجئے گا۔ آپ صفحہ ۲۳ پر لکھتے ہیں

**آریہ مسافر** "نیوگ بالضرور وید کی ہدایت ہے گو محض آپتی (لاچاری) کا دہرم ہے نہ کہ سادہارن۔ مگر دیگر الہام کے دعویداروں کے بواہ سمندی دہرم سے نہایت اُتم ہے"+

**خضر راہ** "واہ جہاشی! کیا کہنا ہے ذرا تشریح بھی کر دی ہوتی۔ آیا مفلسی ناداری قید۔ مسافرت۔ بیماری وغیرہ کس قسم کی لاچاری۔ سنئے آپ کے رشی دیانند صاحب حکم لگاتے ہیں (گناہ تو نیوگ کے روکنے میں ہے۔ کیونکہ ایشور کے سلسلہ کائنات کے مطابق عورت و مرد کا فطرتی عمل رُک ہی نہیں سکتا (دیکھئے ستیارتھ طبع ۱۹۰۸ء ۱۳۲ کی پہلی سطر۔ اور آخر صفحہ پر عبارت) (عورت اور مرد کی پیدائش

ہم کو بتلا کہ وہ خدا ہے کیا — کیا وہ پیتا ہے اور کھاتا کیا
کس کو میراث اوسکی ہوگی نصیب — کون اسکا وارث اور قریب
تب یہ سورہ بحکم رب جلیل — لائے حضرت کو یک بیک جبرئیل

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

کہو محمد کہ ایک ہے وہ خدا — اوسکی وحدت میں شک نہیں اصلا
متوحد ہے ذات اپنی میں — متفرد صفات اپنی میں
نہ وہ اپنا شریک رکھتا ہے — وحدہٗ لاشریک و یکتا ہے

اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

وہ خدا بے نیاز بر حق ہے — یعنے بے احتیاج مطلق ہے
بلکہ محتاج ہیں اوسی کے سب — سارے عالم کا ہے وخالق و رب
ہیچ کار بستہ کاران ہے — مرہم زخم دلفگاراں ہے
ہے وہ حاجت روائے محتاجاں — کچھ نہ رکھتا ہے عیب اور نقصان
نہ وہ کھاتا ہے اور نہ پیتا ہے — جملہ حاجات سے مبرّا ہے

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝

نہیں اوسنے جنا کسی کے تئیں — اور کسی کا جنا ہوا وہ نہیں
ہے نہیں وہ خدا کسی کا باپ — اور نہ فرزند ہے آپ ہی آپ
جیوں عزیز و مسیح کو بیٹا — جانتے ہیں یہود اور ترسا

وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

اسلام کے مشنری اور اپدیشک شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھر پھرا کر باطل عقائد کی طرف لوگوں کو رہنمائی کرتے ہیں تو ہماری قوم کے لئے جو وارث انبیاء ہے یہ قابل افسوس بات ہے کہ اس میں کوئی ایسی جماعت موجود نہ ہو جس کا کام صرف اشاعت اسلام و حمایت اسلام ہو۔ اور وہ بذریعہ تحریر و تقریر یہ فرض اپنے ذمہ لے۔ اور مخالفین اسلام کی پوری پوری تردید کرے اگر ہند کے چھ کروڑ اہل ہمت مسلمانوں میں پانچ چار ہزار مسلمان کھڑے ہو جائیں تو اس کام کا ہونا کوئی مشکل امر نہیں۔ امید ہے کہ وہ بزرگوار جو انجمن اشاعت اسلام کی ضرورت محسوس کرتے ہیں بہت جلد اپنے ارادے مطلع فرما دیں گے تاکہ اس نیک کام کا اجرا اہ قوم کے برگزیدہ آدمیوں کے زیر سایہ کیا جاوے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

# ترجمہ سورۃ اخلاص

## نظم

سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَات

اوتری کے ہیں سورہ اخلاص
بندہ اوسکے ہیں کلم بالذات
جب گروہ قریش نے پوچھا
کر بیاں تاکہ اوس کو جانیں ہم
یا گروہ یہود نے پوچھا
وہ جو توریت میں صفت ہے رقم

چار آیت ہیں اوس کی خاص الخاص
جملہ چالیس حرف ہیں اور سات
اے محمدؐ صفت خدا کی بتا
جس کی دعوت سے مارتا ہے دم
اے ابو القاسم اس کا وصف بتا
کر بیاں تاکہ لاویں ایماں

ہماری غفلت سے بجھ جائیگی - ہرگز ہرگز نہیں - کسی بزرگ کا مقولہ - جب
تک سانس تب تک آس - کیا سچا ہے - پھر میرے بھائیو ہم کیوں آس چھوڑیں
اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوں گو ہم بیمار ہیں گر ابھی مرے نہیں گو ضعیف
ہیں - مگر ابھی نہیں توڑا - دماغوں کی قوت دل کا جوش طبیعت کا دلولہ گو
بہت کچھ کم ہوگیا ہے - مگر تاہم ابھی باقی ہے وہ دل کے ہلا دینے والی آواز
اللہ اکبر کی جو ہمارے بزرگوں کے منہ سے نکلی تھی - اگرچہ سست پڑ
گئی ہے - مگر کانوں میں ابھی تک گونج رہی ہے وہ اسلام کی خوبصورت تصویر
جو ہمارے باپ دادا نے کھینچی تھی اور جس نے ساری دنیا کو اپنا گرویدہ اور
فریفتہ کر لیا تھا - اگرچہ نقاب میں چھپ گئی ہے مگر ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں
ہوئی - وہ ابراہیمی خون جو ہماری رگوں میں دوڑتا پھرتا تھا اگرچہ دھیما پڑگیا ہے
مگر ابھی جاری ہے - وہ ہاشمی جوش جو ہمارے سینوں میں بھرا ہوا تھا - اگرچہ
کمزور ہو گیا ہے - مگر ابھی باقی ہے وہ اسلام کا نور جس سے ہمارے دل
روشن تھے اگرچہ دھندلا ہو گیا ہے - مگر ابھی بجھا نہیں اب بھی اسلامی حرارت
اتنی باقی ہے کہ اسلام کا نام سن کر وجد میں آجاتے ہیں مذہب کا جوش اب
تک اتنا باقی ہے کہ دین کی آواز سنتے ہی چونک پڑتے ہیں - اور یہی دلیل اس
بات کی ہے کہ اسلام ابھی تک باقی ہے اور مسلمان ہنوز زندہ ہیں اور جب
تک زندگی ہے ہر طرح کی امید ہے - اب ہمیں اسلام کی اشاعت اور
حمایت کے لئے ایک سرگرم جماعت کی ضرورت ہے جو عوام میں اسلام کی
خوبیاں بذریعہ تحریر و تقریر پھیلا دے اور مخالفین کے اعتراضات کے مدلل
جواب دے کر اسلام کی حمایت کرے گو مسلمانوں کی مختلف جماعتیں فرداً
فرداً اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں - مگر وہ بباعث کثرت اشغال اس
طرف پوری پوری توجہ نہیں دے سکتیں - موجودہ زمانہ میں جبکہ مخالفین

گیا - اور دہریت کا باطل خیال باطل ہو گیا - اگر ہم اپنے بزرگوں کی پیروی
کرتے اور حسن عقیدت اور حسن عمل کیساتھ اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہتے
تو غالباً آج کوئی خطۂ زمین ایسا نہ ہوتا جہاں خدا کا نام نہ لیکارا جاتا - اور اسلام
کا پرچم نہ لہراتا ہوتا - مگر افسوس کہ ہم میں سوائے نام کے کوئی خصلت کوئی عادت
کوئی چیز بھی اُن کی باقی نہیں رہی - اور سوائے اپنی نفسانی خواہشوں میں منہمک
رہنے کے کوئی بات اسلام کی ہمیں یاد نہ رہی - زمانہ اُن سے خالی ہو گیا - لیکن اُ
کا کوئی جانشین ہوا - وہ خدا کے نیک بندے دنیا سے چل بسے لیکن کوئی اُن
وارث نہ ہوا - اور اگر وارث ہوئے تو ہم جیسے ناخلف و بدنام کنندہ بزرگان ...
ذرا آنکھ کھول کر اسلامی دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور مسلمانوں پر اور ...
کے اسلام پر غور کرو کوئی ایسا خطۂ زمین کا نہ پاؤ گے جہاں کہ مسلمانوں کو ...
کا عشق اسلام کا درد اسلام کا شوق ہو - کوئی ایسا ملک نہ دیکھو گے جہاں
مسلمانوں کو اسلام کی اشاعت اسلام کی حمایت کا ذرا بھر بھی خیال ہو ...
صد افسوس اس ناامیدی کی حالت میں اگر کوئی چیز ہمارے دل کو ڈھارس دینے
والی ہے تو خدا ئے وحدہٗ لاشریک کا یہ وعدہ کہ واللّٰہ متم نورہ ولو
کرہ الکافرون - وہ نور کیا ہے اَلۡاِسۡلَام جسکی تکمیل اور اتمام کا وعدہ
نے فرمایا ہے اگر اب بھی ہم نہ چونکیں اور اپنے بزرگوں کے حال سُنکر جوش ...
اور اُن کی نشانیاں دیکھ کر بھی ہمارے دلوں میں گدگدی پیدا نہ ہو تو کچھ ...
نہیں کہ جو نام کا اسلام ہم میں باقی ہے وہ بھی نہ رہے گا - اور اسلام کی پیار
صورت جو بگڑی نظر آ رہی ہے وہ بھی نظر نہ پڑے گی - مخالفین جنہوں
دائے درائے ہر طرح اسلام کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے اور جنکی کسی ...
کتاب میں بھی اسلام اور مسلمانوں کو کلمات خیر سے یاد نہیں کیا گیا خدانخواستہ
اپنی کوششوں میں کامیاب نظر آئینگے - کیا ایسا ہو گا - اور کیا خدا کی یہ ...

دیکھتے کے دیکھتے ہی رہ گئے۔ انہیں کی تکالیف و مصائب کی برداشت کا نتیجہ ہے کہ خدا کے نام کی منادی جنگل اور دریا غار پہاڑ ویرانہ اور آبادی میں ہوگئی ؎

پراگندہ ہیں گرچہ عالم میں سارے
وہ صحرائے سوڈان کے رہنے والے
وہ گو دیکھنے میں سیہ فام سے ہیں
پڑے ہیں قناعت سے ریت اور بن میں
ٹرفلی میں ٹیونس میں الجیریا میں
ملیبار میں اور الی سینیا میں
سناتے ہیں منبار مسجد پہ چڑھ کر
بہت اہل اسلام ہیں چینیوں میں
خدا یاد کرتے ہیں گوتم کے گھر میں
وہ ترکان تاتار و تاجیک و دیلیم
بھی اُن کے بازو میں قوت ہے باقی

بہت ہیں ابھی زور بازو ہمارے
ہیں بھائی ہمارے بہت کالے کالے
منوّر مگر نور اسلام سے ہیں
خدا یاد کرتے ہیں وہ سادہ پن میں
مراکش میں ایجپٹ میں نوبیا میں
ملادا میں جاوا میں سوماٹرا میں
سمندر کی لہروں کو اللہ اکبر
گھر اپنا دین برحق ہے بے دینیوں میں
تنابخ کا چکر نہیں اُن کے سر میں
خوانین کابل امیران عجم
ابھی خون غیرت میں حرکت ہے باقی

انہیں کی وہ دل کی کیمیا دینے والی تقریریں تھیں جنہوں نے عرب جیسے سنگدل جنگلیوں کے دلوں کو موم کر دیا۔ انہیں کی وہ پاک کلام تھی جنہوں نے وحشیوں کے دلوں کو اسلام کے پاک عقائد سے روشن کر دیا۔ انہیں کی بدولت عرب اور ہند کے بتخانوں میں گھنٹوں کی مکروہ صدا کے بدلے اللہ اکبر کی پیاری آواز آنے لگی انہیں کی کوششوں سے آتشکدوں میں آگ کی بجائے خدا کے کلام کی روشنی ہونے لگی۔ شرک و بت پرستی کی تاریکی دنیا سے دور ہوئی اور ایک خدائے لایزال کی منادی جہان میں پھر گئی بتخانے ویران ہو گئے۔ آتشکدے ٹھنڈے پڑ گئے۔ تثلیث کا طلسم ٹوٹ

حال پر رہنے دو ممکن ہے کہ وہ اس گمراہی سے ظلمت کے گڑھے میں جا گرے ۔ دوسری صورت میں تمہاری کوشش سے گمراہی کو چھوڑ دے
اب نہ ہمیں اپنے بزرگوں کی طرح وطن سے ہجرت کرنے کی ضرورت اور نہ خویش و اقارب سے جدا ہونے کی حاجت ہے اپنے بزرگوں کی طرف خیال کرو کہ انہوں نے اس کام یعنی اشاعت اسلام کے لئے کیا کیسے دوکھ اور درد سہے ۔ اور کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کیا ۔ اسلام کی محبت میں اپنے وطن اپنے پیارے اور عزیز رشتہ داروں کو چھوڑا ۔ مال ما جورو بچوں کو خیر باد کہا بے زادو راحلہ خدا کی راہ میں چل کھڑے ہوئے کی ایسی جلتی بلتی پتھریلی زمینوں پر چلنا پڑا ۔ جہاں سوائے گرم آفتاب اُن کے سروں پر کچھ سایہ نہ تھا ۔ اور ایسے پرخار جنگلوں میں جانا پڑا سوائے نوکدار کانٹوں کے اُن کے سوجے ہوئے پاؤں کا کوئی غمخوار نہ تھا بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے اور پیاس کی شدت میں زبان سے نکلی پڑتی ۔ مگر خدا کے شیر اللہ کی یاد میں کبھی اُف نہ کرتے ۔ اسلام کے پھیلانے اور خدا کی منادی کرنے میں تمام مصائب سمجھتے ۔ درحقیقت اسلام اُن کا تھا ۔ اور مسلمان وہ تھے ۔ ہم نام مسلمانوں کو اسلام کی قدر اور اس کا کیا درد ۔ انہیں کا وہ اسلام جس کی بدولت اُمت نے خیر الامم کا لقب پایا ۔ اور ان کے خدا نے **کنتم خیر امۃ اخرجت للناس** فرمایا ۔ انہیں حیرت انگیز کوششوں کے سبب اسلام کا جھنڈا قیصر کے قصر اور کسریٰ کے ایوان پر اڑنے لگا ۔ اور ایشیا کے میدانوں یورپ کے پہاڑوں اور صحراؤں میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی ۔ انہیں بزرگوں کی محنتوں تکلیفوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام اس تیزی اور خوبی سے پھیلا کہ دیکھ

سچائی کے دشمن فرقے پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جن کا کام ہی یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی کسی احسن فعل کو بھی نیکی سے یاد نہ کرنا۔ اور ہر بات میں اسلام کی مخالفت کرنی گو ہمیں اپنے معبود حقیقی کے فرمان واللہ متم نورہٗ ولو کرہ الکافرین پر دلی اعتقاد ہے۔ مگر تاہم ہمیں ایسی مخالفتوں کا مردانہ وار مقابلہ کرکے کم از کم سچائی کے لئے اتنی تو کوشش کرنی فرض ہے۔ جتنی کے سچائی کے مخالف فرقے جھوٹی بات کی اشاعت کے لئے کرتے ہیں۔ پس کیا نیک اور مبارک ہے یہ کام اور کیسا دلکش اور پیارا ہے یہ نام۔ خدا اُن بزرگوں پر رحمت نزول فرماوے جو موجودہ مخالفتوں کے مقابلہ پر سچائی کے پھیلانے کا ذمہ اٹھاویں۔ میرے پیارے بھائیو! ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کا سا مشکل کام موجودہ زمانہ میں خدا نے کیسا آسان اور سہل کر دیا ہے کہ نہ اُس کا کرنا ہمیں کوئی مشکل ہے اور نہ وہ مصائب و تکالیف جو اس نیک کام کے پیچھے ہمارے بزرگواں نے اٹھائیں ہمارے سامنے ہیں۔ ریل موجود ہے ہم دو چار دن میں ہند کے اس سرے سے اس سرے تک اعلائے کلمہ حق کے لئے چکر لگا کر ہند کے غافل لوگوں کو سچائی کی طرف بلا سکتے ہیں۔ اور اللہ اکبر کے نعروں سے تھوڑی سی مدت میں ہند کو گونجا سکتے ہیں۔ یہ نہ ہو تو قرطاس ہمارا نامہ بر بن کے ہند کی عورتوں تک کو نا دیدہ اسلامی پہنچا سکتا ہے۔ چھاپہ خانہ کی بدولت ہم اشاعت اسلام کا کام بڑے وسیع پیمانے پر کر سکتے ہیں اگر ہمارے سلف کا صرف یہی مقصد ہوتا کہ اپنے وجود پر ہی محدود رکھا جاتا تو یاد رہے کہ اسلام کو آج آپ چین۔ انگلینڈ۔ امریکہ۔ مجمع الجزائر میں اتنا وسیع قدم رکھنا نہ ملتا۔ ہمارا اسلام ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اگر تم سچے راستہ پر ہو تو اپنے ایک دوسرے بھائی کو جھوٹے راستہ سے ہٹانے کی کوشش کرو۔ نہ یہ کہ اس کو اپنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۵

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ


# اشاعت اسلام

یہ ایک ایسا کام ہے جو ہمیشہ سے ہمیں مرغوب اور دل پسندیدہ رہا ہے۔ اور جس کی صرف ہماری طبیعتوں کا میلان اور ہمارے دلونکا جوش و ولولہ مشہور ہے۔ اشاعت اسلام یعنی اسلام کا ان قوموں میں پھیلانا جہاں اب تک لوگ اس سے واقف نہیں ہیں اور خدا کے نام کی منادی ان ملکوں میں کرنی جہاں اب تک اسکے پاک نام کی منادی نہیں ہوئی اور خدا کے سچے قانون اور ہدایت سے ان قوموں کو سیراب کرنا جنہیں اسکی واقفیت نہیں اور بعض جہالت سے سچے راستہ سے بھٹک رہی ہیں +

بیرونی ممالک کو چھوڑ کر فی الحال ہمارے سامنے ہند کا میدان وسیع پڑا ہے جہانکہ ہماری دلی اور سچی کوشش سے اسلام کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ انبیا و مرسلین کی ہر زمانہ میں مخالفت ہوتی رہی ہے۔ مگر آخر کار خدا نے اپنے سچے انبیاء کو ہی فتح و نصرت عطا فرمائی۔ اسی طرح موجودہ زمانہ میں ہمارے سامنے کئی

نے دفتر انوار الاسلام کو تکمیل پر پہونچا ہی دیا۔ سو اس لئے
آج ہم اوس کے تشکریہ میں دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید یعنی
اعلیٰ درجہ کی جیبی حمایل شریف قیمتی دو روپیہ صرف دو روپیہ
کی کتابیں خریدنے پر اخیر جون ۱۹۰۵ء تک مُفت دے
سکتے ہیں۔ اگر ناظرین انوار الاسلام میں سے جن صاحبوں نے
اسوقت کو غنیمت خیال نہ کیا اخیر پر سوائے حسرت کے کچھ
نصیب نہیں ہوگا۔ حمایل شریف کا مفصّل اشتہار اور
فہرست کتب صفحہ ۱۳ و ۳۲ رسالہ کا ملاحظہ ہو۔

---

نوٹ پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم
بڑی آب وتاب سے چھپ رہے ہیں۔ امید ہے کہ ...
بفضل خدا ۱۰ جون ۱۹۰۵ء کو وی۔پی ہوگا۔ گھبرائیے
نہیں۔ والسلام ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علیٰ نور من ربه
رسالہ
جلد ۷
نمبر ۲
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ
۱۵-اپریل ۱۹۰۵ء
پندرہ روزہ
مطابق ۱۳۲۳ھ
دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید
یعنی
اعلیٰ درجہ کی جیبی حمائل شریف مترجم بالکل مفت
ہم خداوند تعالےٰ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۷ نمبر ۳

# انوار الاسلام

## شہر سیالکوٹ

پنجم مئی سنہ ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق سنہ ۱۳۲۳ھ

# مشورہ

صاحبان! ہم آپکو دوستانہ کیا بلکہ برادرانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں کہ آپ اسوقت کو غنیمت خیال فرما کر ضرور غور فرماویں جو کہ ہمنے سابقہ رسالہ میں ایک ضمیمہ اور اشتہار شائع کیا تھا کہ جو ضرور ملاحظہ میں آیا ہوگا جسمیں ہم نے یہ اعلان کیا ہوا تھا کہ جو صاحب مبلغ عـہ کی کتابیں طلب فرماوینگے

انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جائیگا اور ساتھ ہی میعاد مقرر کی ہوئی تھی۔ کہ یہ رعایت صرف اخیر جون ۱۹۰۵ء تک دیجاتی ہے بعدہٗ نہیں دیجاویگی۔ سو آج ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ہم نے اب میعاد کو بالکل اُڑا دیا ہے۔ یعنی صرف دو ہزار حمائل شریف اور تقسیم کرینگے

ہر ایک صاحب کو خواہ کچھ ہو دو روپیہ کی کتابیں خرید کر

## دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید

ضرور حاصل کرنا چاہئے ورنہ سوائے افسوس کے پھر کیا ہاتھ آئے گا۔

وما علینا الا البلاغ

# پیارے نبی کے پیارے حالات

## جلد دوم

امید ہے کہ ماہ جون میں ضرور شایع ہونگے ناظرین منتظر رہیں والسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۗ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ

اور اُس سے بڑا ظالم کون ہے جو جھوٹ باندھے اللہ پر۔ یا جھٹلاوے اُس کی آیتیں۔ مقرر بھلائی نہیں پاتے گنہگار۔ سورہ انعام رکوع ۳۔

تو نہ چھٹے گا۔ کیونکہ خداوند کا نام لیکے جھوٹ بولتا ہے ذکریا ۱۳

## حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں

بیس سوال بامید جواب لکھے جاتے ہیں۔ اُمید ہے کہ عیسائی صاحبان جواب دیکر سایل کو ممنون احسان ٹھہراوینگے

## سوال اوّل

ایک عورت کے ہوتے ہوئے نکاح ثانی کی ممانعت پر جناب سیدنا حضرت عیسٰی علیہ السلام

کی زبان سے کوئی حکم قطعی الدلالت اناجیل سے پیش کریں۔ بدون ممانعت حضرت عیسی علیہ السلام دیدو بکر کے اقوال یا اپنی ہوائے نفسانی سے ایک حکم الہی مندرجہ عہد عتیق اور سنت انبیاء کرام کو ناحق خواہ نخواہ حرام ٹھیرانا گویا نہ ایرجھوٹ باندھنا ہے اور سنت قدیمہ انبیاء کرام کو باطل قرار دینا ہے۔ اور جو آیات پیشانی پر لکھی ہیں اُنکا مصداق بننا ہے +

## سوال دوم

اگر کوئی عیسائی اپنی حقیقی پوتی یا نواسی سے نکاح کرنا چاہے تو ایسے نکاح کی ممانعت اناجیل مروجہ حال سے عیسائی صاحبان ثابت کر کے دکھلائیں۔ اپنے حریف یہود کی کتب دینیہ کی طرف رجوع نہ کریں۔ کیونکہ اس بات میں اناجیل کا نقص ظاہر ہوگا اور اس کی تہیدستی کا اقرار کرنا پڑیگا +

## سوال سوم

انجیل یوحنا باب اول آیت ۲۱ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت یوحنا بن ذکریا الیاس ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں۔ اور صریح اور صاف لفظوں میں کہتے ہیں۔ کہ میں الیاس نہیں ہوں۔ برخلاف قول حضرت یوحنا بن ذکریا۔ مسیح یوحنا بن ذکریا کو الیاس فرماتے ہیں۔ دیکھو انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اب دونوں بزرگوں کے اقوال میں صریح اختلاف پایا جاتا ہے لامحالہ ایک صاحب کے قول کی ضرور تکذیب ہوگی۔ عیسائیوں کا اختیار ہے جس کی چاہیں تکذیب کریں۔ مگر حضرت عیسائیوں نے بھی کمال ہی کیا ہے جو ایک اور ہی راہ اختیار کی ہے۔ جو کہ دونوں بزرگوں کی تکذیب سے بچنے کی سوچی گئی ہے۔ اور وہ سبیل اور چالاکی یہ ہے۔ دیکھو تفسیر انجیل متی مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۸۵ سطر ۲ میں پادری عماد الدین لکھتا ہے کہ یہ شخص یعنے حضرت یوحنا بن ذکریا اسکی یعنی الیاس کی روح اور قوت میں آگیا ہے یعنی

الیاس کی روح اور نبوت حضرت یحنا میں آگئی۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان ایک جسم سے روح کا نکلکر دوسرے میں جانا مسئلہ تناسخ کی تائید اس میں بخوبی ہو گئی اور اس مسئلہ تناسخ کا تسلیم کرنا اخبار نور افشاں ع ۳۶ مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۴ سے بھی ثابت ہے اور عبارت اخبار مذکور کی یہ ہے "کیونکہ آدم کے گناہ کرنے کے بعد اسکی روح داؤد میں گئی۔ اور اس نے گناہ کیا تو وہ مسیح میں گئی۔ اے عیسائی صاحبان حضرت الیاس کی روح کا انتقال حضرت یحنا کے وجود میں اور حضرت آدم کی روح کا حضرت داؤد میں ہوکر مسیح میں آنا جب علماء مسیحی نے مان لیا ہے تو مسئلہ تناسخ یعنے عوام عیسائیوں کا منکر ہونا جائے شرم ہے اور وہ پرانے گناہ کی روح جو آدم اور داؤد کے وجود میں بقول عیسائیوں کے گناہ کر چکی تھی تو اسنی عادت قدیمہ کے مطابق مسیح کے وجود میں داخل ہوکر ضرور گناہ پر گناہ کئے ہونگے شاید یہی وجہ ہے کہ مسیح مصلوبی کے گناہ اور نافرمانیاں اناجیل موجودہ میں بکثرت بیان ہوئی ہیں۔ چنانچہ علاوہ اسکے ایک مستقل رسالہ دربارہ ثبوت گناہ مسیح مصلوبی لکھا ہے جس میں ستر گناہ مسیح مصلوبی کے اناجیل سے ثابت کر کے دکھلا دیئے ہیں۔ جو عنقریب چھپنے والا ہے +

## سوال چہارم

خط دوم قرنتیون باب ۱۱ – آیت ۱۴ میں لکھا ہے۔ اور یہ تعجب نہیں کہ شیطان بھی اپنی صورت کو نوری فرشتہ سے بدل ڈالتا ہے۔ اگر یہ بات میاں پولس کی تسلیم کی جاوے۔ کہ شیطان ضرور یہ طاقت رکھتا ہے کہ اپنی شکل نوری فرشتوں سے تبدیل کر سکتا ہے تو پھر یہاں فوراً سوال پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے جو انبیاء سابقین اور مؤلفین اناجیل یا معاذاللہ مریم کے پاس شیطان بقالب فرشتہ آیا ہو۔ اس ناقص اور کمزور خیال کی بنا پر تمام بائیبل کا اعتبار کافور ہو جاتا ہے

اور مسیح کی پاک پیدائش میں شک واقعہ ہو سکتا ہے ہمارے نزدیک بہتر یہی بات ہے کہ میاں پولوس کی اس بات کا اعتبار ہی نہ کیا جاوے ورنہ اعتبار کرنے والے عیسائیوں کو شیطان ابن یطاقت تسلیم کرکے بائیبل کے کلام الٰہی ہونے اور مسیح کے پاس واقعی جبرئیل کے آنے کا کوئی عمدہ ثبوت دینا ضروری فرض ہوگا۔ مگر وہ ثبوت اپنے گھر سے عنایت فرماویں نہ قرآن پاک سے ظاہر ہے کہ قرآن پاک کا احسان مند ہونا عیسائیوں کے لئے جائے شرم ہے +

## سوال پنجم

خط عبرانیہ باب ۲ آیت ۶ سے ۹ تک پڑھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح کا درجہ فرشتوں سے کم ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کم رتبہ شخص خدا بنایا جاوے تو فرشتوں کو جو اعلےٰ درجہ رکھتے ہیں۔ ازراہ انصاف عیسائی صاحبان کیا رتبہ دیں گے +

## سوال ششم

انجیل متی باب ۴ آیت ۸ میں لکھا ہے پھر شیطان اُسے ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور انکی شان و شوکت اُسے دکھائیں اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کے مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دونگا دیکھئے ازروئے علم ہیئت زمین گول ہے اور ٹھوس بھی ہے ایک جگہ پر کھڑے ہو کر شیطان نے کل زمین کی سلطنتیں کیونکر اور کس قاعدے سے مسیح کو دکھلائیں یہ بات سراسر خلاف واقعہ ہے اور جس کتاب میں ایسے دوراز قیاس اور غلط قصہ کہانیاں بیان ہوں وہ کلام الٰہی نہیں ہو سکتی۔ بایں وجہ انجیل متی کلام الٰہی کیونکر ہو سکتی ہے اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو۔ کہ شیطان نے معجزانہ طاقت سے یہ کام کیا ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ پادری عماد الدین

اپنی تفسیر انجیل یوحنا مطبوعہ ۱۸۸۳ء کے صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲ میں لکھتا ہے کہ معجزوں کی
طاقت خداتعالیٰ گنہگاروں کو جو فاسق فاجر ہیں نہیں دیتا۔ جائے انصاف ہے
کہ شیطان رئیس الفاسقین اور امام الفاجرین کو خداوند تعالیٰ کیونکر
طاقت معجزے کی دے سکتا ہے۔ پس بات صحیح یہی ہے۔ کہ قصہ مندرجہ انجیل متی
سراسر غلط ہے ÷

## سوال ہفتم

انجیل مرقس باب اول آیت ۴ میں لکھا ہے کہ حضرت یوحنا بن ذکریا بندگان خدا
کو گناہوں کی معافی کے واسطے توبہ کا بپتسمہ دیتے تھے۔ التماس یہ ہے کہ آیا جن
لوگوں نے حضرت یوحنا کے ہاتھ پر توبہ کی اور بپتسمہ لیا۔ ان لوگوں کے گناہ معاف
ہو گئے تھے یا نہیں۔ شق اول۔ اگر معاف ہو گئے تو مسیح کا کفارہ سراسر غلط
ہو گیا۔ کیونکہ جب بذریعہ توبہ کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں تو پھر کفارہ کی ضرورت
ہی کیا رہی اور بائبل میں توبہ سے گناہ بخشے جانے کی نظیریں کثرت سے پائی
جاتی ہیں۔ چنانچہ چند نظیریں پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً انجیل لوقا باب ۱۵ آیت ۳
ایضاً باب ۱۵۔ آیت ۸۔ اور انجیل مرقس باب ۲۔ آیت ۱۷۔ اور انجیل متی باب ۱۸
آیت ۴۔ اور کتاب حزقیل باب ۱۴۔ آیت ۱۰ اور کتاب یونہ باب ۲۔ آیت
۵ سے ۱۰ تک علی ہذا القیاس اب توبہ کے صاف اور سیدھے مسئلے کے ہوتے
ہوئے جس کا ثبوت جابجا بائبل میں موجود ہے۔ پھر ناحق کا جھگڑا یکفارہ کیوں
کھڑا جاتا ہے جو بائبل کی تعلیم توبہ سے متضاد ہے۔ شق ثانی اگر ارشاد ہو
کہ حضرت یوحنا کا بپتسمہ دینا اور توبہ سے گناہوں کی بخشش کا مژدہ سنانا غلط تھا
تو اس پر ہمارے دو اعتراض ہیں۔ اول ایک نبی کے قول کو غلط ٹھیرانا سراسر جہالت
ہے۔ دوم حضرت مسیح نے خود یوحنا کے ہاتھ سے بپتسمہ لیا۔ اور دریائے یردن

میں غسل کیا + دیکھو انجیل متی باب ۳-آیت ۱۵-کیا یوحنا کی غلطی میں شریک ہونا خود مسیح کی غلطی نہیں تھی؟ انبیائے کرام پر غلطی کا احتمال کرنا ایمان سے ہاتھ دھونا ہے +

## سوال ہشتم

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام خصوصاً ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی شفاعت کا ذکر توراۃ اور صحایف انبیاء اور قرآن پاک میں بیان ہوا ہے جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے-اول کتاب گنتی باب ۱۴ آیت ۱۹-ایضاً باب ۱۲-آیت ۱۳-اور کتاب استثنا باب ۹ آیت ۱۹ اور ۲۲ کتاب خروج باب ۸-آیت ۸-اور کتاب اول سموئیل باب ۷-آیت ۹-ایضاً باب ۱۲-آیت ۱۸-اور قرآن شریف سورہ نساء رکوع ۹-اور سورہ ایضاً رکوع ۱۶-اور سورہ آل عمران رکوع ۱۷-اور سورہ توبہ رکوع ۱۱-ایضاً رکوع ۱۴-اور سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ اور سورہ ممتحنہ رکوع ۲-اور سورہ الضحیٰ رکوع اول-جائے انصاف ہے کہ حضرت موسیٰ اور دیگر انبیا اور خصوصاً ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا گنہگاروں کے حق میں بامر الٰہی شفاعت کرنا کلام ربانی سے ثابت ہے اور نیز دعا کا قبول ہونا عیسائی صاحبان بھی تسلیم کرتے ہیں-دیکھو انجیل یوحنا باب ۹-آیت ۳۱ میں صاف لکھا ہے-پر اگر کوئی خدا پرست ہو اور اُس کی مرضی پر چلے تو اُسکی وہ سنتا ہے اور کتاب امثال باب ۱۵ آیت ۲۹ پر وہ صادقوں کی دُعا سنتا ہے اور دُعا کا قبول کرنا خدا کا کام ہے دیکھو اول سلاطین باب ۹-آیت ۳-اور دعا کرنا عجز کی دلیل ہے-زبور ۱۰۲ آیت ۱۷-اور حضرت عیسیٰ کا دعا مانگنا اناجیل میں قریباً ۸ جگہ سے ثابت ہے خصوصاً بر وقت معجزہ دیکھو انجیل متی مطبوعہ لنڈن ۱۸۹۰ء باب ۱۴ آیت ۱۹ اور ان پانچ روٹیوں اور مچھلیوں کو لیکے آسمان کی طرف دیکھکر برکت چاہی ہو کچھ

لفظ برکت چاہنا مسیح محمد کی دلیل ہے اور مطابق اسکے انجیل یوحنا باب ۱۱ آیت ۴۱ میں آپکی دعا کا قبول ہونا اور دعا کا شکریہ کرنا لکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ شفاعت اور دعا کے گو الفاظ دو ہیں مگر مطلب اور مدعا دونوں کی ایک ہے۔ ہاں دعا عام ہے اور شفاعت خاص۔ افسوس عیسائی صاحبان دعا کا قبول ہونا تو تسلیم کریں اور مسئلہ شفاعت جس کا ثبوت بائبل میں موجود ہے اسکا انکار کرنا یہ عجیب ایمانداری ہے۔ جب شفاعت سے گنہگار کی مغفرت کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں اور ہو بھی گئے اور شفاعت کرنیوالے عبد بن عبد بھی ہوں۔ ان کو مرتبہ شفاعت کا من جانب اللہ عطا ہو۔ افسوس خدا کا فرزند مرتبہ شفاعت سے محروم ہو کر اپنی گنہگار امت کی خاطر پھانسی لیتا پھر کیوں عیسائیو! مسیح کا کفارہ ہونا مرتبہ شفاعت سے محروم ہو کر ان کی کسر شان ہے یا نہیں + باقی آئندہ

# لالہ ادھرم ادیتہ کی چٹھی پر ریویو

ناظرین! آپ مرتد صاحب کی چٹھی کا جواب جو ہماری طرف سے انوار الاسلام میں دیا گیا تھا ضرور ملاحظہ کیا ہوگا۔ ہم نے واقعات اور دیانندی اعتقاد کے حوالوں کی رو سے ثابت کر دیا تھا۔ کہ مرتد کے اعتراض محض لغو اور تعصب پر مبنی ہیں ہر ایک کے ساتھ ہم نے الزامی جواب بھی دیئے تھے۔ مگر مرتد کو جو کہ عارضہ تعصب و دیانندی کا ہے اس لئے اُس نے اپنی بدھی کو بھو بنا دیا ہے اور سماجیوں میں نام کی خاطر ایک نام نہاد جواب الجواب بھی شائع کیا ہے جس کے بخیئے ہم اچھی طرح ادھیڑنا چاہتے ہیں۔ نمبر اول کے جواب میں

ہم نے لکھا تھا کہ شراب بہشتی مزید کی تعریف کی محتاج نہیں بلکہ قرآن پاک خود اُس کی تعریف کرتا ہے کہ اس دنیاوی شراب کے ترک کرنے والوں کو جس میں نشہ اور دیگر برائیاں شامل ہیں ایسی شراب دی جائے گی جو فرحت انگیز اور بے نشہ والی سرور نہ کرنے والی ہوگی۔ پھر قرآن شریف بہشتی نعماء کی تعریف کرتا ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین۔ یعنی کوئی نفس نیکی کرنیوالا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جنکا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ اور ہم دودھ اور انار۔ انگور وغیرہ کو جانتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس آیہ شریفہ سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور اُن کو ان چیزوں سے صرف اسمی اشتراک ہے پس جس شخص نے قرآن پاک کو پڑھ کر اور اس میں غور کر کے بہشت کو پھر بھی دنیا کا نمونہ سمجھا۔ اس نے قرآن پاک کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔ اس آیت متذکرہ بالا کی شرح میں آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اُس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنیں۔ اور نہ دلوں میں کبھی گذری۔ حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے دیکھتے کانوں سے سنتے اور ہمارے دل میں وہ گذرتی ہیں۔ پس جبکہ خدا اور اسکا رسول ان چیزوں کو ایک نرالی چیزیں بتاتا ہے تو ہم قرآن کے اصل مطلب سے دور پڑتے ہیں۔ اگر ہم یہ گمان کریں کہ بہشت میں دودھ بھی دنیا کا ہی دودھ ہوگا جو گائیوں بھینسوں سے دوہا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا ایسے خیالات اس تعلیم سے کچھ مناسبت رکھتے ہیں۔ جس میں یہ آیات موجود ہیں کہ دنیا نے ان اشیاء کو کبھی نہیں دیکھا۔ اور وہ چیزیں روح کو روشن کرتی ہیں اور خدا کی معرفت بڑھاتی

ہیں۔ اور روحانی غذائیں ہیں *
لالہ مرتدجی۔ میں آپ کے سوال سے جھنجلا نہیں اُٹھا۔ بلکہ آپ نے دیانندی تعصب سے آنکھیں سچائی کی طرف سے بند کرلی ہیں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ ٹمپرنس سوسائٹیاں کیوں قایم ہیں۔ صرف اس لئے کہ بھنگ پینے والوں (جیسے دیانند تھا) اور نشہ والی اشیا شراب وغیرہ سے لوگوں کو اعتدال پر قایم رکھیں۔ مگر ایک سچا ہادی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ نشہ آور اور مصدع کرنے والی اشیا کو روکو۔ بلکہ اس کے استعمال کرنیوالے پر شرعی تعزیر قایم کرو تو میں تم کو آخرت میں اس کے بدل ایسی چیز دوں گا جس میں یہ صفات ذمیمہ نشہ و سردرد نہ ہوگا۔ فرمایئے جب ٹمپرنس سوسائٹیوں کی بناوالی چیز (یعنی نشہ و سردرد) ہی وہاں نہ ہوگی تو آپکا یہ اعتراض کیسا بیوقوفی پر مبنی ہے۔ دنیا میں خواہ اُس کے پینے سے کیسی حالت ہو کیونکہ دنیاوی شراب کی تعریف ہی یہی ہے کہ جس میں نشہ اور سردرد ہو اور ہوش وحواس قایم نہ رہیں مگر بہشتی شراب کی یہ تعریف ہرگز نہیں۔ بلکہ برخلاف اس کے جو بہشتی شراب دیگا وہی اس کی تعریف کر رہا ہے کہ نہ اُس میں نشہ ہوگا اور نہ سردرد بلکہ روح کو تقویت دینے والی ہوگی۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ نشہ اُس میں ضرور ہوگا۔ سو جناب ایسی باتوں خبطیہاں قابل قبول نہیں۔ اور آپ کی تعریف کی ضرورت نہیں۔ جس طرح آپنے نیوگ کی تعریف بلا حوالہ وید و دیانندی تصنیف کے کی ہے اس طرح ہماری کتب میں آپ دست اندازی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بقول آپ کے گرو کے ستیارتھ پرکاش دیباچہ سوال ۳۱ "بہت لوگ ایسے ضدی اور متعصب ہوتے ہیں کہ وہ متکلم کے خلاف منشا تاویل کیا کرتے ہیں۔ خصوصاً مذہب والے لوگ کیونکہ مذہب کے پاس خاطر سے اُن کی عقل تاریکی میں پھنس کر زایل ہوجاتی ہے" آپکی عقل تاریکی میں پھنس کر زایل ہو رہی ہے۔ اور آپ خلاف منشا متکلم مطلب نکالنا چاہتے ہیں۔ مورا

ہوش و حواس قایم کریں +

سرینگر بچیانہ بالائی پورٹ پکی ماٹی کے جنگلہ کی طرح نہریں دیانندی سُرگ میں چلتی ہیں۔ جہاں نیوگ اور باپ بیٹی کا باہمی جماع جاری ہو۔ جہاں خود الشیو صاحب دو عورتیں رکھتے ہوں۔ اور جہاں بھنگ و شراب بلنشہ آور اشیاء جایز ہوں۔ بلکہ شراب و نیوگ کی عام اجازت ہو۔ یہ جو کچھ آپ مایا روپی مزے کر رہے ہیں۔ یہ دیانندی سُرگ اور قرآنی نرگ ہے۔ بقول الدنیا سجن للمومن وجنۃ للکفرین دنیا مومن کے لئے قیدخانہ ہے اور کافروں کیلئے جنت جہاں ٹمپرنس سوسائٹیاں قایم ہیں آپکا گروہاں بھنگ پیتا رہا۔ اور ستیارتھ میں اپنے پیروں کو کئی اقسام کی شراب پینے کی اجازت دیگیا دستیارتھ اڈیشن دوم مستند ترجمہ اردو ص۱۸۶) رہا آپ کا سُرگ میں جانا سو میں آپکو سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں کہ آپ دیانندیوں میں جنم لیتے ہی سُرگ دیانندی میں پہونچ گئے۔ آپ ساری عمر برہمچاری کہلائیں۔ عورت رکھنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ نیوگ کرتے جایئے نیوگ شدہ عورت آپکو ہر تیسرے سال ایک پلا پوسا بچہ حوالے کردیا کرے گی۔ آپ عورت بچوں کے اخراجات سے بری رہیں گے۔ ریشمی کپڑے اوڑھیئے بموجب حکم ستیارتھ پرکاش قسم قسم کی شراب پیجئے۔ دیانندی سُرگ کی نہروں پر ٹھیکہ داری کریئے۔ خواہ نیوگ کا ٹھیکہ لیجئے خواہ شراب و بھنگ کا۔ مستری کا کام سیکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ آپ اڈیٹری کرکے سماجی سُرگ میں نیوگ کے مزے اڑا سکتے ہیں۔ خواہ آپ سوم بنیں یا گندھرو۔ آگنی بنیں یا مجذش کوشش کرکے گیارہ درجہ نیوگ کے حاصل کر سکتے ہیں۔ جو ڈگری آپ سال بسال حاصل کیا کریں سماج سے سرٹیفکیٹ لے لیا کریں +

جنتی آدمیوں کے لئے وہاں روحانی مدارج ہونگے اور ان کی سب سے افضل

نعمت خدا کی یاد ہو گی۔ جو روح کی اعلےٰ غذا ہے۔ مزدوروں کی ضرورت جنت میں تو نہ ہو گی۔ البتہ دوزخ کا ایندھن بننے کے لئے آپ جیسے مُنہ پھٹوں۔ ضدیوں اور متعصبوں اور مشرکوں کی ضرورت ہو گی۔ سو اُس کے لئے صداقت کی ضرورت نہیں جس دن سے آپ نے دیانندیوں میں جنم لیا ہے اور ایک پاکباز سچے کلام کو جھٹلا کر اس کی توہین کی ہے اُسی دن سے آپ کا نام امیدواروں میں درج ہو چکا ہے۔ جب آپ اس دیانندی بابا روپی شرگ کو چھوڑینگے آپ کو وہاں پہونچا دیا جاویگا۔ ہاں اگر اس سے پہلے آپنے اپنے آپ کو سنوار لیا تو آپ کو روحانی زندگی عطا ہو گی۔ ارتھ ورتک کا کام لینا ہے تو قبر کنی اختیار کر لیجئے اور جس علاقہ میں زیادہ طاعون ہو وہاں چلے جایئے۔ خدا تعالیٰ سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ کام ہم آپکو بلا کسی سے دریافت کئے دے سکتے ہیں۔ درخواست معہ نقول اسناد روانہ کر دیجئے۔ اس کام کے بدلے میں گورنمنٹ سے خطاب کی سفارش بھی ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ کام بنی نوع انسان کی بھلائی کا ہے۔

شراباً طہوراً کے معنے انگوری شراب کسی دیانندی لغت میں لکھے ہونگے ورنہ ایک معمولی خواندہ آدمی جانتا ہے کہ طاھر۔ طھور۔ پاک چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے طہارت طاہر وغیرہ نکلے ہیں۔ چونکہ ستیارتھ پرکاش میں کئی قسموں کی شراب کی اجازت ہے جس میں انگوری شراب بھی ہو گی۔ اس لئے آپکو یہ سوجھی۔ ہمارے تمام پیغمبر اور مصلح اس اُم الخبائث سے بچے رہے اور اُس کے نزدیک تک نہیں پھٹکے۔ اگر آپ اس اولوالعزم پیغمبر لوط پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں جسکا نام قرآن میں ہے تو یہ سراسر بہتان ہے۔ قرآن پاک اُن کو باعزت اور ایسے بہتانوں سے بری بیان کرتا ہے ہاں اگر اس نام کا کوئی ویدک دیوتا ہو گذرا ہے۔ جس نے ایسی ناشایستہ حرکت کی تو وہ ضرور قابل لعن ہے۔ ویدک دیوتاؤں سے یہ امر

بعید بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک سوم کا رس جو نشہ آور ہوتا تھا
جائز تھا اور وید اس کی بار بار مہما بیان کرتا ہے اور پھر انیسویں صدی کا مہارشی دیانند
خود نشہ آور بھنگ پیتا رہا اور ستیارتھ پرکاش میں کئی قسم کی شراب جائز لکھ گیا۔
(ملاحظہ ہو ستیارتھ ترجمہ مستند اردو بار دوم صفحہ ۱۸۶) پہلی ایڈیشن کی ستیارتھ جو اس نے
اپنی زندگی میں لکھی اور چھپوائی اور بیچی اس کے صفحہ ۳۸۵ میں ایسے زور سے با دلائل
شراب کا جائز ہونا لکھا کہ اگر اس کے چیلے ستیارتھ پرکاش میں تحریف نہ کرتے۔ تو
آج ہم کئی سماجک شراب خانے دیکھتے۔ سنیئے اس کے اصلی الفاظ یہ ہیں :۔
" روگ نورتی کے واسطے اوکھد ارتھ تو مدہ آدکو نکی پرورتی رہنا چاہئے کیونکہ
بہت سے ایسے روگ ہیں کہ جنکے مدھ ادک ہی نورتی کارک اوکھد ہیں۔ سو
ویدیک شاستر کی ریتی سے ان لوگوں کی نورتی ہو سکتی ہے تو ان کو گرہن کری
جبتک روگ نہ چھوٹے۔ پھر روگ کے چھوٹنے سے پیچھے مدھ آدکو نکو کبھی گرہن
نہ کریں کیونکہ جتنے نشہ کرنے والے پدارتھ ہیں وے سب بدھی آدکوں کے
ناشک ہیں "

ناظرین یہ انیسویں صدی کے مہارشی کے الفاظ ہیں جس کی سماج کے زیر
سایہ مرتد نے جنم لیا ہے ؂

حوروں کے بارہ میں میں نے کافی جواب دیا تھا مگر متکلم کے خلاف نشانا (؟) تاویل
کرنے والوں کی عقل ٹھکانے کیسے رہے۔ جناب من آپ جانتے ہیں کہ ہم انشاء اللہ
بہشت میں اور آپ بشرطیکہ اسی طرح مشرک رہے دوزخ میں جائیں گے مگر مسلمان
نورانی اجسام میں اور آپ ظلمانی اجسام میں ہونگے گو اب آپ ظاہری جسمانی
شکل میں کئی مسلمانوں سے خوب صورت ہوں مگر وہاں نیک و بد اعمال کے مطابق
نورانی یا ظلمانی جسم ملے گا نہ کہ دنیا کی مثل آب و ہوا و غذا کے اثرات کے مطابق

پھر آپ ہی غور کریں کہ آپ کے اعتراضات کیسے لغو ہیں کہ دنیاوی مسلمان عورتیں گوری نہیں ہوتیں۔ ہم کہتے ہیں نہ ہوں۔ مگر اُن کے اعمال تو سیاہ نہیں بلکہ نورانی ہیں اس لئے اعمال کے مطابق اُنکو نورانی جسم عطا ہوگا نہ ظلمانی جو صرف دوزخیوں کا حصہ ہے چونکہ انسان کے سب قواجوانی کے عالم میں پورے پورے کمالیت کے درجہ پر پہونچے ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ سب کو ایسی حالت جوانی عطا کرے گا جس میں وہ روحانیت کے درجہ کمال پر پہونچے ہونگے۔ بچہ روحانیت کے حظ سے بے بہرہ ہوتا ہے۔ بڈھا باعث انحطاط کمال کے درجہ سے گرا ہوتا ہے اس لئے مخلوقات کو عین درجہ کمال پر پیدا کرنا بڑی حکمت ہے +

آپکی ضدیت اور تعصب باطنی اسی سے ظاہر ہے کہ آپ پوری آیت بھی نقل نہیں کرتے اور ترجمہ بھی کورباطنی سے بھرا ہوا کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں پوری آیت یہ ہے ؀؀ فیھن قٰصرٰت الطرف لم یطمثھن انس قبلھم و لا جان ترجمہ۔ ان میں نیچی آنکھ والی عورتیں ہیں جنکو اُن سے پہلے نہ کسی انسان نے مس کیا اور نہ جن نے۔ پھر فرمایا انا انشاھن انشاءً فجعلنٰھن ابکاراً عربا اترابا۔ ہم نے اُن کو ایک عجیب خلقت سے پیدا کیا۔ پس اُن کو باکرہ پیاری پیاری کم عمر بنایا۔ آپ کا یہ کہنا کہ وہ اتنا عرصہ ہاتھ لگائے بغیر کیسے رہ سکتی ہیں لالچی تعصب کرتے وقت شرم تو نہ آتی ہوگی۔ اسی دنیا میں جہاں جگہ جگہ پر ٹھوکر کھا جانے کا خطرہ ہے کئی عصمت و عفت کی دیویاں نکل آتی ہیں تو عالم جہاں نیکی ہی نیکی ہو شر کا نام بھی ہو وہاں ایسا بیہودہ اعتراض کرتے وقت شرم تو نہ آتی ہوگی۔ مجھے تمہاری قرآن دانی اور ہٹ دھرمی و کوربختی پر ہنسی آتی ہے کہ اسی اہلیت و دعویٰ قرآن دانی پر آپ مرتد ہو بیٹھے ہیں۔ قرآن مجید میں کہاں لکھا ہے کہ جنت خالی پڑی ہے سوائے حوروں کے اور کوئی آدمی وہاں موجود نہیں

بلکہ اس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ عالم برزخ میں ہر شخص مخفی طور پر اپنی جزا پائے گا بُرے لوگ مرنے کے بعد ہی جہنم میں داخل ہونگے اور نیک بہشت میں جیسا کہ ایک بہشتی کو اپنا دوست دوزخ میں دکھایا گیا تھا۔ اصل میں آپکی عقل پر تعصب کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ جب تک یہ پردہ دور نہ ہوگا آپ کو کچھ نظر نہ آئیگا۔ بہشتیوں کے بارہ میں آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ اُن کے بدن صاف شفاف چمکتے ہوئے ہونگے یعنی میل کچیل داغ دھبہ کچھ نہ ہوگا نہ اُن کی جوانی کبھی جائے گی۔ نہ اُن کے لباس کبھی میلے اور کچیلے ہونگے نہ اُن پر کبھی موت طاری ہوگی نہ بڑھاپا آئیگا نہ غم ہوگا اُس کے مقابل آپکی متعصبانہ بکواس وٹر کی کیا حقیقت ہے +

مرد کے لئے زائد عورتیں ہونا تکلیف کا موجب نہیں۔ کیونکہ ہم اسی دارالمحن میں تجربہ رکھتے ہیں کہ ایک مرد کئی عورتیں رکھ سکتا ہے۔ مگر ایک عورت کئی مرد نہیں رکھ سکتی۔ ایک مرد ایک وقت کئی عورتوں کی تسلی کر سکتا ہے۔ مگر ایک عورت ایک وقت کئی مردوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتی۔ ہمارے قرآن پاک کا قانون فطرت کے مطابق ہے۔ یہ اُلٹا قانون وید کا ہی ہے کہ درو پدی نے ایک وقت پانچ خاوند رکھے اور ایک عورت گیارہ خاوند تک بلا نکاح رکھ سکتی۔ ایک عورت ایک وقت دو خاوند (ایک نیوگی دوسرا اصلی) بخوشی رکھے یہ شاستر کی مرجاد ہے اگر آپ کو اتنی ہی ہمدردی ہے تو پہلے ویدک الیشور کی دو مہارانیوں تنری و لکشمی کے لئے دو دو الیشور تلاش کرو۔ اور پھر اعتراض کے لئے دوسروں کے منہ لگو جو آدمی نیوگ کی تعریف میں گیت گائے وہ کیوں نہ شرم کو بالائے طاق رکھے بہرحال ہم بھی آپکے ساتھ شریک ہو کر نیوگ کی تعریف کرتے ہیں اور سوامی جی کو سراہتے ہیں +

دل وجاں سے ہو کیوں نہ پیارا نیوگ
کہ دکھلائی ہے اک نظارہ نیوگ

نہ چھوڑے گا اس کو کبھی آریہ — یہ ہے آریہ کا سہارا نیوگ
منتریوں کا ہے قاعدہ بس یہی — کریں رات دن آشکارا نیوگ
مزا مفت ملتا ہے انسان کو — نہ میٹھا ہو کیوں یہ دلآرا نیوگ
تو مداح ہوں اسکے نہ کیوں دھرم داتا — یہ ہے دھرم کا اک سہارا نیوگ
اگر آریہ مت ہے اک آسماں — تو ہے اُس کا بس چاند تارا نیوگ
یہی آریوں کا ہے ایمان و دین — ہے ست آریہ مت کا سارا نیوگ
ہے سب آریہ ست کا بھید اس میں بند — ترقی کا گُر ہے یہ سارا نیوگ
زنا اس کو کہنا ہے غلطی کمال — یہ ہے وید کا اک دلارا نیوگ
نہیں امرت بس یہ شیریں ثمر — ہے پھل آریہ مت کا سارا نیوگ
نہ ہو آریوں کو یہ کیوں دل پسند — یہ ایشور نے ہے خود اُتارا نیوگ
دیانندجی کی یہ ہے یادگار — دیانندیوں کا پیارا نیوگ
دیانند جی کو نمستے کہو — تمہارے لئے کیا اُتارا نیوگ

شفاعت کے بارہ میں ہمنے مختصر طور پر کافی لکھدیا تھا اور مفصل کے لئے برق اسلام کا حوالہ دیا تھا مگر دیانندی برق اسلام سے ایسا ڈر گیا ہے کہ اُسپر کوئی اعتراض نہیں کرسکا بلکہ یہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ آنحضرت صلعم پھر کس کی شفاعت کریں گے سو ہمارا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم حکم ربانی سے محض باعمل مومنوں کے خفیف قصوروں کے لئے معافی کی التجا فرمادیں گے۔ نافرمانوں اور بدکاروں کے لئے نہیں۔ شفاعت پر مفصل طور پر ہم نے برق اسلام میں لکھدیا ہے دیانندی سماج میں ہمت ہے اور ویدوں میں اگر سکت ہے تو برق اسلام کا جواب لکھیں ورنہ برق کا دوسرا حصہ ویدوں کی رہی سہی سکت کو برق صاعقہ کی طرح جلادے گا۔

مخزی الکافرین۔ خیر الناصرین۔ غنی۔ حفیظ۔ علام الغیوب
کی بابت ہم نے دیانندی کتب کے حوالے سے بحث کی تھی۔ جسے مرتد صاحب نے
بغیر جواب دیئے چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے ثابت کر دیا تھا کہ ویدک ایشور ایک دفعہ
اپنے پیروؤں کو لڑائی کے لئے زور شور سے ابھارتا ہے مگر شکست کھانے کی
صورت میں اُن کو بد دعائیں دینی شروع کر دیتا ہے۔ جب مخالف ناک میں
دم کر دیتا ہے تو نہایت عاجزی سے گڑگڑاتا اور اپنے آپ کو دیو (جوئے کا
کھلاڑی) کہکر چھٹکارا کرا لیتا ہے۔ ان باتوں کے جواب لالہ صاحب نے کیا دینے
تھے۔ آجتک بڑے بڑے دیانندی نو ویدک گورکھ دھندے میں غلطاں ہیں
مرتد نے کیا کرنا تھا۔ آپ نے لکھا ہے کہ قرآن میں حضرت فاطمہ رض کا قصہ ہے
آپ کی سچائی دیکھنے کے لئے دس روپیہ انعام رکھتا ہوں کہ حضرت فاطمہ رض
کا نام ہی قرآن سے دکھا دیجئے قصہ تو الگ رہا۔ آپ نے اس مقولہ کا کہ غمی
اور خوشی میں ایک ایک شادی کر لو کوئی حوالہ نہیں دیا۔ آنحضرت صلعم نے خواہ
کتنے نکاح کئے مگر تھے تو حلال نکاح۔ آپ سنلیجئے آپ کے ایشور نے اپنی دو
عورتوں شری و لکشمی کے کس وقت کس کے روبرو کہاں کس جگہ پھیرے لئے
کن شرائط پر نکاح ہوا۔ معلوم ہوتا ہے جیسے خود اُسنے بلا نکاح پسند کر کے
گندھرب بیاہ دو عورتوں سے کیا۔ اسی طرح اُس نے اپنے پیروؤں کو گیارہ
تک بلا نکاح زنا کرنے کی اجازت دی۔ ناظرین کو یاد رہے کہ گندھرب بیاہ ایک
قسم کا ویدی دستور ہے جو کورٹ شپ سے مشابہ ہے۔ کہ عورت مرد بلا
کسی تیسرے آدمی کی اطلاع کے آپس میں زنا کریں جو اولاد ہو وہ جائز ہو گی۔
عقل کے پیچھے تو دیانندی ایسا لٹھ لئے پھرتے ہیں کہ اسے اپنے اعتقاد
کے نزدیک تک پھٹکنے نہیں دیتے۔ ایشور کے لئے دو عورتیں تجویز کرنا یہ وید تیا

ہی ہے عورت کے گیارہ مردوں تک زنا کرنا اور پھر باپ بیٹی کے جماع کی استعا
یہ تو یہ مخزن علوم ہی کی دیا ہے۔ اسکے خلاف قرآن پاک ایسے لاطائل اگنی وایو
کی نہماسے مبرا اور پاک ہے۔ وہ فطرتی مذہب سکھاتا ہے اور سوا ے ایک سچے
خدا کے کسی چیز کی پرستش کرنیوالے کو مشرک بتاتا اور اُسے وہی دوزخ کی سزا سناتا
ہے آپ گریبان میں منہ ڈالتے ویدمیں دس بارہ منتر ایسے پیش کیجئے جس میں
درج ہو کہ اگنی وایو کی مہمانہ کرو۔ نیز جن میں مشرک کے لئے سزا درج ہو۔ رہا آپ کا
ہون کے گُن گانا سو اُسے وہی قبول کرے گا جس میں بدھی نہ ہو۔ ورنہ آپ کا
گرو لالہ دیانند ایڈیشن سنجری صفحہ ۱۳ پر ہمارے حق میں اقبالی ڈگری دے رہا ہے۔ کہ آتش
پرستی کے عمل کی بنیاد ویدوں میں سے ہے۔ فرمایئے گرو کے مقابلہ پر چار ماہ کے
چیلے کی کیا حقیقت۔ آپ فرماتے ہیں۔ ہون ہوا کی صفائی کے لئے کیا جاتا ہے
چہ خوب۔ مگر شاید جنگل میں مُردے چھوڑنا بھی ہوا کی صفائی کے لئے ہے۔ اسی طرح
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۶ سمو ۸۔ ۱۷۳۔ مرد کو پلنگ لوہے کا آگ سے خوب تپا کر
اور سرخ کرکے جلانا۔ بھی ہوا کی صفائی کے لئے ہے۔ پھر لطف یہ کہ زعم رکھنا ہوا کی
صفائی اور اُس کے لئے صبح شام وقت رکھ کر اگنی کی مہما کے گیت گانا۔ آپ کا
گرو وید منتر کے یاد کرنے کے لئے منتروں کا جپ کرنا لکھتا ہے۔ مگر اُسے ایک
معمولی عقل والا بھی نہیں مان سکتا۔ نام رکھنا وید کے یاد کرنے کا اور منتر ہر روز
ایک ہی جپ کئے جانا۔ اگر وید کا یاد کرنا اور ہوا کی صفائی ہی مطلوب ہوتی تو سارے
وید کا دورہ کرایا جاتا نہ کہ ایک مقررہ منتر روز پڑھنا۔ پھر نام رکھنا ہوا کی صفائی اور
آچھوتیاں دیکر پورب پچھم اوتر کی طرف پانی چھڑکانا اور منتر پڑھنا اور پھر مزید برآں
ذرا سنسکار ودھی سے ہون کی ترکیب بھی دیکھئے +
اول سب آسن کے مطابق بیٹھیں اور ایک خاص طرف منہ کریں پھر منتروں سے

تن تن آچمن کریں دیا درہے کہ لالہ دیانند آچمن کا فایدہ کف اور پت نوستی لکھتے
ہیں جو یہاں مفقود ہے بلکہ ضرری اور نامی ہے ) اسکے بعد مقررہ منتروں سے اعضا
کو چھوئے یعنی منہ ناک کے دونو طرف - دونو کان دونو بازو وغیرہ - پھر منتر پڑھکر
داہنے ہاتھ سے جل سپرش کرکے مارجن کریں - پھر ایک مقررہ منتر پڑھکر برہمن کشتری
یا ویش کے گھر سے آگ لاکر گھی کا چراغ جلا کر اس سے کافور لگا کر کسی ایک برتن میں
رکھو اس میں لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لگا کر اور اٹھا کر منتر پڑھکر ویدی کے
بیچ آگ کو رکھکر اسپر چھوٹے چھوٹے کاٹھ وتھوڑا کافور رکھکر ایک مقررہ منتر پڑھکر
آگ جلاویں جب آگ جلنے لگے تب چندن اور دیگر تین لکڑیاں آٹھ آٹھ انگل
کی گھی میں ڈبو کر ان میں سے ایک ایک مقررہ منتر سے ایک ایک سمدھی کی اگنی
میں چڑھادیں - بعدازاں اگنی کا بھوجن حسب توفیق بنا ہو سونے چاندی یا
کانسی کے برتن میں رکھکر ویدی کے نزدیک رکھیں اور اگنی کے بھوگ میں سے
کم از کم چھ ماسہ اور زیادہ سے زیادہ ایک چھٹانک کی آہوتی دے - بعدازاں
ویدی کے پورب کی طرف اور دوسری طرفوں کو انجلی میں پانی لیکر چھڑکا دے اسپر
بھی منتر پڑھے - پھر منتر سے ویدی کے اوتر بھاگ آگ میں اور دوسرے منتر سے
دکھن کی طرف جلتی آگ میں آہوتی دے +

مدعا یہ کہ نام رکھنا ہو اکی صفائی اور کرنا وہی جس میں اگنی کی مہما اور بچوں کی
طرح کھیل ہو - کیا عمل رفاہ عام کا فایدہ ہے - ویدیوں نے تو بموجب قول دیانند
ستیارتھ پرکاش صفحہ ۵۲۳ - سوختنی قربانیاں کرنے کا حکم دیا تھا اور آگ کی پرستش کرنی
سکھائی تھی - مگر وید کی دوسری مشرکانہ تعلیموں کی طرح دیانندیوں نے سوختنی قربانیوں کا
ثواب بھی نہ لیا اور نہ جانوروں کی سوختنی قربانیاں اگنی دیوتا پر چڑھائیں جس کے باعث
وہ ان سے ناراض چلا آتا ہے بلکہ اسلام کی پاکیزہ تعلیم دیکھکر اگنی وغیرہ کو تیاگ دیا

ویدوں کی تعلیم خاک میں ملادی +

جناب من بدھوں کا حوالہ ہیں نے اس لئے دیا تھا - کہ آپ نے اسی کی الہامی زور سے سوختنی قربانیاں چھوڑیں اور جانوروں کا گوشت چھوڑا - ورنہ آپ ویدی تو گوشت خواری کثرت ازدواج وغیرہ کے بڑے پابند تھے - بدھ نے ہی وید کی نسبت سچے خیالات ظاہر کئے - چونکہ وہ عالم وسنسکرت کا فاضل و بدیوں میں سے تھا - اس لئے اس کی گواہی بڑا پایہ رکھتی ہے وہ اپنے بدھ شاستر رودھیائے ۲ سوتر ایک میں لکھتا ہے کہ "

"چونکہ ان کے وقت کی میعاد غلط ہے اور ان میں پرمیشور کے نشان نہیں ہیں اور وہ خلاف عقل ہیں اسلئے وید پرمیشر کی نہیں ہو سکتے"

ایسی زبردست شہادت ہوتے ہوئے کون ویدوں کو الہامی ن سکتا ہے - ہاں آپ جیسے آدمی جنکی دنیاوی اغراض کے باعث بدھی نشٹ ہوگئی ہو - بن بیٹھے ویدوں کے حامی ہوجائیں تو جائے تعجب نہیں - باقی آئندہ

---

# دیانندی رسالہ دھرم آدیتہ

## پر ریویو

یا

## سماج کا اندرونی فوٹو

آجتک ہمیں چند ایک مسلمانوں کے مرتد ہوجانے اور ان کی یادہ گوئی کی اصل حقیقت

کلی طور پر معلوم نہ ہوئی تھی۔ گو ہمارے ضمیر نے ہمیں قبل از وقت اشارہ کر دیا تھا۔ کہ اتنا شور شر بلا وجہ نہیں۔ مگر ہم اس اصل وجہ کو بیان کرنے سے قاصر تھے۔ کیونکہ ممکن تھا۔ کوئی شاذ و نادر مثال ہمارے عندیہ کے خلاف نکل آوے۔ مگر الحمد للہ کہ ہمارا ضمیر جو ہر عاقل آدمی کا رہنما ہے۔ اس معاملہ میں غلطی سے بچ رہا۔ ایک نوربافؔ کے مرتد ہو کر سماجی آسمان کا چاند بن جانا اور عیسائیوں کی خرافات سے کاسہ لیسی کر کے سماج میں نام پیدا کرنا۔ اور کچھ شور کرنا سب ناظرین کو معلوم ہے۔ **سمند راسلام** میں ایسے کم علموں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ کیونکہ یہاں ایک سے ایک عالم و عامل موجود ہے۔ ایسوں کی دال گلے تو کیسے گلے۔ ایسے کم علموں کا شہرہ اُسی پنتھ میں ہو سکتا ہے۔ جس کی کم علمی ہر کہ و مہ پر عیاں ہو۔ جس پنتھ کا بانی مبانی گرگٹ کی طرح ہزارہا رنگ بدل چکا ہو اور سال میں کئی پنتھوں کے چولے بدلتا رہا ہو۔ اور جس کی بنیاد کا نہ سر ہو نہ پیر۔ اس پنتھ کی کتاب محض شرقی ہو یعنی سنی سنائی جیسے الف لیلہ ہزار داستان۔ اُس کے مصنف کا کوئی پتہ نہ ہو۔ پھر طرہ یہ کہ اس پنتھ کے موجد کی اصلیت بھی معلوم نہ ہو کہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ کس کا بیٹا ہے نوربافؔ کی دیکھا دیکھی ایک صاحب نے لایل پور میں چولا بدلا اور جیسے پہلے صاحب بغیر تحقیقات و دقت مرتد ہو گئے تھے اسی طرح وہ بھی سماجی سونے کی کان میں کود پڑے اور تحریر کا سلسلہ شروع کر دیا تاکہ نوربافؔ کی طرح اُس کے ہاتھ بھی رنگے جاویں۔ اس وقت تو اللہ کر صاحب نے اپنی شہرت کے لئے ایک رسالہ **دھرم آدیش** نکالا ہے جس کے مقاصد بانندی سماج کے سدھانتوں کے شایع کرنے اور مخالفین کے اعتراضات رفع کرنے کا یہ کالہ بیان کئے ہیں آپ کے اس دعوی کو دیکھتے ہی ہم نے رسالہ کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ مگر پہلا دعوٰی یعنی آریہ سدھانتوں کے شایع کرنے کا حرف غلط کی طرح مفقود ہے۔ الف

سے لیکر آج تک سماج کے ایک سدھانت تک کا بیان بلکہ نام تک نہیں۔ ہم منتظر تھے کہ سماجی کوئی ایسی تحریر پیش کریں جو اُن کے سدھانتوں کا پورا پورا عکس ہو۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کئی سماجیوں اور پرتھی ندھی سبھا پنجاب کی کوششیں تاحال کوئی اثر نہیں دکھا سکیں۔ پرتھی ندھی سبھا کے مستند اُردو ترجمے اور منشی رام جگیاسو و نہال سنگھ کے تراجم کو لالہ درشنانند نے غیر مستند قرار دے دیا ہے۔ مگر تاحال کسی کو اتنا حوصلہ نہیں پڑا کہ وہ وید کی سچی جیوتی تعلیم کو عوام میں پرکھنے کے لئے رکھتا۔ جب بڑے بڑے سماجیوں اور اُن کی سماجوں پر وید کی اصلی تعلیم کا دروازہ بند ہے تو مرتد جو سنسکرت و بھاشا سے محض لاعلم ہے آریہ سدھانت کیا پیش کر سکتا ہے ہم اُس کی سچائی کی داد دیتے۔ اگر وہ اپنے ہر دو دعوں (۱) سماج کے سدھانتوں کے شایع کرنے (۲) مخالفین کے اعتراضات رفع کرنے پر اپنے رسالہ کے پہلے نمبر میں دلایل بھی پیش کرتا۔ تاکہ ہم بھی سماجی سدھانتوں کی اصلیت سے واقف ہوتے۔

رسالہ کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل مقصد اسلام پر طعن و یابس دریدہ دہنی کرنے کا ہے نہ سچائی سے بلکہ دیانندیوں کی پیروی میں محض ضدیت و تعصب سے۔ خیر مرتد صاحب کو اختیار کامل ہے۔ ہم باقاعدہ طور پر آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں اور جیسا منہ ویسی چپیڑ کے قول کے مطابق ہماری طرف سے خدمت ہوگی۔ آپ دل کھولکر اور ہوش و حواس بجا لا کر کے آریہ سدھانت شایع کریں۔ اور پھر اعتراض کریں۔ پھر ہمارا جواب دیکھکر بخوشی اُس پر بحث کریں اور اپنے ہر دعوے کے دلایل وید کے مستند ترجمے یا دیانند کی مستند کتب سے نقلی طور پر دیں۔ بلا حوالہ لکھنا یا جواب دینا ہم قابل قبول نہیں سمجھتے۔ اب ناظرین مرتد کے رسالہ کے مضامین کا ریویو ملاحظہ فرماویں :-

# ریویو صفحہ ۳ ٹائیٹل

اپنے رسالہ کے صفحہ ۳ پر مرزند نے ایک کتاب "لڑکا یا لڑکی" کا اشتہار شایع کیا ہے جس نے دیانندی سدھانتوں کو حرف غلط کی طرح دروغ ثابت کردیا ہے۔ اگر یہی دیانندی سدھانت ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں تو وہ دن قریب ہے کہ دیانندی اپنے گرو کے سابقہ اعتقاد یعنی بطلان تناسخ پر قایم ہوجائیں گے۔ اشتہار کے الفاظ یہ ہیں کہ طبی کتب و ویدک اصولات سے ثابت کیا گیا ہے کہ ہم کس طرح نیک اور خوبصورت اولاد پیدا کرسکتے ہیں۔ اور نیز یہ کہ یہ انسان کی اپنی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اولاد لڑکا پیدا کرے یا لڑکی۔ یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کوئی دیانندی دعوی کرسکتا ہے کہ وہ دیانند کا پیرو ہے اور تناسخ کا قایل ہے۔ جبکہ دیانند اپنی ستیارتھ پرکاش سملاس ۹ صفحہ ۲۹۲ و صفحہ ۲۹۳ پر منو کے حوالے سے لکھتا ہے کہ عورت یا مرد۔ لڑکا یا لڑکی۔ خوبصورت یا بدصورت عورت مرد۔ خدمت گار یا راجہ دیوتا یا اُسر ہونا محض پچھلے جنموں کا نتیجہ ہے۔ تو پھر دیانندیوں کا دعوے کرنا کہ لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا انسان کے اختیار میں ہے محض لچر ہے۔ بالفرض ایک دیانندی کے گھر پچھلے کرموں انوسار ایک لڑکی نے جنم لینا ہے اور وہ اسکی جورو لڑکی والی اعمال کی روح بذریعہ پانی یا ہوا یا سبزی کھا چکے ہیں تو فرمائیے کہ یہ کونسی نیوگ فلاسفی آگھسے گی جو لڑکی کے اعمال والی روح کو لڑکا بنا دے گی۔ افسوس ہے کہ ایک طرف دیانندی چیخ رہے ہیں کہ مرد عورت اندھا لنگڑا۔ دولتمند غریب ہونا۔ صاحب اولاد و بے اولاد ہونا محض پچھلے جنموں کا پھل ہے مگر دوسری طرف وہ دعوی کرتے ہیں کہ لڑکا لڑکی۔ نیک بد۔ خوبصورت۔ بدصورت۔ اولاد پیدا کرنا انسان کے اختیار میں ہے۔ جب لڑکا لڑکی پیدا کرنا انسان کے اپنے اختیار میں ہے تو لالہ دیانند نے بجائے وید کا نسخہ بیان کرنے کے روکیاں ہونے کی صورت

میں نیوگ کی بیہودہ و بے غیرتی کی تعلیم کا لوگوں پر پرچار کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وید کے ایسے نسخہ سے ناواقف تھا۔ مگر اب چند ایک مرتدوں کی عنایت سے دیانندیوں کو وہ نسخہ معلوم ہو گیا ہے۔ کتاب کے شایع ہونے پر ہم اسپر مفصل ریویو لکھیں گے ؛

## ریویو صٹ ۲ او رسالہ

اس میں آپ نے اپنے آپکو انتروڈ یوس کیا ہے تاکہ دکانداری چلے اور دیانندیوں کو معلوم ہو۔ کہ ان صاحب کی تحریر بھی قابل خریداری ہے۔ آپنے لکھا ہے کہ آپنے صرف دسمبر گذشتہ میں جنم لیا ہے۔ گویا اس وقت آپ صرف چار ماہ کے بچے ہیں مگر حوصلہ یا سمجھو کہ حرص وطمع اتنی کہ ابھی سے پاؤں نکالنے شروع کردیئے ہیں اور دعوی اتنا کہ آپ دیانندی گرنتھی کی حفاظت پر وید کی الٹی در کی طرف سے گویا بارود لائے ہیں اور دیانندی سماج پر کے اعتراضات کا جواب دیا کرینگے چشم ما روشن دل ما شاد۔ شکر ہے کہ آپنے بھی جنم لیکر دوکانداری تو شروع کردی۔ اگر آپ ہماری طرف سے ایک بھی ناجائز اتہام و غلط فہمی و بلا حوالہ اعتراض اپنے قول کے مطابق جو دیانندیوں کی مستند کتب سے باہر ہو ثابت کردیں تو آپ کی دیانندی سچائی معلوم ہو جائیگی۔ برخلاف اسکے ہیں آپکے اسی رسالہ سے کئی مقامات بلا حوالہ و غلط بہتان جو اسلام پر آپنے لگائے ہیں روز روشن کی طرح ظاہر کرکے انعام رکھونگا کہ آپ اپنی تحریر کی سچائی ثابت کرکے انعام حاصل کریں۔ ہمارے مسلمات پر دل کھولکر اعتراض کریں مگر زید عمر بکر کے حوالے ویکر نہ ٹالیں۔ ہم آپکی مستند کتب سے ہرگز قدم باہر نہ رکھینگے۔ آپ ہمارے تمام جوابات کے جواب الجواب دیں۔ ہم آپ کی کسی مضمون کو بلا جواب نہ چھوڑیں گے ؛

# ریویو ص۳ ویدک مت کی بنیاد سائنس

یہاں آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ معاذ اللہ اسلام جس کا ایک ایک لفظ ایک ایک نقطہ روایت و درایت عقل و نطق سے ثابت ہے۔ اس کی بنیاد ریت پر ہے۔ مگر دیانندی پنتھ جس کے ملہم مجہول الاسم جس کی کتاب محض شرتی یعنی سنی سنائی اور جس کے محض دعوی بلا دلیل و بلا حوالہ روایت و درایت ہوں اسکی بنیاد مضبوط ہو۔ اس روشنی کے زمانہ میں ایسے عقل کے پتلے بھی موجود ہیں جو ثابت شدہ امر سے انکاری اور ایک وہمی امر کے دلدادہ پائے جاتے ہیں۔ دیانندیوں کے دعوی تو چار وید ہوں کے مگر دلایل ندارد۔ دعوی کئی ارب سال سے ہونیکا اور سلسلہ روایت ندارد۔ اُن کا دعوی یہ کہ ہمارا پنتھ شخصیت سے بری ہے مگر دلایل ندارد۔ اگر آج ہی دیانند کی خلاف از عقل تصانیف ناپید کردی جاویں تو دیکھو کہ سماج کیسی کچھ ہی سماج بن جاتی ہے اور ویدوں کی کیا قدر ہوتی ہے۔ اس کی تصانیف ہوتے ہوئے بھی گھاس پات منشی رام کی آنکا رامی۔ ورنہ ستیا نندی پارٹیاں موجود ہیں نہ ہونے کی صورت میں جو حال ہو وہ قابل بیان نہیں۔ دیانندیوں کے اخبار و رسالہ جات پڑھنے سے دیانندی پنتھ کی شخصیت کا معمہ بخوبی حل ہو جاتا ہے

قرآن شریف دلایل سے ثابت کرتا ہے کہ جیسے خالق الکل کا وہ کلام پاک ہے اسی طرح ایک افضل البشر کامل انسان کی معرفت وہ نازل کیا گیا ہے وید کی طرح یہ نہیں کہتا۔ کہ میں صرف سنا سنایا اور کسی مجہول الاسم چرچے کی مشک پر نازل ہوا ہوں۔ جنکے نہ چلن کا حال معلوم ہے نہ اُن کی نیک یا بد حالات کی کچھ خبر ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ پہلے کیسے تھے اور بعد تصنیف وید آپ پر عمل کر کے یا اس سے خلاف کر کے کیسے بن گئے۔ اگر ایسا مجہول الکتاب والملہم پنتھ اپنے مضبوط ہونے کا دعوی کرے تو کوئی عاقل اُسے تسلیم کرنے سے رہا۔ دیانند جو

پنتھ کا بانی تھا وہ بھی ایسا ہی نامعلوم المکان تھا کہ نہ اُسکے وطن کا پتہ نہ ماں باپ کا
نہ قوم کا حال کسی کو معلوم ہے۔ اصل میں دیانند جی کے اُصول ہیں یہ بات ہے
مراد دعویٰ سنکر ہی بغیر دریافت حال کے اُسکے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ بیچارے ہیں
ہی بیچے باپ دادوں کی بت پرستی سے جی گھبرایا۔ لالہ دیانند نے ذرا سہارا دیا
تو بس اسی کے پاؤں چوم لئے نہ پوچھا نہ پاچھا کہ آپ کون ہیں کہاں کے رہنے
والے ہیں ❖

اگر دیانندی وید یعنی ستیارتھ پرکاش سے تنجلی۔ کنا دگوتم ؛ منو۔ برہما وغیرہ
کی مصنفہ کتب کے حوالے نکال دیئے جائیں تو معلوم ہو کر اس پنتھ کی حقیقت
ہی کیا ہے۔ ویدک مت کی بنیاد صرف علوم اور بدھی پر بتا نا وہی کہہ سکتا ہے
جس کی بدھی نہ ہو ورنہ وید سے اور علوم نکلتا۔ جس مذہب کے معتقدوں کا یہ
قول ہے کہ وید ہمیشہ پتر و دیوتا و آدمیوں کی آنکھ ہے۔ وید و شاستر دونوں شک کے
لائق نہیں ہیں اور نہ دلیل کرنے کے لائق ہیں۔ یہ شاستر کی مریادا ہے (منو ادھیائے
ترجمہ مدرشنا نند دیانندی) وہ اگر وید میں بدھی استعمال کرنے کا دعویٰ کریں
کیسا لغو دعویٰ ہے ❖

دیانندی لکھتا ہے کہ اسلام کی بنیاد ایمان پر ہے لیکن دیانندی پنتھ میں ایمان
کا نام نہیں۔ شکر ہے کہ لالہ صاحب کے مُنہ سے بھی سچ نکل گیا۔ کہ دیانندی پنتھ میں
ایمان کا نام نہیں گو یا دوسرے الفاظ میں دیانندی پنتھ بے ایمان ہے۔ جس لفظ
کو تم ہرگز دیانندیوں پر عاید کرنا نہیں چاہتے ہیں کیونکہ ان میں دیگر فرقوں سے قدرے
... ہے کہ وہ بھی بکرشنا بنوں کو چھوڑ کر خدا کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں گو زبانی
ہی۔ ہم نعوذ باللہ آنحضرت صلعم پر بلکہ خدا کی بھیجی کتاب اور اُس خدا پر جس نے اُسے
نبی کر کے بھیجا اور نیز تمام سچے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ دیانندیوں

گرنہ ایشور پر اور نہ کسی کتاب پر ایمان ہے بلکہ اُن کا عقیدہ اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جیسا کسی کی سمجھ میں آیا کر لیا۔ ایمان کا دخل نہیں صرف ظاہری نمایش ہے۔ اگر ایک معمولی انسان کو بے ایمان کہا جاوے تو وہ ضرور بُرا ملنے گا مگر دیانندی صاحب ایسے مصلح ہیں کہ اپنے ہزارہا ویدیوں کو بے ایمان لکھ دیا اور ایمان کی حقیقت نہ سمجھی کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ ایمان کے مفہوم سے اتنی لاعلمی اور دعوی تحقیقات اور مدعی استعمال کرنے کا۔ قرآن باربار فرماتا ہے اور تحصیل علوم و عقل استعمال کرنے کی ہدایت کرتا ہے گو وید اسکا گزراہ بھی نہیں وہ فرماتا ہے۔ یعلمون ۔ یعقلون یتفقھون ۔ یتذکرون ۔ یتدبرون ۔ افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یعقلون بھا یعنی عالم کی سیر و سیاحت کرو جس سے سوچنے والے دل پیدا ہوں اسی طرح بیسیوں جگہ عقل و فکر کرنے کا حکم دیتا ہے۔ جسے سوائے عقل کے اندھے کے کوئی انکار نہیں کرسکتا +

وید نے اسکے خلاف کیا عقلمندی سکھائی کہ تناسخ کے چکر میں ڈال دیا۔ جہاں عقل کا دخل ہی نہیں۔ نیوگ فلاسفی۔ باپ بیٹی کے باہمی جماع کے اشعار چھوت چھات کے مسایل سعد سرون کو اسر راکھشس۔ ناڑی وغیرہ کہنا روح وغیرہ کی کنہ و ماہیت جاننے سے صاف انکار کردیا اسی طرح ہزارہا کم علمی کی باتیں بیان کی ہیں۔ اصل بات یوں ہے کہ جوں جوں زیادہ علمیت اور تہذیب پھیل رہی ہے ویدک تعلیم کا چراغ گم ہوتا چلا جاتا ہے اور نیوگ جیسے حیاسوز مسایل سے خود دیانندی بھی لاحول پڑھتے اور استعفے دیتے چلے جارہے ہیں۔ تہذیب اسلامی نے دیانند اور اُس کے چیلوں سے کروڑہا بت چھڑوائے اور وید کی گندہ تعلیم سے متنفر کردیا اسی طرح آہستہ آہستہ ویدک تعلیم دنیا کے تختہ سے ناپید ہو جائے گی +

باقی آئندہ

## ریویو مٹ دربارہ متعہ

ہندو منگو دیانندی نے اس صفحہ میں اتنا جھوٹ لکھا ہے جس کی حد نہیں۔ اور پھر کوئی حوالہ نہیں دیا۔ متعہ اصل تو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے جیسے ہر مسلمان سوائے ایک خاص گروہ کے برا سمجھتا اور خلاف تعلیم قرآن جانتا ہے۔ پھر اُسے بار بار پیش کرنا محض جہالت ہے۔ ہندو اور دیانندی ہر دو ویدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اول الذکر ویدوں میں بت پرستی اور مخش تعلیم کا دعوی کرتے اور پرانوں و برہمنوں پر بھی دھرم رکھتے ہیں مگر موخر الذکر ان باتوں سے انکاری ہیں۔ اس لئے جب ہمارا مقابلہ اول الذکر سے ہوتا ہے تو ہم پرانوں و برہمنوں کے حوالے دیتے ہیں اور جب موخر الذکر یعنے دیانندیوں سے ہمارا مقابلہ ہوتا ہے تو ہم پرانوں اور برہمنوں کے اعتراضات ہرگز پیش نہیں کرتے۔ اس کے خلاف دیانندی فرقہ جو سچائی کا دعوی کرتا ہے۔ عام مسلمانوں پر اعتراض کرتے وقت ایک خاص فریق کا مسئلہ پیش کر دیتا ہے۔ یہی متعہ ہے اس نے عام مسلمانوں پر پیش کیا ہے۔ اُسے کوئی نہیں مانتا تھا اس میں ہم کو خود فریق مخالف سے یعنی جو متعہ جائز بتاتے ہیں بکثی مورکے کے ساتھ ہو چکے ہیں۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ضعیف اور بناوٹی حدیثوں پر مبنی ہے پھر دیانندیوں کا ضد کرنا لغویت ہے نیوگ سے کوئی دیانندی انکاری نہیں۔ اسلئے ہمارا اعتراض کرنا بجا ہے۔ متعہ کو کوئی مسلمان سوائے شیعہ کے نہیں مانتا اس لئے دیانندیوں کا عام مسلمانوں پر اعتراض کرنا بیجا ہے۔ ہاں وہ خاص گروہ کو مخاطب کریں تو بجا ہے۔

• پہلا جھوٹ یہ ہے کہ دیانندی متعہ کی تعریف کرتا ہے کہ ایک عورت سے کئی شخصوں کا ایک ہی رات میں ہم صحبت ہونا گو بالتفصیل ایسی تعریف کرنے کا دیانندی ہندو منگو نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ متعہ کی یہ تعریف ہرگز نہیں بلکہ وہ بھی نکاح کرنے

کے بغیر نہیں ہو سکتا اور نہ ایک رات میں کئی مردوں سے ہو سکتا ہے۔ بات یہ ہے کہ دیانندی نوریدے نے دس گیارہ مردوں کے ساتھ نیوگ کرنے کے جواب میں یہ جھوٹ کا طوفان باندھا ہے نیوگ کا نام لینے وقت بیچارے کی رالیں ٹپکتی ہیں۔ نہ معلوم دیانندی بننے میں یہی راز ہو۔

## سو روپیہ انعام

لالہ دیانندی نے جو یہ دعویٰ کیا تھا کہ اُس نے قرآن کو بار بار غور سے پڑھا ہے اور امرتسر لاہور۔ جھنگ تک تحقیق مذہب کرتا رہا۔ اپنے قول و دعویٰ کو بالکل جھوٹا ثابت کر دیا ہے اور صاف پایا جاتا ہے کہ وہ قرآن کے نام سے بھی محض ناواقف ہو۔ چہ جائیکہ اُس نے ایسی غور سے کام لیا ہو۔ میں ڈنکے کی چوٹ دعویٰ کرتا ہوں کہ اُس نے قرآن ناظرہ بھی نہیں پڑھا۔ اگر وہ ثابت کر دے کہ اُس نے قرآن پڑھا ہوا ہے تو سو روپیہ نقد ہم سے لے۔ ہمارے اس دعویٰ کی دلیل بھی سنئے وہ لکھتا ہے کہ قرآن میں درج ہے ما کانت المنعتہ الا رحمہ اللہ بہا امتہ محمد۔ ہم حسب وعدہ سو روپیہ نقد دیں گا اگر دیانندی یہ الفاظ قرآن سے نکال کر اور پورا حوالہ دیکر اپنے رسالہ میں شایع کر دے جو اس کی قرآن دانی کا ثبوت ہوگا۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکا اور قرآن مجید سے ایسی آیت نہ دکھا سکا تو اپنے رسالہ میں جھوٹے پر سو دفعہ لعنت چھاپ دے ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہم نے صرف جھوٹے کو گھر تک پہونچانا ہے۔ عجیب نیرنگی کا زمانہ ہے کہ لوگ اپنے مطلب کے لئے مرتد ہوتے ہیں اور نام مذہب کا لیتے ہیں۔ جھوٹ بولتے وقت شرم کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ پھر سُنی مذہب کا حامی کوئی مفسر نہیں ہوا۔ اگر دیانندیوں کا دعویٰ سچا ہے تو اُس کی تفسیر کے نام سے اور پورے پتے سے کہ کس صفحہ کس سطر کس آیت کے تحت میں اُس نے یہ لکھا ہے دکھا دیں۔ جب میں یقیناً کہتا ہوں مع

ہرگز دکھا نہ سکینگے اور مجبوتوں کی طرح اپنی غلطی کرینگے۔ بعض لشکریوں کو متعہ کی اجازت قبل از نزول حکم ممانعت متعہ دی گئی تھی۔ اُن کا یہ حال تھا کہ وہ خصی ہونے کو تیار تھے اسلئے چونکہ اسوقت متعہ کی حرمت کا حکم نازل نہ ہوا تھا اور اُس کا عرب میں رواج تھا آنحضرت ؐ نے مجبوری کی حالت میں حکم دیدیا اور یہ ایسا تھا جیسے بھوک سے مرتے وقت حرام کھا لینا جائز ہے۔ مگر جس وقت کہ متعہ کے حرام ہونے کا حکم خدا کی طرف سے نازل ہوا متعہ ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا اور اُس کے بعد نہ کبھی اسلام میں یہ رائج ہوا اور نہ مسلمانوں نے اُسے جائز سمجھا۔ عرب میں جیسے شراب پینے کا رواج تھا اسی طرح متعہ کا بھی تھا۔ جیسے شراب کو تدریج حرام کر دیا گیا۔ اسی طرح متعہ کے ساتھ نکاح کی شرط لگا کر اُس کا رواج پہلے کم کیا گیا کہ سوائے مجبوری کے نہ کیا جاوے اور وہ بھی اُس وقت جب لشکر اپنے گھروں سے باہر ہو اور پھر یک لخت حکم الٰہی سے ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔ آنحضرت ؐ و صحابہ کبار رضی سے کبھی اور کسی وقت متعہ ثابت نہیں اور کسی نے اُس پر کبھی عمل کیا +

قرآن مجید کی جو آیت آپ نے لکھی ہے اور جو ویدوں کی تہذیب سے حصہ لیکر ترجمہ میں چالاکی کی ہے وہ آپ کے دعوے کو توڑنے والی ہے۔ اس سے پہلی آیت ملاحظہ کیجئے:۔

والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ ترجمہ۔ اور دوسروں کی منکوحہ عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں) مگر جو (جنگ میں) تمہارے قبضہ میں آ جائیں۔ تم پر اللہ کا یہ تحریری حکم ہے۔ ان کے علاوہ تم پر حلال ہے کہ اپنے مالوں سے پارسائی کے طریق پر نہ کہ شہوت پرستوں کی طرح عورتیں چاہو۔ اس آیت نے صاف طور پر متعہ کو حرام ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ متعہ میں محض منی نکالنا مقصود ہوتا ہے۔ چونکہ

متعہ اسلام میں حرام ہے۔ اس لئے متعہ کی گئی عورت اور اسکی اولاد کے حقوق میراث کے متعلق قرآن مجید میں کوئی ذکر نہیں۔ اس سے آگے خدا فرماتا ہے فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ ولا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما۔ ترجمہ۔ پھر جتنے تم لطف صحبت اٹھا چکے تو اُن کو انکا مہر جو مقرر ہوا ہے ادا کر دو۔ ہاں اگر مہر ادائی پیچھے آپس کی رضامندی سے کچھ کمی بیشی کر لو تو کوئی گناہ نہیں تحقیق اللہ علیم و حکیم ہے۔ استمتاع کے معنے حظ یا نفع اٹھانا ہے۔ پس اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جس چیز کے عوض میں تم منکوحہ عورتوں سے حظ نفس اٹھاؤ وہ ان کا اجر مفروضہ ہے اسکو ادا کر دو۔ اس حکم میں دو رسومات باطلہ کی اصلاح ہے اول یہ کہ عرب قوم مہر کو واجب الادا خیال نہ کرتے تھے۔ اسلام نے اسکی ادائیگی واجب فرمادی۔ دوم آجکل بیہودہ طور پر جو وسعت خاوند سے زیادہ مہر مقرر کر دیا جاتا ہے اس سے اسکا ابطال ثابت ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے مہر کی مقدار مقرر نہیں فرمائی۔ مگر اس کی ادائیگی مباشرت کے بعد فرض کر دینے سے ظاہر ہے کہ وہ اتنی مقدار ہو جس کو خاوند ادا کر سکے۔ مہر چونکہ حظ نفس کے عوض میں مقرر ہوتا اور مباشرت کے بعد واجب الادا ہوتا ہے اس لئے اُسے اجر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسے آیت پ ۲۸ ولا جناح علیکم ان تنکحوھن اذا آتیتموھن اجورھن میں اجر کے معنے مہر کے ہیں۔ مگر دیا نندیوں کو سچائی سے کیا غرض۔ اُن کی تو اعتراض کرنے پر دال ٹپکتی ہے ٭

متعہ اور نیوگ کے فضائل و ثواب انہیں کو مبارک رہیں جو اُن کو پسند کرتے اور کرتے کراتے ہیں۔ اسلام ایسی باتوں پر لعنت بھیجتا ہے جو بے حیائی کا باعث ہے۔ شیعوں کے غلط حوالے ہمارے مسلّم نہیں۔ نہ ایران کی رسومات ہم پر حجت ہیں۔ ممکن ہے انہوں نے ویدیوں کے اثر سے یہ حصہ لیا ہو کیونکہ وہ مذہب کے نزدیک ہیں ٭

اسکے بعد آپنے نیوگ کرنے کے ثوابات اور دعاوی بلا دلائل بیان کئے ہیں۔ پہلا
دعوی یہ کہ نیوگ بشرائط بواہ و شہادت کے بزرگوں کے روبرو ہوتا ہے جو بالکل غلط
ہے بواہ کنوارے کنواری کا ہوسکتا ہے نیوگ نہیں۔ بواہ میں منتر ہوتا ہے کہ میں مرتے
دم کسی غیر شخص کا منہ نہ دیکھونگی مگر نیوگ اس حیا کے پردے کو چاک کر دیتا ہے اور گیارہ
مردوں کے منہ دکھاتا ہے۔ کیا نیوگ کے لئے مرد تلاش کرنے کے لئے عورت دربدر
پھرتی ہے یا مہاشہ جی خود اُس کے لئے جفت تلاش کیا کرتے ہیں۔ (۲) نیوگ کی
اولاد پیدا ہوچکنے کے بعد مرد و عورت کا قطع تعلق ہوجاتا ہے"۔ یہ دعوی ہی غلط اولاد
پیدا ہوچکنے نہیں بلکہ کاریہ کے بعد ہی قطع تعلق ہوجاتا ہے۔ یعنی حمل قایم کرنے کا
ٹھیکہ پورا کیا اور کھسک گئے۔ اولاد نو ۹ ماہ بعد پیدا ہوگی۔ اگر آپ دیانندی سدہانت
سے ایسے ہی واقف ہیں تو آپ خوب سماج کی خدمت کرینگے وہی مثل ہوگی خدا گنجے
کو ناخن نہ دے ورنہ اپنا سر ہی لہولہان کر دیگا۔ آپ کی خدمت سے سماجی بہت خوش
ہونگے اور آپکی بہت قدر ہوگی (۳) نیوگ کا عمل موجب سوبات بیاہ مشروط ہے
مگر بلا حصول اولاد شہوت پرستی کے تقاضا کو پورا کرنے کے لئے مباشرت کرنا قابل
نفرت ہے"۔ لالہ جی بیشک یہ قابل نفرت ہے۔ کیونکہ لالہ دیانند نے ستیارتھ پرکاش
سملاس ۴ سوال نمبر ۱۳۶ کے جواب میں لکھا ہے کہ اگر حاملہ عورت سے ایکسال صحبت نہ کرنے
کے عرصہ میں مرد یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر لیں۔ لالہ جی نہ رہا جاوے
کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ اپنی عورت پہلی ہی حاملہ ہے اولاد کی ضرورت نہیں اسلئے
نہ رہا جاوے ضرور قابل نفرت امر ہے ضرور اسے ستیارتھ پرکاش سے نکلوانے کی کوشش کریں (۴) بلا اجازت
شہادت بزرگان جماع کرنا زنا ہے یہ آپکا مسئلہ تا مگر حاملہ عورت کا مرد جب اس سے رہا نہ جاویگا تو بزرگ کو
کہتا پھریگا کہ اس سے رہا نہیں جاتا اسلئے وہ کسی کی بہو بیٹی سے نیوگ کرنا چاہتا ہے یا وہ جناب
کے ذریعہ اشتہار دیگا۔ پس ہر قسم کا دیانندی ایک عشر کھول دیں جسمیں علیحدہ علیحدہ اقسام کی درخواستیں

درج ہو اگرچہ مثلاً (ا) نامرد مردوں کی عورتیں جو نیوگ کرانا چاہتی ہیں (ب) وطن سے باہر گئے ہوئے مردوں کی عورتیں جو نیوگ کرانا چاہتی ہیں (ج) مرد کی بد سلوکی سے تنگ آئی عورتیں جو نیوگ کرانا چاہتی ہیں (د) حاملہ عورتوں کے مرد جن سے رہا نہیں جاتا (ر) عقیمہ عورتوں کے مرد جو نیوگ کرنا چاہتے ہیں (س) جنکے گھر لڑکیاں ہوں وہ مرد جو نیوگ کرنا چاہتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ حد غایہ کہ جتنی صورتیں نیوگ کی ستیارتھ میں درج ہیں سبکا حال علیحدہ علیحدہ ہو (۵) نیوگ زنا بدکاری و اسکاری نہیں یعنی نیوگ ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے اسلئے ایسی تعلیم قابل نفرت و حیا سوز ہے (۶) نیوگ میں شرم نہ کرنا چاہئے عورتوں کو نیوگ کے تو غیر کے ساتھ سلانا انکے نزدیک ہی قابل عزت ہے جو حیا و شرم سے کوسوں دور ہوں (۷) نیوگ میں مرد عورت کسی پر زیادتی نہیں نیوگ میں سارا بوجھ عورت پر ہے عورت پر سخت ظلم و بے انصافی ہے مرد صرف چند منٹ کا خیر خواہ ہے کا ہے کے بعد اس سے بے تعلق دستیارتھ پرکاش سملاس ۴ سوال ج (۱) نیوگ شدہ عورت دو تین برس تک ان لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ شدہ مرد کو دیدیوے برنوجہ نیوگ عورت پھر اسپر ظلم و نا انصافی ہے اور مرد کے لئے لطف (۸) نیوگ صرف اولاد کیلئے ہے" لالہ جی بالکل غلط دیکھئے ستیارتھ پرکاش سملاس ۴ سوال ۱۲۹ - لکھا ہے کہ جب تک اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارھویں برس کے بعد نیوگ کرے - لالہ جی شاید لڑکیاں صاحب بولا دی میں داخل نہیں سکھاں گئے عورتوں اور مردوں کے ساری حقوق دینے کا ویدک دعویٰ - یہاں لڑکیاں بے اولادی کی طرح حقیر گنی گئی ہیں (۹) جبریہ نیوگ جائز نہیں" جبر سے کوئی کام ہو ہی کیسے سکتا ہے جب عورت مرد اسی کا ثواب اور وید کا حکم جان کر کرینگے تو کوئی باغیرت استری انکار کرے تو خیر ورنہ عوام کے لئے اسمیں لذیذ چاشنی ہے - امید ہے کہ آپ اسکا جواب سمجھے پورے طور پر دینگے اور جو انعام میرا آپکی دروغ بیانی پر رکھا ہے اسے ضرور حاصل کر کے سرخرو بنینگے آپ حوالوں کے بغیر بات نہ کریں کیونکہ میں آپکے سب سدھانتوں سے واقف ہوں اللہ آپکی نسبت بڑھ سو میں تک ہی سکتا - آپکو چھٹی کا دودھ یاد نہ آجائے تو کہنا - یہ تو میرے جواب ہی میں رہے اعتراضات کا جواب آپکا کرو ہی نہ سکیگا آپ تو اپنی بقول خود چار ماہ کے بچے ہیں آپ جواب دیں بسم اللہ

مژدہ بشارت

یعنی

# عجیب دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

## اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمایل شریف بالکل مفت

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں ہے مفصلہ ذیل خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں یعنی ۵ انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب میں بآسانی آسکتی ہے۔ شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گچ مچ ہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر۔ اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دی گئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے کارآمد ہے نماز زکوٰۃ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالے لکھ دیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ فقط نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس مجلد لگایا گیا ہے (۱۲) ہدیہ فی جلد ۱۲ عہ محصول ڈاک بذمہ خریدار **آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری پر** مذکورہ بالا حمایل شریف ایک جلد مفت مل سکتی ہے

| | | |
|---|---|---|
| ہمارے نبی کے پیارے حالات ۶ر | صدیق اکبر ۸ر شیر الفاروق ۱۲ر | عثمان ذو النورین ۶ر |

حضرت علی مرتضیٰ ے ر
انسان اور اسکی تقدیر عہ
الحق المبین ۸ ر
اسم اعظم سوانحعمری حضرت پیران پیر عہ ر
قصص الانبیا ۸ ر
مناجات فیروزی ۳ ر
ایک جرمن نومسلم کے دس لیکچر عہ
مذاق العارفین ۴ ر
عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ ۴ ر
تقدیس الرسول ۴ ر
رفع طعن نکاح زینب ۴ ر
عصمت النبی عن شرک الجلی ۲ ر
گلدستہ کرامت ۶ ر
دیوان حضرت باہو ۱ ر
الہامی کتاب ۱۰ ر
جنگ ترکی و یونان عہ
زبدۃ الواعظین عہ ۸
تعزیہ اور اس کی حقیقت ۴ ر
روزہ اور اس کی حقیقت ۴ ر

مجموعہ لڑکی کی شادی گھر کی
آبادی و فتح سنت اسلام ۸ ر
ملک العزیز ورجنا عہ ۴ ر
ورگیش نندنی عہ ۴ ر
شہید وفا عہ
حسن الجلیب عہ ۴ ر
منصور موہنا عہ ۴ ر
دلکش ۔ ۔ ۔ ۔ عہ ۴ ر
غلو را غلو زندا عہ ر
نبات النعش ۶ ر
مرقع العروس و ترجمہ الصفوح ۶ ر
نصایح حکمائے سلف ۸ ر
کیمیائے دولت ۸ ر
فتوح الغیب عہ ر
مثنوی بوعلی قلندر ۱ ر
مفتاح الجنت ۳ ر
تحقیق اناجیل ہر دو حصہ عہ
بحث تناسخ ۴ ر
راہ نجات ۔ ۔ ۔ ۱ ر

تفسیر القرآن بکلام الرحمان
تثبت فی جلد ۸ ر
رسوم اسلامیہ ۱ ر
قرآن مجید کے کلام الہی ہونیکا
ثبوت نیت ۸ ر
آریہ دھرم ۸ ر
تہذیب ۱۰ ر
اسلام اور اسکی حقیقت ۸ ر
نعت فیروزی ۳ ر
حق پرکاش ۱۲ ر
تفسیر فیروزی ۳ ر
اہلحدیث کا مذہب ۴ ر
لیڈی ڈاکٹر عہ
بشارات احمدیہ ۸ ر
حبیبی ترجمہ بچھورہ ۸ ر
حیات سکینہ ۱ ر
حیات منصور ۔
حاتم طائی ۱ ر
حیات مجنون ۱ ر

دفتر انوار الاسلام میں پہلی، دوسری، تیسری، چوتھی کتاب، اسلام کی پہلی کتاب، اسلامی کتابوں کا سلسلہ ملتی ہیں

منشی کریم بخش پروپرائیٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
انوارالاسلام شہر سیالکوٹ کا سب سے زیادہ چھپنے والا اسلامی شہرہ پرچہ
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
جلد ۷
نمبر ۶
لاہور ایل نمبر ۱۱۴
قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک

# رسالہ انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم جون ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

## سب سے پہلے ان کلمات کو ملاحظہ فرماویں

(۱) یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ شہر سیالکوٹ سے پندرہ روزہ یعنی ہر ایک ماہ میں دو بار بڑی آب وتاب سے شائع ہوتا ہے (۲) اس رسالہ میں غیر مذاہب آریہ عیسائی وغیرہ کے واہی تباہی خیالات کے مدلل جواب دیئے جاتے ہیں اور اسلام کو چمکتا ہوا چاند دکھایا جاتا ہے (۳) قیمت اس رسالہ کی تمام دنیا کے رسالجات کی نسبت بہت کم رکھی ہوئی ہے یعنی صرف عہ سالانہ۔ واعظین اسلام سے عہ۔ طالب علموں سے عہ غیر مذہب سے محض حقانیت پہونچانے کی خاطر عہ لیا جاتا ہے۔ والیان ملک سے للعہ (۴) سب سے زیادہ خوبی اس میں یہ ہے کہ ہر ایک سال میں ایک نیا تحفہ تمام خریداران انوارالاسلام کو بوقت وصول چندہ پیش قیمت پیش کیا جاتا ہے جس سے ہر ایک خریدار اندازہ لگا لیتا ہے کہ ایک سال میں انوارالاسلام قریباً مفت وصول ہوگا (۵) اس رسالہ میں اشتہارات بطور ضمیمہ کے شائع کئے جاتے ہیں اور اجرت فیصدی کے حساب سے لیجاتی ہے اور مشتہر کنندہ کو پورا پورا اطمینان دلایا جاتا ہے اور آئندہ اس میں اشتہارات بھی طبع کئے جایا کرینگے جنکی اجرت بہ تفصیل ذیل لی جاویگی سالم صفحہ ایک بار کے لئے عہ دو بارہ عہ سہ ماہی کے لئے عہ سال بھر کے لئے صرف للعہ ۔

(۶) بوقت خط وکتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضرور تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب

میں توقف ہوگا (۵) اپنا نام اور جگہ کا نام معہ ڈاکخانہ کے صاف لفظوں میں تحریر ہونا چاہئے

(۶) ہر ایک قسم کی خط و کتابت بنام منشی ... پروپرائٹر رسالہ اشاعۃ الاسلام سیالکوٹ ... ہو

# مشورہ

صاحبان! ہم آپکو دوستانہ کیا بلکہ برادرانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ آپ اسوقت کو غنیمت خیال فرماکر ضرور خیال فرماویں جو کہ ہمنے سابقہ رسالہ میں ایک ضمیمہ اور اشتہار شائع کیا تھا کہ بہ ضرور ملاحظہ میں آیا ہوگا جسمیں ہمنے یہ اعلان کیا ہوا تھا کہ جو صاحب مبلغ عمار کی کتابیں طلب فرماوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جائیگا۔ اور ساتھ ہی میعاد مقرر کی ہوئی تھی کہ یہ رعایت صرف اخیر جون سنہ ۱۹۰۵ء تک دی جاتی ہے بعد نہیں دی جاویگی۔ سو آج ہم آپکو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ہمنے اب میعاد کو بالکل اڑا دیا ہے۔ یعنی صرف دو ہزار **حمائل شریف** اور تقسیم کرینگے۔ ہر ایک صاحب کو خواہ کچھ ہو دو روپیہ کی کتابیں خرید کر **دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید** ضرور حاصل کرنا چاہئے ورنہ سوائے افسوس کے پھر کیا ہاتھ آئے گا۔

**وما علینا الا البلاغ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

# رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیال کوٹ

---

## حضرات عیسائی صاحبان کی

خدمت میں

## بیس ۲۰ سوال باُمید جواب

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوار الاسلام جلد نمبر ۸ صفحہ ۹)

### سوال نہم

خط عبرانیہ باب ۱۰ آیت ۲۶ - اگر بعد اس کے ہم نے سچائی کی پہچان حاصل کی - جان بوجھ کے گناہ کریں تو پھر گناہ کے لئے کوئی قربانی باقی نہیں - مگر عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور آتشی غضب جو مخالفوں کو کھائے گا باقی ہے - عیسائیت کی حالت میں گناہ کرنیوالے عیسائیو غور کرو

اور سوچو کہیں صاف صاف عبرانیہ کے خط کا مصنف کہہ رہا ہے کہ عیسائی ہونے کی
حالت میں گناہ کرنے والے کے لئے کوئی قربانی باقی نہیں مسیح کی قربانی عیسائیت سے پہلی
زندگی کے گناہوں کا کفارہ ہو چکی۔ اب حالت عیسائیت میں جو کوئی پھر گناہ کرے گا اس
کے لئے عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور آتشی غضب جو مخالفوں کو کھائے گا۔ باقی ہے یعنی
سیدھا اسنہ جہنم کا تیار ہے۔ اور اسی امر کی طرف خط مذکور باب ۶ آیت ۴ میں اشارہ کیا گیا
ہے کیونکہ وے جو ایکبار روشن ہوئے اور خدا کے عمدہ کلام اور آئندہ جہان کی قدرتوں کا مزہ اٹھا چکے
اگر گر جاویں (یعنی گناہ کریں) تو انہیں پھر از سر نو کھڑا کرنا کہ وے توبہ کریں۔ ناممکن ہے۔ کیونکہ
انہوں نے خدا کے بیٹے کو اپنے لئے دوبارہ صلیب پر کھینچ کر ذلیل کیا۔ عیسائیت کی حالت
میں گناہ کرنا اول اس کی توبہ غیر ممکن ہے دوم مسیح کو دوبارہ صلیب پر عذاب دینا ہے گو
یہودیوں نے بموجب عقیدہ عیسائیوں کے ایک بار مسیح کو صلیب دیا۔ عیسائی حالت عیسائیت
میں گناہ کر کے بار بار مسیح کو صلیب پر چڑھاتے ہیں ظاہر ہے کہ عیسائی ہو کر گناہ کرنا بموجب خط
عبرانی دوزخی ہونا ہے اور یہ جو پادری نورمن صاحب اپنی کتاب تیغ و سپر مسیحی مطبوعہ
۱۸۷۵ء کے [illegible] میں لکھتے ہیں کہ سچا عیسائی بالکل گناہ نہیں کرتا بلکہ اسکو گناہوں سے
کلی نفرت ہو جاتی ہے اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی کہنا کافی تصور کرتے ہیں کہ از روئے
اناجیل حواریین مسیح نے مسیح پر ایمان لا کر بکثرت گناہ کئے ہیں خصوصاً میاں پطرس نے اول
تو حضرت مسیح کا انکار کیا دوم جھوٹی قسمیں کھائیں سوم نعوذ باللہ حضرت مسیح کے نام پر لعنت
کی دیکھو انجیل متی باب ۲۶ آیت ۷۰ و ۷۴ اور بقول پولوس مندرجہ گلتیوں باب ۲
آیت ۱۴ میاں پطرس ملامت کے لائق اور انجیل سے پھرا ہوا تھا اور حضرت مسیح نے پطرس
کو شیطان کا خطاب دیا ہے دیکھو انجیل مرقس باب ۸ آیت ۳۳۔ اب کہاں گیا پادری
نورمن صاحب کا فرمانا۔ کہ سچا عیسائی بالکل گناہ نہیں کرتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ پادری
نورمن کے نزدیک حواریین مسیح سچے عیسائی نہ ہوں گے۔ علاوہ اس کے حضرت یوحنا
حواری اپنے خط اول آیت ۸ میں فرماتے ہیں۔ اگر کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو ہم اپنے تئیں
فریب دیتے ہیں اور سچائی ہم میں نہیں۔ پس بیانات مذکورہ بالا سے صحیح معلوم ہو گیا کہ

ہسائی حالت عیسائیت میں ضرور گناہ کرتے ہیں۔ اور حالت عیسائیت میں گناہ کرنے
والے کو عبرانیہ کے خط کا مصنف دوزخی قرار دے رہا ہے۔

## سوال دہم

پادری غورمن صاحب نے اپنی کتاب تیغ و سپر مطبوعہ ۱۸۵۵ء کے صفحہ ۹ میں سچے اور
جھوٹے پیغمبروں کی پیغمبری دریافت کرنے کے واسطے چار شرطیں مقرر فرمائی ہیں:-
اوّل معجزہ دوم پیش گوئی۔ سوم نیک چال چلنی۔ چہارم عمدہ تعلیم اور یہ بات ہر
خاص و عام پر واضح ہو۔ کہ عیسائی صاحبان جو ابن مسیح کو اپنے عقیدہ میں رسول اللہ اور
نبی اللہ مثل حضرت موسیٰ و حضرت داؤد کے جانتے ہیں۔ دیکھو رسالہ تحقیق عرفان پادری
عماد الدین مطبوعہ ۱۸۶۳ء کے صفحہ ۱۵ سطر ۶۔ مدیافت طلب ہے کہ تمام کالے و گورے پادری
صاحبان کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ براہ مہربانی بموجب شرائط مقرر کردہ پادری غورمن
صاحب ایک حواری جناب متی صاحب کی پیغمبری و نبوت کا ثبوت دیکر دکھلائیں اور ثابت
کردیں کہ جناب متی صاحب نے کتنے معجزے کئے ہیں۔ اور کسقدر پیشگوئیاں کیں۔
اور متی صاحب کی نیک چلنی لکھتے وقت اول انجیل متی باب ۱۷ آیت ۲۰۔ اور
انجیل مرقس باب ۱۶ آیت ۱۴ کو ضرور ملاحظہ فرمائیں اور عمدہ تعلیم متی صاحب کی وہ تصوّر
کی جائے گی۔ جو اُن کی خاص ذاتی ہوگی باقی کلمات حضرت مسیح اور انتخاب عہد عتیق اُن کی
تعلیم نہیں ہوسکتی۔ اگر چار علامتیں جناب متی صاحب کی ثابت نہ ہوں اور ضرور نہ ہونگی
تو اُن کی ساختہ پرداختہ انجیل متی سے دستبردار ہونا مناسب ہے۔

## سوال یازدہم

عہد عتیق کی کتابوں سے صاف صاف اور پوری دیانت و امانت کے ساتھ کوئی ایک
پیشین گوئی بیان کرو جو صراحت کے ساتھ یسوع مصلوب کی خدائی کی خبر دیتی ہو۔
اور یہود نے اپنی تعلیم و تعلّم کی رو سے اس کے کوئی اور معنے نہ کئے ہوں۔ اس وقت

یا اُس کے پیچھے سی زمانہ میں ۔

## سوال دوازدہم

یہود کے مختلف فرقوں کی شہادتوں سے ثابت کرو کیا وہ سب یا اُن میں سے کوئی ایک فرقہ اس زمانہ میں یا اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کسی ایسے خدائی مجسم کے آنے کا منتظر تھا جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر دعوے خدائی کا کرنے والا ہوگا ۔

## سوال سیزدہم

علماء یہود کی شہادت سے ثابت کرو کہ حضرت موسیٰ سے لے کر حضرت ملاکی علیہ السلام تک انبیاء عہد عتیق کی معرفت نجات کے بارے میں اُنکو کیا تعلیم ملتی رہی ہے ۔ کیا علماء یہود اُس وقت یا اس سے پہلے اس بات کی گواہی دینے کے لئے تیار ہیں ۔ کہ اُن کو ہمیشہ یہی تعلیم ملتی رہی کہ یسوع کے خون پر ایمان لانے سے تمہیں نجات ملیگی ۔ اگر اس وقت کے علماء یہود یا پہلے کوئی شہادت نہ دیں تو اُن کی کسی الہامی کتاب ہی سے ثابت کرو کہ نجات کا ذریعہ آنیوالے یسوع کی سولی پر یقین رکھنے ہی پر منحصر ہے اور بدون فدیہ یسوع کے کسی متنفس کی نجات نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے ۔ مگر ساتھ ہی انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۱۹ سے باب تمام تک بعد کتاب مکاشفات باب ۲ آیت ۲۰ سے ۲۷ تک ملاحظہ فرمالیں ۔

## سوال چہاردہم

خط عبرانیہ انجیل مطبوعہ ۱۸۶۵ء باب ۵ آیت ۷ ۔ جن دنوں میں وہ جسم میں رہا بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اس سے جو اُسکو موت سے بچا سکتا تھا دعائیں اور منتیں کیں اور اس خوف کے سبب سے بچگیا ۔ اگرچہ وہ بیٹا تھا ۔ پر اُن دکھوں سے جو اُس نے اُٹھائے فرمانبرداری سیکھی دیکھو مسیح کا اپنے مرنے سے بچنے کے لئے خدا سے دعا کرنا انجیل متی باب ۲۶ آیت ۳۶ سے ۴۵ تک ثابت ہے بعد یہاں خط عبرانیہ باب ۵ آیت ۷ میں آپکی دعا کا مستجاب ہونا لکھا ہے اور صاف صاف لکھا ہے کہ خدا کے آگے دعائیں

لے یہ حاشیہ صفحہ ۱۰ پر درج ہے ناظرین وہاں سے پڑھ لیں ۱۲

زینتیں کیں اور اس خوف کے سبب بچ گیا۔ اور حضرت ... ... بہ فضل الٰہی بچنا اگلی عبارت سے بخوبی عیاں ہوتا ہے اگرچہ وہ بیٹا تھا پر دُکھوں میں جو اس نے اُٹھائے فرمانبرداری سیکھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے بچایا نہیں گیا تو ان دکھوں کے باعث جو قید وغیرہ میں مصیبتیں اٹھائیں اور ان مصیبتوں سے فرمانبرداری کا سبق سیکھا تو اس فرمانبرداری سے کب اور کس قسم کا فائدہ اُٹھایا۔ پس خط عبرانیہ سے صاف اور صریح حضرت مسیح کا صلیبی موت سے بچ جانا ثابت ہوتا ہے اور باقی عمر خدا کی فرمانبرداری میں بسر کرنا اور طبعی موت سے فوت ہونا صلیبی (لعنتی ناپاک) موت کی نفی پر صریح دلیل ہے۔

سبحان اللہ قرانی صداقت کیسی ظاہر ہو گئی۔

(سورہ نساء رکوع ۲۲) وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم جائے انصاف ہے کہ جب از روئے انجیل حضرت مسیح کا مصلوب ہونا ثابت ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ صلیبی موت سے بچ جانا اور صریح اور صاف ثابت ہوتا ہے۔ تو مسیح کا فدیہ اور کفارہ سراسر باطل ہے اور فدیہ اور کفارہ کا بطلان گویا عیسائیوں کی نجات کا کلی باطل ہونا ہے۔

## سوال پانزدہم

عیسائیوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ ایک سے زیادہ بیوی کرنا ناجائز ہے بلکہ ایک عورت کے ہوتے ہوئے دوسری عورت کرنا زنا کے حکم کے برابر ہے۔ اول تو اس بات کا الزام انبیا سابقین کے ذمہ سخت در سخت عاید ہوتا ہے دوم یسوع کی ولادت پر بھی حرف آتا ہے کیونکہ یسوع کی پاک دامن دادی بنت سبع کا ناجائز تعلق جو یسوع کے دادا داؤد سے ہوا تھا۔ وہ نانویں عورتوں کے بعد ہوا تھا۔ سو عیسائی عقیدہ کے رو سے ایسی اولاد کا سلسلہ حلال طریق سے باہر ہے اور بائیبل سے صریح معلوم ہے کہ ایسی اولاد آسمانی برکتوں سے حصہ نہیں پا سکتی

## سوال شانزدہم

اناجیل مروجہ حال کی مانند اور انجیلیں انسانی علم و لیاقت سے بدون الہام کے بن سکتی ہیں

یا تہذیب اگر آپ سچی ہیں تو ممکن ہے کہ اناجیل موجودہ صرف انسانی خیالات کا ہی نتیجہ ہوں اور قیاس بھی یہی چاہتا ہے کیونکہ مثل و مانند اناجیل موجودہ کے اور انجیلیں بہت سی بن چکی ہیں اور وہ بھی حواریوں اور غیر حواریوں کے نام سے موسوم ہیں۔ چنانچہ انجیلوں کا شمار آج دنیا میں ۹۳ تک کیا جاتا ہے علاوہ ۲۹ انجیلوں کے اگر کتب اعمال اور خطوط اور متفرقات کا شمار کیا جاوے تو نوبت ما بعد ایک سو بچاس سے بھی کچھ اوپر ہی ہوگا۔ جس کا عیسائی صاحبان بھی انکار نہیں کر سکتے رہی دوسری شق اگر کوئی انسان مثل و مانند اناجیل مروجہ حال کے بنانے پر مطلق قادر ہی نہیں ہو سکتا تو کیا ان اناجیل موجودہ میں کوئی خاص اعجاز ہے جس کی وجہ سے قوائے انسانی قاصر و ناچار ہو کر ان کے معارضہ سے ساقط ہو جاتے ہیں اور انسانی طاقتوں سے مثل و مانند بنانا اناجیل کا غیر ممکن ہے۔ تو اے عیسائیو اور اناجیل پر ایمان لانیوالو؟ آپ صاحبوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ چند اعجاز اناجیل مروجہ حال کے ایسے بیان کر کے دکھلاؤ۔ جو طاقت انسانی سے بالاتر اور فوق العادت ہوں اور وہ اعجاز بھی خاص متن اناجیل سے بیان ہوں تاکہ اناجیل کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہو اور بدون ثبوت کسی خاص اعجاز کے از راہ تحکم اناجیل کو کلام الٰہی کہے جانا سراسر نادانی اور کور باطنی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ صرف زبانی باتیں بنانا قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔

## سوال ہفت و ہم

قیاس اور عقل سلیم اس بات کو چاہتی ہے کہ جس طرح بدی میں یہ خاصیت ہے کہ وہ خدا سے دور ڈالتی ہے اور جہنم کی آگ کے لایق بناتی ہے۔ اسی طرح نیکی میں بھی یہ خاصیت ہے کہ وہ پھر خدا سے ملا دے۔ اور بہشت کے لایق بنا دے قانون قدرت بھی یہی شہادت دیتا ہے جیسا بد پرہیزی اور بے اعتدالی مرض پیدا کرتی ہے اسی طرح پرہیز اور پابندی اعتدال صحت زایلہ کو واپس لاتی ہے۔ غرض جبکہ مجرد بدی اپنے اندر تاثیر رکھتی ہے کہ اسکا مرتکب ہمیشہ کے لیے جہنم میں جاتا ہے۔ تو اس صورت میں قانون قدرت اور اعتدال اس بات کو چاہتا ہے کہ نیکی بھی کوئی ذاتی تاثیر بہشت تک پہونچانے کی اپنے اندر رکھنا

دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو قربان کرکے خدا تعالیٰ کی نظر میں
اس قدر درجہ حاصل کیا۔ دیکھو خط یعقوب باب ۲۔ باب ۲۲۔ اور حضرت ذکریا نے
خدا کے حضور میں راستبازی کا خطاب پایا۔ اس پر انجیل لوقا باب اول آیت ۶ کی گواہی
کافی ہے کیا یہ کمال نیکیاں دخول جنت کا باعث نہیں ہوسکتیں اور ان پاک لوگوں کو
کسی کے پھانسی پانے اور فرضی کفارہ کی کیا پرواہ ہے۔

## سوال ہژدہم

کتاب پیدائش باب ۳ آیت ۱۳ سے ۱۹ تک منع کئے ہوئے پھل کھانے پر خدا نے
اول سانپ کو یہ سزا دی کہ تو ملعون ہوا اور اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور تمام عمر مٹی کھائیگا
دوم حوا کو یہ حکم سنایا کہ تیرے حمل میں درد ہوگا اور تو درد سے جنے گی۔ تیرا شوق تیرے
خصم کی طرف ہوگا اور تیرا خاوند تیرے پر حکومت کریگا۔ سوم آدم کو کہا گیا کہ زمین تیرے
باعث سے لعنتی ہوگی۔ وہ تیرے لئے اونٹ کٹارے اُگائے گی۔ اور تو اپنے مُنہ کے
پسینے سے روٹی کھائیگا۔ یہ تمام سزائیں سانپ اور حوا اور آدم کو خدا تعالیٰ نے منع کئے
ہوئے پھل کھانے کی وجہ سے دیں اور عیسائیوں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ آدم کے گناہ کرنے
سے تمام بنی آدم گناہگار ہوگئے۔ دیکھو تحقیق عرفان پادری عمادالدین مطبوعہ ۱۸۷۴ء
کے صفحہ ۱۱ و ۱۲۔ اور آدم کے گناہ کا اثر بموجب اعتقاد عیسائیوں کے تمام بنی آدم میں
پایا جاتا ہے اور مسیح کا کفارہ بموجب قول یوحنا حواری خط اول یوحنا باب ۲ آیت ۲ کے
تمام جہان کا تصور کیا جاتا ہے۔ افسوس مسیح کو کفارہ ہوئے ۱۸۷۱ برس ہوچکے۔ مگر
کفارے نے اپنا کوئی نیک اثر دنیا پر ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بنی آدم پسینے
سے روٹی کما رہے ہیں اور زمین بباعث لعنت برابر کانٹے اُگاتی ہے اور عورتیں سخت
سخت درد سے بچے جنتی ہیں اور اُنکا شوق اُن کے خاوندوں کی طرف لگا ہوا ہے
اور اُن کے خاوند اُن پر حکومت کرتے ہیں اور ہنوز سانپ بھی پیٹ کے بل چلتا ہی
مٹی بھی کھاتا ہے۔ جائے تعجب ہے کہ مسیح کا کفارہ ہوئے مدت مدید گذر چکی پر کفارہ

کا اثر خاک بھی نہ ہوا۔ ہمارا عینی مشاہدہ کفارہ کے بطلان پر گواہی دے رہا ہے کہ باعث گناہ آدم و حوا اور شیطان کے جو سزائیں ہوئیں۔ اُن کا وجود شہادت دے رہا ہے کہ کفارہ سراسر غلط ہے۔ کیا ایسی شہادت عینی کے سامنے خیالی کفارہ برقرار رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ باقی آیندہ

# نوٹ

متعلق صفحہ ۶ سطر ۱۲

لے اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے کہ یسعیاہ باب ۵۳ میں مسیح کے کفارہ کا ذکر موجود ہے تو اسکا جواب اوّل تو یہ ہے کہ یہود جنکو حضرت یسعیاؑ کے صحیفہ پر کامل نظر ہے اور واقفی اس باب ۵۳ میں بقول عیسائیوں کے مسیح کے کفارہ کا مذکور ہے گو یہود مسیح ابن مریم کے منکر اور مکذب ہیں اور انکو جھوٹا مسیح ازراہ غلطی قرار دے چکے ہیں مگر وہ مسیح موعود کے آنے کی انتظاری کے منتظر ہی ہیں کیا از روئے کتاب یسعیاہ باب ۵۳ کسی یہودی کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح موعود جب آویگا تو ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور کسی مفسر یہودی عالم نے اپنی تفسیر میں اپنے مسیح موعود کے کفارے کا ذکر کیا ہے تو اسکا ثبوت دینا عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے اور باب ۵۳ کی آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ وہ اپنی نسل کو دیکھیگا جائے انصاف ہے کہ مسیح ابن مریم کی تو دنیا میں شادی ہوئی ہے نہیں پھر نسل دیکھنے کے کیا معنے اور اسی باب کی آیت ۱۲ میں لکھا ہے کہ وہ لوٹ کا مال زورآوری کے ساتھ بانٹ لیگا۔ کیا کوئی عیسائی از روئے اناجیل مروجہ یہ حال ثابت کرسکتا ہے کہ مسیح ابن مریم لوٹ کا مال کھایا کرتے تھے ہرگز نہیں ہرگز نہیں پھر ناحق باب ۵۳ کو مسیح سے منسوب کرنا سراسر تحکم نہیں تو اور کیا ہے علاوہ ازیں پادری کاکرن کا ملک اپنے رسالہ مباحثہ مطبوعہ ۱۸۵۴ء جو شہر آگرہ میں چھپا ہے اور یہ مباحثہ پادری فنڈر صاحب سے ہوا تھا اس کے صفحہ ۱۶۱ میں لکھتا ہے کہ مشہور استاہلن جرمنی نے کہا ہے کہ کتاب یسعیاہ میں باب ۴۰ سے باب ۶۶ تک ممکن نہیں کہ تصنیف یسعیاہ کا ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ جب باب ۵۳ کتاب یسعیاہ کا بقول استاہلن جرمنی حضرت یسعیاہ کا لکھا ہی نہیں پھر اس میں سے مسیح کا کفارہ ثابت کرنا ایک فضول امر نہیں تو اور کیا ہے ۱۲

یا فتح

پرچہ تریونی تعمیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

# آریوں کی کرتوت

دنیا میں ایسے بہت ہی کم آدمی پائے جاتے ہیں جو اپدیشک اور سنیاسی مہاتما ہو کر آپ کہنے سے زیادہ کر کے عملی حالت دکھلاتے ہیں۔ پروپ کاری بنکر پرو پکار ہی کرتے ہیں۔ نہ کہ بجائے ہدایت و راہنمائی کے گمراہی اور فتنہ و فساد کا بیج بوتے ہیں۔ اپدیشک کو چاہئے کہ اول اپنے وعظ کا خود نمونہ بن جائے جس سے کہ اس کی تعلیم کا جلد اثر پیدا ہووے ورنہ وہ اثر دیرپا نہیں ہوتا۔

اگر تعصب کو دور کر کے غور کیا جاوے تو کل دنیا میں جتنے پیشوایان مذاہب گذرے ہیں انمیں سوا ایک شارع اسلام کے اور کوئی ایسا نہوا۔ کہ جنکی خاص ذات میں ان کے وعظ اور پند کا اثر پایا جاوے۔ آپ کی شریعت آپ کی حیات میں ہی پایہ تکمیل کو پہونچ گئی تھی۔ اور یہی ایک خاص وجہ ایسی ہے جس نے ایک آن کی آن میں تمام دنیا میں اسلام پھیلا دیا جو کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا یہ انکی بھول ہے۔ بھلا چین۔ جاپان۔ روس برہما سیام۔ ملایا۔ تبت۔ لنکا۔ لنڈن۔ لورپول۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اسٹریلیا وغیرہ براعظم و جزائر میں کب اسلامی تلوار چلی۔ صاحبو کلمہ حق کی سنادی کا ہی اثر ہے۔ شارع اسلام نے سنادی سے پہلے خود عمل کر کے دکھا دیا۔ زبانی باتوں ہی سے کام نہیں چلتا۔

مصلح قوم کو لازم ہے کہ فتنہ و فساد کو دور کرے نہ کہ برعکس اسکے فتنہ و فساد برپا کرے اور پراوپکاری کا دعوی کرے۔ جبکہ آریہ صاحب بقول انکے سنیاسی جی کے نیک خصلت اا

پرماتما۔ پراُپکاری علم حقیقی وغیرہ نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتے ہیں۔ تو پھر کیوں برعکس اسکی عادات واطوار کے خوگر ہوتے ہیں۔ دیانندی آریوں کا چھٹا نیم ہے "سنسکار کا اوپکار آریہ سماج کا اوشیہ ہے"

خود سنیاسی جی نے "جنکوان کے چیلوں نے سوامی یعنی مالک کر کے لکھا ہے" اسپر عمل نہیں کیا۔ بلکہ جہانتک ہوسکا اسی آریہ ورتی سورن بھومی میں ہندو اور مسلمانوں کے آپس میں ایسی باتیں پیدا کر گئے جن سے جاہل اور کم سمجھ دو نو گروہ کے ہمیشہ لڑائی جھگڑوں میں پھنسے رہیں اور انمیں جو ایک بڑی مدت سے میل ملاپ چلا آتا ہے دور ہو جاوے۔

سنیاسی جی نے سنیارتھ کہ جس کو دستیارتھ کہنا چاہئے چودھویں سملاس میں لکھا ہے "پرماتما سب آدمیوں پر نظر عنایت کریں تاکہ وہ باہمی محبت اتفاق کر کے ایک دوسرے کی بہتری کرنے اور ایکدوسرے کو آرام پہونچانے میں مصروف ہوں" دیانندجی اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں نے جب دیکھا۔ کہ اس آریہ ورت میں ایک مدت دراز سے ہندو اور مسلمان ہی زیادہ تر مسکن گزین ہیں جنمیں ہمیشہ چولی دامن کا ساساتھ رہا ہے۔ رنج و راحت شادی غمی اور تیوہاریں باہم شیر و شکر رہے ہیں تو وہ تدابیر سوچیں جنسے ان کے برعکس کارروائی ہو۔

اب ہم ان صاحبوں کی وہ باتیں لکھتے ہیں جنکے باعث عوام کالانعام وعوکا میں آکر امن و امان خلق میں خلل انداز ہوتے ہیں۔ میں جو کچھ بھی لکھتا ہوں۔ دیانندیوں کی چھوٹی موٹی پستکوں میں سے لکھتا ہوں۔ اس رسالہ کا نام آریوں کی کرتوت ہے جس سے ۱۳۲۳ھ میں برآمد ہوتے ہیں ×

## پہلی کرتوت ہندو

لفظ ہندو ہے کتاب غیاث اللغات کے حوالے سے دیانندی آریوں کا بچہ تک

ہر ایک گلی کوچہ میں یہی کہتا پھرتا ہے کہ مسلمان لوگوں نے ہندو کے معنے چور۔ راہزن۔ غلام کے لکھے ہیں اور یہ نام آریوں کا مسلمانوں نے از راہ عناد حقارت سے رکھا ہے۔ یہ نام بہت برا ہے آریہ نام اچھا ہے۔ اب ہندو صاحبو اس میں انکا یہی خاص مطلب نہیں ہے کہ باہمی رنج و عناد بڑھے بلکہ یہ بھی مطلب ہے کہ بانو یہ سب کے دیانندی آریہ ہو جاوینگے نہیں تو اپنے آپ کو آریہ کہلانا تو ضرور ہی پسند کرینگے جس سے دیانندی پنتھ کی تعداد زیادہ شمار میں آوے۔

اس جدید حشرات الارض سے کوئی اتنا تو دریافت کرے کہ از راہ عنایت کسی معتبر تاریخ سے تو اسکا حوالہ دیں۔ کب اور کس بادشاہ کے زمانہ میں اور کس زبان سے کہاں یہ لفظ ایجاد کیا اور ہندوؤں نے اپنا برا نام کیوں قبول کر لیا۔ زبردستی یا خوشی سے ایک مدت دراز کے بعد اس کل کے پنتھ کو یہ بات معلوم ہوئی۔ کیا آجتک کسی نے غیاث اللغات نہ دیکھی تھی۔ کیا دیانندی وید کی طرح یہ کتاب بھی پردۂ عالم میں موجود نہ تھی کیا سب ہندو جو بادشاہوں اور راجاؤں کے دربار اور دفتروں میں تھے محض جاہل کندۂ ناتراش ہی تھے۔ دیانندجی آپ پچھلے جنم میں ودوان تو ضرور ہی ہوئے ہونگے۔ کیا یہ غیاث اللغات دکھائی نہ دی کیا مقتول آریہ مسافر پچھلے جنم میں محض جاہل ہی تھا +

صاحبو! یہ صرف دھوکا ہی دھوکا ہے کہ مسلمانوں نے یہ لفظ ایجاد کیا ہے مسلمانوں کے پیغمبر حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی یہ لفظ یہودیوں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ کتاب آستر کی جو پیدائش سے حضرت کی ایک ہزار سال پہلے کی ہے اُس کے پہلے باب کی پہلی آیت یہ ہے۔ ترجمہ یہہ وہی اخسویرس یعنی شیر شاہ ہے جو ہندوستان سے کوش تک سلطنت کرتا تھا۔ پھر خلاویس جو سفیس مورخ جو سنہ ۳۰ء میں (حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو برس پہلے ہوا) اپنی تواریخ کی صفحہ ۸ باب ۶ میں لکھتا ہے جیرام شاہ سور نے چند آدمی جو سمندر کے حال

سے خوب واقف تھے سلیمان کے پاس پہونچے تاکہ وہ یہاں
جہازرانی کریں اور بادشاہ نے اُن کو سرزمین اوفیر میں بھیجا۔
کہ جس کا نام اور یا جسپر سونسس ہے اور یہ زمین ہندوستان
سے متعلق اور یہاں کا سونا نہایت عمدہ ہوتا ہے (تحفۃ حق دیکھو)

اشاعت اسلام سے پہلے خانہ کعبہ کے دروازہ پر جو قصاید سبعہ معلقہ کے نام سے
آویزاں تھے اُن میں کا ایک شعر یہ ہے ؎

فظلم ذوی القربیٰ اشد مغاضۃ ٭ علی المرء من دفع حسام المھند

یعنی اپنوں کا ظلم ہندی تلوار سے بڑھکر ہے

اگر غیاث اللغات پر ہی تو لفظ آریا کو دیکھو عربی میں کمینہ ور قوم کو کہتے ہیں یہ لفظ بمقابلہ
ہندو کے بہت ہی بُرا ہے چھوڑو لفظ ہندو کے معنے ہی ملاحظہ فرمائیے۔ **طفل ہندو**
کے معنے مردمک چشم لکھے ہیں نہ کہ طفل دزد و طفل رہزن اور **ہند** عربی نام ایک عورت کا
اور **ہندی** تیغ و شمشیر سے اشارہ ہے اور **ہندو** انہ تربز کو کہتے ہیں۔ دیکھو لغوی اور
اصطلاحی الفاظ ہر ایک زبان میں ہوتے ہیں اگر یہی بات قرار پائی ہے۔ کہ جس لفظ کے
غیاث اللغات میں بُرے معنے ہوں چھوڑ دیئے جاویں تو **رام** مطیع اور فرمانبردار کو کہتے
ہیں۔ بھلا رام چندر جی کا نام رام کیوں ہوا۔ راجہ رام۔ آتما رام منشی رام۔ لیکھرام۔ رامشیوڈ
رلمانند مدا ملخ۔ رام پرساد وغیرہ کیوں نام رکھے گئے اور یہ نام آریوں کے ہی ہیں۔ **رامی**
تیر و سنگ اندازندہ اور تہمت کنندہ اور **ناری** آتشی۔ دوزخی۔ ہندی عورت استری
**لنگ** ساق واز بیخ ران تاناخن پا (ہندی عضو تناسل) لنگ لنگڑا۔ **کالا** اسباب
(ہندی سیاہ) **دیہ** قریہ (ہندی بدن) **دال** جو بہت معنے میں مستعمل ہے۔ ہندی میں
ارہر ماش و مسور مونگ سے چنے کی دال۔ **بید** عربی لفظ بفتح جمع بیدا بمعنی بیابان فارسی
یکسر درخت بے ثمر۔ جبکہ ویا نندی آریہ ہندو لفظ کو بُرا جانتے ہیں تو خاص بید بے ثمر سے

کیا پھل پا لیں گے۔ یہ محض نادانی اور حماقت ہے کہ اگر کوئی لفظ ایک زبان میں اچھے معنے رکھتا ہو اور کسی دوسری زبان میں بہ تغیر لب ولہجہ بُرے معنے میں آیا ہو تو اُسکو چھوڑ دیں۔ کیا اگر لفظ **مسلمان** سنسکرت یا کسی دوسری زبان میں بہ تغیر لب ولہجہ بُرے معنے میں آیا ہو تو اُسکو چھوڑ دیں کیا اگر لفظ مسلمان سنسکرت یا کسی دوسری زبان میں بُرے معنے رکھتا ہو تو ہم اہل اسلام اپنے آپکو مسلمان کہنا چھوڑ سکتے ہیں کبھی ہرگز نہیں دیکھو **انشیر باد** سب پنڈت وودوان مہاتما دھاکے مقام پر بولتے ہیں فارسی میں بہ تغیر لب ولہجہ اسیرباد بدوعا بہ کلمہ قید ہو جیو کے معنی میں ہے۔ منوسمرتی ادھیاء ۲ شلوک ۱۲۶ | جو شخص اشیرباد دینے کے کلام کو نہیں جانتا اُسکو پرنام کرنا نہ چاہئے وہ **شودر** ہے۔

ستیارتھ پرکاش سمولاس پہلا۔ "**مستعمل معنوں کو چھوڑ کر غیر مستعمل معنی اختیار کرنے کی کوئی سند یا دلیل نہیں**" پس ان دیانندی چیلوں نے لفظ ہندو چھوڑنے کی دلیل یا سند کس بید یا شاستر سے پائی۔ اگر بید بھاشیہ میں سنیاسی جی نے کوئی دلیل لکھی ہو تو صاف ظاہر کریں +

لفظ **ہندو** سنسکرت کے لفظ **سندھو** سے ماخوذ ہے۔ عظمت اور بزرگی کے باعث دریائے انڈس کا نام سندھو ہوا اور اُس قطعہ زمین کو جو سندھو سے سیراب ہوتا ہے **سندھ** کہتے ہیں اہل فارس نے موافق قاعدہ کے سین مہملہ کو ہائے ہوز سے بدل کیا ہے۔ مثلاً سنسکرت **سپت** سے **ہفت** اور سم سے ہم بمعنی برابر **ماس** سے **ماہ** غرض سندھ سے ہند اور سندھو سے ہندو بنا۔ اور اس دریا کی عظمت اور بزرگی وید اور شاستر اور پورانوں میں لکھی ہوئی ہے جس سے کوئی مخالف و موافق انکار نہیں کرسکتا۔ ہندوؤں کی قدیم کتابوں میں یہ لفظ دیکھ لو مہابھارت اور بشنو پوران میں یہ لفظ موجود ہے اور گرونانک جی کی پستکوں میں لکھا ہے۔ راجہ **بیربل**۔ **ٹوڈرمل** اور چندر بھان اور دیگر ہندوؤں نے کیوں یہ کریہہ لفظ اپنے لئے لکھا۔

اور جیہ راعیگاں ہندو نے کیوں یہ کریہہ لفظ اپنے لئے لکھا۔

ماسن ہامل صاحب نے اپنی کتاب میں اس کی وجہ تسمیہ لکھی ہے کہ یہ لفظ **ہن** اور

دوش سے ملکر بنا ہے جس کے معنے دوش رہت ہیں۔ اور دیو کے معنے شیطان کے غیاث اللغات میں ہیں آریہ صاحب کیوں دیوتا کے معنے میں بولتے ہیں آریہ صاحبوں نے جب اپنے مخالفوں کو داس دسیو اور اسر اور رکشا۔ کنا۔ بلا۔ ریچھ۔ بندر لکھ ڈالا اور مسلمانوں کو ملیچھ لکھا تب کس نے اُن سے شکایت کی۔ سناتن دھرم اور جین۔ بودھ دام مارگیوں کو کیا کچھ نہ لکھا۔ فی الحقیقت ہندو ہند کے رہنے والے کو ہی کہتے ہیں۔ کچھ یہ لفظ بُرے معنے میں نہیں ہے ضد اور نفسانیت دوسری بات ہے دیکھو اس لفظ کا استعمال مسلمانوں نے اچھے معنوں میں کیا ہے۔

## رباعی

سعدیا روز ازل حسن بہ ترکان لوند + عقل و دانش ہمہ مردم ایران دادند
خوبی و ناز و کرشمہ با مردم ... ہند + خری و بے خردی جہل با فغان دادند

## اشعار سکندر نامہ

چو ہندو ایک دیدگاں پاک مغز + ندروش دیں کار دیدیے نغز
زبیران ہندو یکے نامدار + فرستادہ با قاصد شہریار
پری پیکرے چوں گل آراستہ + پری و بُت از ہندواں خاستہ
ہے ترک رخسار ہندو سرشت + ز ہندوستاں داد شاں را بہشت

## فرد

چار ہندو در یکے مسجد شدند + بہر طاعت راکع و ساجد شدند

## شعر

زلف دلبندش جبارا بند در گردن نہند + یا ہوا داران رہ رو حیلۂ ہندو بہ بیں

اب لفظ آریہ کی کیفیت سُنئے سنسکرت میں آریہ اور فارسی میں ایرانی ایک ہی مصدر (دہانو) سے نکلے ہیں جیسے اسکے ہل چلا کر کھیتی کرنے والا ہیں جب یہ لوگ ہندوستان میں آئے کھیتی کرتے تھے۔ ہل بیل گلے۔ جابجا سبزہ زار میدانوں میں لئے پھرتے تھے اور بمقابلہ اصلی باشندوں کے یہ مہذب و شائستہ

خوبصورت شکاری و تیرانداز تھے ہل جوتتے تھے بیلوں کو آرے سے مارکر ہانکتے چلاتے تھے اس لئے یہ لوگ آریہ کہلانے لگے - اور وہ لوگ جو ان سے لڑتے جھگڑتے تھے ان کو ضد اور دشمنی سے **دسیو** اور **اسر** کہنے لگے پنجاب میں اب بھی کھیتی کرنے والے **آرائیں** کہلاتے ہیں -

ستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار سوم صفحہ ۲۷۲ میں لکھا ہے کہ اول انسان کی پیدائش تبت میں ہوئی تبت سے یہاں آتے آریہ ورت کا نام اس وقت کچھ بھی نہ تھا - پھر دیکھو مطبوعہ سنہ ۱۸۹۴ء صفحہ ۵۸۹ آریہ ورت وہ اس زمین کا نام اس لئے ہوا کہ ابتدائی دنیا سے آریہ لوگ یہاں سکونت رکھتے ہیں +

سنیاسی جی کی تحریر بالمعنی کو ملاحظہ فرمائیے مرکز نسل آریہ ہندوستان ہوا یا تبت اگلے پنڈت لوگ ہندوستان کو ہی مرکز نسل انسان قرار دیتے ہیں - اب فرمائیے کہ ہندوستان کیوں آریہ ورت یا تبت ہونا چاہئے - **ہمالیہ - بندھیاچل - اٹک** (سندھ) برہمپتر کے درمیان کا حصہ ناحق بے دلیل کیوں آریہ ورت ہوا - دیکھئے اگلے سب پنڈت منی رشی جھوٹے ٹھہرے اکیلے آریوں کے سنیاسی جی وہ ودوان پنڈت بدھمان ٹھہرے -

اور دوسرے تحقیق سنیاسی جی کے ہندوستانی آریہ نہیں کہلا سکتے اور بموجب ارشاد کے جیسا کہ ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کوئی شودر آریہ نہیں کہلا سکتا - ہندو نام برا ہے - پس بہتر ہے کہ وہ لوگ جو ہندو کہلانا پسند نہیں کرتے اور آریہ بھی ہو نہیں سکتے پس ضرور وہ مشرف باسلام ہو کر شرف دارین حاصل کریں -

صاحبو! ہر ایک زبان کا محاورہ روزمرہ اصطلاح جداگانہ ہے جس زبان کا جو لفظ ہو اسکے معنے اسی زبان سے لئے جاویں - جملہ اہل ہندوستان دھرم ویا سندھیالا کیوں سے ہوشیار ہو کر مسلمانوں سے بخوشی خاطر میل جول پیدا کریں اس میں سب کا فائدہ ہے +

۵

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوئش بخشم سمرقند و بخارا را

# دوسری کرتوت مسلمان دشمن ہیں

دیانندی پنتھ کا بچہ بچہ تک عام ستیارتھ پرکاش ہی کہتا پھرتا ہے کہ مسلمان تمہارے جانی دشمن ہیں یہ تمکو کافر اور خدا کا دشمن جانتے ہیں انہوں نے تمپر تلوار چلائی تمہارا ملک چھین لیا جیسی بدسلوکی ان دشمنوں نے تمسے کی تم بھی ان سے ویسا ہی برتاؤ کرو۔ سمولاس ۱۴ امنبر ۱۴۰ دیکھو مسلمانوں کے ساتھ وہی سلوک کرو جیسا کہ وہ کرتے ہیں۔ کیا ان کو دکھ معلوم نہ ہوگا۔ نمبر ۳۵ دیکھو اگر غیر مذہب والے کافر ہیں تو بھی ان کے ساتھ تمہارا ظالمانہ سلوک جائز نہیں کیا۔ چوری کا بدلہ چوری ہے اگر بے عقل ہمکو گالیاں دیں تو کیا ہم بھی اُسکو گالیاں دیں یہ بالکل انسانیت سے بعید ہے۔

کیوں صاحبو؟ کیا یہ سنیاسی جی کی تحریر صفائی قلب پر دلیل ہے کیا مسلمان ایسے گئے گذرے جنکے ظالمانہ برتاؤ جائز رکھا گیا۔ باب ۱۲ تو ملاحظہ کرو ساگران کے ہاتھ میں سنگھنی (توپ) بھشنڈی (بندوق) اگنی آستر (آلات آتشی) تیر و کمان نیزہ آلات حرب و ضرب ہونے تو اپنے دشمنوں ستیارتھ معہم جینیوں۔ بودھوں۔ مسلمان۔ عیسائیوں کو تمام دنیا سے نیست و نابود ہی کر دیتے کیا یہ آلات حرب و ضرب جو بیدوں میں لکھے ہیں فضول ہے کیا آریوں نے ان سے بید و شاستر لکھے تھے۔ کیا راجاؤں نے انتظام ملکی نہیں کیا آریہ لوگ تبت سے اصلی باشندوں پر بغیر حرب و ضرب بھی غالب آگئے۔ ستیارتھ پرکاش کا سمولاس چھ ملاحظہ کیجئے۔ کیا کیا قوانین و آئین جنگ لکھے ہیں مرو۔ مارو۔ دھوکا دیکر بھاگ جاؤ دشمن کو پیٹھ دکھاؤ۔ آدمیوں اور حیوانوں کو جان سے مار ڈالو۔ شیر گائے۔ بیل نیل گائے ہاتی کار پشو مارے جاویں۔ ان کا گوشت کتے۔ بلی یا انسان گوشت خوار کھالے (واہ ری عقل کیا انسان گوشت خوار البتہ گوشت کھاتے ہیں۔ یہ گوشت دیانندی پنتھ کو مبارک ہو) +

ڈشٹ۔ دسیو۔ اسر ناستک سب مار اور ملک سے

نکالے جاویں۔ کون ہے جو آریوں کے خلاف نہیں جو انکے خلاف ہو وہ تہ تیغ کئے جاویں۔

دیانندی یجروید بھاشیہ صفحہ ۱۰۹ ہے سبھا اور قوم کے مالک آپ جو ہمارے ساتھ دشمنی کرے جو ہمارے ساتھ عداوت کرے ہماری غیبت کرے جو ہمارے ساتھ فریب کرے ان سبکو جلا کر راکھ کر ڈالئے۔

رگوید منڈل اسوکت ۹۔ بالکل جنگ میں مدد کے لئے بھرا پڑا ہے اگر ان میں سے ایک دعا بھی قبول ہو جاتی تو دنیا کا خاتمہ ہو جاتا اور تمام دنیا میں معدودے چند آریہ۔ گئو۔ اتو۔ کوے۔ گدھ وغیرہ ہی دکھائی دیتے۔

منتر اوّل۔ دشمنوں کی جتانے والی بجلی ضرب عطا کیجئے۔

منتر دوم۔ جس ندکو بالا دھن سے بازوں سے جنگ اور گھوڑے وغیرہ فوج کے سامان سے یقیناً دشمنوں کو شکست دیں ایسے اعلےٰ دھن کی خیرات براہ مہربانی ہمپر کیجئے۔

منتر سوم۔ ہے بیحد طاقت والا ایشور آپ کی مہربانی سے حفاظت اور طاقت کو حاصل کئے ہوئے ہم لوگ اپنی فتح کے واسطے دشمنوں کی طاقت کو ناش کرنیوالے توپ۔ بندوق۔ تلوار۔ تیر۔ کمان کو لیتے ہیں تاکہ آپکی طاقت کی مدد اور پورے فوجی سامان سے دشمنوں کو جنگ میں جیت لیں۔

منتر چہارم۔ ہے جنگ میں حوصلہ دینے والے ایشور آپکی کرپا سے ہم لوگ ہتھیاروں کے چلانے میں ہوشیار بڑے بڑے شوربیروں کے ساتھ ہو کر اور فوجی طاقت کے ساتھ لڑنے والے دشمنوں کو زیر کریں اور چکرواتی راج کا پالن کریں۔

منتر پنجم۔ جو دنیا کی حفاظت کرنیوالا جو کہ اپنی مدد سے ہمکو فتح دیتا ہے۔ یہ اُسی کی مہما اور بل ہے۔

منتر ششم۔ جو بیحد عقل والے آدمی ہیں وہ لڑائی کے لئے دشمنوں کو جیتنے کے لئے تیار ہیں۔ اب ستیارتھ پرکاش کا سمولاس گیارہ دیکھو۔ پورانی۔ جینی۔ کرانی۔ قرآنی یعنی ہندوستانی مسلم

اور جین اور عیسائی۔ مسلمان اور ان سب کی کم از کم ایک ہزار شاخیں کھنڈن منڈن میں لگی ہیں۔ پس یہ سب آریوں کے دشمن ہیں۔

**پورانی** تو پوپ گھوڑے اسلئے ہوئے کہ انہوں نے پوران اور شاستر دیانندی آریوں کے خلاف تسلیم کئے پورانیوں کا وید جو آگے سے چلا آرہا ہے دیانندیوں کے وید اور وید بھاشیہ دیانندی وید بھاشیہ کے خلاف ہے۔ مورتی پوجا اور پوپ لیلا سنسار میں انہوں نے پھیلائی۔

**جینی**۔ انہوں نے وید کی بالکل ہی تردید کی۔ یہ سراسر وید کو سراسر مانتے ہی نہیں۔

**عیسائی**۔ مثل اہل ہنود کے مسئلہ تثلیث کے قایل ویدوں کے جانی دشمن دیانندی کرتوتوں کے ظاہر کرنیوالے آریہ ورت پر حکومت کرنے والے جن کی نسبت سنیاسی جی نے لکھا ہے کہ تمام آریہ لوگ پامال ہو رہے ہیں۔

**مسلمان**۔ انہوں نے یہ بڑی بدسلوکی اور بُرائی کی کہ دنیا میں اور بالخصوص ہندوستان کفرستان میں توحید کا ڈنکا بجا کر ازشرک۔ گندی تعلیم سے مخلوق کو بچایا۔ نیوگ جیسی گندی اور پلید تعلیم آریوں کی جو زمانہ دراز سے ہندوستان میں جاری تھی دور کی۔ بڑا بھاری رنج اور خیال حکومت کا ہے جو ان سے مسلمانوں نے لی کیا ہندوستان کی حکومت کسی کے باپ دادے کی میراث قدیمی تھی۔ آریوں نے بھی تو اصلی باشندوں سے یہ ملک لیا ہی تھا مسلمانوں سے انگریزوں نے لیا تو کیا اب ہم انکی حکومت سے منحرف ہو کر روگردانی کریں یہ ہماری شریعت کے خلاف ہے۔ سمولاس چہ دہم میں کیا بیہودہ کلام لکھا ہے کہ مسلمان بچشپاتی ہوئے تو حکومت گئی معلوم ہوا کہ جب آریہ بچشپاتی ہوئے تو اُن کی بھی حکومت گئی ؎

یہ الزام اُن کو دینا تھا قصور اپنا نکل آیا

یجر وید ادھیاء اول منتر۔ جو ہم کو دکھ دیتا ہے اور جس کو ہم دکھ دیتے ہیں اسکو آپ ہمیشہ سزا دیجئے۔

ادھیاء دوم منتر ۱۸۔ خدا دشمنوں کا مارنے والا ہے۔

ادھیائے سوم منتر ۲۲) ہم لوگوں کے لیئے اُتم پرکاشوں سے ملک - علم - چکردرتی دکل جہان کا راج) وغیرہ دولت اچھی طرح دیجئے - ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے - ایسی پرارتھنا کہ ہمارے دشمنوں کو مار ہمکو سب سے بڑا بنا - بیوقوفی کی دعائیں ہیں - پھر آپ تحریر فرماتے ہیں - کوئی ایسی ہی دعا مانگنے لگے گا - کہ ای پرمیشور آپ ہمکو روٹی بناکر کھلائے گا - میرے مکان میں جھاڑو دیجئے - اس طرح جو پرمیشر کے آسرے سست بیٹھے رہتے ہیں وہ بڑے احمق ہیں مگر وید میں ایسی دعائیں بہت ہیں اس جہان کے گائے - گھوڑے - ہاتھی - بیل وغیرہ کی حفاظت کیجئے اُسکے پاس بہت سی اشیاء سکھ دینے والی ہوں یجروید ادھیائے دوم منتر ۲۔ گھر کے کرنیوالے پرمیشر آپ ہمارے گھر ونکی عمدہ طور پر روشنی کرنے والے ہیں - آپ مجھ سے پرارتھنا کیئے ہوئے میرے گھر کی پالن کرنے والے ہو جئے -

کیوں صاحبو سنیاسی جی کی یہ کرتوت دیکھیں - بید کو وید سے ثمر ہی کر دیا - ایشور اپنا ہی سکھ بنا دیا - وید گپوں کا سنگرہ ہے کون ہے جو ویاندیوں کا دشمن نہیں ہے ان سے جو واجب القتل نہیں ٹھیرا - پھر بھی یہی کہے جاتا کہ وید ست ودیا کی پستک ہیں اب اگر ان دیانندیوں کو حکومت مل جاوے تو بجز گئو ماتا اور گدھے - چیل - بچھیڑوں اور کیا باقی رہے -

ستیارتھ پرکاش کا سمولاس آٹھواں دیکھو - جو کچھ ہے وہ بھی پردیسیوں کے پاؤں تلے روندا جا رہا ہے - بہت تھوڑے راجے ہیں جو خود مختار ہیں ...... غیر ملک کے باشندوں کی حکومت

خواہ وہ غیر مذہبی جھگڑوں سے پاک۔ غیر طرفدار رعایا پر ما باپ
کی طرح مہربان منصف رحم دل ہی کیوں نہ ہو پوری سکھ
دینے والی نہیں ہوتی۔ علاوہ بریں مختلف زبانوں تعلیم اور
بیوہار کا اختلاف دور ہونا نہایت مشکل ہے اور ان اختلافوں کے
دور ہوئے بغیر ایک دوسرے کی بھلائی اور مطلب براری کا
حاصل ہونا محال ہے پس جو کچھ وید وغیرہ شاستروں کے احکام
ہیں انہیں کی پیروی کرنا اچھے لوگوں کا کام ہے۔

اس عبارت متذکرہ بالا نے تو سنیاسی جی کو ستیا ناسی ہی ثابت کر دیا۔ ان سنیاسی صاحب نے

جملہ پیغمبروں پیشوایان مذاہب۔ ہندوؤں کے مہاتما۔ سنیاسی۔ رشی۔ منی۔ اوتار۔ دیوتا
بزرگوں کی شان میں کیا نہ کچھ کریہہ اور سخت الفاظ کہے۔ جاہل۔ گمراہ۔ مکار۔ بیدین۔ چور۔
ٹھگ بنا دیا اور آپ بڑے بھاری مہاتما سنیاسی۔ موحد۔ خدا پرست۔ عالم۔ عاقل۔
عابد۔ زاہد بنے یہانتک کہ پہلے قدنے وید بھاشیہ تھے سب غلط ٹھیرے۔ اب
اصل مطلب بیدوں شاستروں کا کروڑوں برس بعد گر پنڈت وز جانتے اور
اُن کے سچے پکے چیلے دیانندجی کو ہی معلوم ہوئے۔ غرض کہ انہوں نے ملک
میں تباہی۔ بربادی۔ نفاق پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جہانتک
اہل ہند میں نفاق ہی پیدا کیا۔ لڑائی جھگڑے باہم اٹھ کھڑے ہوئے۔ اتفاق اور میل
جول کو بالکل ہی دور کرنے پر کمر باندھی۔

صاحبو آپ ہرگز ہرگز دیانندی چیلوں کی یہ بات نہ سنئے کہ ہندوستان میں اسلام
بزور شمشیر پھیلا۔ بھلا خیال تو فرمایئے اب مسلمانوں کا کیا زور ہے نہ پاس نہیں حکومت نہیں

کس کی گردن پر تلوار رکھی ۔ رسالہ محمدی خدا جو ایک متعصب آریہ کا مفصل کیا جاتا ہے اس کے آخر میں بطور عبرت و غیرت اپنی قوم کو لکھا ہے کہ بریلی میں ایک کالج کا برہمن ایک کھتری ایک ٹھاکر مسلمان ہو گیا۔ عرصہ تین ماہ میں ۲۲ ہندو اور ۳ آریہ مسلمان ہو گئے رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ بابت جولائی ۱۹۰۸ء جلد ۲ نمبر ۷ دیکھو۔

ڈاکٹر لسٹی کانٹ صاحب ایم۔ اے جو ابو سینیلا کانٹ مرحوم سابق اڈیٹر ٹریبیون کے بھائی تھے حیدرآباد دکن میں بخوشی خاطر مسلمان ہو گئے۔ یہ صاحب روس کے کالج میں دو برس تک پروفیسر سنسکرت کے رہے ہیں۔ فرانس ۔ جرمن وغیرہ کی بھی سیر کر چکے ہیں جرمن ۔ فرنچ ۔ روسی ۔ سنسکرت ۔ انگریزی زبانوں میں کافی مہارت رکھتے ہیں لاہور کی چند روزہ اقامت میں اردو اور پنجابی سے بھی آگاہی ہو گئی آپ کا نام محمد عزیز الدین رکھا گیا۔

اس جلیل القدر اوپر کے ۲۷ ہندو آریوں دیانندیوں پر کس نے تلوار چلائی۔ ہر ماہ و ہفتہ کے اخبارات اسلامیہ۔ وکیل ۔ نیر اعظم ۔ حمایت اسلام ۔ ہمدرد ۔ انوار الاسلام تحفہ احمدیہ ۔ اسلام آگرہ ۔ سو فادار لاہور ۔ پیسہ اخبار ۔ ذوالقرنین ۔ بدایوں وغیرہ دیکھئے کوئی ہفتہ کوئی روز ایسا نہیں جس میں کوئی جدید مشرف باسلام ہوتا ہو ۔ مسلمان خدا کا اما اگر کوئی عیسائی یا آریہ ہو بھی گیا تو بطمع نفسانی بغرض حصول جاہ و شوکت و ملازمت یا نیوگ کا دلدادہ یا آوا گون میں جا کر ہر ایک طرح کی عیش و عشرت حاصل کرنے کے خیال سے نہ کہ طلب حق سے ۔ یہاں مسلمانوں کے پاس کیا رکھا ہے مال و دولت نہیں ۔ جو تن پروری کا ہی سہارا ہو ۔ حکومت نہیں جو ملازمت دی جاوے ۔ بھجن منڈلی نہیں جو لڑکے بالے ادھر جمع ہو کر نیوگ کی تعلیم سنیں نیوگ نہیں جو عیاش طبع ادھر راغب ہوں ۔ ارلا دیز ولادین سنیاسی جی نے کیا اچھا کہا ہے (سنبہ کی سدا جے ہوتی ہے) تو ہم بتاتے ہیں ۔ مسلمانوں کے پاس تلوار سچائی سے روحانی تلوار

لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہے دیکھو غور کرو جزو اول میں حق اللہ اور جزو دوم میں حق العباد کی پوری تعلیم ہے مادہ اور

روح کا خدا کی ذات سے بالکل کوئی رشتہ اور تعلق ہی نہ رکھا۔ تثلیث کو توڑ کے رد کر دیا وحدانیت کی تعلیم سوائے اسکے اور کسی میں نہیں۔ اسلام میں سب بُرے کام اور فحش باتیں نواہی میں اور سب اچھے اور ستھرے کام اوامر میں سے ہیں۔ اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں جو فطرت کے خلاف ہو جو خلاف سمجھے یا احکام اسلام کو بُرا جانے وہ اصل حقیقت سے آگاہ نہیں۔

بقول سنیاسی جی ستیا نند ناتھ برہمن چھتری۔ ویش تو اپنے کو آریہ بھی کہہ سکتے ہیں لیکن شودر آریہ نہیں ہو سکتے۔ ھنں و نام بُرا ہے۔ پس اے شودر صاحبو جھٹ پٹ شوق دل سے مسلمان ہی ہو جائیے ہمارے ہم پایہ و ہم نوالہ ہو کر ہم پر مل جائیے۔ مسلمان جو آریہ یا عیسائی یا اور کسی مذہب میں جاتا ہے۔ یا اور کوئی مذہب والا سوائے مذہب اسلام کے دوسرا مذہب اختیار کرتا ہے وہ ہرگز ہرگز ہم پایہ و ہم نوالہ نہیں ہو سکتا۔ پرہیزی سے رہتا ہے اُسکے ساتھ اُسکی ذات کے لایق شادی وغیرہ کوئی کام نہیں ہوتا اور جو کوئی مسلمان ہو جاتا ہے تو فوراً ہی اُس کی حیثیت کے لایق اُس سے برتاؤ ہونے لگتا ہے۔

## تیسری کرتوت گئو ماتا

ہر ایک دیانتدار ہر دردلیچہ میں جہاں دیکھو عوام الناس اپنے گروہ اور بالخصوص اہل ہنود میں یہی کہتا ہے کہ ہے بھائیو یہ ملیچھ تمہارے دُکھدائی ہیں۔ دیکھو یہ تمہاری گئو ماتا کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ انہوں نے آریہ ورت کا ناش کر دیا۔ **گئو ماتا** سے آریہ ورت کی ترقی ہے۔ ان ملیچھ مسلمانوں سے میل جول مت رکھو۔

اے میرے پیارے ہموطن ہندو بھائیو! آپ ہرگز ہرگز ایسی جاہلانہ معاندانہ بیہودہ باتیں ان دیانتداروں کی نہ سنو یہی دیانتداری تعلیم ہے جس نے شروع ہی شروع مابین ہندو اور مسلمانوں کے ایک قدیمی رشتہ اتحاد کو توڑ کر وہ خونریزیاں خونریزیاں جنگ و جدل کرائے کہ ہزاروں آدمیوں کی جانیں اس ایک حیوان مطلق کے باعث ماری گئیں۔

جیل خانے بھرے۔ وطن دولت برباد ہوا میل ملاپ جاتا رہا ساہس پھوٹ کا دیانندیوں نے کیا پھل پایا جن گاؤں وعلاقوں قصبات میں کوئی قربانی کا نام بھی نہیں جانتا تھا۔ وہاں اب قصداً قربانیاں بقرعید کو ہوتی ہیں جہاں ایک گائے میں سات شریک ہوجاتے تھے وہاں اب سات آدمی سات گائیں سالم و فربہ قربانی کے کام میں لاتے ہیں اب سوچو اور سمجھو کہ ان **دیانندی** صاحبوں نے ملک اور اہل ملک اور گئو ماتا کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

(۱) ہندو مسلمانوں میں نفاق پڑا۔

(۲) جانی مالی نقصان۔

(۳) حکام و دیگر اقوام میں حقیر و ذلیل۔

(۴) آریوں پر گئو ہتیا۔

(۵) آریہ آریہ ورت کے دکھ دائی ہوئے۔

غرض۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

حضرات دیانندی صاحب فرماویں؟ کیا انگریز۔ گورے۔ فوجی ملازمین۔ گنہبے۔ بچھیا بچھڑے سالم و فربہ کا گوشت نہیں کھاتے۔ کیا سنیاسی جی کے سنیاس سے پہلے مسلمان گوشت نہیں کھاتے تھے۔ کیا آپ سے پہلے مسلمان گاؤکشی نہیں کرتے تھے یا گاؤ ماتا کا وجود ہی نہیں تھا۔ یا کہ پہلے ہندو صاحب اس ملک میں مسکن گزین نہ تھے۔ **ہندو صاحبو!** آپ خوب جانتے ہیں اور یہ امر حلیہ محققین پر کالشمس فی النہار مبرہن ہے کہ جب اہل اسلام اپنے اصلی وطن کو چھوڑ کر ہندوستان میں آئے۔ آپ ہی کے ملک آپ کے ہی راج میں ہر ایک طرح عیش و آرام سے رہے بادشاہان اسلام کے ملکی انتظام سے اہل ہند یہاں تک خوش ہوئے کہ رشتۂ قرابت قائم کر دیا اور ان غریب الوطنوں کے فرائض و مراسم کو ملحوظ خاطر رکھا۔ یہ بہادر قوم اپنی خوراک و پاک میں آزاد رہی کوئی کسی قسم کا مزاحم نہ ہوا یہاں تک پاس و لحاظ کیا کہ ان کے گھر کا پانی تک پینا گوارا تھا بلکہ ان کی حد سے خاطر و مدارات کی اب جو کچھ مابین اہل اسلام و اہل ہنود کے

شنکر رنجی اور عوام میں فتنہ و فساد و بغض و عناد پیدا ہوا تو اس جدید فرقہ کی بدولت اور وہ بھی
سنیاسی جی کے برہنہ تن رہنے لنگوٹ باندھنے بھبوت رمانے۔ سر داڑھی مونچھ کو
صفایا کرانے اور چیلوں کے اشتعال طبع سے ہی دیکھو ستیارتھ پرکاش جب اول ہی اول
۱۸۷۵ء میں بنارس میں طبع ہوئی تو اس کے صفحہ ۳۰۲ پر صاف لکھدیا۔ کہ اگر کوئی
گوشت نہ کھائے تو جانور چرند پرند وغیرہ جس قدر ہیں اس سے
ہزار چند ہو جاویں پھر انسان کو مارنے لگیں۔ اور کھیتوں میں
غلہ بھی نہ ہونے پائے۔ پھر سب انسان مر جاویں۔
صفحہ ۴۵ صبح و شام گوشت وغیرہ ہوم کرنا لکھا گیا۔ صفحہ ۱۴۱ گوشت
کی پنڈ دینے میں کچھ پاپ نہیں ہے صفحہ ۱۷۱ یگیہ کیواسطے
جو جانداروں کا قتل کرنا ہے جائز ہے صفحہ ۳۹۹ پشوؤں کے
مارنے میں تھوڑا سا دکھ ہے اور یگیہ میں جانداروں اور
غیر جانداروں کا نہایت فایدہ ہے۔ صفحہ ۳۰۳ گئومیدھ
میں پشوؤں میں نروں کا مارنا چاہئے۔ ایک بیل سے
ہزارہا گائے حاملہ ہو سکتی ہیں۔ اس سے نقصان بھی نہیں
ہے۔ بندھیا گائے کا بھی گئومیدھ مارنا لکھا ہے۔ کیونکہ
اس سے دودھ اور بچھڑوں کی پیدائش نہیں ہوتی۔
مردوں کا شرادھ منوسمرتی کے موافق لکھا ہے۔ منوسمرتی کی شکست کی تاکید

سنیاسی جی نے خود کی ہے دیکھو ستیارتھ پرکاش منوسمرتی میں شکار کرنا گوشت کھانا کھلانا قربانیاں کرنا۔ مرگ چھالے کا کام میں لانا سب کچھ لکھا ہے۔ جگ کے لایق جانوروں کے چور کی سزا آبادی سے نکال دینا۔ گوشت اور مچھلی کے چور سے مال کی قیمت سے دوچند لینا لکھا ہے ویدک زمانہ میں میدھ۔ اندھیر۔ چیخ۔ مدگوال ہندؤں کی قومیں گوشت بیچتی تھیں جینیوں کے رجیانہ عہد میں چک۔ کھٹک چنڈال۔ نشاد گوشت بیچتے تھے کھیم کتوہل جو سنسکرت کی پرانی کتاب ہے۔ اس میں گوشت پکانے اور گوشت کے انواع واقسام لذیذ کھانوں کے نام معہ ترکیب لکھے ہیں۔ سیر بھر گوشت میں پانی ڈھائی پاؤ۔ ہینگ ایک ماشہ۔ مرچ ایک تولہ۔ زیرہ سفید ایک تولہ۔ سونف ایک تولہ۔ دارچینی ایک تولہ۔ پلاؤ۔ کباب۔ کوفتہ غرض کیا ہے جو کھیم کتوہل میں نہیں لکھا۔ اگر یہ کھانے نہیں کھائے جاتے تھے تو کہاں سے اور کیوں کس نے لکھ دیئے۔ یہ کتاب مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے کی ہے۔ منوسمرتی بھی کچھ اب کی نہیں۔ وید میں قربانی کرنے کی برابر تاکید ہے۔ غرض بخیال طوالت اس مضمون کو اتنے پر ہی اکتفا کر کے ختم کیا جاتا ہے۔

یا تو وہ گئو رکھشا کر اپنی جان جائے مگر گئو رکھشا ہو۔ واہ رے عقل مرے ہوئے جانور سنیاسی جی نے پہاڑوں کے گرہ پہاڑوں میں آدمیوں کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے بھلا اتنا نہ سوچے کہ کون بھلا آدمی مرا ہوا جانور بالخصوص مسلمان کھاتا ہے۔ دیا نندی نٹ کنجر صحرائی ہونگے یہ ایک دھوکا ہی دھوکا ہے کہ آریہ ورت گاؤکشی کے باعث مفلس ہوگیا ہند و مسلمانوں میں نفاق البتہ ہوگیا جس سے افلاس و ادبار آگیا۔ فرنچ کا رجسٹر ملاحظہ ہو کر اوسط فیصدی لگایا جاوے تو معلوم ہو سکے بیل بھینس بھینسا۔ بدھیا سا بچھڑا گائیں ذبح ہوتی ہیں نہ کہ گائے دودھ دینے والی کی تعداد زیادہ ہے۔ چمڑے کی تجارت کے لئے گاؤ پرورش ہو گیا۔ جن قصابوں کو روٹی تک نہیں ملتی تھی اب وہ ہزار پتی اور لکھ پتی ہیں۔ اسی چمڑے کی گرانی کی بدولت کوئی ہندو آریہ اپنے اپنے کھونٹے پر گائے۔ بیل بھینس بھینسا وغیرہ تک مرنے نہیں دیتا۔ مرا ہوا نہ چماروں کو دیں نہ دیں لالچ کی وجہ سے

قصاب کو ہی دیتے ہیں۔ بھلا کوئی آریہ ایسا بھی ہے جس کے گھر گائے بیل بھینس بھینسا
مرے ہوئے رہے ہوں۔ زمین میں دابے یا آگ میں جلائے ہوں کریاکرم کئے ہوں۔
بیدی میں گھی کا نوریہ وغیرہ برابر وزن کے لیکر جلائے ہوں۔

دیکھو انگریز۔ یہود مجوس۔ آتش پرست۔ کابلی۔ ٹھاکر۔ بیسے
اکثر برہمن۔ اکثر ویش بھیڑ بکری۔ جھینگے مچھلی وغیرہ کھاتے ہیں۔ ایران۔ توران
خراسان۔ کابل۔ روم۔ روس۔ عرب۔ انگلستان اور اکثر ہنود کشمیر پنجاب۔ سندھ
مدراس۔ بنگالہ۔ نیپال۔ برہما وغیرہ بھی گوشت خوار ہیں جیو ہتیا سب کی جب یکساں ہے
تو خصوصیت کی قید کیوں رکھی گئی۔ گلے اور مسلمان کیوں بدنام ہوئے۔ لو ہم آسان ترکیب
اپنے دیانندی بھائیوں کو اس ہتیا سے بچانے کی بتاتے ہیں آپ صاحب از راہ عنایت
چمڑے کا ٹھیکہ لے لیں۔ تمام دنیا میں چمڑے کی ضرورت کے موافق پہونچا دیا کریں پھر کوئی
جانور ذبح نہ کرے اور ایک حکم گورنمنٹ سے جاری کرا دیا جاوے۔ کہ سوائے مسلمانوں کے اور کوئی
نہ کھاوے تو دیکھو کسقدر جیو گھتا ہوتی ہے اور اہل ہنود بالخصوص حضرات آریہ چمڑے کا استعمال
چھوڑ دیویں جوتہ۔ کاٹھی۔ نیام۔ تسمہ۔ غلاف۔ مرگ چھالا۔ چرسہ سب چھوڑ دیں۔ چکی کی کیلی
میں جو چمڑا لگایا جاتا ہے وہ آریہ صاحب از راہ عنایت نہ لگائیں سگئو ملنا کے محاسب
حساب لگالیں کہ تمام دنیا کی پلٹنوں کے استعمال میں کتنا چام لگتا ہے علاوہ یہ کہ یہی چمڑہ گھسکر
پھکرا ہو کر سب آریوں کے پیٹ میں جاتا ہے اسکو سنیاسی جی نے بھی جائز رکھا ہے

خوب ۔ گر ضرورت بود روا باشد

جب جیو ہتیا ہی ہے تو ہنود امر آریہ صاحب بالخصوص کیوں ساگ پات۔ پھل پھول
پھلاری کھاتے ہیں کیوں پانی پیتے ہیں کیوں سانس لیتے ہیں کیوں زمین پر چلتے ہیں آپ کی
کی رو سے روح جملہ حیوانات و نباتات میں ہے نہ معلوم کس کی روح کس حالت میں ہے پانی اور
ہوا میں چھوٹے چھوٹے کیڑے ہیں جو سانس کے ساتھ پیٹ میں جاتے ہیں۔ پانی میں بہت
کیڑے ہیں اکثر یہ کیڑوں کا عرق ہی ہے۔ زخم میں جو کیڑے ہیں وہ قابل رحم کے ہیں۔ پرورش
کی بجائے وہ خراب گوشت کھاتے ہیں کیا کوئی ثبوت ہے کہ یہ کیڑے مکوڑے پچھلے جنم کے

رشی۔ مُنی۔ گرو۔ ماتا۔ پتا۔ پُتر۔ استری۔ نہوں اجی صاحب یہ سب اُلٹ پلٹ کر قالب
بدلتے رہتے ہیں۔
کیا یہ جیو تیا نہیں کہ گائے بھینس۔ بکری کا دودھ تو دوہتے جائیں اور اُن کا بچہ کھونٹے
سے بندھا چلاتا رہے۔ کیا اچھا ہو جو کوئی ہندو آریہ دودھ ہی نہ دوہیں ایشور نے ان
پشوؤں کو دودھ اتنا ہی دیا ہے۔ کہ انکے بچے پئیں۔ کیا عورت کے دودھ پلانے کو نہ بچے پی
لینگے۔ بھلا جس گائے کے بچھڑے بیل بار برداری قلبہ رانی وغیرہ کے کام میں آویں۔ وہ
دودھ نہ پئیں اور پرورش اُن کی ماؤں کا دودھ غٹا غٹ آریہ چڑھا جاویں۔ پھر بھی یہ دودھ
کیا ہے اجزائے بدن کا نچوڑ واہ رے عقل اور انصاف **گوڑ کھائیں گلگلوں کا**
پرہیز ع بریں عقل و دانش بباید گریست۔
حضرات آریہ از راہ عنایت اول اپنی قوم اور مذہب والوں کو گوشت خوری چھڑاویں
بعد کو صاحبان انگریز اور گورہ اور فوجی جوانوں سے پھر آریہ سبھا ماس پارٹی سے فتوی
حاصل کریں۔

# چوتھی کرتوت بد تہذیبی

یہ مرض بالعموم دیانندی پنتھ کو ایسا لگا ہوا ہے کہ لاکھ تدبیر اور علاج کیا جاوے۔ مگر اس مرض
لاعلاج کا دور ہونا غیر ممکن ہے۔ کوئی شخص ایسا بد تہذیب بے ادب۔ زبان دراز بدگفتار
دشنام دہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ایک بچہ دیانندی آریہ کا ہوتا ہے۔ بلکہ جو شخص مہذب خلیق
بامروت۔ صلح کن ہو۔ جہاں دیانندی سماج میں آیا۔ بد تہذیب ہو گیا۔ دیکھو عبدالغفور
دھرم پال ہوتے ہی جملہ سماجی آریوں سے نمبر لے گئے۔ ایک چھوٹا سا رسالہ ادھر
اُدھر سے اعتراضات لیکر لکھ ڈالا۔ اگلے اعتراضات پر یہ زیادتی کی۔ کہ بد تہذیبی سے رسالہ
بڑھا دیا۔ رسالہ ترک اسلام دیکھو۔ قرآن ملا کے ریگستانی وحشیانہ سائل۔ سب سے بڑی مکروہ
تعلیم مسلمانوں کے خدا کے کان بہرے۔ فضول اور شیطانی ڈھکوسلے۔ خدا اٹکل پچو ہے
من گھڑت سراسر حماقت۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ ترک اسلام ایسا ہے جس سے منصف مزاج
خوب جان سکتے ہیں کہ دھرم پال تہذیب اسلام سے نکلکر بد تہذیبی کے گڑھے میں یوگ کی

خاطر کرتے - کیا بات توحید کی پائی جو مذہب نیوگ والوں کا قبول کیا کل اعمال بالنیات
خواہ اب شرم و لحاظ دنیاوی غیرت سے یہ فعل اختیار نہو مگر سوائے اسکے اور کیا دھرا ہے ہون
کرو - آتش پرستی پر رہو - جو چاہو کرو مگر تہذیب سے ہرگز روگردانی نہ ہو - مہذب آدمی ہر دلعزیز
ہوتا ہے کیا خوب سہ

اچھوں کو بُرا جو کہے خود وہ ہی بُرا ہے
اچھوں میں بُروں کی نہ کبھی ہو ویگی توقیر

**اوم** اور نمستے سیکھا و جنا ہو گیا دو چار بھجن **ھندو مسلمان - عیسائیوں - جینیوں**
وغیرہ کی توہین میں یاد کرلئے - پھر کیا ہے بڑا پکا آریہ ہو گیا - مہاتما بیر سنیاسی بن گیا -
خواہ کچھ بھی نہیں جانتے - اپنی کاگ بھاشا میں اڑنگ تڑنگ - بڑنگ کہنے لگے پلوری
پنڈت ودوان بدھمان شاستر آرتھ یوگ ہو گئے - پھر کیا ہے **بیچوں من دیگرے**
**نیست** اگلے رشی - منی - ودوان سب اگیانی ٹھیرے - سب پوپ لیلا میں بھرشٹ
ٹھیرے - سنیاسی جی کا وید بھاشیہ ست ہے اور سب کے است - سچے آریوں کی یہی
پہچان ہے کہ وہ بزرگان دین اور پیشوایان مذاہب کی شان میں بتہذیبی اور بے ادبی سے
پیش آتے ہونگے - **سناتن دھرم - جین - مسلمان - عیسائی - یہودی -**
نرسب کے لوگوں کے ساتھ جو بد تہذیبیاں کچھی ہوں تو ستیارتھ پرکاش ہی دیکھ لو (سمولاس ۱۱
سے ہم آہنگ) ہر دوار کو ہار سوار - نبیوں - رسولوں اور اوتاروں کو اور نانک جی - راجہ
رام چندر اور راجہ ستیہ پرساد وغیرہ کو چور - ٹھگ لوٹیرے - ڈاکو - پاگل - گنوار - بلا - بکار
جھوٹا - سفری - غرض جو دل میں آیا لکھ مارا - رسالہ بدھو **چھپن - تکذیب خبط تنقیہ**
آریہ گزٹ سنہ ۱۸۹۶ء اور انکی تالیفات دیکھو -

ہم جملہ ناظرین کو حسب موقعہ مناسب صلاح دیتے ہیں کہ آپ آریہ سماج کی کتابیں ملاحظہ
ہی نفرمایئے - جس سے کہ آپکو مذہبی جوش اُنکے خلاف تہذیب عبارت سے پیدا ہو گیا - اس بات کی
سبھا میں آپ داخل ہی نہ ہوجیئے اگر آپکو جوش مذہبی ہے - بھجن منڈلی میں انکی خوش الحانی اور ناچ ادا
پر نہ جایئے اگر صبر و تحمل سے باہر ہو - غصہ کو ضبط کیجئے - صبر و تحمل سے کام لیجئے - ورنہ تو تو میں میں

نتیجہ خراب ظاہر ہوگا۔

شیرازی ریفارمر کا قول ہے ہر کہ برخود مپسندی بردگراں مپسند جب نامہذب باتیں آپکو خود ناگوار اپنے حق میں معلوم ہوتی ہیں تو پھر کیوں کسی کے ساتھ بدگوئی بدزبانی سے پیش آتے ہو

دہن خویش بدشنام میالا صائب
ایں زر قلب کسے راکہ دہد باز دہد

اخبارات کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وبا ندی پنتھ کو سزائیں بھی بدتہذیبی کے باعث ہوئیں سرکار سے متعدد دفعہ تنبیہ و گوشمالی ہوئی مگر ہنوز خواب غفلت میں ہیں اپنی بدتہذیبی سے باز نہیں آتے۔ ہم حال کا ہی ذکر لکھتے ہیں دیکھو ذوالقرنین بدایوں ۱۴ فروری ۱۹۰۵ء بحوالہ کرزن گزٹ لکھتا ہے:۔

پنڈت ہر چند اس صاحب اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس بعلت بدتہذیبی کے جو علی الاعلان اسلام و اہل اسلام کی نسبت کہتے تھے معطل کر دیئے گئے۔ بھلا سررشتہ تعلیم جو تہذیب و اخلاق کا محکمہ ہے اسکے اعلیٰ افسر وبا ندی آریہ ہو کر ایسا بدتہذیب ہو جائے۔ پھر اور کا کیا کہنا۔

۲۱ مارچ ۱۹۰۵ء کا ذوالقرنین دیکھو آگرہ آریہ سماج کے مقدمہ بدتہذیبی مخش میں آریہ سزایاب ہوئے۔ انکی بدتہذیبی پر کہ عدالت کا ایک جملہ ہی شہادت کے واسطے کافی ہے۔

"اگر ان لوگوں کو سزا سخت نہ دی جاوے تو وہ دیگر مذاہب پر بھی ایسے مخبر مذہبی حملے کرینگے"

بالوقنا پرشاد صاحب ورما میرٹھی اپنے اخبار وکشادمورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۵ کالم ۳ میں لکھتے ہیں کہ آگرہ والے مقدمہ آریوں کا ۱۰ فرمدی کو طے ہوا منشی نولکشور پر پانچسو روپیہ جرمانہ اور ہری سنگھ کو ایک ماہ کی قید کی سزا ملی۔

صاحبو! آپ خوب یاد رکھیں جس کو سنیاسی جی نے آریہ ورت لکھا ہے فی الحقیقت یہ ہندوستان انکی ہی تحریر کے موافق آریہ ورت نہیں بلکہ تبت آریہ ورت اور تبتی آریہ ہیں یہ خط استوا کے قریب ہونے کے باعث اناریہ ورت ہے اور نئے ادنے باتوں پر

لڑائی جھگڑے ستدمسازی ہو جاتی ہے کوئی صاحب ایسی کتاب نہ دیکھے جو خلاف تہذیب حرارت پیدا کرنیوالی ہو اور نہ ایسے جلسہ میں شریک ہووے

زباں کو روکتا یارو خرد مندوں کا جوہر ہے
وگرنہ یہ زباں خامہ کی صورت سر کٹاتی ہے

# پانچویں کرتوت چھوت چھات

سنیاسی جی اپنی لاجواب پستک آریوں کے حق میں کالوجی من السماء میں تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمان اور عیسائی گوشت کھاتے ہیں شراب پیتے ہیں اس لئے ان کا کھانا پینا نہیں چاہئے۔ ان سے پرہیز رکھنا چاہئے جب سے مسلمان لوگ اس سورنی بھوم میں آئے چھوت چھات کا روگ ہم میں لگ گیا۔

کیوں صاحبو! آپ کیا اس تعلیم دیانندی کو آنکھیں بند کرکے بغیر سوچے قبول کر سکتے ہیں اگر آپکو ناگوار خاطر نہ ہو تو میں سمجھاتا ہوں۔ ان نئے حشرات الارض دیانندی آریوں نے آپ صاحبوں کو نہ تو ہندو سناتن دھرم کا ہی رکھا خیر سے نہ تو آپ مسلمان ہی ہوئے اور نہ عیسائی ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ بھلا اس عناد اور تعصب کی کوئی حد بھی ہے کہ دیانندیوں میں سے خواہ کوئی شراب میں ڈوبا رہے بکری سکرے۔ بھیڑ سؤر کا گوشت کھائے کتنے ہی پاپ کرے پھر بھی وہ اُن مسلمان اور عیسائیوں سے پاک رہے جو جسمانی و روحانی پاکیزگی کے ظاہر اور باطن میں خوگر ہیں۔ اس جھوٹے الزام کا کیا ٹھکانا ہے کہ مسلمان شراب پیتے ہیں۔

سنیاسی جی تو اب ہیں ہی نہیں اب اُن کے سچے معتقدین میں سے انہیں حتٰی بت کوئی آیت یا صحیح حدیث تو شراب پینے کے بارہ میں پیش کریں مگر سنیاسی جی کا یہ قول یاد رہے کہ آگے پیچھے کو دیکھ بھال لیں۔ کیونکہ صاحبو! کیا سب مسلمان اور عیسائی شراب ہی پیتے ہیں اور کیا سب اہل ہنود ہی شراب اور گوشت سے پرہیز کرتے ہیں۔ ناحق کی چھوت چھات مسلمانوں سے کیوں روا رکھیں جب اکثر ہندو اور آریہ

شراب پیتے ہیں گوشت کھاتے ہیں اور اُن کا کھانا پینا کسی سے جدا نہیں۔ تو سب ایسے
ہی ہیں ہو۔ پس اول دیانندی آریہ اپنی قوم اور اپنے مذہب والوں سے چھوت چھات کریں۔
پھر ان مسلمانوں کے ساتھ ملکر کھانا کھائیں جو شراب اور لحم الخنزیر کو حرام جانتے ہیں اور اگر
اس میں کچھ عذر ہو تو دیانندی پستکوں کو دریا میں ڈال دیں آگ میں جلا دیں آریہ ہونیکا
نام نہ لیں جھوٹا دعوی چھوڑ دیں۔

کیوں سناتن دھرم والا جو شخص سکھری نکھری کو یوپ بیلا کہے چھوت چھات کو
جھگڑا بکھیڑا کہے۔ سچ کہنا اسکو آپ کس مذہب کا گرو یا پیشوا تصور کرینگے فی الواقع ایسا آدمی
سب کا دھرم بھرشٹ کرنیوالا ہے جس شخص کا ایسا خیال ہو اُس سے ہر ایک کو جو
اپنے مذہب کا پابند ہو علیحدہ رہنا چاہئے۔

اب ستیارتھ پرکاش دیکھو جب شودر منہ باندھ کر کھانا پکاوے تو کوئی دوش نہیں
جب کوئی مسلمان یا عیسائی وہ آریہ ہو جاوے جنیو ڈالے تو اُسکے کھان پان میں کوئی بُرائی
نہیں ہے چوکے اشنان کی چنداں ضرورت نہیں شودر کے گھر کی آگ منتر سے
پاک کرلو۔ اب بچے کسی ہندو کو ان آریوں نے ہندو نہ رکھا نہ مسلمان ہی رہے نہ عیسائی۔

واہ رے عقل اور علم مسلمان جو پنجوقتہ نماز پڑھیں پاک صاف رہیں۔ ایک ذرا
سے قطرہ پیشاب سے کپڑے کو بچائیں جسم کو پاک رکھیں نجاسات غلیظہ و خفیفہ سے
سور ہیں حرام اور نجس چیزوں کو استعمال میں نہ لائیں۔ خداوند وحدہٗ لاشریک کو معبود حقیقی
اور قادر مطلق اور خالق برحق جانیں پھر بھی ان بیچاروں سے نفرت۔ اور آریہ جو شراب پئیں گوشت
کھائیں۔ ایک خدا کے تین مانیں آوا گون میں جا کر نئے نئے جنم لیکر خوب عیش اڑائیں۔
ہری ہی عیاشی نفس پرستی نیوگ میں پوری کریں۔ آگ کو منتر سے پاک کریں۔ جملہ مخلوقات
آسمان زمین۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ چاند۔ سورج کل ستارے سب کو معبود جانیں افسوس
ہزار افسوس اُن سے میل رکھیں اور مسلمانوں سے باوجودیکہ وہ کیسے ہی پاک صاف اور
اچھے ہوں اُن سے دور۔

کیا اچھے آریہ ہیں ہندوں کے لئے چھوت چھات جھگڑا بکھیڑا اور آپ اسمیں گرفتار۔

چکی کی گھمکی کا چورا اسپکر آٹا ہو جاتا ہے۔ رہیں جھوٹھی۔ کھوج سب کچھ ہوتا ہے سر کہ میں کیڑوں مکوڑوں کا نچوڑ ہوتا ہے۔ شیرہ میں مکھیاں۔ بھڑیں مر جاتی ہیں منڈیں چوہے سڑ گل جاتے ہیں دو سیر شکر میں خود ہی خیال کر لیجئے۔ کھانڈ پاؤں سے ملی جاتی ہے ملنے والے منہ میں ڈالتے ہیں جھوٹن گرتی ہے۔ مسلمان اور عیسائیوں کے چام سے پانی لینے ہیں انکے گھر کا گھی۔ دودھ۔ گوشت سب ہضم کر جاتے ہیں چمڑے کا استعمال مرگ چھالے کا آسن سنیاسیوں سادھوؤں کا ہونا غرض ایسی بے شمار باتیں ہیں جنمیں چھوت نہیں پھر کیوں مسلمانوں سے چھوت روا رکھی۔ سچ تو یہ ہے کہ ان دیانندی آریوں نے مسلمان اور اہل ہنود میں رنج و نفاق فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے۔ آج اگر اور کسی مذہب کا سنیاسی ہوتا تو حضرات آریہ صاحب ضرور اسکو **ستیاناسی** ہی اپنی تمام تصنیفات و تالیفات و پند و وعظ میں جاری کر دیتے۔

# چھٹی کرتوت تعصّب

انسان کی جملہ بدترین خصائل میں سے ایک تعصب ہی ایسا ہے جو عالم فاضل کو جاہل بنا دیتا ہے اور عاقل حاذق کو بالکل تہی مغز کند ہ ناتراش کر دیتا ہے۔ متعصب آدمی اگر کسی غلطی میں پڑ جاتا ہے تو وہ ہرگز ہرگز اسکو نہیں چھوڑ سکتا۔ تعصب آدمی کو ہزارہا نیکیوں اور خوبیوں سے روکتا ہے۔ اہل بصیرت کو اعماء مادر زاد سے بدتر بنا دیتا ہے۔ تعصب خواہ دینی یا دنیاوی باتوں میں سے کسی ایک میں ہی کیوں نہ ہو۔ بہت ہی برا اور خراب تباہ کرنے والا ہے۔ مذہب میں پختہ رہنا اپنے عقاید کو درست رکھنا یہ تعصب نہیں ہے۔ تعصب سے آدمی اپنی برائیوں کو اور انکی بھلائیوں سے اچھا جانتا اور ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص متعصب ہو کر اپنے مذہب کی اشاعت چاہے تو یہ اُس کی غلطی اور بھول ہے بلکہ اس اشاعت اور اشاعت کو مبدل با ضاعت کرتا ہے جو نقص اور عیب اُسکے مذہب میں ہوتے ہیں اور انکی نکتہ چینیوں اور عیب جوئی کی غیر مذہب والوں کو پرواہ نہیں ہوتی۔ وہ عام پر ظاہر ہو کر اس مذہب اور اہل مذہب کے حق میں برا اثر پیدا ہوتا ہے جو بالکل اسکے خلاف

نشا ہے۔ دیکھو دیانندی ہنتھ کے عیوب کی کسیکو کچھ پرواہ نہ تھی۔ جب اُنہوں نے
اپنے مخالفین مذاہب بالخصوص اہل اسلام و اہل ہنود سے تعصب کا برتنا شروع کیا۔ تو
سب عیب اُسکے ظاہر ہوئے۔ اس بارہ میں ہمارا رسالہ آریئن الینفور اور آریہ کرم
دیکھو انکی کوئی کتاب یا رسالہ یا اخبار تعصب سے خالی نہیں۔ ستیارتھ پرکاش نے
برھمو چیدن۔ تکذیب براہین احمدیہ۔ تنقیہ دماغ۔ خبط۔ مکر
فریب مرزا۔ وغیرہ دیکھو جس مذہب کے پیشوا اور گروہی پکشپاتی ہوں تو اُن کے چیلے کیونکر
نہ اُن سے بڑھ کر ہیں ستیارتھ منے واہ کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا
سے دوسروں کے واسطے دوگنا دُکھ دینے کی دعا مانگتے ہیں
دیکھو غور کرو پکشپات منش کو اندھا گونگا۔ بہرہ کر دیتا ہے۔ یہ بھلا آدمی سنیاسی نہیں
جانتا۔ کہ پیغمبر کسکو کہتے ہیں اور موذی کیا چیز ہے۔ بھلا پیغمبر اور موذی۔ خدا جھوٹے
اور دغا باز۔ مکار فریبی کو تباہ برباد اور غارت کرے۔

پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے سنیاسی جی اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلعم
کی سوانح عمری کا مقابلہ کیا ہے۔ ناظرین بانکیں خیال کریں تعصب کا کام نہیں شارع
اسلام محض اُمّی مادرزاد تھے نہ کہیں ایسی سیر و سیاحت کی جس سے کما حقہ تجربہ حاصل
ہوتا نہ ایسی صحبت تھی جس سے آپکو خلق عظیم کا میسر ہونا پڑتا۔ نہ کہیں کے ایسے دولتمند
تھے جس سے عزت و وقعت ہوتی بھلا دنیا میں کوئی بھی ایک شخص تن تنہا ایسا ہوا ہے
جو جمیع مکارم اخلاق کا مجموعہ ہو عمدہ اور محاسن اخلاق جو ہمکو شارع اسلام اور قرآن مجید نے
سکھلائے ہر چند کہ حکماء سابقین کئی زمانوں سے تجربے اور عرصہ دراز کی فکر و غور اور نشیب و
فراز سے زمانہ کے آگاہ ہو کر بھی نہ بتلا سکے۔ ایسا کوئی ایک خاص حکیم فیلسوف نہیں ہوا جو جمیع
محاسن و مکارم اخلاق کا مدعی ہوا ہو اور وہ بھی محض اُمّی یتیم بے یار و مددگار اپنی قوم اور ہم وطن
رئیسوں سرداروں بادشاہوں سے تن تنہا خلاف عقاید کا واعظ ہوا ہو اور پھر خوبی یہ کہ ایسے شخص
نے تمام دنیا میں ڈنکے کی چوٹ کہدیا کہ قرآن شریف الہامی کتاب ہے اور یہی دین اسلام
حق ہے۔ تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں نے اُسوقت سے اب تک لغو رد و خوض قرآن شریف

عیب بینی و نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھا۔ مگر اُس عالم غیب اللہ جل جلالہٗ کے قول **فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم** کو رد نہ کیا۔

دانا بین فرنگ جو مدبر و عقل بین فی زماننا مشہور زمانہ ہیں برسوں اپنے قوانین کی ترمیم و تنسیخ ایک کونسل منتظم رکھتے ہیں ان قوانین میں جو آرٹی ہے **شارع اسلام علیہ الصلوۃ والسلام** کو دیکھو تیرہ سو برس ہیں جملہ دینی و دنیاوی معاملات تزکیہ روح اصلاح جسمانی جملہ امور جنگی کہ انسان کو ہمیشہ اور ہر وقت ضرورت رہتی ہے اور رنگ برنگ ہر ایک ملک اور موسم کے موافق ایسا قانون دنیا میں شایع کیا جو کبھی نہ ترمیم ہو نہ تنسیخ کی کوئی ضرورت اسی **اُمی مکی مدنی العربی** نے جملہ ادیان سابقہ کی کتب و صحائف کو منسوخ کر دیا۔

**لا الہ الا اللہ** سے حق اللہ اور **محمد رسول اللہ** سے حق العباد کو پورا ثابت کر دیا۔ غرض کوئی خوبی بھلائی ایسی نہیں جو اس ایک خاکی ملکہ نورانی پتلہ میں نہو۔

قرآن شریف میں وارد ہے **قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول** الخ یعنی اے محمد تو کہہ دے کہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** یعنی جس نے حکم مانا رسول کا اُس نے حکم مانا اللہ کا۔ ان آیات متبرکات میں غور کرنا چاہئے دیکھو جو حکم اللہ کا ہے وہی رسول کا اور جو حکم رسول کا ہے وہی اللہ کا۔ پس ایسے شخص کی سوانح عمری کے مقابل اُس شخص کی سوانح عمری پیش کرنا جو یوگ کا شیفتہ ہو آواگون میں یوگ کی خاطر ہر ایک جون اختیار کرنے کا خواہشمند ہو آواگون کے ذریعہ ہر ایک قسم کی برائیوں اور بھلائیوں کا مزہ چکھے اور روح کو ازلی ایک ہی صفات سے موصوف مانکر خدا کے برابر بیٹھتا ہو اپنے سنیاس میں حقہ نوش عیش پرست تکیہ قالین شامیانہ سواری سات انواع و اقسام کے لذیذ کھانے کھاتا ہو کبھی کوئی مذہب کبھی کسی کے پیرو رہا ہو اپنے ماں باپ کا نام اور ذات نہ بتاتا ہو اپنے ماں باپ کو اپنی بے مینی کی جدائی سے بکتا ہوا چھوڑتا ہو۔ مجمع عام میں لنگوٹ باندھ برہمچاری کا کرشمہ دکھاتا ہو۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند + او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ان سنیاسی جی کے تعصب کا حال کہاں تک لکھا جاوے بھلا آپ ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے

ہیں کہ مسلمانوں کے قبرستان میں خوف معلوم ہوتا ہے۔ کیوں مت سوچ سمجھا بیہاں۔ جیوٹ
ہے مرگھٹ کو یاد نہیں کرتے جہاں دن دوپہر کوئی بھی جا نہیں سکتا۔ مُردے زمین میں دفن
نہوں بہت بُرا ہے کیوں صاحب کیا جلانا اچھا ہے۔ مُردہ کے برابر گھی اور کل سامان نہ ملے
تو ہم سیر بجتیہ گھی راجہ سے لیکر جلاؤ نہیں تو جنگل میں ڈال آؤ کونسا آریہ عمل کرتا ہے پانی میں بہانے
جلانے اور خاک پر پڑے رہنے۔ دنیا خلاف عقل بلکہ مضر صحت ہے۔ قبر بہت گہری کھودی جاتی
ہے پھر بھی کفن پر خوشبو و عطریات ڈالتے ہیں۔ قبر میں تختے لگا کر قبر میں مٹی تک نہیں جانے دیتے
تختوں کے اوپر مٹی ڈالتے ہیں پھر لیپتے ہیں۔ ایسے ہی گوشت خوری پر اعتراض ستیا رتھ
میں لکھا ہے کہ ہر ایک ذی روح ہر ایک طرح کا جنم لیتا ہے۔ گھاس۔ پھونس۔ پھل۔ پھول اور
ساگ پات۔ دال بھات۔ گیہوں۔ جو۔ جوار۔ باجرہ۔ کیا چیز ہے جو حسب مدارج و مراتب
انسان سے نہ بنے ہوں بھلا ہو سنیاسی جی کا جنہوں نے اواگون لیکر سب کو گوشت خوار بنا دیا۔
معجزات کا انکار کرنے کے واسطے سنیاسی جی نے قاعدہ کلیہ اختراع کیا۔ کہ صفت
موصوف سے جدا نہیں ہوتی مطلب یہ کہ کسی شے کی اصلی خاصیت جُدا نہیں ہوتی مثلاً آگ کا
خاصہ جلا دینے کا ہے پس آگ کسی طرح ایسی نہیں ہو سکتی جو جلا نہ سکے۔ اب ملاحظہ فرمایئے پنڈت
لیکھرام صاحب کی اپنی تک انتری شکتا مطبوعہ ست دھرم پرچارک جالندھر مشمولہ
کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۲ کو راون کے ہلاک ہونے کے بعد رام چندر جی سیتا کو تبدیل سے
چھوڑ کر بسبب پورا ہونے میعاد بن باس وطن کو پھرے الّا قبل از دواجگی سیتا کو ثبوت عصمت
کے لئے آگ میں گرنا پڑا اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جس عورت پر زناکاری کا الزام لگایا جاتا
تھا اُسکو اپنی عصمت ثابت کرنے کے لئے جلتے کوئلوں اور لوہے کے لال توے پر ننگے
پاؤں چلنا پڑتا تھا۔ اگر عورت کو اس آزمایش سے کچھ ایذا نہ پہونچتی تو وہ بے گناہ سمجھی جاتی تھی
ورنہ آگ میں جلکر اپنی بدکرداری کی سزا پاتی تھی۔ سیتا کی آزمایش کے بعد سب اجودھیا کو
واپس آئے۔

کیوں ناظرین دیکھا؟ اب آگ کے جلانے کی خاصیت کہاں گئی۔ بھلا ایسی عورت
جو شرک ہو کافر ہو۔ بدعتی ہو صرف زانیہ تھی اور گناہوں میں چاہے مبتلا ہو۔ سیتا جی پر ہی کیا

خصوصیت ہم ایک عورت جو بہ تعلیم نہ ہوتی ہوگی حسب رواج ملکی آگ سے صحیح وسالم نکل آتی ہوگی تو ایسے متعصب پر سوائے افسوس کے اور کیا کیا جاوے جس نے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معجزات کے باعث جھوٹا مکار فریبی بُرے سخت اور کریہ الفاظ لکھے ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام جو باوجود نبی ہونے کے آگ سے صحیح وسالم نکل آئے تو قاعدہ کلیہ نکالا کہ آگ کا خاصہ جلانے کا ہرگز اُس سے دور نہیں ہوسکتا اور ایسے حامی معجزات پر اعتراض کر دیا ہم کہتے ہیں کہ تعصب کو دور کرو اور سیتا جی کے قصہ کو ملاحظہ کرو۔ صاحبو کسی پر جھوٹا الزام اور تہمت اور سخت کلامی اچھی نہیں کیا خوب اگر کے واسطے تو صفت موصوف سے جدا ہی ہو اور دیانندی آریوں کی صفت موصوف سے ہر وقت جُدا ہوتی رہی۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

در نوشتن گرچہ ماند شیر و شیر

جوبات خلاف عقل ہو نہ مانو یہ قاعدہ بھی بہت اچھا ہے مگر آریہ صاحب فرماویں۔ ایشور جیو۔ پرکرتی کے ایک ہی گن۔ کرم۔ سبھاؤ کس طرح عقل کے موافق ہیں جب تینوں میں یکساں ہیں۔ صفات اور ذات بھی یکساں ہی ہے تو ایشور کیوں جیو اور پرکرتی پر اپنی ملکیت اور قبضہ کر بیٹھا۔ جبکہ ایشور پیدا کرنے والا ہی نہیں۔ اور جیو پرکرتی بھی انادی ہی ہیں تو جیو اور پرکرتی کیوں کمزور ہیں جو ایشور کے قبضۂ قدرت میں آ گئے۔ جناب یہ محض خلاف قیاس ہے جب تینوں ایک ہی گن اور کرم اور سبھاؤ کے ہوں پھر ایک اُن میں سے زبردستی قبضہ کر بیٹھے وہ کونسی صفت خدا میں زیادہ تھی جس کے باعث مادہ اور روح پر قابض ہوا اور جو صفت زائد ہوگی اُسی کے باعث اسکو فوقیت ہوگی۔ ورنہ یکساں حالت میں کبھی وہ مستحق خدائی کے نہیں ہے۔

چاروں ویدوں کو ایک ساتھ نازل کرنا ضروری تھا جبکہ زمانہ میں ایک وید نازل ہوا تو اُس زمانہ کے لوگ باقی تینوں کے ملاحظہ سے محروم رہے اور جبکہ دوسرا نازل ہوا تو تیسرے اور چوتھے سے محروم رہے۔ اس زمانہ کے لوگ اسی طرح تیسرے وید کے نزول کے وقت کے لوگ چوتھے سے محروم رہے۔ غرض جتنے رشی اور منی اُن زمانوں میں ہوئے سب ادھورے

ہی گیانی ہوئے۔ اگنی۔ وایو۔ ادتیہ علی الترتیب ناقص العلم رہے۔ پھر یہ کیا خلاف [illegible]
کہ سنیاسی جی تو انکو اسماء ذاتی تحریر فرماویں اور انکے معتقدین انکو صرف اسماء صفات قرار دیں
اسد ولیو کی باتیں خلاف عقل کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ان رشیوں کے ماں باپ دادا دادی نانا
نانی اور خود یہ کون اور کہاں کے تھے کب پیدا ہوئے انکے جیون چرتر کیا ہیں آریوں میں کیا اچھا قاعدہ
چلا آتا ہے کہ جتنے رشی اور منی ہوئے سب بے ماں باپ کے ہوئے کسی کا حال معلوم نہیں۔ خود
سنیاسی جی دیانند سرستی صاحب کو ہی دیکھئے نہ معلوم آپکے ماں باپ کون اور کس ذات
کے کہاں کے تھے۔ آپ کب پیدا ہوئے تحقیقی حالات کسی آریہ کو معلوم ہی نہیں اور یہ بات
تو بنائی ہوئی ہے کہ سوامی جی نے اسلئے اپنے حالات نہیں ظاہر کئے کہ انکے ماں باپ انکو پکڑ
لیجاتے کیا خوب سوامی جی کیا ہمیشہ بچہ ہی بیرنا بالغ بنے رہے کیا زبردستی انکو پکڑ لیجاتے
کیا جب یہ سنیاسی ہی ہو گئے تو پھر ماں باپ رشیوں سے زبردستی باندھ رکھتے۔ افسوس
جب سوامی جی صغر سنی میں ماں باپ کو چھوڑ کر گھر سے نکلے ہونگے۔ تو انکو کیا رنج و الم نے
نہ ستایا ہوگا اور پھر بھی کبھی تو آپ انکو دیکھا نہ اپنی صورت دکھائی تاحیات انکو رنج و الم
میں ہی رکھا ۔

اگر تو صاحب اولاد ہوگا ـ تجھے اولاد کا غم یاد ہوگا

خلاف عقل یہی ہے تو دیکھئے ان چاروں رشیوں کو جنگل میں بغیر طبلہ اور سارنگی کے
آواز سنائی دی اور کھیوں کی بھنبھناہٹ سُنی اُس سے وید اشلوک پرکاش ہوئے۔ کوئی بھلا
آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہ بات عقل کے موافق ہے۔ پچھلے جنم کی بات کسیکو یاد نہیں رہتی۔ پھر یہ
کس نے کہاں سے لکھدیا اور گیان کیونکر ہوا۔ کہ ایسا کرنے سے ایسا جنم ہوگا۔ کیا یہ ثابت
ہو سکتا ہے کہ پادری جو سوہن کی استری ہے یہ پچھلے جنم کے موافق بھی فی الواقع استری
ہی ہے کیا معلوم یہ بہن بھانجی۔ بیٹی۔ پوتی ایسے ہی اس رشتہ میں ہو جس سے بیاہ کرنا
روا نہیں کیا۔ کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ یہ گھاس پھوس۔ کتا۔ بلی۔ بیل۔ سانپ۔ بچھو۔ گھوڑا
گدھا۔ درخت وغیرہ ہوا کے چھوٹے چھوٹے کیڑے پچھلے جنم کے قابل رحم نہیں واجب التعزیر
ہیں جب تک ایسی باتیں عقل کے موافق ثابت نہ ہولیں کوئی تب تک دیانندی آریہ نہ تو شاکا

[illegible] (برق) ہو نہ کوئی چیز کھائے پیئے نہ زمین پر چلے نہ سانس لے
اُستاد کی نعش چھونے سے کیوں شاگرد دس دن تک ناپاک رہتا ہے۔ عقلیہ دلائل سے
ثابت ہو۔ برہمن چھتری۔ ویش۔ شودر خواہ گوشت کھائیں شراب پیئیں
بُرے کام کریں سب کے ہاتھ کا کھانا پینا جائز مسلمان خواہ کیسے ہی پاک پرہیزگار عابد متقی
ہوں اُن کے ہاتھ کا کھانا پینا کیوں ناروا یہ بھی خلاف عقل ہے چھوڑ دو۔ شودر کے گھر
کی آگ منتروں سے کیوں پاک ہو گئی۔ بالک کا سر مونڈنے میں بھلا اُسترے سے رکشا کی
کیا دعا مانگی۔ جب چوٹی اور جنیئو علم کی نشانی ہے تو بے علم جاہل برہمن چھتری ویش شودر
کیوں اس دوش میں پڑتے ہیں یہ خلاف عقل ہے گرم ملک کی عورتیں سر کے بال خلاف عقل
کیوں نہیں مونڈواتیں۔ ایشور نے بے ہاتھ منہ ناک کان اعضاء کے کیسے کلام کیا اسکو
ست مانو چھوڑ دو۔ جب مُردہ کے برابر گھی صندل وغیرہ سے جلانا ثابت ہے تو کیوں خلاف
عقل چھٹانک آدھ پاؤ گھی سے جلاتے ہو کیوں دریا میں بہاتے ہو کیوں سب کے سب آریہ
ہندو ایک ویدی میں مُردے نہ جلایا کریں جب گھی نہ ہو تو بھیک مانگا کریں لاش کو جب تک
کہ گھی ۲۰ سیر بھی نہ ملے نہ جلاویں۔ کس دلیل عقلی سے نیوگ اچھا جانا اور بھری مجلس میں مرد اپنی
نامردی کا اقرار کرے عورت اپنے بانجھ ہونے کا اقرار کرے۔ مرد عورت کو دوسرے کے پاس
جانے کی اور عورت مرد کو دوسری عورت کے پاس جانے کی اجازت دے غیرت اور شرم
کی بات ہے خلاف عقل ہے پھر بھی تعصب نے ایسا اندھا کر رکھا ہے کہ لکیر کے فقیر کب مانتے
ہیں کیا خوب سب نیوگ کریں لیکن شودر نہ کریں اُنکے لئے پانچویں وید کی ضرورت ہے
عورت چاہے کتنے ہی مردوں کے پاس جائے مگر دس بچے تو ضرور ہی کما لائے مرد بھی چاہے
کتنی ہی عورتوں کے پاس جائے اور انکو بچے دے مگر دس اپنے لئے ضرور لائے۔ یہ کس طرح عقل
کے موافق ثابت ہوا کہ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ چاند۔ سورج۔ سب ستارے غرض جملہ عناصر شودر
ہی ہیں۔

ستیارتھ پرکاش مطبوعہ ۱۸۷۵ء صفحہ ۳۰۳ جب بیل اور بدھیا کا مارنا جائز ہے ایک
بیل سے بہت سی گائیں حاملہ ہو سکتی ہیں اور بہت سے بیلوں سے ایک گائے کچھ بھی لابھ

نہیں رہ سکتی تو بل اور بدھیا کو دیانندی آریہ کیوں نہیں مارتے کھاتے رستیارتھ پرکاش مطبوعہ بار اول ۱۸۷۵ء میں مُردوں کا شرادھ لکھا تھا اور کئی ورقوں پر پھر خلاف عقل تیوہار گے گیانی ودوانی کی تحریر غلط ہو گئی۔

صاحبو سوچو اور سمجھو جو شخص اوصاف مذکورہ بالا کے علاوہ ہزاروں اوصاف سے موصوف ہو وہ مذہب اسلام سے پاک مذہب پر اعتراض کرے۔ اس کے حق میں سوائے اسکے اور کیا کہا جاوے۔ سہ

اسوقت ہم جناب مولوی حافظ حاجی محمد حامد حسین صاحب رئیس باس بریلی کے رسالہ **اسلام اور دیگر مذاہب** کے وہ چند فقرے جو آپ نے دیباچہ میں لکھے ہیں اور وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں لکھنا مناسب جانتے ہیں

پس اگر کوئی دوسرا اہل مذہب مذہب اسلام نہ مانیگا اُسکا نتیجہ لازمی یہ سمجھا جاویگا۔ کہ وہ اہل مذہب برائے نام اپنے مذہب کا نام لے رہا ہے اور اُسکے پاس کوئی سچی کسوٹی نہیں بلکہ محض رسمی طور پر اپنے باپ دادا کی تقلید میں مبتلا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں ہوسکتی ہے کہ جس بنا پر وہ اپنا مذہب صحیح جانتا ہے اور وہی بنا اسلام میں پائی جائے تو اپنے مذہب کو تو صحیح اور مذہب اسلام کو غلط جانے ان هذا لشئ عجیب لہذا اگر وہ اپنا مذہب قایم رکھنا چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مذہب اسلام کو جو خود اسکی مذہب پر صحیح قایم ہوتا ہے۔ ایک صحیح مذہب مانے اور غور کرے کہ جب ایک ہی بنا پر یہ مذہب وہ مذہب سب مذہب صحیح ہو گئے تو منجملہ مذاہب موجودہ کے کونسا مذہب واجب التعمیل ہے۔ یہ امر اسلام نے طے کر دیا ہے کہ زمانہ حال میں مذہب اسلام اور یہی ایک مذہب ہے جو جملہ اہل مذہب پر واجب التعمیل ہے جس طرح کہ پہلے سے تھا۔ بس۔ جملہ مذاہب منقول یا مروی لسانی ہیں۔ کوئی کتاب ایسی نہیں جس کا ثبوت حد تواتر کو پہونچا ہو بجز قرآن شریف اور احادیث صحاح کے گویا کوئی مذہب بجز مذہب اسلام کے جملہ مذاہب سابقہ مروجہ کے حد تواتر کے ثبوت کو انشاءاللہ نہ پہونچ سکتا ہے اور

نہ بھی پہونچے گا۔ پھر بڑی نادانی اور حماقت اُس شخص کی ہے جو اپنی ریتیلی بنیاد اور شیشے کے قلعہ کو مضبوط سنگین بنیاد اور حصن حصین اپنا مامن و ملجا سمجھ اور تعصب سے خیال کرکے مذہب اسلام کی سنگین اور پختہ مضبوط بنیاد اور قلعہ پر ریتیلے ڈھیلے پھینکے انہیں ملھضاً۔

اللہ سبحانہ اور اُس کی ربوبیت اور اُسکے ماسوا کی عبودیت کا اقرار اور جمیع احکام آلہی کی اطاعت یعنی جس زمانہ میں جس طرح کہ رسول بانی وقت نے اُن احکام کی تبلیغ کی ہے اُسی طرح اُسکو ماننا اس مجموعہ کا نام اسلام ہے۔

## جمیع اسماء صفات اور افعال الٰہی کا اقرار اس تعریف میں شامل ہے

پس وہ شخص بڑا ہی متعصب اور ضدی اور گمراہ ہے جو مذہب اسلام کو قبول نہ کرے اور جھوٹے اعتراضات کرے۔

ستیارتھ پرکاش سمولاس ۷ میں لکھا ہے :۔ اگر کوئی پوچھے۔ کہ تمہارا اعتقاد کیا ہے تو یہی جواب دینا چاہئے۔ کہ ہمارا اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان کیا گیا ہے ہم اُسکو مانتے ہیں۔

کیوں ویانندیو اس کی کیا دلیل اور کیا ثبوت ہے کیوں وید کو بلا دلیل مان لیں۔ اس میں کیا نقصان ہے۔ امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ وقبلت جمیع احکامہ۔ (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کا سب سے زیادہ چھپنے والا اسلامی مشہور پرچہ
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۴
قیمت سالانہ پیشگی مع محصول ڈاک ۱۲ؔ
جلد ۷
نمبر ۹

# رسالہ
# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم جولائی ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ

## سب سے پہلے ان کلمات کو ملاحظہ فرماویں

(۱) یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شہر سیالکوٹ سے پندرہ روزہ یعنی ہر ایک ماہ میں دو بار بڑی آب و تاب سے شایع ہوتا ہے (۲) اس رسالہ میں غیر مذاہب آریہ عیسائی وغیرہ کے واہی تباہی خیالات کے مدلل جواب دیئے جاتے ہیں اور اسلام کو چمکتا ہوا چاند دکھایا جاتا ہے (۳) قیمت اس رسالہ کی تمام دنیا کے رسالجات کی نسبت بہت کم رکھی ہوئی ہے یعنی صرف ۱۲ؔ سالانہ۔ واعظین اسلام سے ۱۰ؔ طالب علموں سے ۱۰ؔ غیر مذہب سے محض حقانیت پہونچانے کی خاطر ۱۰ؔ لیا جاتا ہے۔ والیان ملک سے ۵ؔ (۴) سب سے زیادہ خوبی اس میں یہ ہے کہ ہر ایک سال میں ایک نیا تحفہ تمام خریداران انوار الاسلام کو بوقت وصول چندہ پیشگی تمنیت پیش کیا جاتا ہے جس سے ہر ایک خریدار اندازہ لگا لیتا ہے کہ ایک سال میں انوار الاسلام قریباً مفت وصول ہوگا (۵) اس رسالہ میں اشتہارات بھی بطور ضمیمہ کے شایع کئے جاتے ہیں اور اجرت ۸ؔ فیصدی کے حساب سے لیجاتی ہے اور خاص کر شایع کنندہ کو پورا پورا اطمینان دلایا جاتا ہے اور آیندہ اس میں اشتہارات بھی طبع کئے جایا کرینگے جنکی اجرت بہ تفصیل ذیل لی جاویگی رسالہ صفحہ ایک بار کے لئے ۸ؔ دوبارہ ۱۲ؔ ماہی کے لئے ۱ؔ سال بھر کے لئے صرف ۱۰ؔ۔

(۶) بوقت خط و کتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضرور تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب

میں توقف نہ ہو (۷) اپنا نام اور جگہ کا نام معہ ڈاکخانہ کے صاف لفظوں میں تحریر ہونا چاہئے
(۸) ہر ایک قسم کی خط و کتابت منشی کریم بخش پروپرائیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے نام ہو

# مشورہ

صاحبان! ہم آپکو دوستانہ کیا بلکہ برادرانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ آپ اسوقت کو غنیمت خیال فرماکر ضرور خیال فرماویں جو کہ ہمنے سابقہ رسالہ میں ایک ضمیمہ اور اشتہار شائع کیا تھا کہ جو ضرور ملاحظہ میں آیا ہوگا جسمیں ہمنے یہ اعلان کیا ہوا تھا کہ جو صاحب مبلغ دو روپیہ کی کتابیں طلب فرماوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جاویگا۔ اور ساتھ ہی میعاد مقرر کی ہوئی تھی کہ یہ رعایت صرف اخیر جون سنہ ۱۹۰۵ء تک دی جاتی ہے بعد نہیں دی جاویگی۔ سو آج ہم آپکو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ ہمنے اب میعاد کو بالکل اڑا دیا ہے۔ یعنی صرف دو ہزار حمائل شریف اور تقسیم کرینگے۔ ہر ایک صاحب کو خواہ کچھ ہو دو روپیہ کی کتابیں خرید

**دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید ضرور حاصل کرنا چاہئے**

ورنہ سوائے افسوس کے پھر کیا ہاتھ آئے گا۔

**وما علینا الا البلاغ**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

# رسالہ
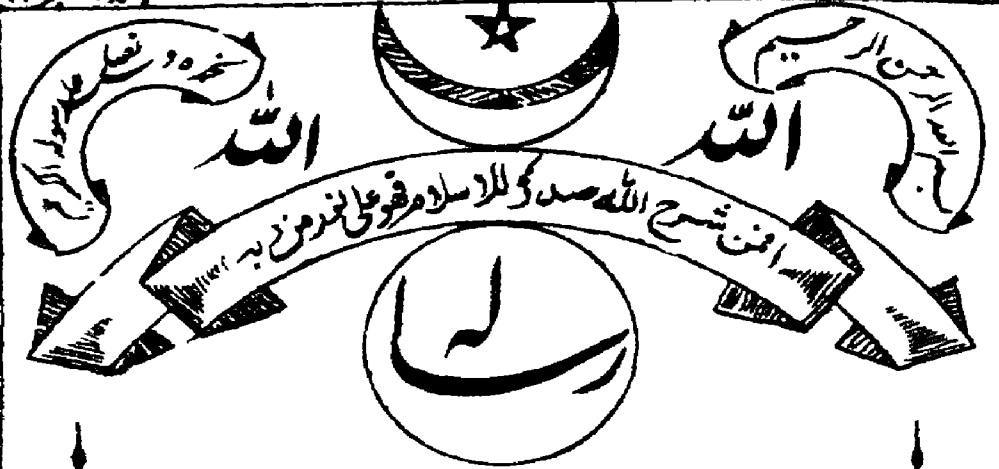
# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت یکم جولائی ۱۹۰۵ء

# اسلام کی ترقی

## (بجواب سیل صاحب)

پادری سیل صاحب جنہوں نے کتاب "فیتھ آف اسلام" یعنی مذہب اسلام لکھی ہے اب پھر بیدار ہوئے ہیں اور ایک سلسلہ مضامین کا اسلام پر مدراس کرسچن کالج میگزین میں شروع کیا ہے اس سلسلہ کے دو مضامین میں نے پڑھے ہیں اور افسوس سی کہنا پڑتا ہے کہ پادری صاحب نے اسی اندھے تعصب سے اس مضمون میں کام لیا ہے جو ہمیشہ سے اُن کے پیشہ کا روتیہ رہا ہے اور وہی اعتراض اس مضمون میں دوبارہ لکھے

ہیں جنکا نہ صرف مسلمانوں کی طرف سے جواب ہو چکا ہے بلکہ جنکی غلطی کو اس زمانہ میں خود
عیسائی محققین بھی تسلیم کر چکے ہیں اس مضمون میں پادری صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ عرب
کی حالت میں ایک عظیم الشان تبدیلی واقع ہونے کے سامان پہلے ہی پیدا ہو چکے تھے اور
آنحضرت صلعم کوئی ایسی بات نہیں لائے جو پہلے سے موجود نہ ہو اور یہ بھی کہا ہے کہ مسلمان
مورخین آپکی بعثت سے پہلے زمانے کو ایام جاہلیت کہتے ہیں غلطی پر ہیں۔ ابتدائی مضمون
میں وہ لکھتا ہے "مسلمان مورخ عرب میں (حضرت) محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آمد سے پہلے
زمانے کو ایام جاہلیت کے نام سے پکارتے ہیں اور یوں اُس کا مقابلہ اس روشنی اور تہذیب
کے زمانے کے ساتھ کرتے ہیں جو انکا دعویٰ ہے کہ آپ کے وجود سے عرب میں آئی - لیکن
عیسائی اور یہودی حاکموں کے ماتحت عرب کے بعض حصے ایسے ہی مہذب تھے - جیسے کہ
بعد میں وہ کبھی ہوئے ہوں - نبی عربی صلعم کی پیدائش سے پہلے دو صدیاں عربوں کا واسطہ
یہودیوں سے پڑ گیا تھا اور ایک ناقص عیسائیت نے بھی تہذیب کا نیک اثر اُن پر ڈالا تھا
فن تحریر کا علم اُنکو حاصل تھا اور فن شاعری اپنے اوج پر تھا - اسلام سے پہلے کے اشعار
اعلےٰ درجہ کی قابلیت اور کمال شاعری ظاہر کرتے ہیں - یہ سچ ہے کہ تاریخ اور فلسفہ اور
علوم کی دوسری شاخوں میں زبان عربی کا وسیع استعمال اسلام کے سبب سے ہو اگر یہ خیال غلط
ہے کہ ان ایام میں جنکو غلطی سے ایام جاہلیت کہا جاتا ہے کوئی عربی علم ادب موجود نہ تھا"
ایسا ہی اسی مضمون کے اثنا میں متفرق مقامات میں وہ لکھتا ہے "توحید کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ
نہ تھا جو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے ہی عرب میں پھیلایا ہو اور پہلے اسکے کسی کو اسکا علم بھی نہ ہو
اگر آپ یہودیوں سے نہ ملے ہوتے تو یہ امر شکی ہے کہ پھر بھی آپکی تعلیم توحید ایسی ہی زبردست
ہوتی - مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہودیوں کے تعلقات سے آپکی طبیعت کا شامی میلان ترقی
کر گیا - اسلام اس امر کا دعویٰ کرتا ہے کہ اسکی بنا اللہ تعالیٰ کی خاص وحی ہے مگر درحقیقت اس
مذہب نے اپنے آپکو عربوں کے پرانے قصص اور رسوم پر اور ایسے دوسرے امور پر جنکے ماخذ یہودی
اور عیسائی تھے قائم کیا - حضرت محمد صلعم سب سے پہلے عرب نہ تھے جنہوں نے بت پرستی کے خلاف
وعظ کیا ہو اور خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا ہو کیونکہ آپکے ظہور سے تھوڑے ہی دن پہلے ان

لوگوں نے جنکو حنیف کہا جاتا ہے ابراہیمی مذہب یا ملت میں اطمینان پایا تھا۔ انہیں سے بعض تو عیسائی ہو گئے اور بعض موحد رہے آنحضرت صلعم نے بھی اپنے پچھلے ایام میں یہ دعوی کیا تھا۔ کہ آپکا مشن یہ ہے کہ عربوں کو انکے جد اعلےٰ یعنے حضرت ابراہیم کے مذہب پر قایم کریں چھٹی صدی کے آغاز میں عربی سوسائیٹی کی حالت فی الجملہ لامذہبی کی سی تھی اور پولیٹیکل طور پر اسکے اجزا کی الگ الگ ہو جانیکا خطرہ بہت ہی قریب نظر آتا تہا۔ آپنے یہ دیکھا کہ صرف ایک نئی مذہبی بنا پر ہی ملک میں اتفاق اور مضبوطی پیدا ہو سکتی ہے خواہ کچھ ہی ہو۔ یہ بہت ضروری معلوم ہوتا تھا کہ گذشتہ زمانی کا نہ صرف مذہبی مرکز ہی ہو۔ بلکہ قومی مرکز بھی ہو۔ یہ تھی سوسائیٹی کی حالت جب آنحضرت صلعم نے حنفیوں کے خیالات سے متاثر ہو کر اور کم و بیش یہودیوں کے خیالات سے واقفیت حاصل کرکے یہ محسوس کیا کہ آپ پیام رسالت کے پہونچانے کے لئے بلائے گئے ہیں"

یہ وہ باتیں ہیں جنکے وجود قبل از بعثت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پادری سیل اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ عربی سوسائیٹی میں خود بخود ہی وہ حالات پیدا ہو گئے تھے جو عرب کی حالت میں تبدیلی کرنے کا موجب ہوئے۔ جسقدر اعتراض ان عبارتوں میں آئے ہیں ان میں سے ضروری ضروری اعتراضونکو لیکر ہم ان پر بحث کرینگے۔ سب سے اول تو پادری سیل کا یہ اعتراض ہے کہ آپکی بعثت سے پہلے زمانہ کو زمانہ جاہلیت کیوں کہا جاتا ہے اسکے نزدیک اس زمانہ میں عرب کے اندر تہذیب اور وحشی موجود نہی اور دلیل اسکی یہ ہے کہ عرب لوگ شاعری میں کمال رکھتے تھے اور فن تحریر سے بھی انکو واقفیت تھی۔ مگر سب سے بڑھکر یہ کہ ایک ناقص عیسائیت کے نیک نمونہ اور تہذیب کے اثر کے نیچے وہ آچکے تھے پادری صاحب کو بڑا دھوکا لگا ہوا ہے (اور اگر وہ خود دھوکا خوردہ نہیں تو عمداً لوگوں کو دھوکا دے رہے ہیں) کیونکہ وہ تہذیب کا معیار عمدہ شاعری کو ٹھیراتے ہیں۔ شاعری کا پرجوش شوق اور دوسرے تمام علوم سے ناواقفیت تو اس بات کا ثبوت ہے کہ قوم ابھی تک بچپن کے زمانے میں ہے اور تہذیب سے اسنے حصہ نہیں لیا۔ تمام اقوام قبل اسکے کہ وہ مہذب کہلانے کا حق رکھیں اس حالت میں سے ہو گذرے ہیں جس حالت میں اسلام سے پہلے عربی سوسائیٹی تھی۔ مگر پادری صاحب کا منطق بھی الگ ہی ہے کہ خود اس بات کو تسلیم کرکے کہ علوم کی کسی شاخ میں بھی انکو دسترس نہ تھا صرف

انکی شاعری سے انکے اعلے درجہ کے مہذب اور روشن خیال ہونیکا نتیجہ نکلتے ہیں اور پھر یہ بھی نہیں سوچا کہ ان اشعار کی زبان خواہ کیسی ہی خوبصورت ہو مگر اسکا دائرہ بھی اسی حد تک محدود تھا جس حد تک ایسے انسان کا خیال جا سکتا ہے جسنے ابھی تہذیب سے حصہ نہیں لیا۔ کیونکہ ان میں یا تو میدان جنگ کی ہا ہا ویلو کی تعریف ہے یا کسی کی فیاضی اور مہمان نوازی کی یا گھوڑوں اور اونٹوں کی یا خشک پہاڑیوں اور ریتیلے جنگلوں کے سنسان نظارے اور یا عورتوں کی خوبصورتی۔

اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ اسلام سے قبل عرب میں تہذیب کی روشنی موجود تھی اور ویسی ہی موجود تھی جیسے اسلام کے بعد جیسا کہ پادری صاحب کا خیال ہے انکا یہ فرض تھا کہ یہ ثابت کرتے کہ علوم میں عربوں کی ترقی اس درجہ تک پہونچی ہوئی تھی۔ تمدن اور معاشرت میں یہ عجیب قوانین انکے ہاں موجود تھے ملکی حالات انکے خلاف اعلے اصول پر مبنی تھے اور نہ ہی پہلوں میں وہ اس علو تک پہنچ چکے تھے۔ اگر وہ ان باتوں پر غور کرتے جنکا ہونا تہذیب کے لئے ضروری ہے اور پھر اسکے بعد عرب کی تاریخ پر ایک نظر ڈالتے تو اپنے دعوی بے دلیل کی بیہودگی کے خود ہی قائل ہو جاتے اور انکو پتہ لگ جاتا کہ تہذیب کے معاملہ میں عربوں کی حالت نہایت پستی میں تھی ہم اس سے انکار نہیں کرتا۔ کہ ان میں کوئی بھی نیک اخلاق یا عمدہ وصف نہ پائے جاتے تھے کیونکہ مہمان نوازی آزادی کی محبت۔ دلیری اور جوانمردی۔ قومی وفاداری فیاضی۔ اور سخاوت وغیرہ کئی اوصاف میں وہ اپنی نظیر نہ رکھتے تھے مگر فرداً فرداً ان اوصاف کے پائے جانے کا نام تہذیب نہیں رکھا جا سکتا اور علاوہ بریں جہاں یہ نیکیاں موجود تھیں اسکے ساتھ ہی وہ بدیاں بھی تھیں جو انکے نیک اثر کو کالعدم کر دیتی تھیں۔ اگر کسی غریب مسافر کے ساتھ اعلے درجہ کی مہمان نوازی کا سلوک ہوتا تھا اور عزیز سے عزیز چیز بھی اسکی خاطر قربان کر دیجاتی تھی تو دوسری طرف یہ بات بھی موجود تھی کہ ایک بے گناہ راہ چلنے والے کو وہ لوٹ لیتے تھے اور اسکے کپڑے تک بھی نہ چھوڑتے تھے۔ اگر قومی وفاداری کا وصف پایا جاتا تھا۔ تو ساتھ ہی یہ عیب بھی تھا کہ ایک فرد کو ذرہ سا نقصان پہونچنے پر قوموں میں جنگ ہو جاتی اور جبتک انہیں سے ایک صفحہ ہستی سے نابود نہ ہو جاتی۔ جنگ کا خاتمہ نہ ہوتا تھا۔ ایسا ہی کینہ وری میں

وہ لوگ حد سے گذرے ہوئے تھے مگر ان باتوں سے کسی قوم کے مہذب یا غیر مہذب ہونیکا فیصلہ نہیں ہو سکتا یہ نیک اوصاف اس اندھیری رات میں جو اسلام سے پہلے ملک عرب پر چھائی ہوئی تھی روشنی کی نہایت ہی کمزور شعاعوں کی طرح کبھی نظر آجاتے تھے اور کبھی پھر نظر سے گم ہو جاتے تھے۔

علوم اور فنون کے متعلق تو شاید پادری ہیئل صاحب کو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ سوائے شاعری کے جو تمام جاہل قوموں میں پائی جاتی ہے وہ قطعًا جاہل تھے۔ فن تحریر اُن میں تھا مگر کبھی ضروری واقعات کو معرض تحریر میں نہیں لایا گیا اور علم تاریخ کے موٹے سے موٹے مفہوم کو بھی وہ نہ سمجھتے تھے سوائے اسکے کہ شعروں میں کسیقدر نام یا واقعات تاریخی یا نسب نامے وغیرہ محفوظ رہ گئے ہیں اور اُن کے محفوظ رہنے کی وجہ بھی اُنکا تحریر میں آنا نہیں بلکہ قوت حافظہ کا زبردست ہونا ہے جس کی وجہ سے ہزاروں ہزار شعر عام طور پر اُن کے درمیان شہرت پا گئے تھے اور ضایع ہونے سے بچ رہے تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے ایام جاہلیت کی ایک بھی نثر کی تصنیف نہیں پائی جاتی۔ فلسفہ۔ ریاضی ہیئت وغیرہ تمام علوم سے وہ محض نابلد تھے اور جس طرز پر انکی زندگی واقع ہوئی تھی اُن علوم سے ان کا واقف ہونا بھی مشکل ہی تھا۔

اسکے بعد اب یہ امر غور کرنے کے قابل ہے کہ آیا عرب جاہلیت کی پولیٹیکل حالت ایسی تھی کہ ہم اسے ایک مہذب ملک کہہ سکیں یا کم از کم جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ ملک تہذیب کا اثر قبول کرنے کے لئے تیار تھا۔ اس ملک میں باقاعدہ گورنمنٹ کوئی نہ تھی اور نہ کوئی انتظام یا امن کی صورت ہی تھی ہر ایک قوم میں الگ الگ سردار تھا اور وہ بھی صرف اس غرض کے لئے کہ دوسری قوموں سے لڑائی کے وقت وہی انکو آگے لیجانے والا ہو حقیقی معنوں میں کوئی گورنمنٹ موجود نہ تھی۔ انکا قانون طاقت ہی تھا اور جو شخص تلوار چلانے میں افضل ہوتا اسی کی بات بھی مانی جاتی تھی لیکن ایک فرد سے لیکر کل قوم تک حکومت کا جوا نہ اُٹھا سکتے تھے اور آزاد ہی رہنا چاہتے تھے باہمی اقوام میں جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور کوئی صورت ایسی نہ تھی جس سے یہ اُمید ہو سکے کہ یہ اقوام کبھی ایک ہو کر تہذیب کے اثر کے نیچے آنے کو تیار ہی ہیں۔ ولیم میور جو ایسا

متعصب عیسائی اور اسلام کا ایسا ہی پکا دشمن ہے جیسے سیل مگر تاریخی واقعات کے قبول یا رد کرنے میں موخر الذکر سے بہت زیادہ احتیاط سے کام لیتا ہے۔ وہ بھی اپنی سوانح عمری آنحضرت صلعم کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ "سب سے پہلی خصوصیت جو ہماری توجہ کو کھینچتی ہے وہ عربوں کا بیشمار حصّوں میں تقسیم ہونا ہے جو ایک ہی زبان کے بولنے والے اور اپنے حالات اور اطوار میں قریباً یکساں ہیں مگر ہر ایک بجائے خود خود مختار ہے کبھی اپنی حالت پر قانع نہیں۔ اور اکثر ایکدوسرے کے ساتھ جنگ میں مشغول ہیں بلکہ جہاں رشتہ داری کی وجہ سے یا کسی فائدہ کی غرض سے ایک قوم کے دوسری سے تعلقات بھی پیدا ہوئے ہیں وہاں بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر تعلقات کو قطع کرنے اور جنگ کرنے کے لئے ہر وقت تیار بیٹھے ہیں۔ یہی حالت اسلام کے زمانہ تک چلی آئی ہے کہ کبھی کوئی سی دو قوموں میں باہم اتفاق ہوا بھی ہے تو چند دنوں میں ہی وہ خطرناک جنگ میں مبتلا ہو گئے ہیں اور تمام کوششیں جو اسلام سے پہلے انکے ایک کرنے کے لئے کی گئیں وہ بے سود اور ناکام ثابت ہوئیں"

اسکے بعد اب غور کرنا چاہئے کہ وہ کیسی عظیم الشان طاقت تھی جس نے ان سب بکھرے ہوئے اجزا کو یوں ایک کیا کہ گویا وہ کبھی الگ تھے ہی نہیں۔ چنانچہ اس وحدت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک نعمت کے طور پر بیان فرمایا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے واذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً ۔ وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا (آل عمران رکوع ۱۱- آیت ۱۰۳) یعنے اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایکدوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائیوں کی طرح ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے (یعنی ہمیشہ کے لئے باہمی خانہ جنگیوں میں مبتلا رہتے تھے) اب خدا نے تمکو اس سے بچا لیا۔

مگر اصل بات یہ ہے کہ سیل صاحب اس سے ناواقف نہیں بلکہ وہ عمداً اسکے بیان کرنے سے اعراض کرتا ہے کہ جب مسلمان مورخین زمانہ قبل بعثت آنحضرت صلعم کو ایام جاہلیت کے نام سے پکارتے ہیں تو انکا منشا یہ بیان کرنیکا ہوتا ہے کہ عرب لوگ اخلاقی

اور تمدنی قوانین سے محض ناآشنا۔ اور حقیقی مذہب سے جاہل تھے اور علوم فنون کی ناواقفیت مقصود بالذات نہیں۔ اگرچہ یہ بھی اسمیں شامل ہے اسبات کو مدنظر رکھکر شاید سیل صاحب کو بھی انکار نہ ہوگا کہ وہ اس زمانہ کو زمانہ جاہلیت کے نام سے پکارنے میں بالکل حق پر ہیں۔ شاعری نے انکو اخلاقی یا تمدنی قوانین نہیں دیدیئے تھے اور نہ ہی شعرگوئی سے اُن کی مذہبی جہالت دور ہوگئی تھی۔ خود پادری صاحب کو اقرار ہے کہ عربوں میں زندہ لڑکی کو دفن کرنے کی وحشیانہ رسم جاری تھی اور ایک ایک عورت کا کئی خاوندوں سے تعلق ہوتا تھا۔ عرب میں قوانین نکاح کے متعلق پرلے درجہ کی آزادی تھی نہ نکاح کرنے میں کوئی روک تھی اور نہ طلاق دینے میں کوئی روک تھی۔ خاوند جب چاہتا عورت کو چھوڑ سکتا تھا۔ عورتوں کی حالت بہت گری ہوئی تھی اور بعض وقت اُن سے جو سلوک ہوتا تھا وہ انسان سمجھکر نہ ہوتا تھا بلکہ انکو جایداد کا ایک حصہ تصور کرلیا جاتا تھا اور باقی جایداد کے ساتھ وہ ورثہ میں جاتی تھیں اور وارث اگر چاہتا تو اُن سے نکاح کرلیتا۔ خواہ وہ اسبات پر رضامند ہوں یا نہ ہوں۔ اسی قبیح رسم سے وہ وحشیانہ رسم بھی پیدا ہوگئی تھی یعنی بیٹے کا باپ کی عورتوں سے نکاح کرلینا جس کے روکنے کے لئے قرآن شریف کو حرمت علیکم امھاتکم کہنا پڑا۔ زنا کی کثرت حد سے گذری ہوئی تھی۔ شراب خواری ایسی عام تھی جیسے اس زمانہ میں انگلستان میں ہے۔ قماربازی کی یہ حالت تھی کہ جایداد کو ہار دینے کے بعد اپنی آزادی دیدینے سے بھی دریغ نہ کرتے اور غلامی اختیار کرتے تھے۔ میں سیل صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سوسایٹی اس قابل ہے کہ اسکا نام سوسایٹی رکھا جاوے چہ جائیکہ اندھے تعصب سے اسکو مہذب سوسایٹی کہا جاوے۔ یا پادری صاحب کو جاہلیت کے عربوں سے کچھ مناسبت معلوم ہوتی ہے جو آپ اسقدر انکی حمایت میں تاریخ اور اپنے ہی بھائیوں کی تحریروں کو بالائے طاق رکھ رہے ہیں۔ اس زمانہ کو جس میں ہر قسم کی وحشیانہ اور قبیح رسوم زوروں پر تھیں۔ ایام جاہلیت کہنا پادری صاحب کو بُرا معلوم ہوتا ہے اس لئے نہیں کہ واقعہ میں وہ ایام جاہلیت نہیں تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا کہنے سے اسلام کی عظمت کا قائل ہونا پڑتا ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جو مذہبی عقاید عرب کے لوگوں کے تھے اُن سے اس سے بہی زیادہ صاف شہادت اُنکی جہالت اور توہم پرستی کی ملتی ہے اُنکے مذہب میں نہ صرف بتونکی پرستش ہی چلی آتی تھی بلکہ قدرتی طاقتوں مثلاً ہوا وغیرہ اور سورج چاند ستاروں کی پرستش بہی ہوتی تھی اور اس سے بہی بڑھکر یہ کہ پتھروں درختوں اور ڈھیروں کی پرستش کی جاتی تھی یہ جہاں کہیں اُنکو اچھا پتھر نظر آتا اسکو سجدہ کرتے اور اگر یہ نہ ہوتا تو ریت کے ایک ڈھیر پر اونٹنی کا دودھ دوہ کر اُسکی پرستش کرتے ہیں انسانوں کی قربانیاں بھی اُن کے درمیان ہوتی تھیں ہر ایک ضروری کام کے کرنے سے پہلے وہ اپنے بتونکی مرضی معلوم کرنے کے لئے تیروں کے ذریعہ فال نکالتے تھے۔ ان سب توہم پرستیوں کے باوجود وہ لامذہب بھی تھے اور اُن کے اندر وہ لوگ بھی تھے جو قیامت کے منکر تھے اور اُن کا مذہب یہی تھا کہ انسان کی زندگی کی غایت کھانا پینا ہی ہے۔ جو لوگ حیات بعد از موت کے قایل تھے اُنکا یہ دستور تھا کہ جب کوئی اُن میں سے مرجاتا تو اُس کی قبر پر ایک اونٹ کو باندھ دیتے اور اُسکو بھوکا پیاسا رکھکر مارتے کہ تا قیامت کے دن مردہ اسی پر سوار ہو۔ یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ مردہ کی روح قبر پر اُلو کی شکل میں اُڑتی پھرتی رہتی ہے اور اگر مردہ مقتول ہو تو وہ اسقنی اسقنی پکارتا رہتا ہے جبتک کہ مقتول کا قصاص نہ لیا جاوے۔ یہ اکثر کہا جاتا ہے کہ وہ خدا پر بھی ایمان لاتے تھے۔ مگر اُن کا خدا کی ہستی پر ایمان محض لفظی ہی لفظ تھے عملی طور پر وہ خدا کو کچھہ نہیں ملتے تھے۔ کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ اللہ تعالی نے تمام کاموں کی انجام دہی مختلف بتوں اور دیویوں دیوتاؤں کے سپرد کر رکھی ہے اور اس لئے خدا کی پرستش کی یا اس سے دعا مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ بتوں کی طرف ہی ہر حالت میں رجوع کرنا چاہئے۔ الغرض اُن کا قومی مذہب سخت بت پرستی اور پرلے درجہ کی وحشیانہ توہم پرستی تھی۔

یہ تھی عرب کی مذہبی اور نیز اُن کی تمدنی اور اخلاقی حالت۔ اُن پادری صاحب کے سوا جنکے نزدیک روحانی انسان پرستی سے بالکل مرچکے ہیں اور کوئی شخص اُس پر غور کر کے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان حالات کو جاہلیت کے نام سے پکارنے

مسلمانوں نے غلطی کی۔ اخلاقی تمدنی اور مذہبی پہلوؤں سے عرب پر بدکاری اور توہم پرستی کی ایک سخت تاریک رات چھائی ہوئی تھی جس میں سیاہ ابر نے رات کی تاریکی کو اور بھی بڑھا رہا تھا۔ عرب کی شاعری اس گھٹا ٹوپ تاریکی کے اندر صرف ایسی تھی جیسے کہیں سے بادل کا ٹکڑا پھٹ کر ایک دھیمے ستارے کی روشنی نظر آجاتی ہے اس ستارے کو پادری ٹسڈل صاحب نے شمس نصف النہار بنا کر دکھلانے کی کوشش کی ہے

پھر پادری صاحب نے بار بار ایک ناقص عیسائیت کے نیک اثر کا ذکر کیا ہے مگر ابھی تک تو اس بات کا بھی جھگڑا ہے کہ آیا کامل عیسائیت دنیا پر کوئی تہذیب کا نیک اثر ڈال سکتی ہے جب پادری صاحب اس جھگڑے کا تصفیہ کر دکھائیں گے تو پھر ناقص عیسائیت کے نیک اثر کا فیصلہ بھی آسانی سے ہو جائیگا۔ دوسری صدی عیسائی تک جو کلیسیا کی حالت تاریخ سے معلوم ہوتی ہے اس سے تو پادری صاحب کے دعوی کی سخت تردید ہوتی ہے۔ اور اگر موجودہ عیسائیت کو بھی عیسائیت ہی سمجھا جائے خواہ کامل ہو یا ناقص تو اس کی شہادت بھی پادری صاحب کے خلاف ہی ہے ایک اثر عیسائی مذہب کا بیشک عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ پادری صاحب چاہیں تو نیک اثر کہہ لیں اور وہ یہ ہے کہ اسکے وجود سے دنیا میں شراب خوری قمار بازی اور رنڈی بازی بہت پھیلی ہے اور جہاں اسکا قدم گیا ہے وہاں یہ تینوں بدکاریاں لازم طور پر ساتھ گئی ہیں۔ اس بارے میں کہ آیا ایام جاہلیت میں جو عرب میں شراب خواری اور قماربازی کی کثرت ہو گئی تھی وہ بھی اسی مذہب کی طفیل تھی۔ میں ابھی تک کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس معاملہ میں میں نے پوری تحقیقات نہیں کی۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول باسورتھ سمتھ نے دوزی کی سند پر نقل کیا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعی عرب میں عیسائیت کی شراب خوری کی شہرت پہلے زمانے میں بھی تھی اور قرین قیاس ہے کہ عیسائیت کے آنے سے اس بدی میں عرب نے اور بھی ترقی کی ہو۔ باسورتھ سمتھ عرب میں عیسائیت کی حالت پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ حضرت علیؓ اس بات کے کہنے میں حق پر معلوم ہوتے ہیں کہ بنی تغلب

عیسائی نہیں اُنہوں نے عیسائیت سے سوائے شراب خواری کے اور کچھ نہیں لیا"
جاہلیت میں عیسائی شاعر بھی تھے اور اُن کے شعروں سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے
کہ یہ لوگ اگر عرب سے بڑھ کر نہیں تو عرب کے برابر ضرور بدکاریوں میں غرق تھے۔ میور جیسے
متعصب عیسائی کو یہ کہنا پڑا ہے کہ ساتویں صدی کی عیسائیت نہایت گری ہوئی اور
فاسقانہ حالت میں تھی مختلف فرقوں کے جھگڑوں سے یہ کسی کام کی نہ رہ گئی تھی۔ اور
ابتدائی زمانہ کے پاک ایمان کی بجائے وحشیانہ توہم پرستی اس میں رائج ہو گئی تھی" اب
اسکا فیصلہ پادری صاحبان آپس میں کریں کہ عیسائیت کی وہ حالت تھی جس کا اقرار میور
نے کیا ہے یا وہ جواب سیل بنا کر دکھانا چاہتا ہے۔ سیل نے یہ بھی لکھا ہے کہ عیسائیت کا
یہ نیک اثر بعض غیر عیسائی عربوں پر بھی پڑا تھا جنکو حنیف کہتے ہیں جنہوں نے بت پرستی
سے توبہ کر کے صرف اللہ کی پرستش اختیار کر لی تھی۔ اگر پادری صاحب حنیفیوں کا پیدا ہونا
یہودیت کا نتیجہ بتلاتے تو اُن کا دعویٰ بظاہر قرین قیاس بھی معلوم ہوتا۔ مگر اُن کے عقاید
کو عیسائیت کا اثر بتانا یہ پادری صاحب کی خوش فہمی ہے۔ عیسائیت خصوصاً اُس زمانے
میں جس کا ذکر پادری صاحب کر رہے ہیں خود اللہ کے نام سے بے خبر تھی کیونکہ جس خدا کی پرستش
عیسائی کرتے تھے وہ ایک مرا ہوا انسان تھا۔ اور مختلف عیسائی فرقوں کے باہمی تمام جھگڑے
یسوع اور اسکی الوہیت کے متعلق تھے نہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق۔ عیسائیت شروع
سے لوگوں کو خدا کی طرف نہیں بلاتی رہی بلکہ یسوع کی طرف بلاتی رہی ہے اور اُسکا تمام
زور یسوع پر ہی خرچ ہوا ہے۔ خدا کا تو شاید کبھی بھول کر ہی عیسائی صاحبان نام لیتے
ہونگے۔ یہی وجہ تھی کہ عرب میں عیسائیت ناکام رہی کیونکہ جہاں عرب نے بتوں اور
دوسری اشیاء کو چھوٹے چھوٹے خدا بنا رکھا تھا۔ عیسائی مذہب ایک مردہ انسان خدا
کے طور پر پیش کرتا تھا اور کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ لوگ اپنے پرانے بتوں کو چھوڑ کر ایک نئے بت
کے پیچھے لگتے۔ الغرض باوجود عیسائی مذہب کے عرب میں موجود ہونے کے عرب اسی جہالت
اور تاریکی کے گڑھے میں پڑے رہے جس میں وہ پڑے ہوئے تھے۔ بلکہ شاید کچھ اور
بھی پستی کی طرف ہی اُنکی حالت چلی گئی۔

اب اس حصہ بحث کا سب سے ضروری سوال پیش ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آیا آنحضرت صلعم کے ظہور سے پہلے عرب میں وہ حالات پیدا ہو چکے تھے جنہوں نے عرب کی حالت میں ایک ایسی تبدیلی پیدا کی جو اپنی عظمت اور کمال اور سرعت میں دنیا کی کسی قوم میں نظیر نہیں رکھتی اور یہ محض ایک اتفاقی امر تھا۔ کہ آنحضرت صلعم نے بھی عین اسی وقت بت پرستی کے خلاف وعظ شروع کر دیا یا کہ اس عظیم الشان تبدیلی کے ظاہر ہونے کی پہلے سے کوئی علامت موجود نہ تھی اور کوئی غور کرنے والی طبیعت عرب کی حالت پر غور کر کے اس نتیجہ پر نہ پہنچ سکتی تھی کہ یہ وحشی قوم یکایک اس اوج ترقی پر پہونچ سکتی ہے اور اس کا ظہور صرف ایک ہی کامل انسان کے انفاس طیبہ اور قوت قدسی کی برکت سے ہوا۔ عرب کی جو حالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے تھی۔ اسکو میں بیان کر چکا ہوں اور اس حیرت انگیز تبدیلی کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اب میں یہ بیان کرونگا کہ آپ سے پہلے ملک میں اتفاق پیدا کرنے اور اس کی اخلاقی تمدنی اور مذہبی حالت کی اصلاح کرنے کے لئے کس کس قسم کی کوششیں ہو چکی تھیں بعد اسکے کہ عرب حضرت اسماعیل ؑ کے پاک مذہب کو چھوڑ کر بت پرستی پر جم گئے تین بڑی تحریکیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انکی اصلاح کے لئے ہو چکی تھیں یعنی اول یہودیوں کی کوشش دوم عیسائیوں کی کوشش اور تیسرے حنیفوں کی۔ جن میں سے تیسری کوشش ایک نہایت کمزور کوشش تھی۔ اور پہلی دو طاقتور اور زبردست کوششیں تھیں جنکے ساتھ حکومت کا رعب بھی تھا۔ ان تینوں کا میں الگ الگ ذکر کرونگا۔

سب سے پہلی کوشش یہودی مذہب کی طرف سے تھی۔ آنحضرت صلعم سے قریباً سات سو سال پہلے یہودی عرب میں آباد ہو گئے تھے اور غالباً بخت النصر کی تکلیف دہی کیوجہ سے اس ملک میں انہیں امن تلاش کرنا پڑا۔ سب سے پہلے وہ خیبر میں آباد ہوے جہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے تک وہ آباد رہے۔ پہلے جلا وطنوں کے بعد طیطوس اور سیویرین کیوقت میں اور بہت سے یہودیوں نے عرب میں پناہ لی جب انکے قدم اس جگہ جم گئے تو انہوں نے یہودی مذہب کی تبلیغ اہل عرب کو شروع کی۔ ان کا مذہب

خالص توحید تھی اور اس لئے عرب کی بت پرستی اور دوسری ایشیا کی پرستش سے بہت بڑھکر فوقیت رکھتا تھا۔ علاوہ ازیں بنی اسرائیل اور عرب دو بھائیوں کی طرح تھے کیونکہ عرب بنی اسمٰعیل تھے اور اس طرح پر دونوں کے جد اعلےٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ایسی قرابت کی صورت میں عرب کا سلوک بنی اسرائیل سے وہ نہ ہو سکتا تھا جو اجنبیوں کے ساتھ وہ کرتے تھے۔ یہود کو اول اول اپنی کوششوں میں کامیابی بھی ہوئی۔ کیونکہ کئی امور میں پہلے بھی انکا اشتراک تھا لیکن یہودی مذہب کے اندر سے وہ قوت زایل ہوتی گئی جو مذہب میں ایک روح کے طور پر ہونے سے دوسروں کو اپنی طرف کھینچنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ چنانچہ ابتدا میں بعض عرب اقوام کے اندر یہودی مذہب کو قبولیت حاصل ہوئی۔ مگر یہ سلسلہ جاری نہ رہا اور عرب کی عام حالت میں یہودی مذہب کے اثر سے کچھ بھی تغیر واقعہ نہ ہوا اور وہ اسی جہالت اور توہم پرستی میں غرق رہے جس میں یہودیوں کے آنے سے پہلے وہ غرق تھے۔

یہودیت کی ناکامی کے بعد عیسائیت کا دورہ شروع ہوا۔ تیسری صدی عیسائی میں جب اندرونی فسادوں کے سبب سے ایک فرقہ کو دوسرے سے اذیت پہونچنے لگی تو بہت سے عیسائیوں نے ملک عرب میں آکر پناہ لی۔ اور ممکن ہے کہ اس سے پہلے بھی یہاں عیسائی موجود ہوں۔ کیونکہ پولوس نے بھی عرب میں آنیکا ذکر کیا ہے مذہب عیسوی شروع سے ہی اپنے پھیلانے کے لئے مضبوط اور باقاعدہ ذرایع اختیار کرتا رہا ہے۔ مگر باوجود تمام کوششوں کے عرب میں عیسائیت کو کبھی ترقی نہیں ہوئی۔ حالانکہ کئی صوبوں میں اُس کی حکومت بھی ہو گئی تھی۔ اور اُدھر قسطنطنیہ کے عیسائی قیصر کا دباؤ بھی عرب پر پڑتا تھا۔ اور دوسری طرف نجاشی شاہ حبش کا جو وہ بھی عیسائی تھا بلحاظ قرب اور تعلقات تجارتی وغیرہ اسباب کے عرب پر اثر تھا۔ غسان کی سلطنت جو شمال میں واقع تھی اور حیرا کی سلطنت جو شمال مشرق میں واقع تھی یہ بھی دونوں عیسائی سلطنتیں تھیں جنوب میں ایک مدت تک عیسائیت کا تسلط رہا تھا اور اس طرح پر چاروں طرف سے عرب پر عیسائیت کا اثر پڑ رہا تھا۔ اور اُدھر وعظ کا سلسلہ بھی باقاعدہ جاری تھا۔ مگر یہ تمام طاقتیں اور تمام اسباب ناکام ثابت ہوئے اور عرب کی حالت کو کچھ بھی نہ سنوار سکے۔ پوری پانچ صدیاں اسلام سے پہلے عیسائی مذہب

کوئی نہیں کہ جو عرب میں اپنے آپ کو قایم کرے اور عربوں کو اخلاقی پستی سے نکالکر اوج ترقی پر لاوے مگر ان پانچ صدیوں میں بھی عیسائی مذہب کچھ نہ کر سکا کیونکہ عرب کی بت پرستی اور وحشیانہ حالتیں ایسا قوم میں اثر کر چکی تھیں کہ کوئی انسانی کوشش انکے دور کرنے میں کامیاب نہ ہوسکتی تھی۔ چنانچہ میور لکھتا ہے کہ عیسائی مذہب کے پانچسو برس کے وعظ کے بعد خال خال عیسائی ہمیں نظر آتے ہیں جیسے نجران میں بنی حارث۔ یمامہ میں بنی حنیفہ اور تیمہ میں بنی طے اور انکے سوائے اور کوئی نظر نہیں آتا۔

اسپر دنیا کے دو بڑے مذہب عرب کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر کے ناکام ثابت ہو چکے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک اور فرقہ بھی پیدا ہوگیا تھا جنکو حنیف کہتے ہیں جو نہ یہودی مذہب کو مانتے تھے اور نہ عیسائی مذہب کو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قایل تھے اور بت پرستی اور دوسری چیزوں کی پرستش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ تیسری کوشش عرب کی حالت کو اصلاح پر لانے کی تھی جس میں کسی دوسرے مذہب کو قبول نہ کرنا تھا بلکہ صرف بت پرستی کو چھوڑ کر ایک ہی خدا کا اقرار کرنا ضروری تھا اور ان لوگوں کو باقی رسوم عرب سے بھی چنداں تعلق نہ تھا۔ وہ یہ کہتے تھے کہ ہم اصل ابراہیمی مذہب کے پیرو ہیں اس وقت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ آیا ان لوگوں پر یہودی مذہب کا اثر ہوا تھا یا عیسائی مذہب کا۔ میری غرض صرف اسقدر ہے کہ یہ ایک تیسری تحریک اصلاح کی خود ملک عرب کے اندر پیدا ہوئی تھی اور یہودیت اور عیسائیت کی بیرونی تحریک نہ تھی اور اُس کی غرض یہ بھی نہ تھی کہ ملک کے رواجوں اور رسموں کو توڑے بلکہ صرف بت پرستی کی اصلاح کرنا انکا مقصود تھا اور توحید کی طرف لوگوں کو بلاتے تھے۔ مگر انکو بھی وہی ناکامی ہوئی جو اُن سے پہلے دو بڑے مذہبوں کو ہو چکی تھی اور اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت عرب اسی پستی کی حالت میں گرے ہوئے تھے جس میں وہ ہمیشہ سے چلے آتے تھے اور کسی تحریک اصلاح سے ان کی حالت میں کوئی بھی تغیر بہتری کی طرف نہ آیا تھا۔

الغرض اصلاح کی تمام کوششیں عرب کی حالت بدلنے میں بالکل ناکام ثابت ہوئیں یہودی مذہب کی خالص توحید اور اسکی پابندی شریعت عیسائی مذہب کا مسئلہ کفارہ اور اُس کے ساتھ

عملی زندگی میں آزادی۔ حنیفوں کا ابراہیمی مذہب اور اُسکے ساتھ عرب کی پُرانی رسوم اور رواج
انہیں سے کوئی بات بھی عربوں کے لئے باعث کشش ثابت نہ ہوئی۔ ان سب کوششوں کی ناکامی
ایک غور کرنے والی طبیعت کو اس نتیجہ پر پہونچاتی ہے کہ عرب کی اصلاح قریبًا ناممکن سی ہو گئی تھی
حالانکہ اُنکا اپنا مذہب بھی یا ان مذہبوں کے جنکی طرف سے یہ کوششیں کیجاتی تھیں نہایت
گری ہوئی حالت میں تھا تعجب ہے کہ عیسائی صاحبان ہر بات میں تاریخ کے خلاف پہلو اختیار
کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے دیکھ لیا تھا کہ عرب اسوقت ایک تبدیلی قبول کرنے
کے لئے تیار ہے اور صرف اشارے کی ہی ضرورت ہے حالانکہ تاریخ صاف بتلاتی ہے کہ اگر
آنحضرت معمولی انسانی دوراندیشی سے کام لیتے تو وہ دیکھ سکتے تھے کہ ان لوگوں کی اصلاح کا
بیڑا اُٹھانا ایک ناممکن امر کے حصول کے لئے ہاتھ ڈالنا ہے کیونکہ اصلاح کی کوئی صورت بھی انکی
لئے کارگر ثابت نہ ہوئی تھی پس ایسے وقت میں اصلاح کا بیڑا اُٹھانا ایک انسان کا کام نہ تھا بلکہ
اللہ تعالیٰ کا خاص ارادہ تھا اور دکھائے کہ جہاں بڑی سے بڑی انسانی طاقتیں دولت اور حکومت
کے ساتھ ناکام ہوئیں وہاں اُسنے اپنے ایک عاجز بندے سے جس کا سارا جزیرہ تمام دشمن تھا
کیسا عظیم الشان کام کر دکھایا یہ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عظیم الشان ثبوت ہے ان باتوں کو
کہ واقعی عرب کی حالت کسی اصلاح کی اُمید نہ دلاتی تھی میور صاحب نے بھی قبول کیا ہے۔ چنانچہ وہ
لکھتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی جوانی کے ایام میں جزیرہ نمائے عرب کی حالت کسی تبدیلی یا ترقی کے
قبول کرنے کے لایق نہ تھی۔ شاید اس سے پہلے کسی زمانہ میں ان لوگوں کی اصلاح سے اس قدر
ناامیدی پیدا نہیں ہوئی جیسی آپکے وقت میں بعض وقت جب ایک سبب کو ایک نتیجہ کے پیدا کرنے
کے لئے ناکافی سمجھ لیا جاتا ہے تو اُس کے لئے اور وجوہ اکٹھے کئے جاتے ہیں۔ مثلاً حضرت محمد صلعم کے
متعلق کہا جاتا ہے کہ اُنکا اُٹھنا تھا کہ ساتھ ہی سارے کا سارا عرب ایک نئے اور روحانی ایمان
کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عرب اسوقت ایک بڑی بھاری تبدیلی کے
لئے جوش میں تھا اور اُسکے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔ ہمارے نزدیک جب ٹھنڈے
دل کے ساتھ اسلام سے پہلے کی تاریخ کو مطالعہ کرتے ہیں تاریخ اس نتیجہ کو جھٹلاتی ہے پانچ صدیوں
تک عیسائیوں کی لگاتار کوششوں اور وعظ کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ چند آدمی بعض اقوام سے اس

مذہب میں داخل ہوئے یہودی مذہب جو اس سے بھی بڑھکر طاقتور تھا اُسنے بھی متفرق زمانوں میں تھوڑی تھوڑی کوشش کر کے چند لوگوں کو اپنے اندر شامل کیا۔ مگر یہودی مذہب تبلیغ میں بہت سست ہو گیا تھا اس طرح پر عرب کی مذہبی سطح پر عیسائیت کی کمزور سی کوشش کی کبھی کبھی کوئی چھوٹی سی لہر نمودار ہوتی تھی۔ بعض وقت زیادہ گہری موجوں میں یہودیت کا اثر نمودار ہوتا تھا۔ مگر اندرونی بت پرستی اور اسمٰعیلی توہم پرستی کی موجیں نہایت بلند تھیں۔"

پھر دوسری جگہ وہی مصنف لکھتا ہے کہ آنحضرت م کی بعثت سے پہلے عرب کی حالت مذہبی تبدیلی کے قبول کرنے سے ایسی ہی دور پڑی ہوئی تھی جیسے باہمی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے سے دور تھی۔ عربوں کے مذہب کی بنیاد ایسی سخت بت پرستی تھی جس کی جڑھیں نہایت گہری لگ چکی تھیں جس نے صدیوں تک مصر اور شام کے عیسائیوں کی تمام کوششوں کا ایسا مقابلہ کیا تھا کہ گویا انکا اسپر کچھ اثر ہی نہ تھا" پس اس امر سے کسی طرح انکار کی گنجایش نہیں بلکہ مخالفین نے بھی اسکا اقرار کیا ہے کہ آنحضرت م کی بعثت سے پہلے عرب میں کوئی واقعات ایسے پیدا نہیں ہو چکے تھے جو اُس کی حالت میں کسی تبدیلی کے پیدا ہونے کی اُمید دلاتے بلکہ برعکس اسکے تمام حالات ایسے تھے جنسے عرب کی اصلاح کا کام دن بدن مشکل سے مشکل ہوتا چلا جاتا تھا۔ اور کوئی انسانی تجویز انکو راہ راست پر لانے میں کامیاب نہ ہوتی تھی۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ارادہ اور منشا سے اس قوم کی دستگیری فرمائی۔ سیل کہتا ہے کہ اسلام خاص وحی الٰہی کو اپنی بنا قرار دیتا ہے مگر اس کا یہ دعویٰ سچا نہیں اسکے نزدیک اسلام کا منبع یہودیوں اور عیسائیوں کی تحریریں ہیں نہ کہ وحی الٰہی۔ مگر سوال یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ یہودیوں اور عیسائیوں کی روایتوں سے چند باتیں نقل کر کے اور عرب کی چند رسوم کو لیکر ملک عرب میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیتا انقلاب بھی وہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی تو پھر خود یہودی اور عیسائی انہیں روایتوں کو اپنے پیارے ہاتھ میں لیکر طرح طرح کے حیلے اور کوششیں کر کے کیوں کامیاب نہ ہو سکے یہ کیونکر ہو گیا کہ یہودی اور عیسائی اپنی روایتوں اور تحریروں کو لیکر صدیوں تک برابر چلاتے رہے اور اپنی گورنمنٹوں کا

رعب بھی دکھاتے رہے مگر عرب کی حالت میں ایک سر مو کے برابر بھی فرق نہ آیا۔

اسی طرح پر ایک یونی ٹیرین مذہب بھی تو آخر عرب میں پیدا ہوا تھا۔ جو عرب کی رسوم کو دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ صرف بت پرستی کو دور کر کے توحید کو قائم کرنا چاہتا تھا اسے بھی اسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا جو یہودی اور عیسائی اس سے پہلے دیکھ چکے تھے۔ پس اگر یہودی اور عیسائی روایتوں میں کوئی قوت قدسی موجود تھی تو یہ کیا ہوا کہ انکی قوت قدسی تو صدیوں تک ظاہر نہ ہوئی اور ایک شخص نے جو انکے نزدیک جھوٹا ہے انہیں روایتوں کو چرا کر وہ پاکیزگی کی روح ایک قوم کی قوم میں پھونک دی جو دنیا میں اپنی نظیر آپ ہی ہے اور جہاں صدیوں تک انکی متفقہ کوششیں ایک بدی کو بھی دور نہ کر سکیں۔ ایک اکیلے آدمی نے چند سال کے عرصہ میں ہی تمام بدیوں کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دیا۔ پس اگر آنحضرتؐ کی وہی باتیں تھیں جو صدیوں تک یہودی اور عیسائی بھی کہتے چلے آتے تھے تو نتیجہ کے فرق سے ظاہر ہے کہ ان دونوں کے منبعے الگ الگ تھے۔ اور اس نتیجہ سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے منہ میں ان باتوں نے کوئی نیک اثر نہ دکھایا اور کوئی پاکیزہ تبدیلی پیدا نہ کی جس سے ظاہر ہے کہ انکی باتوں کا سرچشمہ خود انسانی تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے جب یہ باتیں نکلیں تو انہوں نے تمام دلوں کے گند دھو کر انکو صاف اور پاکیزہ کر دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سرچشمہ جس سے آپ بولتے تھے الٰہی طاقت اور قدوسیت کا سرچشمہ تھا اور یہی باعث تھا۔ کہ ان الفاظ نے وہ قوت قدسی دکھائی جو نہ یہود اور نہ عیسائیوں کے الفاظ دکھا سکے تھے۔ یہودی عیسائی حنیف بھی توحید کی طرف ہی بلاتے تھے۔ پر جس سرچشمہ سے انکا کلام نکلتا تھا وہ معمولی سرچشمہ تھا اور جب اسی توحید کی طرف آنحضرت صلعم نے بلایا تو اسکا اثر حیرت انگیز اور معجز نما ہوا کیونکہ آپؐ کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی پاک اور خاص وحی تھی اور نتائج کا فرق منبعوں کے فرق کو صاف بتاتا ہے اگر سیل اور صبور دہریہ نہیں اور اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا ہے جو اپنی پر حکمت مرضی اور اپنے طاقتور ارادہ کے مطابق کرتا ہے جو کچھ کرتا ہے تو انکو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ منبع جس سے اسلام کی تعلیم نکلی اس منبع سے بہت برتر اور پاک ہے جس سے یہودیوں اور عیسائیوں کے الفاظ نکلتے تھے۔ تعجب ہے کہ اس صریح ثبوت کے ہوتے ہوئے وہ اسلام کے الٰہی

سرچشمہ سے ہونیسے انکار کرتے ہیں کیا خدا تعالیٰ نے اپنے خاص منشا و ارادہ سے یہ کام نہیں کیا
کہ جس پاک تبدیلی کے پیدا کرنے میں یہودی اور عیسائی ناکام ہوں وہی عظیم الشان پاک تبدیلی
بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملک عرب میں ہو۔ غور کا مقام ہے کہ اگر آنحضرت
صلعم صرف اسی قدر کرتے کہ کوئی کہانی یہودیوں سے لیکر اور کوئی کہانی عیسائیوں سے لیکر کچھ
جوڑ توڑ کر لیتے تو جو کام یہودی اور عیسائی نہ کر سکے تھے وہ کیونکر اُسے ایک حیرت انگیز طریق میں
کر دکھاتے۔ پھر غور کرو کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ حکومت اور طاقت بھی تھی مگر ہمارے نبی
صلعم بالکل اکیلے تھے اور چاروں طرف سے انکو دکھ دیا جاتا تھا۔ پھر یہ بھی غور کرو کہ یہودیوں اور
عیسائیوں کو عرب نے تبلیغ مذہب سے روکا نہیں بلکہ انکو پوری آزادی رکھی تھی کہ جس طرح چاہیں تبلیغ
کریں مگر آنحضرت صلعم کا اُٹھنا تھا کہ ساتھ ہی چاروں طرف سے مخالفت کا شور اُٹھ کھڑا ہوا یہاں تک
کہ وہ لوگ جو پہلے مصلح بنکر دکھاتے تھے وہ بھی انہیں بت پرستوں کے ساتھ لگ گئے اور انکی بت پرستی
اور بد کاریوں کے حامی بنکر اسلام کو جڑ سے کاٹنا چاہا۔ اب ایک شخص جس کے چاروں طرف دشمن
ہی دشمن ہوں جو اُس کے خون کے پیاسے ہوں اور دنیا میں اُسکا حامی کوئی بھی نہ ہو۔ اگر خدا بھی
اُسکا حامی نہ ہو تو وہ کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے۔ کامیاب ہونا تو ایک طرف وہ تو ایک دن بھی
اپنے دشمنوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اگر انسانوں سے بالا تر کوئی اور ہستی اُسکی محافظ اور ناصر
نہ ہو۔ اور کیونکر وہ ان لوگوں کو جو اُسکے اور حقیقی پاکیزگی کے دشمن ہو گئے ہیں راہ راست پر لا سکتا
اگر اُسکے الفاظ میں خدائی طاقت اور الٰہی جذبہ نہ ہو۔ عیسائیوں نے بہت سا وقت اس بات
کے ثابت کرنے میں خرچ کیا ہے (اور ہم دیکھتے ہیں کہ انکی یہ تمام محنت اکارت گئی ہے اور ان کا
وقت محض ضایع ہوا ہے) کہ قرآن کریم کا فلان قصہ فلان یہودی یا عیسائی تحریر سے ملتا ہے
اگر ہم تطابق کو مان بھی لیں تو اس سے کوئی نتیجہ خیز بات پیدا نہیں ہوتی۔ اسلام کا سرچشمہ معلوم
کرنے کے لئے اسکی تعلیم کے نتیجہ کو دیکھو اور یہودی اور عیسائی تعلیم کے نتیجہ سے مقابلہ کرو کیونکہ
اس میں شک نہیں کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر اسلامی تعلیم کا ماخذ یہودی
اور عیسائی تحریریں ہوتیں تو اُسکا اثر کم سے کم ان اصلی تحریروں سے کم ہونا چاہئے تھا
مگر یہودیوں اور عیسائیوں کو جو عرب میں ناکامی ہوئی۔ اور اسلام کی عظیم الشان کامیابی

کچھ اور ہی بتاتی ہیں اور اُن سے یہ قطعی اور یقینی شہادت پیدا ہوتی ہے کہ اسلام کا منبع یہودیوں اور عیسائیوں کی تحریروں سے بہت برتر اور اعلےٰ اور پاک ہے - از ریویو

# غار اصحاب کہف کی نسبت

# چشم دید شہادت

منجملہ ان باتوں کے جو رب العباد نے نبی آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمائی ہیں اور جنکا ذکر قرآن کریم میں ہے - قصہ اصحاب کہف بھی ہے جو پارہ ۱۵ سورہ کہف میں مذکور ہے - اصحاب کہف کون تھے اور اُن کا قصہ کس طرح ہے اور اُن کا زمانہ کونسا تھا - سو جیسا کہ مفسرین لکھتے ہیں - دقیانوس بادشاہ کے زمانہ کا یہ قصہ ہے - دقیانوس ایک کافر اور ظالم بادشاہ تھا - اُس کا دین بت پرستی تھ - وہ اور اُس کے زمانہ کے سب لوگ عبادت اصنام کیا کرتے تھے - اُن میں سے چند اشخاص کو جو دارالسلطنت دقیانوس کے باشندے اور امرا کے بیٹے تھے - خدا نے ہدایت کی اور اُن کے دلوں میں ڈالا گیا - کہ معبود حقیقی اُن کا خدائے پاک خالق زمین و زمان ہے نہ دہ بیجان و بے زبان بُت وہ برملا پکار اُٹھے ربنا رب السمٰوٰت والارض لن ندعوا من دونہ الٰھا (ہمارا پروردگار زمین و آسمان کا رب ہے ہم اُسکے بغیر کسی کو معبود نہیں کہیں گے) جب اُن کے دلوں میں نور توحید شعلہ زن ہوا اور تجلی ذات واحد نے اُن کے سینوں کو منور کیا - تو وہ اپنی قوم کی نازک حالت دیکھکر اُن کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے ھوءلاء قومنا اتخذوا من دونہ الھۃ لولا یاتون علیھم بسلطان بین فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا (ت ۲ - ۵) عجیب قوم ہے جو سوائے پروردگار حقیقی کے اور معبود بنائے بیٹھے ہیں - کیوں نہیں

کوئی روشن دلیل لاتے - یہ کتنی ظلم کی بات ہے کہ خدا پر جھوٹا افترا باندھ لیا جائے - اُن کا یہ کہنا تھا کہ قوم میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی اور سب اُنکو ایذا دینے کے درپے ہو گئے - چونکہ وہ بھی امراء قوم میں سے تھے - قوم کی مخالفت کی اُنہوں نے پرواہ نہ کی اور کلمۂ حق کہنے سے باز نہ آئے - رفتہ رفتہ یہ معاملہ بادشاہ وقت دقیانوس تک پہنچایا گیا اُس نے بلا کسی قسم کی تحقیقات کے حکم نافذ کیا - کہ وہ واجب القتل ہیں جہاں ملیں اُن کو جان سے مار دیا جائے - جب اُن کو اس امر کی اطلاع پہونچی - تو وہ شہر سے بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے جہاں وہ اب تک سوئے ہوئے ہیں اس غار کے متعلق شہر جہلم کے باشندے مسمی میاں جواہر قوم زرگر نے . . . . . .

. . . . . . . . اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے - کہ یہ غار موضع خواجہ الطون سے نصف میل پر واقعہ ہے - غار کے اندر نصف میل جانے پر شمالاً و جنوباً دو راستے ملتے ہیں - شمالی رستہ پر سو قدم کے فاصلہ سے سیڑھیوں کے ذریعہ اوپر چڑھنے پر لکڑی کا جنگلا نظر پڑتا ہے اور اُس جنگلے کے اندر کتا بیٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے - اُس کا جسم صحیح سالم آنکھیں کھلی ہوئی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُٹھکر اچک کر کھا لے گا - کتے کا رنگ دھورا (سرخ و سیاہ) ہے کتے سے پرے کچھ آدمی سوتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جن پر چادر پڑی ہوئی ہے اور انکی جسمانی ساخت میں کسی طرح کا قصور نہیں پایا جاتا - ہر ایک عضو صاف صاف ظاہر ہوتا ہے - ہر طرح تحقیق کیا گیا - اس میں کسی قسم کا دھوکا یا فریب نہیں ہے - خواجہ الطون کے قریب تھوڑے فاصلہ پر شہر دقیانوس کے آثار اب تک پائے جاتے ہیں - یہ ملک ترکستان . . علاقہ چارجوئی کہلاتا ہے اور روس و روم کی سرحد میں واقع ہے - از سعل

جناب امام اعظم رحمہ [illegible] ایک دن بازار میں [illegible]

# خبط دیانندی

یا

## آریہ مسافر دسمبر سنہ ۱۹۰۴ صفحہ ۶۵ کی تردید

( سلسلہ کے لئے دیکھو الوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۲ صفحہ ۲۶ )

اسکے خلاف آپکی دیانت اور امانت تو اس سے ظاہر ہے کہ آپ یہودیوں عیسائیوں شیعہ گروہ کی غیر مسلمہ کتب کے حوالوں سے ہمپر اعتراض کرتے ہیں آپ اصل مطالب و ترجمہ کو غلط طور پر بیان کرتے ہیں ہم ترجمہ بھی دیانندیوں کا پیش کرتے ہیں اور کتب بھی دیانندیوں کی مستند۔ آپ ہمیں ایک اعتراض ایسا دکھائیں جو آپکے مسلمات پر نہ ہو۔ میں آپ کی کتب شاستر وغیرہ سے نکال کر ثابت کروں گا۔

**دیانندی**۔ اس کے پاس ازلی اثاثہ موجود ہے۔

**مسلمان**۔ لالہ جی ذرا تشریح بھی کردیں کہ یہ اثاثہ اُسے کس قانون یا قاعدے سے ملاہے وراثت سے یا زبردستی قبضہ سے یا خرید سے۔ براہ مہربانی تشریح ضرور کریں۔ شاید قدیم ویدیوں کے پس ماندہ اثاثہ سے بطور ورثہ کچھ مل گیا ہوگا۔

**دیانندی**۔ جب وہ چیز جس کو پیدا کرکے بناتا ہے ازل سے موجود ہے۔ تو پھر اسکے بنانے کی کیا ضرورت ہے اُسے نیست سے ہست کرنے کی ضرورت نہیں۔ پیدا کرنے کے معنے موجودہ چیزوں کو باہم ترکیب و ترتیب دینا ہے۔

**مسلمان**۔ ازل سے موجود ہونے کی دلیل ندارد۔ اور پھر اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ اُسے بنانے کی ضرورت نہیں تو پھر مرکب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ روحوں کو اپنی طبعی حالت پر آزاد رہنے دیا ہوتا جب روح میں تمام صفات مندرجہ ستیارتھ صفحہ ۲۶۹ یعنی زور۔ ہمت۔ کشش۔ تحریک۔ حرکت۔ خوف۔ امتیاز۔ فعل۔ حوصلہ۔ یاد۔ یقین۔ خواہش

محبت ۔ نفرت ۔ ملاپ ۔ جدائی ۔ ملانا ۔ جدا کرنا ۔ سننا ۔ چھونا ۔ دیکھنا چکھنا سونگھنا
گیان جو میں طاقتیں قدیم و ازلی ہیں اور بلا ترکیب دیئے موجود ہیں ۔ تو مرکب کرنے
کی کیا ضرورت اور مرکب کرنے کی صورت میں ویدک ایشور نے گھر سے اُسے
لا دیا ۔ جب مادہ موجود ہے جو بقول آپ کے بیجان ہے تو ممکن ہے روح نے
جو جاندار ہے اور ملانے جدا کرنے ۔ حرکت ۔ زور کشش وغیرہ قدیم صفات رکھتی
ہے مادہ بیجان کو پکڑ کر خود ہی اپنے قدیمی زور سے اور کشش و ہمت سے اُسے ملا لیا
ہو ۔ کیونکہ مادہ ہر حال میں روح سے کثیف ہے اور روح اُسے دیکھ سکتی ہے پھر لالہ جی
ایشور کی ہستی پر دلیل لائیے ۔ میں کہتا ہوں یہ سب کارخانہ ارواح نے بنا لیا ہے
اور سب نے اکٹھا ہو کر پہلے مادہ کو جوڑا اور زمین بنا لی ۔ اس طرح تجربہ کرتے کرتے یہ
کارخانے قایم کر لئے ۔ کیونکہ ایڈیشن سنجری ۵۹ سے ثابت ہے کہ پہلے آکاش پیدا
ہوا بعد ازاں روحوں نے تجربہ کر کے ہوا پھر آگ پھر پانی پھر پرتھوی پھر اناج وغیرہ پیدا
کئے چونکہ یہ سلسلہ وار ہوا ہے اس لئے ظاہر کرتا ہے کہ انکو بنانے والا تجربہ نہ رکھتا
تھا اس لئے آہستہ آہستہ ان کو بعد تجربہ بنایا ۔ اب لائیے ویدک ایشور کی
ہستی کی دلیل باہم مرکب کر کے کچھ بنا لینا پیدا کرنا نہیں بلکہ صنعت کہلاتی ہے
جیسے کمہار ۔ دیانندیوں کے عقیدے کے خلاف وید کی بعض جگہ سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ خدا ہی سب سے قدیم ہستی ہے مگر چونکہ وید کئی انسانوں کے کلام کا مجموعہ ہیں اس لئے
اس میں زیادہ تر مشرکانہ طرز کے منتر ہیں (رگوید منڈل ۱ سکت ۴۸ منتر اول) میں لکھا
ہے کہ ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہے ۔ اور جیو اُسے باپ کی طرح
پکاریں (ستیارتھ منک) اس منتر کے متکلم کا عقیدہ صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ صرف
ایک خدا کو قدیم جانتا ہے ۔ روح وغیرہ سب کو حادث ۔ کیونکہ سب سے پہلے کا فقرہ ظاہر کر رہا
ہے کہ وہی اکیلا پہلے تھا ۔

باپ ہمیشہ لڑکے سے پہلے ہوتا ہے اس لئے جیو جو بمنزلہ اُسکے بیٹوں کے ہیں
اور اُس سے بعد ہیں ضرور مخلوق ہیں ورنہ دوسری صورت میں یا تو ایشور کی بابی دکلام

جھوٹا اور محض دھوکا بازی ثابت ہوتا ہے یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ ویدک مصنف اتنا کم عقل تھا کہ اپنے ہم عمر کو بیٹا کہتا ہے باپ بیٹا کسی قانون کسی عقل کے نزدیک ہم عمر نہیں ہو سکتے دیانندی قانون قدرت سے۔ اس کی مثال لائق معلوم ہوتا ہے دیانند نے عیسائیوں کا یہ عقیدہ پورا پایا ہے۔ کہ جب سے خدا (ایشور) تب سے بیٹا یسوع (روح) اور تب ہی سے روح القدس (مادہ) اور پھر اسپر اپنی کم فہمی کا ملمع چڑھا کر وید کے سر تھوپ رہا ہے۔

**دیانندی**۔ پرماتما کو کسی چیز کی ضرورت نہیں سب چیزیں ہمیشہ سے اس کے پاس ہیں۔

**مسلمان**۔ اسکے پاس کی ایک ہی کہی جب وہ خود بخود قایم اور اپنی ذات کی قیام میں ایشور کی محتاج نہیں تو ان کی موجودگی ایشور کو سوائے اس کے اور کیا فایدہ دے سکتی ہے کہ ہینگ لگی نہ پھٹکڑی بیٹھے بٹھائے میاں مودھو کو کام چلانے کے لئے مل گیئں اور ان پر قبضہ جابرانہ کر کے اپنا کام نکال رہا ہے۔

**دیانندی**۔ وہ تمام مرکبات و موجودات کا علت فاعلی ہے کیونکہ وہ محتاج نہیں کسی چیز کے حاصل کرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ وہ ازل سے ان کا مالک ہے۔

(۲) کیا خدا نے روح کو اپنے جسم کو کاٹ کر بنایا۔ خدا مرکب نہیں کہ اسکا ٹکڑہ ہو سکے ان گالیوں سے دیانندیوں جیسے باریک بین و نکتہ رس لوگوں کی تشفی ناممکن۔

**مسلمان**۔ صرف مرکب کرنے سے ایشور کی صفات کاملہ کا اظہار نہیں ہو سکتا آجکل یورپ کے صناعوں نے کیا کچھ کر کے نہیں دکھایا اگر اسی طرح مادی ترقی ہوتی گئی تو آپکے ویدک مصنف کے مساوی مرکب کرنے والے انسان پیدا ہونے لگینگے۔

دیانندی اعتقاد میں خدا کی قدرت کاملہ کا کوئی ثبوت نہیں۔ رہا خواہش رکھنا سو ستیارتھ پرکاش ۳۶۲ پر لکھا ہے کہ ایشور کو گو ہماری طرح کی خواہش نہیں ہے مگر ایچھشن ہے یعنی سب قسم کی دنیا کی نمود اری اور تمام کائنات کو بنانا۔ اس سے ظاہر ہے کہ خواہ کسی قسم کی خواہش ہو اسے اپنے افعال کرنے میں ایچھشن (خواہش) ضرور ہے گو دیانندی اپنی غلط عقاید پر پھر ڈالنے کی کوشش کریں۔ مگر ہم پر ان کے عقاید پورے پورے واضح ہو چکے

ہیں اسی خواہش کو ستیارتھ پرکاش یا رگوید بھاشیہ بھومکا کے ترجمہ درست تا نند ادھیائے اول سلوک ۵ خوب کھولکر بیان کرتی ہے (اور اُس کے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنا چاہیئے تو اُس نے پہلے پانی یعنی بیج کو پیدا کیا پھر اُس پانی میں بیج ڈالا) اب آپکو یقین ہوگیا ہوگا کہ آپکے قدیم ویدی بھائی اس دنیا کو الیشور کے بدن کا حصہ مانتے تھے جس کے ٹکڑے سے یہ دنیا پیدا ہوئی جبکہ اسے خواہش ہوئی اب آپ چاہے کچھ کہیں مگر ہم آپکے بزرگوں کو آپکے مقابل قابل اعتبار سمجھتے ہیں۔ اور کو توجہ سے دو آپ کا گرو لالہ دیانند پرکاش سوکت یجر وید ادھیائے اسم منتر سے میں الیشور کے چار حصے مانتا ہے اور پرکرتی سے زمین تک تمام لطیف و کثیف کائنات کو الیشور کا ایک پہلو یا نکڑا یعنی حصہ کائنات بانی ٹکڑے بتاتا ہے۔ اسکے خلاف قرآن پاک صاف طور پر ارشاد فرماتا ہے قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد۔ خدا ایک ہے وہ بے نیاز ہے نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ اُس کے برابر کا کوئی ہے۔ کہاں آپکا مرکب اور چار حصوں والا ویدک الیشور اور کہاں ایک لاثانی اور صاحب قدرت سچا اور حقیقی واحد خدا۔ وید کو قرآن کے مقابلہ میں لاتے شرم تو نہ آتی ہوگی۔ وید ایسی مشرکانہ وملحدانہ کتاب کو کلام الٰہی کے مقابلہ پر لانا یہ ہٹ دھرمی دیانندیوں کے حصے میں آئی ہے۔ اگر آپ باریک بین نہ ہوتے اور نکتہ رسی آپ میں نہ ہوتی تو نیوگ جیسے ناپاک مسایل آپ میں کبھی رواج نہ پکڑتے۔ نہ ویدک الیشور باپ بیٹی کی مجامعت کے اشارے آپ کو کرتا۔ ہم طینت وغیرہ کی بابت پہلے بہت کچھ لکھ آتے ہیں وہ ملاحظہ کریں۔

**دیانندی**۔ ہم ازل سے پرماتما کی ازلی رعایا ہیں جب خدا اسلام زبردستی بنی اسرائیل کا راجا بنا تبھی تو رو رو یا پیٹا ننگا ہو کر ناچا۔ بُرے بُرے حال کئے۔ ہم سچ کہتے ہیں مگر آپ ناحق الزام لگاتے ہیں۔

**مسلمان**۔ روح و مادہ کو ازلی کہتے کہتے اب آپ بھی ازلی بن بیٹھے ہیں آپ نے جہالت اور کم سمجھی سے قرآن پاک آیات بلا ترجمہ نقل کردیں اور دیانندی کو رمغزی

اور تعصب سے رد با پیشا ننگا ناچ وغیرہ وغیرہ اپنی دیانندی تہذیب کی لغات سے نکالکر دنیا کو متعفن کر دیا - اگر اسی کو سچ کہتے ہیں تو دنیا پر چند روز میں آپکی سچائی ظاہر ہو رہے گی ہم آپکو پتے کی بتلاتے ہیں ذرا یجرویدکا پرش سوکت رگوید آدی بھاشیہ بھومکا سے نکال کر پڑھو اور عقل کی سلائی اپنی نابینا آنکھوں میں پھیرو - اور ویدک مصنف کا فوٹو پڑھو جو درج ذیل ہے -

(یجروید ادھیائے ۳۱ منترا) اسکے بیشمار سر بے شمار آنکھیں بے شمار پاؤں دس انگل اس کا بردہ (دل) -

منتر ۳ - اسکے جسم کے چار حصے ہیں جنمیں سے ¼ حصہ یہ دنیا ہے -

منتر ۵ - سورج چاند اسکی آنکھیں - ہوا پران - زمین اسکے پاؤں -

منتر ۶ و ۸ - اس نے اپنے جسم کے ¼ حصہ مذکورہ بالا سے اناج - درخت - جانور - پرند - چرند - گھوڑے بھیڑ - بکری بنائے -

منتر ۱۰ - ۱۱ - منہ سے برہمن - بازو سے کشتری - ران سے ویش اور پاؤں سے شودر بنائے -

منتر ۲۲ - جب وہ اپنا لبنترہ پورا لپورا تیار کر چکا تو اب اُسے شادی کرنے کی سوجھی اور دو عورتوں شری و لکشمی سے نکاح کر کے پلنگ پر جا براجا اور اپنے پیروں کو کثرت ازدواج کا نمونہ دکھا کر پچھتانے لگا کیونکہ انہوں نے کم فہمی سے بجائے کثرت

ازدواج کا نمونہ دکھا کر پچھتانے لگا کیونکہ انہوں نے کم فہمی سے بجائے کثرت

ازدواج کے نیوگ بازی اور بیسواپن کے کارخانے کھول دیئے اور اپنی عورتوں کو جوئے پر لگانا شروع کر دیا ہے - ایک عورت کے گرد پانچ پانچ مرد پھرنے لگے - ان خلاف تہذیب باتوں کو دیکھ کر وہ یہ کہتا ہوا منہ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا کہ میں بدکرداروں کو اشیرباد نہیں دیتا - شری اور لکشمی کو پہلے تو مسلمانوں نے قابو کیا - مگر کچھ عرصہ کے بعد انگریزوں نے آدبوچا - اور اب خدا نے چاہا تو اس نیک قوم کے قابو سے اُن کا نکلنا ذرا کارے دارد والا معاملہ ہے - بیچاری شری و لکشمی بھی اُن کی غلامی

میں امنی برضا ہیں کوئی ضرورت نہیں کہ ہم بار بار دیانندیوں کو مہاتما بدھ کا مقولہ یاد دلائیں وہ بدھ شاستر امعیائے ۲ سوتر اول میں لکھتا ہے چونکہ اُن کے وقت کی میعاد غلط ہے اور اُن میں پرمیشور کے نشان نہیں ہیں اور وہ خلاف عقل ہیں اسلئے وید پرمیشور بانی نہیں ہو سکتے"۔ جو کچھ بدھ جی نے لکھا ہے خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ مگر ایسی شہادت کے سامنے اس بات کا دعویٰ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ وید ایشور کا کلام ہیں جنمیں ایسی خرافات بھری پڑی ہے۔ خدا دیانندیوں کو عقل سلیم عطا کرے۔ کہ وہ ایسے بزرگوں کی رائوں کی پڑتال کریں جو وید کے زمانہ کے نزدیک ہو گذرے ہیں۔

**دیانندی**۔ دنیا کا کوئی بشر ایران و روم عربستان بھارت و مشرق امریکہ۔ جاپان یورپ پچھم میں نیوگ سے خالی نہیں ہے ہر آدمی اپنی عورت سے نیوگ کرتا ہے۔ نکاح کیا ہے نیوگ ہی ہے نکاح ثانی کیا ہے نیوگ ہی ہے۔ قرآن میں نیوگ بلفظ نکاح موجود ہے جب کوئی رسم نکاح بزرگوں کے سامنے ادا کر کے مرد کی عورت سے مباشرت ہوتی ہے تب نیوگ ہوتا ہے اولاد کی خاطر عورت سے مباشرت کا نام نیوگ ہے ہاں بلا ادائے رسوم عورتوں سے مباشرت کرنا قرآن میں جائز ہے۔ سو قرآن سورۂ نسا میں افسوس کہ ہر مسلمان پر حلال ہے۔

**مسلمان**۔ دیانند آؤ۔ اور کہاں ہو اپنے نئے سوامی کی داد دیتے۔ واللہ اگر اسوقت **دیانند و مقتول** ہی ہوتے تو وہ ضرور اس نیوگ کی تعریف کرنے پر اس نئے سوامی کے چیلے بن جاتے۔ ویدک ایشور اگر ہند سے بھاگ نہ گیا ہوتا تو وہ اپنی بانی (کلام) کی تائید میں ایسی مدلل تحریر دیکھکر ضرور اس پوگندر پال کی شاگردی قبول کر لیتا۔ لالہ جی کیا کہتے ہیں یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک زانی کو زنا کرنے کے جرم پر گرفتار کر کے ایک منصف کے پاس پکڑ لائے جب اُس سے پوچھا گیا۔ کہ تو اس جُرم کا مرتکب کیوں ہوا۔ آپ چونکہ دیانندی وید پڑھے ہوئے تھے اور دیانندی فلاسفہ کے ماہر تھے جھٹ جواب دیا کہ امریکہ۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا کے مہذب سے مہذب اور جنگلی سے جنگلی انسان عورت سے زنا کرتے ہیں اور کوئی زنا سے خالی نہیں۔ گو بیچارے کو قانونی سزا تو

مل گئی۔ مگر افسوس یہ ہوا کہ ہمارے یہ سوامی جی وہاں نہ ہوئے ورنہ سزا اور نکاح کو ایک ترازو پر رکھکر بچا رے زانی کو بری کرا دیتے اور دیانندی فلاسفی کو دنیا پر ظاہر کرتے۔ بقول مکذب تو اعتراضوں سے بچنے کی خاطر نیوگ کو پنرووا ہ (نکاح ثانی) کہنا تھا۔ مگر ہمارے لالہ مہاشے اور کیا کچھ سوامی صاحب نے نکاح اور نیوگ کو برابر کرکے ستیارتھ پرکاش کی تعلیم پر پانی پھیر دیا۔ ایک بات تو ضرور ہے کہ سوامی جی کا دل نیوگ سے ضرور بیزار ہے اسی لئے وہ پردہ پوشی کرنا چاہتے۔ بچارہ آریہ مسافر میگزین بھی اپنے منہ سیاہ کرنے کے لئے ایسے مضمون درج کر دیتا ہے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ ہم اپنی طرف سے کچھ ایزادی کر کے سوامی کو گھر تک پہونچائیں۔ ہم اُسکے گرو کی تحریر سے ہی نیوگ اور نکاح کا فرق لکھ دیتے ہیں تا کہ جھوٹے کا منہ کالا ہو۔ اگر سوامی جی کسی لغت کی کتاب سے وواہ پنرووا ہ اور نیوگ کے الفاظ کے معانی ترادف دکھلا دیتے تو ہم انکی سچائی کی داد دیتے۔ دیانند نے سب سے اول ستیارتھ صفحہ ۱۳ سوال ۱۱ سملاس چوتھا کی تحت میں نکاح ثانی کے نقصانات بیان کئے ہیں جس سے ظاہر ہے کہ نکاح ثانی جو نقصان رساں (بقول دیانند) ہے وہ اور چیز ہے اور نیوگ جو نفع رساں (بقول دیانند) ہے وہ دیگر چیز ہے سوال ۱۱ کی تحت میں وہ مندرجہ ذیل فرق نکاح ثانی و نیوگ میں بیان کرتا ہے۔

**۱۱۱۔ سوال**۔ پنرواہ اور نیوگ میں کیا فرق ہے؟

**جواب پہلا**۔ بیاہ کرنے میں لڑکی اپنے باپ کا گھر چھوڑ خاوند کے گھر جاتی ہے اور اُسکا باپ سے زیادہ تعلق نہیں رہتا۔ مگر بیوہ عورت اُسی بیاہے خاوند کے گھر میں رہتی ہے گو نیوگ ہو جائے۔

**دوسرا**۔ اُسی بیاہی عورت کے لڑکے اُسی بیاہے خاوند کے وارث ہوتے ہیں مگر نیکتا عورت (جس نے نیوگ کیا ہو) کے لڑکے ویرج داتا کے نہ بیٹے کہلاتے ہیں نہ اُس کا گوتر ہوتا ہے نہ اُس کا اختیار اُن لڑکوں پر رہتا ہے بلکہ وے متوفی خاوند کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ اُسی کا گوتر رہتا ہے۔ اور اُسی کی جایداد کے وارث ہو کر اسی گھر میں رہتے ہیں۔

**تیسرا**۔ بیاہی عورت مرد کو باہم خدمت اور پرورش کرنی لازمی ہے مگر نی یکت (نیوگ شدہ) عورت مرد کا اس قسم کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔

**چوتھا**۔ بیاہی عورت مرد کا تعلق دونوں کی موت تک رہتا ہے مگر نیوگ شدہ عورت مرد کا تعلق کاریہ کے بعد چھوٹ جاتا ہے۔

**پانچواں**۔ بیاہی عورت مرد باہم گھر کے کاموں کو سرانجام دینے میں کوشش کیا کرتے ہیں اور نیوگ شدہ عورت مرد اپنے اپنے گھر کے کام کیا کرتے ہیں۔

**۱۱۲۔ سوال**۔ بواہ اور نیوگ کے قواعد یکساں ہیں یا مختلف۔

**جواب**۔ کچھ تھوڑا سا فرق ہے جس قدر کہ اوپر کہہ آئے۔

**چھٹا**۔ کہ بیاہی عورت مرد ایک خاوند اور ایک ہی عورت ملکر دس اولاد پیدا کر سکتے ہیں۔

**۱۱۳**۔ مگر نیوگ شدہ عورت مرد دو یا چار سے زیادہ اولاد پیدا نہیں کر سکتے۔

**۱۱۴** (۷) ماسوا اس کے جیسے کنوارے اور کنواری کا بیاہ ہوتا ہے۔ ویسے جس کی عورت یا مرد مر جاتا ہے انہی کا نیوگ ہوتا ہے کنوارے کنواری کا نہیں۔

**۱۱۵** (۸) جس طرح بیاہی عورت مرد اکٹھے رہتے ہیں ویسے نیوگ شدہ عورت مرد کا برتاؤ نہیں بلکہ بغیر رتودان کے وقت کے اکٹھے نہ ہوں۔

**۱۱۶** (۹) اگر عورت اپنے لئے نیوگ کرے تو جب دوسرا حمل ٹھیر جائے اُسی دن سے عورت مرد کا تعلق قطع ہو جاتا ہے اور اگر مرد اپنے لئے کرے تو بھی دوسرے حمل کے ٹھیرنے سے تعلق قطع ہو جاتا ہے لیکن وہی نیوگ شدہ عورت دو تین برس تک اُن لڑکوں کی پرورش کر کے نیوگ شدہ مرد کو دیوے۔

**ناظرین**۔ مندرجہ بالا عبارت ستیارتھ پرکاش کی اصلی عبارت ہے۔ اسی لوگندرپال کی جھوٹی تحریر سے مقابلہ کر کے اندازہ کرلیں کہ دیانندی کہاں تک جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔

قرآن مجید میں بیشک نکاح کے مسائل موجود ہیں مگر نیوگ کے جواز کا نام لینے والی

پر اسلام لعنت بھیجتا ہے۔ نیوگ نلاسفی کو کہاں تک لکھا جاوے یہ ایک رسالہ میں واضح ہوگی۔ نیوگ کا جواز اولاد کی خاطر لکھنا محض جھوٹ ہے نیوگ کا اصل مقصد مذہبی طور پر وام مارگیوں کی طرح زنا کاری پھیلانے کا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالے سے ظاہر ہے۔

**۴۶ سوال۔** جب ایک بیاہ ہوگا ایک مرد کے لئے ایک عورت اور ایک عورت کے لئے ایک مرد رہے گا اُس عرصہ میں عورت حاملہ دائم المریض یا مرد دائم المریض ہو جائے اور دونو کا عالم شباب ہو اور رہا نہ جائے تو کیا کریں۔

**جواب۔** اس کا جواب نیوگ کے مضمون میں دے چکے ہیں۔ اگر حاملہ عورت سے ایک سال صحبت نہ کرنے کے عرصہ میں مرد سے یا دائم المریض مرد کی عورت سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ کر کے اُس کے لئے اولاد پیدا کرے۔ لیکن رنڈی بازی یا زناکاری کبھی نہ کریں۔

**ناظرین۔** رہا نہ جائے کی تفسیر سوامی سے دریافت کریں اپنی عورت حاملہ ہو اور اولاد کی اُمید بنتے مگر رہا نہ جائے کی خاطر دوسری عورت سے جا کر زنا کر کے اور اولاد پیدا کرے۔ یہ نسخہ وید اقدس کا ہے۔ یہیں تک بس نہیں بلکہ اولاد کا نام رکھ کر عورتوں میں بد اخلاقی پھیلانے کے اور کئی ٹوٹکے موجود ہیں۔ ذرا ان کو بھی دیکھئے۔

**۳۹ ا۔** اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس اور اگر علم و نیک نامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس . . . . . . . . اور دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ س

| | |
|---|---|
| تجارت کو نکلو تو سہ سال پیچھے | جو لوٹو تو یہ بارہ ہونگے تمہارے |
| کہو سو تم اصل پاؤ گے آ کے | ملے بیوی اور بے مشقت کے لڑکے |

اور ششے۔

عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس دبیاہ سے آٹھ برس تک عورت کو حمل نہ ٹھیری)

اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس جب جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں گو گیارھویں برس تک اور جو بد کلام بولنے والی ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے۔

ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہیئے کہ اُسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کرا اولاد پیدا کرکے اُسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد کرلے۔

**ناظرین** ان حوالجات میں اولاد کی خاطر کی قید بھی اُڑ گئی اور دیانند کے نزدیک لڑکیاں اولاد میں داخل نہیں۔ نیز بد کلامی کی حالت میں دوسرے سے جا گھسیں۔ کیوں لالہ سوامی اولاد کی خاطر عورت سے مباشرت کا نام نیوگ ہے یا نہ رہے جانے اور زنا کے لیئے۔

افسوس کہ سہروں بیاہی عورت جس کے ساتھ بیاہ کے وقت بموجب حکم وید یہ اقرار ہوتا ہے کہ ہم کسی غیر کا منہ تک نہ دیکھیں گے اور نہ غیر سے ایسی حرکت کی مرتکب ہونگے صرف نہ رہے جانے کی خاطر اور حرامی اولاد کی خاطر دوسرے کی بغل میں دیدی جاوے کیا وید کے ایشور کو بیاہ کے وقت کا اقرار تڑوا دینا اور ایسی ناجائز تعلیم دینا جائز تھا۔ ہرگز نہیں۔ یہ شرف اور یہ بزرگی اور حیا بانہ تعلیم کہ غیر مرد کا منہ تک نہ دیکھا جائے۔ قرآن پاک کا اور صرف کلام ربانی کا حصہ ہے جو کام ضرورت کے تقاضا کے مطابق کرایا ہے جائز اور احسن طریقہ پر فرمایا ہے۔ وید کی طرح ایسے وشٹوں یا بیوں اور حرام کاری کرنے والوں کے نام گندھرو۔ سوم۔ اگنی بنش وغیرہ کے گیت نہیں گائے بلکہ ایسے افعال کی مرتکب پر لعنت کی ہے اور اس کے لئے تعزیر لازم کی ہے۔ اگر دیانند ایک دفعہ اور جنم لے لے تو بھی کلام پاک کے مقابلہ پر وید کی تعلیم کو نہیں رکھ سکے گا۔

**دیانندی**۔ ہم نے کب اور کہاں کہا ہے کہ کشش ثقل کشش اتصال وغیرہ کو پرماتمانے نہیں بنایا۔

**مسلمان** لالہ جی ہوش کرو جب آپ روح و مادہ کو قدیم مانتے ہیں تو اُن کے خواص کو بھی قدیم ماننا پڑیگا جب خواص قدیم مانے تو پرماتما کی کچھ دیا ثابت نہ ہو سکے گی۔

رح میں دیکھنے سننے کی صفت موجود مادہ میں کشش انفصال ثقل وغیرہ صفات موجود - پھر الیشور کے گھر سے کیا خرچ ہوا -

**دیانندی** - خدا نے مادہ سے آدم کا پتلا بنایا -

**مسلمان** - مگر ہم تو مادہ کا خالق بھی خدا کو مانتے ہیں اور اُس کی تمام صفات کا خالق بھی وہی برحق ہے - مستی آپکی پہلے کر چکا ہوں -

**دیانندی** - سونا چاندی کا مادہ خدا کے پاس ازلی موجود ہے -

**مسلمان** - سونا چاندی جب مرکب ہی نہیں تو خود مادہ ہی جمع شدہ ہے - خدا نے اُسے کیا بنایا - اور پھر اگر سونا چاندی کے خواص تمام مادہ میں ہیں تو ہر چیز میں وہ خواص کیوں نہیں پائے جاتے - جبکہ یہ خواص اُس کی صفت ذاتی ہیں -

**دیانندی** - بیشک جو کام خدا کرتا ہے وہ خدا کی صفت اور جو کام انسان بناتا ہے وہ انسان کی صفت ہے -

**مسلمان** - یہاں سے ثابت ہو گیا کہ صفت میں انسان خدا کا شریک ہے - اور کہ خدا نے دنیا میں بہت سی چیزیں نہیں بھی بنائیں جنکو انسان نے بنایا ہے - اور یہی شرک ہے - دیانندیو اپنے سوامی کی پیٹھ ٹھونک دینا -

**دیانندی** - یہ کون کہتا ہے کہ انسان کی بنائی چیزوں کا بھی خدا خالق ہے -

**مسلمان** - مانا - آپ کے کلام سے ظاہر ہو گیا کہ دنیا میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جنہیں انسان نے بنایا ہے اور جنکا خدا خالق نہیں گویا انسان خدا کی صفات کا شریک ہے یہی ویدک شرک ہے جس کے استیصال کے لئے قرآن مجید للکارتا ہے اور مشرک پر لعنت بھیجتا ہے -

**دیانندی** - جن چیزوں کو خدا نے بنایا اُن کے خواص وطبایع سے بنایا روغنی سے روشنی آگ سے آگ پانی سے پانی ہوا سے ہوا بنائی - انسان کو جیو اور عناصر خمسہ سے بنایا - یہ ہمارا انتہا مسلہ ہے -

**مسلمان** - آریہ مسافر میگزین کے لئے بہتر ہے کہ ایسے ویدک دھرم کو غارت

کنندہ نامہ نگاروں کے مضامین اپنے رسالہ میں نہ چھاپا کرے۔ لالہ سوامی نے یہاں
کئی چیزوں کو قدیم مان لیا ہے اور یہاں تک کہتا ہے کہ روشنی بھی اس نے نہیں پیدا کی
بلکہ روشنی آگ ہوا پانی سب موجود چیزوں سے اور چیزیں بنائیں۔ افسوس کہ وید کے
پیرو دنیا کے سامنے ایسا پاک پرمیشور پیش کرتے ہیں جس کا ماننا ہمارے لئے کوئی
نفع نہیں دے سکتا۔ اب موقعہ ہے کہ دنیا وید کو یک دم استعفا دیکر سچے خدا کا
کلام پہچانے یہ ہمارا سلسلہ ہرگز نہیں نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ باقی آئندہ

محمد منظور الٰہی سوہدروی

# مواعظ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت انس رض کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے اپنے خطبہ میں انسان کی
ابتدائے پیدائش کی کیفیت بیان فرمائی اس ضمن میں بیان کیا کہ آدمی پیشاب کے مقام
سے دو مرتبہ نکلتا ہے ایک مرتبہ بوقت استقرار حمل باپ کے عضو سے دوسری مرتبہ
وقت ولادت ماں کی عضو سے) اس بیان کا وہ اثر ہوا کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے آپکو
ناپاک سمجھنے لگا۔ حضرت شیخ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ خطبہ تکبر نفس کا
عمدہ علاج ہے مگر یہ بیان موثر کسکو نصیب ہے؟۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے دنیا کی ناپائداری کا نقشہ لوگوں کی
نظروں میں کھینچا ( خطبہ میں فرمایا کہ وہ حسین مہ جبین جنکو اپنی جوانی پر ناز تھا کہاں گئے
وہ بادشاہ جنہوں نے شہر آباد کئے تھے اور قلعہ بنائے تھے کہاں گئے وہ بہادر لوگ کہاں
ہیں جو میدان جنگ میں ہمیشہ غالب رہا کرتے تھے۔ زمانہ نے ان کو مٹا دیا اور اب وہ
قبر کے تاریک گوشوں میں پڑے ہوئے ہیں فریاد ہے فریاد ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رض اپنی زبان کو پکڑے ہوئے کھینچ رہے تھے
اسی اثنا میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے انہوں نے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ یہ

کیا کر رہے ہیں فرمایا کہ اس نے مجھے بڑی سخت سخت تہلکوں میں ڈالا ہے۔ بیشک رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ بدن کا ہر عضو زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اپنی وفات سے ایک برس پہلے حضرت ابوبکر صدیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑے ہوئے اور کہا۔ . . . کہ پارسال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یہ کہکر رونے لگے پھر کہا کہ پارسال گرمیوں میں میں نے تمہارے نبی صلعم سے سنا تھا کہ فرماتے تھے خدا سے صحت تندرستی اور گناہوں سے بچنے اور بخشش کی درخواست کرو اور باہم بغض و عداوت نہ رکھو اور حسد نہ کرو اور ای خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہو کے رہو جیسا نہیں خدا نے حکم دیا ہے۔

حضرت انس رضہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر رضہ سے فرمایا کہ ہمارے ہمراہ ام ایمن کے پاس چلو تاکہ ہم اُن کی زیارت کریں جس طرح رسول خدا صلعم اُنکے دیکھنے کو تشریف لیجایا کرتے تھے چنانچہ یہ دونوں جب انکے پاس پہونچے تو وہ رو رہی تھیں ان دونوں نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ تم کیوں روتی ہو جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ اُس کے رسول کے لئے بہتر ہے راوی کہتا ہے کہ ام ایمن نے کہا کہ میں اس سبب سے نہیں روتی کہ میں اس بات کو جانتی نہیں ہوں کہ جو کچھ اللہ کے ہاں ہے وہ اُس کے رسول کے لئے بہتر ہے بلکہ میں صرف اسی وجہ سے روتی ہوں کہ وحی کا آنا موقوف ہو گیا اس بات کو سنکے ان دونوں کا دل بھی بھر آیا اور وہ بھی انکے ساتھ رونے لگے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ خبردار کوئی مسلمان کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھے کیونکہ کم درجے کا مسلمان بھی اللہ کے نزدیک بڑا ہی رتبہ رکھتا ہے۔

مسمّیٰ بہ جامع زندہ بشارت
یعنی

# دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف چھپا

یہ وہ حمائل شریف ہے جس کی نظیر صحت اقلیم میں نہیں جسمیں مفصلہ ذیل خوبیاں نمبروار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں بآسانی آسکتی ہے شایقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گڈمڈ نہ ہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کی نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں وقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ و رنگینی ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمائل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے حسب منشا ہر سیپارہ و ہر سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو عموماً تمام مسلمانوں کے لئے کار آمد ہے نماز زکوۃ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالے لکھ دیئے ہیں (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں۔ ابراہیم نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس ڈبی لگایا گیا ہے (۱۲) ہدیہ مجلد عہ محصول ڈاک بذمہ خریدار

**آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری پر مذکورہ بالا حمائل شریف ایک جلد یعنی دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت مل سکتا ہے**

| پیارے نبی کے پیارے حالات | سیرت الفاروق خلیفہ ثانی کے حالات ۱۲/ | انسان اور اس کی تعلیم | اسم اعظم سوانح عمری حضرت |
|---|---|---|---|
| جلد اول ..... عہ | عثمان ذوالنورین خلیفہ ثالث کے حالات | معہ تصویر .... عہ | پیران پیر عہ |
| صدیق اکبر خلیفہ اول کے حالات ۸/ | حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع کے حالات | الحق المبین عیسائیوں کی کتاب امہات کا رد ۸/ | قصص الانبیا پاک نبیوں کے حالات ۸/ |

جلد ۷

نمبر ۹

نمونہ مفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۳ھ

## سب سے پہلے اِن کلمات کو ملاحظہ فرماویں

(۱) یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ شہر سیالکوٹ سے پندرہ روزہ یعنی ہر ایک ماہ میں دو بار بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے (۲) اس رسالہ میں غیر مذاہب آریہ عیسائی وغیرہ کے واہی تباہی خیالات کو مدلل جواب دیے جاتے ہیں اور اسلام کو چمکتا ہوا چاند دکھایا جاتا ہے (۳) قیمت اس رسالہ کی تمام دنیا کے رسالجات کی نسبت بہت کم رکھی ہوئی ہے یعنی صرف دو روپیہ سالانہ ۔ واعظان اسلام سے عہ طالب علموں سے عہ غیر مذاہب سے محض حقانیت پہونچانے کی خاطر عہ لیا جاتا ہے والیان ملک سے ؎ (۴) سب سے زیادہ خوبی اسمیں یہ ہے کہ ہر ایک سال میں ایک نیا تحفہ تمام خریداران انوار الاسلام کو بوقت وصول چندہ بیش قیمت پیش کیا جاتا ہے جس پر ایک خریدار اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایک سال میں انوار الاسلام قریباً مفت وصول ہو (۵) اس رسالہ میں اشتہار بھی بطور ضمیمہ کے شائع کئے جاتے ہیں جنکی اجرت فیصدی [illegible] کے حساب سے لی جاتی ہے اور مشتہر صاحب کو پورا اطمینان دلایا جاتا ہے اور آئندہ سے اشتہارات بھی طبع کئے جایا کرینگے۔ جنکی اجرت بہ تفصیل ذیل لی جاویگی۔ سالم صفحہ ایک بار کے لئے [illegible] دوبارہ [illegible] سہ ماہی کے لئے [illegible] سال بھر کے لئے صرف [illegible] (۶) بوقت خط و کتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری چٹ پر

تو ہی مزید تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب میں توقف نہو (۷) اپنا نام اور جگہ کا نام بمعہ ڈاکخانہ کے صاف لفظوں میں تحریر ہونا چاہیے (۸) ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلقہ کریم بخش پروپرائٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے نام پر ہو۔

# مشورہ

صاحبان! ہم آپکو دوستانہ کیا بلکہ برادرانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں۔ کہ آپ اسوقت کو غنیمت خیال فرما کر ضرور غور فرماویں جو کہ ہمنے سابقہ رسالہ میں ایک ضمیمہ اور اشتہار شایع کیا تھا۔ کہ جو ضرور ملاحظہ میں آیا ہوگا۔ جسمیں ہمنے یہ اعلان کیا ہوا تھا۔ کہ جو صاحب مبلغ عہ کی کتابیں طلب فرماوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جاویگا۔ اور ساتھ ہی میعاد مقرر کی ہوئی تھی۔ کہ یہ رعایت صرف اخیر جون ۱۹۰۵ء تک دیجاتی ہے بعدہٗ نہیں دیجاویگی۔ سو آج ہم آپکو مبارکباد دیتے ہیں کہ ہمنے اب میعاد کو بالکل اڑا دیا ہے یعنی صرف دو ہزار حمایل شریف اور تقسیم کرینگے۔ ہر ایک صاحب کو خواہ کچھ ہو دو روپیہ کی کتابیں خرید کر دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید ضرور حاصل کرنا چاہئیے ورنہ سوائے افسوس کے پھر کیا ہاتھ آویگا +

وما علینا الا البلاغ

# جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاط

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اگر ہمارے تمام سرپرستان انوار الاسلام اس غازیٔ اسلام کی طرف دلی توجہ سے نظر عنایت کریں۔ تو خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہت جلد یوگ کی دلدادہ اور مُردہ پرست قومیں حقانیت کی طرف رغبت کر آدیں۔ اور آئے دن انوار الاسلام میں یہی خبریں مطالعہ کرتے رہیں کہ آج فلاں صاحب زُنار کو توڑ کر اور فلاں صاحب یوگ کو الوداع کہکر اور فلاں صاحب صلیب کو پھینک کر کلمہ توحید پڑھتے ہوئے وعظ حقانیت فرما کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ بعض احباب اپنی مذہبی ناواقفیت کے باعث سے ظلمت میں پھنس گئے تھے اب اُن کو تسلی ہوتی جاتی ہے کہ سوائے مذہب اسلام کے کوئی بھی مذہب حق پر نہیں۔ وہ پھر اسلام قبول فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو ذیل کے مضمون

سے ظاہر ہوگا۔ والسلام

# شفیع اللہ خان کرت پوری کا آریہ مت سے اسلام قبول کرنا

## السلام علیکم لو ہم پھر آگئے

کون کہتا تھا کہ ہم آریہ بن بیٹھے تھے
ہم سنگ کہے گئے منہ تھے نہ تھا یہ زنار
ساز کرنا ہی رقیبوں سے مناسب جانا
قطع کرنے کی رگِ کفر جو دل میں تھی امنگ
آرے چلتے جو کوئی آریہ ہم کو کہتا
زری اسلام کو چھوڑا تھا ویکن دل میں
خون الحاد کا تھا رنگ نہ تھا ہولی کا
جیتے جی گنگ سی ہوتا بھلا کیونکر خوشدل
لوگ کہتے تھے ہمیں کافر و ملحد زندیق
سادہ لوحوں نے اُدھر اپنا موافق سمجھا
پا چکے دوستے سفر میں وہ عروس تحقیق
تھا چلاتا تیغ تزویر بتانِ ہندو
بات کچھ اور تھی مطلب تھا ہمارا کچھ اور
سماجوں میں لی نقش نبی کی تصویر
پھانس لی پیکر تحقیق بدام تدبیر

جھاڑ میں چھپ کے پئے صید ہرن بیٹھے تھے
ڈالکر اپنے گلو میں جو رسن بیٹھے تھے
عقدہ حل کرنے بہت سخت کٹھن بیٹھے تھے
لحم حیواں سے کئے بند دہن بیٹھے تھے
آرہے تھی سنانے جو بھجن بیٹھے تھے
لے کے تصویر نبی فخر زمن بیٹھے تھے
زاہد و ہم جو کبھی بھر کے لگن بیٹھے تھے
جب بھگوے ہوئے ہو زمزم میں کفن بیٹھے تھے
ہم لئے پہلو میں دل کفر شکن بیٹھے تھے
ہم ادھر عشق محمدؐ میں لگن بیٹھے تھے
چھوڑے جسکے لئے ست سے وطن بیٹھے تھے
اس لئے سینہ سپر گرد ہون بیٹھے تھے
دیکھنے بید کے ہم رمز سخن بیٹھے تھے
گو بہت ماہ جبیں رشک ختن بیٹھے تھے
بد کے جسکے لئے یار دل بچن بیٹھے تھے

موج تھی دایرۂ اسلام کے مرکز سے قریں | خارج از دائرہ گولے کے بدن میں تھے
پلٹ چکے شاید مقصود کی اعلےٰ ڈگری
جس کے جاری کئے مدت سے سمن میں تھے۔

اے اسلام کے سچے جان نثار۔ پیارے دین کے عاشق زار بھائیو آپ سمجھ رہے ہونگے کہ یہ خاکسار دین محمدی سے (قربان جاؤں اس دین پر) اور (صدقے ہو جاؤں اس کے بانی پر) باہر ہو کر آریہ مت میں (خدا دشمن کو بھی بچاوے) داخل ہو گیا (استغفر اللہ) شفیع اللہ اور آریہ ؎ کہاں ہے شیشہ مے محتسب خدا سے ڈر میرے بغل میں چھلکتا ہے آبلہ دل کا - میرے پیارے دوستو میں گیا اور جو کام کرنا تھا کیا۔ لیکن مسافرانہ ادائے ارکان میں قاصر رہا۔ چار کے دو پڑھنے سے حضر کے چار کا منکر نہیں ہوا۔ گوہر مقصود کے تحصیل نے گو اتنی مہلت نہ دی جو ظاہری مساجد میں حقیقی معبود کے روبرو جبہ سائی کر لیتا۔ لیکن حرم قلب میں نیاز کے وہ تحریمہ باندھے ہوئے تھا جو ماسوی اللہ کے بالکل ہٹائے ہوئے تھی۔ باایں ہمہ کونسا وہ وقت تھا جو رگ و منہ سے صدا نہ آتی تھی ؎

اک عمر ہو گئی کہ اقامت سفر میں ہے
نقشہ مگر وطن کا ابھی تک نظر میں ہے

کوئی ساعت نہ تھی جو ندامت بھری زبان سے رسیلی آواز میں ذلت اور ہون کا خاکہ اڑاتے ہوئے یہ نہ سنا گیا ہو ؎

آخر ہوئے نہ حضرت دل آکے یہاں ذلیل
ہاں اور دور دور کے مہمان آئے

بالآخر جب چاروں سمت ظلمت اور تاریکی کی دھواں دھار دیکھی اور تکدر اور تقذر کے غث کے بادل جان و دل کو گھیرنے لگے (ادھر مقصود خاطر عاطر دوستان بھی مراحل مقصود تک پہنچ گیا۔ (کر صدق دل سے رجعت قہقری پچھلے پاؤں واپسی (بسلامت روی مناسب جانا اور گنجینہ دل کے بیش بہا ڈرشاہوار کلمہ

لا الٰہ الا اللّٰہ کو زبان کے ہاتھوں پر اچھالتا ہوا دین محمدی کی منادی کرنے کو تیار ہوا ؎

قربان جاؤں پیارے محمدؐ کے نام پر
صدقے ہوں آل پاک رسولِ انام پر

اور کمال ذوق اور شوق سے بیساختہ رگ جان سے ندا آنے لگی ؎

دینِ محمدی پر لٹادوں ہزار دل
برساوے آسماں سے فدا بیشمار دل

سبحان اللّٰہ کیسا دین صدقے اس دین کے ۴ ۱/۲ سال کے بعد واپس آکر جو باب عالی پر نیاز کی آواز سے یا ربی پکارا ہے (تو لبیک یا عبدی) ہاں موجود ہوں آجا اے میرے بندے شفیع اللّٰہ کی ندا ہر سمت سے سُنی جاتی تھی (صبح کا بچھڑا ہوا شام کو آجاوے تو ہماری درگاہ کا بچھڑا ہوا نہیں ہے ؎

درِ فیض محمدؐ وا ہے آئے جس کا جی چاہے
صدا لبیک ہے جاری بلاؤ جس کا جی چاہے
نصاریٰ گبر آور ترسا یہود اور آریہ ہندو
چلا آئے یہاں جنت کمائے جس کا جی چاہے

اے دین کے سچے حامی کار بہائی مسلمانوں ۔ میرے دل کی ایسی حالت سمجھو جیسے روشن چراغ پر طشت اُلٹ دیا ہوا آگ روشن چمکدار پر راکھ پھیر دی گئی ہو میرا دل نور ایمانی سے منور تھا جس کو زنگ کفر کے طشت یا ظلمت الحاد کے لباس کی راکھنے برائے چندے چھپا رکھا تھا جب نعرہ لا الٰہ الا اللّٰہ کے ہاتھوں سے اوس حجاب بے آب کو اٹھا دیا تو وہی چمک وہی کھلی روشنی والا نورانی چراغ ایمانی ظاہر ہو گیا ۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں کا نہایت شکر گذار ہوں ۔ کہ باوجود میری اس کجروی اور ناہموار رفتار کے جس وقت میں نے اُنکو بھائی کہکر بولانا چاہا تھا ۔ تو وہی ربط اور وہی اتحاد وہی الفت وہی مخلصانہ تعلق لیکر مجھ سے ملنے کو تیار ہو گئے

کیطرف نہ ہو یہ ہمارے دین کی صفائی اور مذہب کی تہذیب کا کامل اثر ہے۔ اس ملت کے اخلاقی برتاؤ کا یہ میرا افسانہ پورا نمونہ ہے۔ اب رہا یہ امر کہ میں کیوں گیا اور کیسے آیا اور کس کے لئے گیا اور کیا لایا کسی دوسرے پرچہ میں مفصلاً عنقریب شایع کروں گا لیکن اتنا یہ دن کہے نہیں رہ سکتا۔ کہ بید بے ثمر کی ڈالی ڈالی پھر کر پتے پتے پر نظر ڈال آیا جڑ سے پھونگ اور پھونگ سے جڑ تک پھر پھر اگر اس کی قطع و برید کی راہ ناپ آیا ہوں

آگیا ہاتھ میں وہ شاہد دل
ڈھونڈتے جس کو پھر رہے تھے ہم

آیندہ اس کی شاخیں جھاڑ جھاڑ کر اپنے بھائی مسلمانوں کے پیش کروں گا۔ اور بیج اور پوست کی تاثیرات سے اُن کو خبر دوں گا جس کو اپنے جوابی نسخوں میں استعمال کرینگے پیچھے مخالفین کے جھگڑوں کے امراض سے نجات پاوینگے۔

المشتہر ماسٹر شفیع اللہ خاں کرتپوری سابق آریہ مقیم روڑکی۔

---

# خبط دیانندی

## آریہ مسافر دسمبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۶۵ کی تردید

(سلسلہ کے لئے دیکھو انوارالاسلام جلد ۷ نمبر ۸ صفحہ ۲۰)

**دیانندی**۔ جہاں تک انسان کی پہونچ ہے انسان اپنی عقل کے مطابق موجود مصالحہ سے کوئی چیز بناتا ہے۔ اور جہانتک پرماتما کی طاقت اور عقل ہے وہ اپنی عقل سے تمام اجسام کے مفرد ذرات کو ترکیب دیتا ہے اور بناتا ہے۔

**مسلمان**۔ اگر یہی ویدک دھرم کی تعلیم ہے تو اس تعلیم سے کم درجہ پر خدا کی نسبت تعلیم ملنی دشوار ہے۔ الفاظ جہانتک سے ظاہر ہو رہا ہے کہ دیانندی پرماتما کی طاقت

اور عقل سے بھی زیادہ کسی کی عقل و طاقت مانتا ہے۔ کیونکہ اگر ہم ایک ہستی کو سب سے اعلٰے قدرت والا اور علیم جانیں۔ تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ جہاں تک اُس کی طاقت ہے وہ یہ کام کرتا ہے۔ دیانندیوں کا چونکہ عقیدہ ہی ایسا باطل ہے۔ کہ پرمیشور کو محدود العقل ماننا پڑتا ہے۔ اس لئے اُس کے عقیدے کے موافق یہ عبارت ناموزوں بھی نہیں۔ اگر وہ محدود العقل نہ ہوتا تو بنے بنائے ذرات کو مرکب کرنے کے علاوہ اپنی اعلیٰ طاقت سے کچھ اپنے گھر سے بھی ڈالتا۔ مگر نہیں وہ انسان کی طرح موجود مصالح کو جمع کرنا جانتا ہے اور بس۔ موجودہ مصالح کو مرکب کرکے آگ چاند وغیرہ بنا لینا کمال کی بات نہیں۔ کیونکہ کئی حکمائے سلف و حال ایسی ایجادات دکھا چکے ہیں۔ اور روزمرہ نئے نئے مشاہدے کرکے دکھا رہے ہیں۔ کیا ہم اُن کو بھی ویدک ایشور کے برابر مان لیں۔

**دیانندی۔** ہمارے نزدیک مادہ میں کوئی چیز بننے کی قابلیت ازلی ہے۔

**مسلمان۔** جب چیز بننے کی قابلیت مادہ کی ازلی صفت ہے تو آپ کے دہریہ ہونے میں کیا شک ہے۔ خدا کی ضرورت ہی اُڑنچھو ہوگئی۔ اب ویدی دہریہ پن کا باقی ثابت ہوگیا۔ مادہ میں چیز بننے کی ازلی قابلیت موجود روح میں چوبیس خواص ازلی موجود جنہیں اتصال اور انفصال کرنے کی طاقتیں شامل ہیں۔ پھر ویدک مصنف کی ہستی پر کیا دلیل قائم ہوسکتی ہے۔

**دیانندی۔** اتصالی قوت کشش ثقل وغیرہ ہی تو کام ہے۔ جو خدا نے کیا ہے۔

**مسلمان۔** اول تو آپکا یہ کہنا ہی آپکی تحریر سے باطل ہے۔ کیونکہ آپ پہلے مادہ میں چیز بننے کی قابلیت کو ازلی مان چکے ہیں اور روح میں ۲۴ ازلی صفات مانتے ہیں اور اگر بالفرض آپکی یہی بات مان لی جاوے کہ یہی کام خدا نے کیا ہے تو آپ پر اقبالی ڈگری ہوگئی۔ یعنی نیستی سے ہستی ہوگئی۔ کیونکہ جو چیز پہلے نہ تھی۔ وہ ہوگئی۔ یعنی قوت انفصال وغیرہ جو پہلے نہ تھی وہ ہست ہوگئی۔

**دیانندی۔** روح میں عقل و شعور حافظہ کام کرنے کی طاقت اور عجائبات خواص

پرماتما نے ڈالے جو تمام جگت کو بنانے والا ہے۔

**مسلمان**۔ ستیارتھ پرکاش کو چراغ شاہ کے حوالے کر کے ایسی خرافات تحریر لکھا کرو۔ یہ صفات روح میں قدیم ہیں۔ پرمیشور کی عطا کردہ نہیں۔ اگر بالفرض یہ مان لیا جاوے کہ وہ پرمیشور کی عطا کردہ ہیں تو نیستی سے ہستی ہو گئی۔ روح کے ازلی خواص و صفات نہ رہے جب صفات ازلی نہ رہے تو ذات بھی ازلی نہ رہی۔ بلکہ حادث ہو گئی۔ دیانندی کی مذبذب حالت قابل رحم ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وید کی کوئی پختہ تعلیم اس بارہ میں نہیں۔ جیسا کسی کا جی چاہا ڈھکوسلا بازی کر لی۔ وید کیا ہیں موم کی ناک ہیں جس کی تکمیل دیانندیوں کے ہاتھ میں ہے۔ جدھر چاہا مروڑ لیا۔

**دیانندی**۔ ان باتوں کے جواب ستیارتھ ورگو ید بھاشیہ بھومکا میں دیئے جا چکے ہیں۔

**مسلمان**۔ اس بارہ میں ستیارتھ و بھومکا ہر دو چھلنی کی جا چکی ہیں۔ ان کے سوراخ بند کرائیے اور درشنانند کے ساتھ مل کر سب نقص چھپانے والوں کے سر تھوپئے۔

**دیانندی**۔ اپنے آپ بننے کی طاقت جڑ چیزوں میں نہیں سب کو خدا نے بنایا۔

**مسلمان**۔ مگر روح جڑ نہیں۔ اور مادہ میں اشیائے بننے کی طاقت ازلی ہے پھر ویدک ایشور کی کیا ضرورت۔

**دیانندی**۔ ایشور نے سب جگت کو بنایا۔

**مسلمان**۔ دلیل ندارد۔ ہم دیانندی اعتقاد کے مطابق دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ مادہ و روح میں دیانندی کی بیان کردہ صفات ازلی مان کر پرمیشور کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ پھر اس کے بنانے پر کونسی دلیل ہے۔

**دیانندی**۔ روح یزدانی باقی تمام عالم کی صانع و خالق ہے۔ روح کو عقل خدا نے دی ہے

**مسلمان**۔ معلوم ہوا کہ ایشور بھی روح ہے جو ضرور محدود ہو گی۔ کیونکہ اس کے کام محدود ہیں۔ کچھ کام تو انسان کے کرتے ہیں اور باقی ایشور کے جیسا آپکے بیان مندرجہ بالا سے ظاہر ہے۔ روح کو اگر عقل خدا نے دی ہوتی اور آپ مانتے ہوتے تو ستیارتھ پرکاش اور دیانندی نپتھ کو آپ مدت سے تیاگ دیتے۔ لالہ دیانند روح میں گیان یاد وغیرہ ازلی صفات مانتا ہے اگر آپ عقل کو خدا کی دی ہوئی مانیں تو جھگڑا ہی نہ رہے کیونکہ یہ حدوث روح کی پہلی دلیل ہے۔ اور ویدکی لچر تعلیم کے لئے آری ہے۔

**دیانندی**۔ اینٹیں موجود ہیں اُن میں مکان بننے کی قابلیت موجود ہے پھر بغیر معمار کیسے بن جائے۔

**مسلمان**۔ اینٹیں موجود اُن کے بنانے کے لئے جو میں قوائے وصفات ازلی رکھنے والی چیتن چیز یعنی روح موجود پھر وہ کیوں نہ بنے تیسرے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

**دیانندی**۔ مادہ لطیف ذرات کی حالت میں ہوتا ہے جسے ایشور بناتا ہے۔ یہی اصول علمائے یورپ امریکہ حکمائے آریہ ورت و یونان کا ہے۔ عرب کے اونٹ چرانے والے یا اُن کے مقلد ان باتوں کو کیا جانیں۔

**مسلمان**۔ علمائے یورپ و امریکہ و یونان ہرگز مادہ کو ایسا نہیں مانتے جیسا حمقائے نہیں نہیں بلکہ حکمائے آریہ ورت مانتے ہیں۔ یورپین وغیرہ مادہ میں حرکت ازلی مان کر ویدک ایشور کی ضرورت سے بھی انکاری ہیں اور دہریہ ہیں چونکہ وید کی تعلیم بھی مادہ کی قدامت کی ہے گو ناممکن ہے مگر یہ نسبت خدا پرست اقوام کے دہریہ پن سے بہت ملتی ہے۔ جناب من عرب کے اونٹ چرانے والے ہی یورپ کو سب کچھ سکھا چکے ہیں۔ ورنہ وید تو اُن دنوں شرم کے مارے دنیا سے مفقود ہو رہے تھے اور انہیں اونٹ چرانے والوں کا صدقہ ہے کہ وید جیسی مشرکانہ و دہریہ پن کی حامی کتاب کے پیرو ایک خدا کی ضرورت محسوس کرنے لگے ہیں۔ یونانی اور یورپین تو اب مادہ کی قدامت سے ہاتھ دھوتے جا رہے ہیں۔ مگر دیانندی اس بوسیدہ اور دور گو رکئے ہوئے عقیدی

کا جنانہ بڑے ٹھاٹھ سے نکالنا چاہتے ہیں جس کے بدلے آخر کار ان کو شرمسار ہونا پڑے گا۔

**دیانندی**۔ اب آپ زبان درازی پر آئیے۔ خدا نے تمہارے دل پر مُہر لگادی ہے

**مسلمان**۔ زباندرازی کی ایک کہی۔ کیا آپ سے بڑھ کر بھی کوئی زبان درازی میں شہرہ آفاق ہے۔ چار سطروں میں دس جھوٹ یا فضول بکواس ضرور ہوگی۔ مہر عشیہ بدبختوں اور مشرکوں۔ دہریوں کے دل پر لگا کرتی ہے۔ ناظرین اس تحریر کو پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لینگے۔ کہ کس کے دل پر شیطانی مہر لگ گئی ہے اور کون جھوٹ بکواس کا حامی ہے۔

اس آگے دیانندی نے نیستی ہستی و خدا کی صفات پر بلادلیل بحث کی ہے جسکی کافی سے زیادہ تردید ہو چکی ہے۔ اُس کی بکواس پر کچھ لکھنا ہم غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جس آدمی کو خدا پر یقین نہ ہو اور دہریہ پن کا معتقد ہو۔ اس سے خدا کو نیکی سے یاد کرنا یا نیک باتیں کہنا ذرا مشکل امر ہے جس نے خدا سے بغاوت کر کے جھوٹ کی حمایت میں کمر باندھ لی ہو۔ اُس کی زبان کا اُس کی تحریر کا کیا گلہ۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب کے حوالوں سے کمینہ حملے مسلمانوں پر کرنے اس سے زیادہ کمینہ پن کیا ہے۔

ہم نے دیانندی کی جھوٹی بکواس کی قلعی بخوبی کھول دی ہے اور ویدک دھرم کے غلط اور باطل عقاید کی کافی سے زیادہ تردید کر دی ہے۔ عقلمند کو اشارہ کافی ہے ہم دیانندیوں کو راہِ راست دکھانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اس لئے ہم سرگرمی سے انکی خدمت کو ہر دم مستعد ہیں۔ اور دعا سے دعا سے۔ نرمی سے سختی سے اُنکو سچے راستے کی ہدایت کرتے رہینگے۔ خدا اُن کو چشم بینا نصیب کرے اور اُنکو ویدک آتش پرستی و نیوگ پرستی سے بچاوے۔

**وما توفیقی الا باللہ**

محمد منظور الٰہی سوہدروی

# ایک متلاشی حق کے سوالات کا

# جواب

(۱) خدا کیا ہے اور کہاں پر رہتا ہے اور اس کے اوصاف کیا ہیں ؟ -
**جواب** - خدا تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں قرآن مجید فرماتا ہے کہ وہ موجود ہے ازلی ہے ابدی ہے نہ جوہر ہے نہ جسم نہ عرض کسی خاص طرف میں نہیں رہتا نہ کسی مکان پر ٹھیرا ہوا ہے - اکیلا ہے اس کا کوئی شریک مانند نہیں - ان دعاوی کے ثبوت قرآن مجید میں جگہہ بجگہ پائے جاتے ہیں - جو مختصر طور پر یہ ہیں - کہ ایک عقلمند اگر آسمان و زمین میں خدا کی عجیب مخلوقات پر نظر کرے - اور مختلف اقسام کی نباتات و حیوانات کی عجیب غریب پیدائش میں غور کرے تو وہ جان لیگا کہ اس تمام سلسلہ کا ضروری کوئی بنانے والا ہے جسنے اس تمام انتظام کو نہائیت باقاعدہ طور پر رکھا ہوا ہے اور ہونے والی اشیا کو اپنے اوقات مقررہ پر پیدا کرتا رہتا ہے پھر ان کی حالتیں بدلتا رہتا ہے - خدا فرماتا ہے کہ افی اللہ شک فاطر السمٰوٰت والارض پھر فرمایا ولئن سالتہم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن اللہ یعنی کیا اللہ میں شبہ ہے جو آسمانوں و زمینوں کا خالق ہے - اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمینوں کو کسنے پیدا کیا تو کہیں گے اللہ نے پھر فرماتا ہے کہ فاقم وجہک للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذٰلک الدین القیم ترجمہ پس تو ایک طرف ہو کر اپنا منہ دین پر سیدھا رکھ اللہ کی فطرت وہی ہے جسپر لوگوں کو پیدا کیا اور تراشا ہے اور موجودات کے لئے جو خدا کی فطرت و تراش ہے اس کو تبدیلی نہیں اور یہی ہے سیدھا و قایم رکھنے والا طریق ہے +

موجودات کی پیدائش اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر قرآن مجید میں اتنی ظاہر دلیلیں ہیں کہ اس جگہ مفصل طور پر بیان کرنے کی گنجائش نہیں۔ ہم صرف چند ایک عقلی دلائل ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) ظاہر ہے کہ جو چیز حادث ہے وہ اپنے پیدا ہونے میں اس سبب کی محتاج ہے جو اُسے پیدا کرے اور عالم حادث ہے اسلئے ضرور ہے کہ یہ بھی حادث ہو نیز کسی سبب کا محتاج ہو اور یہ بات کہ حادث اپنی پیدائش میں کسی سبب کا محتاج ہوتا ہے بدیہی ہے۔ کیونکہ جو چیز حادث ہے وہ کسی خاص وقت میں ہوتی ہے۔ اس وقت سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ پس حادث چیز کا اپنی پیدائش میں خاص وقت سے مخصوص ہونا اور اُس سے پہلے یا پچھلے وقت سے مخصوص نہ ہونا کسی سبب ہی سے ہے اور یہ قول کہ عالم حادث ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اجسام میں حرکت و سکون ہے اور یہ ہر دو حادث ہیں۔ اور جس چیز میں حادث امر ہوتا ہے وہ بھی حادث ہوتی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عالم حادث ہے اس دلیل میں یہ تین دعوے اور ہیں:۔

(۱) اجسام میں حرکت و سکون کا ہونا۔

(۲) حرکت و سکون ہر دو حادث ہیں۔

(۳) جس چیز میں حادث امر ہو وہ حادث ہے یہ بھی ظاہر ہے جو یہ خیال کرے کہ اجسام نہ متحرک ہیں نہ ساکن وہ عقل سے بے بہرہ ہے کیونکہ بدیہی بات سے انکار نہیں ہو سکتا۔ حرکت و سکون ہر دو کے حدوث کی یہ وجہ ہے کہ ایک کا وجود دوسرے کے بعد ہے یعنی حرکت کے بعد سکون ہے اور سکون کے بعد حرکت اور یہ امر سب اجسام میں پایا جاتا ہے کیونکہ ساکن پر عقل یہ حکم کرتی ہے کہ وہ حرکت کر سکتا ہے اور جو متحرک ہے اس پر عقل یہ حکم کرتی ہے کہ یہ ساکن ہو سکتا ہے۔ بدیں وجہ حرکت و سکون ان ہر دو حالتوں میں سے جو حالت اجسام کو لاحق ہوگی وہ تو اس سبب سے حادث ہے کہ وہ لاحق ہوئی ہے اور جو اس سے پہلی حالت تھی وہ عدم کے سبب حادث ٹھہرے گی

کیونکہ اگر حادث نہیں تو قدیم ہے اور اگر قدیم ہے تو پھر اُس کا عدم محال ہے۔ اُس کا
بیان عالم کے بقا کے ثبوت کے ذیل میں لکھوں گا۔ اب رہ گیا تیسرا دعویٰ کہ جس چیز
میں حادث امر ہو وہ حادث ہے اُس کی دلیل یہ ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو ہر موجود کے
پہلے بہت سے حوادث ہونے چاہئیں جنکا کوئی شروع نہیں ٹھیرتا۔ اور جبتک یہ
حوادث منقطع نہ ہوں یعنی نہایت کو نہ پہونچیں۔ تو جو موجودات ہے اُسکے وجود کو
نوبت نہیں پہونچتی اور جس چیز کی نہایت نہیں اُسکا منقطع ہونا محال ہے ایک دلیل
اسپر یہ بھی ہے کہ اگر یہ مان لیا جاوے کہ آسمان کے دورے ایسے ہیں۔ جن کی کوئی
انتہا نہیں۔ تو ضرور ہے کہ ان دوروں کی تعداد یا جفت ہوگی یا طاق اور یا نہ جفت
نہ طاق اور یا جفت و طاق دونو۔ آخر کی ہر دو صورتیں محال ہیں۔ کیونکہ اُن میں نفی و
اثبات کا جمع ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ جفت کے ثابت کرنے میں طاق کی نفی ہے
اور طاق کے ثابت کرنے میں جفت کی نفی۔ اور صرف جفت بھی نہیں ہو سکتے۔
کیونکہ جفت میں ایک زیادہ ہو جائے تو طاق ہو جاتا ہے۔ اور یہ مان لیا گیا ہے۔ کہ
دورے بے نہایت ہیں۔ پس بے نہایت ایک کی زیادتی سے کیسے جفت ہو سکتی
ہیں۔ اور اسی طرح طاق بھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ طاق میں ایک زیادہ ہونے سے جفت
ہو جاتا ہے۔ اور جس کے عددوں کی انتہا نہیں وہ ایک کے زیادہ ہونے سے کیسے
جفت ہو سکتا ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ نہ طاق ہوں نہ جفت کیونکہ ان کے لئے انتہا
ہے اور جس کا انتہا ہے وہ حادث ہے۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ عالم جس میں حادث امور
ہیں وہ بھی حادث ہے اور جب ثابت ہوا کہ حادث ہے تو ضرور حادث کرنیوالی کا
محتاج ہے۔ پس وہی حادث کرنے والا خدا ہے۔

اب لیجئے خدا کی ازلیت پر۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خدا ازلی ہے اُس کے وجود
کی ابتدا نہیں۔ ہر زندہ و مردہ چیز سے پہلے وہی ہے۔ مختصر دلیل یہ ہے کہ اگر خدا قدیم
نہیں تو حادث ہوگا اگر حادث ہے تو کسی پیدا کرنے والے کا محتاج ہے اور پھر وہ کسی
دوسرے کا علیٰ ہذا القیاس۔ اور اس عقیدے سے بے انجام تسلسل پیدا ہو جاتا ہے

اور تسلسل محال ہے۔ متسلسل شے حاصل نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو اسی طرح سے ہوتی ہے کہ ایک ایسے محدث یعنی پیدا کرنے والے پر نوبت پہونچے جو سب سے قدیم واول ہو اور اسی سے ہماری غرض ہے۔ اسی کو ہم عالم کا خالق۔ موجد پیدا کرنے والا بنانے اور حادث کرنے والا کہتے ہیں۔

خدا کی ابدیت یعنی ہمیشہ رہنے پر یہ دلیل ہے کہ اگر وہ معدوم ہو تو دو صورتوں سے خالی نہیں یا تو اپنے آپ معدوم ہو یا کسی معدوم کرنے والے کے مقابلہ سے صورت اول باطل ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر اُس کا معدوم ہونا اپنے آپ جایز ہو تو یہ بھی جایز ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ موجود بھی ہو جایا کرے اور جب خود بخود موجود بھی ہو سکتا ہے تو اس کا معدوم ہونا ناممکن ہے۔ پس خدا اپنے آپ معدوم نہیں ہوتا۔ دوسری صورت معدوم کرنے والے مقابل سے اُس کا وجود معدوم ہو یہ بھی محال ہے کیونکہ یہ مقابل یا قدیم ہو گا یا حادث اگر قدیم ہے تو اُسکے ہوتے ہوئے خدا کا وجود کیسے ہوا۔ پہلے میں ثابت کر چکا ہوں کہ خدا کا وجود ہے اور قدیم ہے اور مقابل جو ضد ہوتی ہے اگر یہ بھی ساتھ ہو تو ایک کا وجود نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دو قدیم وجود ہوتے تو جہان فاسد ہو جاتا۔ پس کوئی مقابل قدیم نہیں ہے۔ جس کے مقابلے سے خدا معدوم ہو اور یہ مقابل حادث بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حادث کا وجود قدیم کے سبب سے ہوتا ہے اور اس صورت میں یہ ناممکن ہے کہ احادث قدیم کے مقابل ہو کر قدیم کو قطع کر دے۔ اور قدیم جو احادث کی ضد میں ہے حادث کو دفع بھی نہ کر سکے حالانکہ قدیم حادث سے زیادہ قوی ہوتا ہے اور دفع کرنا قطع کرنے سے آسان ہے۔

خدا جوہر نہیں ......... جو کسی جگہ گھرا ہوا ہو دلیل یہ ہے کہ جو جوہر کسی جگہ میں گھرا ہوا ہو وہ اسی جگہ میں خاص ہوتا ہے اور اس سے لازم آتا ہے حادث ہیں پس جس میں حادث امر ہو وہ بھی حادث ہوتا ہے حالانکہ خدا قدیم ہے پس ثابت ہوا کہ کسی جگہ گھرا ہوا جوہر نہیں ہو سکتا اور اگر کسی جگہ میں گھرا

ہوا کوئی جوہر قدیم کہلایا جاسکے تو یہ بھی متصور ہوگا کہ عالم کے جوہر بھی قدیم ہیں یا الخ
خدا جسم نہیں یہ اس دلیل سے ہے کہ اجسام جوہروں سے مرکب ہوتے
ہیں جو جگہ میں گھرے ہوئے ہیں اور خدا کسی جگہ گھرا ہوا جوہر نہیں۔ پس
جسم نہیں ہو سکتا اور ہر جسم میں حرکت۔ سکون صورت پائی جاتی ہے۔ تقسیم و
جمع ہوتا ہے اور یہ سب حدوث کے علامات ہیں اور خدا حادث نہیں۔
خدا عرض یعنی ایسی چیز نہیں جو بذات خود قائم نہ ہو دلیل یہ ہے کہ عرض
جسم سے قایم ہوتا ہے اور جس جسم سے قایم ہو اس کا وجود پہلے ہے۔ اور
عرض پیچھے لاحق ہوتا ہے۔ لیکن جتنے جسم ہیں وہ حادث ہیں اور ان کے پیدا کرنے
والا ان سے پہلے ہونا چاہئے پس خدا تعالیٰ کسی جسم کا عرض کیسے ہو سکتا ہے۔ اور
اس میں کیسے حلول کر سکتا ہے وہ ازل میں سب سے پہلے اکیلا تھا۔ بعدہٗ اجسام
و عروض کو اس نے پیدا کیا۔ اسکی وجہ یہ بھی ہے کہ خدا ان صفات سے موصوف
ہے۔ قدرت۔ ارادہ۔ پیدا کرنا۔ اور عروض میں ان صفات کا ہونا
ناممکن ہے یہ صفات اسکی ہیں۔ جو خود بخود قایم اور اپنی ذات سے مستقل
ہے۔ مندرجہ بالا دلایل سے ثابت ہوا کہ خدا موجود ہے اپنے آپ قایم ہے
جوہر۔ جسم۔ عرض نہیں۔ باقی جتنا عالم ہے۔ سب جوہر۔ جسم
عرض ہے جو اسکی مخلوق ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ خدا کسی کے مشابہ و مانند نہیں
خالق اپنی مخلوق یا قادر اپنی مقدور یا مصور اپنی تصویر کی مانند نہیں ہو سکتا اسی
طرح اجسام و اعراض کو خدا کی شکل کہنا محال ہے۔
خدا کسی خاص طرف نہیں رہتا اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ طرفیں چھ ہیں۔ اوپر
نیچے۔ دائیں۔ بائیں۔ آگے۔ پیچھے۔ سب انسان کے وجود سے پیدا
ہوئی ہیں۔ انسان کا وجود ایسا بنایا گیا ہے کہ پاؤں تو زمین پر ٹکیں سر ان کے
مقابل دوسری پاؤں کی طرف کو نیچے سر کی طرف کو اوپر کہتے ہیں۔ پھر انسان
کے دونوں طرف دو ہاتھ پیدا کئے گئے۔ ایک داہنا۔ ایک بایاں

پھر انسان ایک طرف دیکھتا ہے اور ادھر چلتا ہے اسکا نام آگے رکھا اس کے خلاف پیٹھ کو پیچھے کہا۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ اطراف انسان کے وجود سے پیدا ہوئی ہیں۔ پس خدا نہ تو ازل میں کسی طرف سے خاص تھا کیونکہ طرفیں حادث ہیں جو انسان کے وجود سے پیدا ہوئیں ہیں۔ اور خدا کے نہ پاؤں نہ سر نہ ہاتھ نہ آگا پیچھا ہے اور نہ اب کسی خاص طرف میں ہو سکتا ہے اور یہہ بھی اس پر دلیل ہے کہ اگر خدا کسی خاص طرف ہو تو دو صورتوں سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یا جوہر کسی طرح اپنی جہت سے مخصوص ہوگا یا عرض کی مانند جوہر ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ خدا جوہر ہے نہ عرض پس وہ کسی خاص طرف نہیں۔ اور دلیل یہ ہے کہ اگر خدا عالم کی کسی طرف مثلاً اوپر ہو تو عالم کے محاذی ہوگا اور جو جسم کسی کے محاذی ہوتا ہے وہ یا تو دوسرے کے برابر ہوتا ہے یا اس سے چھوٹا بڑا اور یہہ سب امور ایسے ہیں کہ ان سے خدا کے لئے مقدار ماننی پڑتی ہے۔ جس سے اس کی ذات پاک ہے۔ اب رہا یہ کہ اللہ تعالےٰ اگر اوپر کی طرف نہیں تو دعا کے وقت آسمان کیطرف کیوں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دعاء کا قبلہ وہی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ دعاء جس سے مانگی جاتی ہے اس میں جلال وکبریا کی صفت ہے اور جو بلندی کی طرف ہوتی ہے وہ بزرگی و برتری پر دلالت کرتی ہے اور قہر و بزرگی و غلبہ کے رو سے خدا ہر ایک موجود کے اوپر ہے۔

خدا تعالےٰ کے اوصاف یہ ہیں (۱) اللہ تعالےٰ قادر ہے (۲) سب موجودات کا عالم ہے اور اس پر محیط (۳) زندہ ہے (۴) اپنے فعلوں کا ارادہ کرنے والا ہے (۵) دیکھتا اور سنتا ہے (۶) کلام کرنے والا ہے (۷) خدا کا کلام قدیم ہے (۸) خدا کا علم قدیم ہے۔ (۹) خدا کا ارادہ قدیم ہے خدا تعالیٰ جن صفات سے موصوف ہے

دکھا سکیں ثابت و موجود ہیں۔ اگر ہم ان صفات میں سے ہر ایک پر قرآن مجید کی بیان کردہ عقلی دلایل لکھیں تو جواب حد سے بڑھ جائے۔

چونکہ اس جگہ خدا تعالےٰ کے بارہ میں گفتگو کا سلسلہ جاری ہے اسلئے میں آپ کے بارہویں سوال کا جواب بھی اسی کی ذیل میں دیتا ہوں۔

**سوال (۲)** خلقت میں جو کارگزاری ہوتی ہے خدا کے حکم سے ہوتی ہے تو گناہ بھی اسکے حکم سے ہی ہوتا ہے۔

**جواب۔** دنیا میں جتنی پیدائش ہے سب کو اسی نے پیدا کیا ہے کوئی اور پیدا کرنے والا نہیں اور پھر اپنی مخلوق میں قدرت و حرکت کے پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ پس بندوں کے سب افعال اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اور اسی کی قدرت سے متعلق ہیں اسکی تصدیق میں خدا یوں فرماتا ہے۔ اللہ خالق کل شیٔ ہر چیز کا پیدا کنندہ اللہ ہے۔ اور پھر فرمایا واللّٰہ خلقکم وما تعملون۔ یعنی اللہ نے تم کو اور تمہارے افعال کو بھی پیدا کیا۔ پھر فرمایا۔ واسروا قولکم او اجھروا بہ انہ علیمٌ بذات الصدور الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر۔ وہ تمہارے سینے کے اند کے بھیدوں کو جاننے والا ہے بھلا جسنے پیدا کیا ہے وہ کیونکر نہیں جانتا وہ بھید کے جاننے والا خبردار ہے۔ اس آیت میں خدا نے بندوں کو حکم فرمائی ہے کہ اپنے اقوال۔ افعال و بھیدوں کو پاک رکھیں کیونکہ خدا ان سب کو جانتا ہے اور اس جاننے پر دلیل دی ہے کہ ان کو اسنے پیدا کیا۔

بیشک خدا بندوں کے افعال کا خالق ہے اس کی قدرت کامل نقص سے مبرا ہے اور بندوں کے بدنوں کی جتنی حرکات ہیں سب اس کی قدرت کے متعلق ہیں سب حرکات ایک سی ہیں اور ان سب سے قدرت کا تعلق یکساں ہے پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ بعض حرکتوں سے تو قدرت کا تعلق ہو اور بعض سے نہ ہو۔ یعنی بعض کے پیدا کرنے ا

جاننے پر قادر ہو اور بعض پر جاننا چاہئے کہ خدا نے بندوں کی حرکتوں کو مخترع
کیا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حرکتیں بندے کے ماتحت اس طرح نہ
ہونی چاہئیں کہ انہیں قدرت سے کسب کرے وجہ یہ ہے کہ قدرت مقدور
اختیار۔ ذی اختیار دونوں کو خدا نے پیدا کیا ہے قدرت بندے کا ایسا
وصف ہے جو اللہ تعالےٰ کی پیدا کی ہوئی ہے یہ بندے کا کسب نہیں اور
حرکت بھی بندے کی ایک وصف ہے جسے خدا تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ مگر یہ
بندے کا کسب ہے یعنی حرکت بندے کی ایسی صفت کے قابو میں پیدا ہوئی
جسکو قدرت کہتے ہیں اسلئے اس نسبت کے اعتبار سے حرکت کو بندے کا
کسب کہتے ہیں اور اسی جہت سے حرکتیں بندے کے ماتحت قدرت کی کسب
کی ہوئی کہلاتی ہیں اور یہ حرکت نہ تو بندے کا محض جبر ہو سکتی ہے۔ یعنی
زبردستی سے کیونکہ بندہ اپنے اختیاری اور اضطراری حرکت کے ظہور
میں جیسے کہ لرزہ میں ظاہرا فرق دیکھتا ہے۔ اور نہ ہی بندے کی پیدا کی ہوئی
ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جتنی حرکتیں کسب کرتا ہے ان کے اجزاء کی تفصیل اور شمار
کو نہیں جانتا اور موجد اس سے واقف ہوتا ہے۔ پس جب یہ ہر دو امور نہیں
ہیں یعنی حرکت نہ بندے کا جبر محض ہے اور نہ ہی بندے کی پیدا کی ہوئی
ہے تو اب صرف ایک اعتقاد کی درمیانی صورت رہ گئی جو یہ ہے کہ اختراع
کی طرف سے تو حرکتیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے قابو میں ہیں اور دوسرے
علاقہ کے اعتبار سے جسے کسب کرنا کہتے ہیں بندے کی قدرت کے تحت
میں ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ قدرت کی چیز پر قدرت کا تعلق صرف اختراع
ہی سے ہو۔ کیونکہ ازل میں عالم سے خدا تعالیٰ کی قدرت تو متعلق تھی مگر اختراع
اس سے حاصل نہیں تھا اور پھر جب اختراع ہوا ہے تو اسوقت بھی عالم سے
قدرت متعلق ہے۔ مگر پہلے اور اس وقت کے تعلق میں فرق ہے۔ پہلے اختراع
کی جہت سے نہ تھا اور اسوقت اختراع کی جہت سے بھی ہے۔ پس

ظاہر ہے کہ قدرت کے متعلق ہونے سے یہ خصوصیت نہیں کہ مقدور چیز اس
سے حاصل بھی ہو۔

اب یہ جاننا ہے کہ بندے کا فعل بندے کا کسب ہے مگر خدا کے ارادے سبب
ارادے ہی باہر نہیں اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ جسے چاہے گمراہ کرے جسے چاہے ہدایت
دے نیکی بدی نفع نقصان طاعت وگناہ ہدایت وگمراہی اسلام کفر معرفت یا
اسکا انکار ایمان شرک سب کچھ اس کے ارادے سے ہوتا ہے نقلی دلایل کو چھوڑ
کر عقلی دلیل اس پر یہ ہے کہ اگر گناہ خدا کے ارادے سے نہیں ہوتے تو کسی غیر
کے ارادے سے ہوتے ہیں تو غیر کے فعل برے ہوتے ہیں انہیں برا جانا جاتا
ہے اور پھر باوجود اس کے غیر کے ارادے کے موافق زیادہ فعل ہوتے ہیں۔ اور
خدا کے ارادے کے موافق کم۔ خدا نے اسے کیوں گوارا کیا ہے اور اگر غیر کے
افعال اس کی قدرت کے خلاف ہو رہے ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ
خدا ضعیف ہے اور اس کی سلطنت اتنی کم رتبہ پر ہے کہ اگر اس رتبہ میں
کسی رئیس کو اتارا جاوے تو وہ اپنی بے عزتی کے سبب ریاست چھوڑ دے مثلاً
گاؤں میں رئیس کا ایک دشمن بھی ہے جسکے ارادے کے موافق زیادہ کام ہوتے
ہیں اور رئیس کے ارادے کی اتنی تعمیل نہیں ہوتی تھوڑی ہوتی ہے تو رئیس ایسی
ریاست کو ذلت جانیگا اور اسے چھوڑ دے گا پس لوگوں میں جتنی نافرمانی ہو
رہی ہے یہ خدا کے ارادے کے خلاف نہیں اگر بدعتیوں کے اعتقاد کے
موافق مانا جائے کہ یہ خدا کے ارادے کے خلاف ہے تو اس سے ثابت ہوتا
ہے کہ خدا تعالے ضعیف و عاجز ہے اور اس عقیدے سے خدا پناہ دے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جب بندے کے اچھے برے سب افعال خدا
کے ارادے کے موافق ہیں تو پھر جس فعل کو چاہتا ہے اس سے منع کیوں کرتا
ہے اور جسکا ارادہ نہیں کرتا اسکے کرنے کا حکم کیسے دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے
کہ ارادہ اور چیز ہے اور امر دیگر چیز ہے اور اس کی مثال یہ ہے۔ کہ فرض کرو کسی آقا

نے اپنے غلام کو مارا اور اس سے وقت کے حاکم نے آقا پر عتاب کیا وہ عذر کرتا ہے کہ غلام میرا کہنا نہ مانتا تھا اس لئے مارا ہے بادشاہ کہتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اب آقا اپنے قول کو سچا کرنیکے لئے ارادہ کرتا ہے کہ غلام سے کوئی ایسی بات کہے جو بادشاہ کے روبرو نہ کرے اسلئے غلام کو امر کرتا ہے کہ بادشاہ کے روبرو اس سواری پر زین باندھ دے اب آقا تو یہ نہیں چاہتا کہ اس کی تعمیل ہو مگر امر نہ کرتا تو بادشاہ کے سامنے اسکا عذر درست نہ ہوتا اگر غلام سے اپنے امر کی تعمیل کا ارادہ کرے تو اس سے آقا کو اپنے نفس کے قتل کا ارادہ کرنا پڑتا ہے اور ایسا نہیں ہوتا پس ثابت ہے کہ ارادہ اور امر میں فرق ہے یعنی ارادہ اور ہے اور امر چیزے دگر۔

خدا تعالے نے افعال انسانی کو صرف بوجہ علت العلل مسبب الاسباب ومبدء کل ہونیکے اپنی طرف منسوب کیا کیونکہ قرآن مجید کے نزول کے وقت خالص توحید دنیا سے مفقود تھی بعض لوگ بارش کو ستاروں کیطرف منسوب کرتے تھے بعض دو خدا نیکی اور بدی کا علیحدہ علیحدہ مانتے تھے بعض قدامت مادہ وروح کے قائل تھے۔ اور خدا کو علت العلل ہونا کمزور ناقص طور پر خیال کرتے تھے۔ پس قرآن پاک کے یہ الفاظ۔ کہ میرے ہی امر سے سب کچھ پیدا ہوتا ہے توحید محض کے قائم کرنے کیلئے تھا۔

دیکھو سانپ بچھو شیر بھیڑیے وغیرہ انسان کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ یہ سب خدا کے بنائے ہوئے ہیں اسی ہر ایک چیز کے اسباب خواہ وہ چیز خیر میں داخل ہے یا شر میں خدا نے پیدا کی ہیں مثلاً اگر شراب کے اجزا جن سے شراب بنتی ہے موجود نہ ہوں تو پھر شرابی کہاں سے شراب بنا سکیں اور پی سکیں اسیطرح اگر انسانی افعال کو جو محض اسکے افراط تفریط سے شر کی ذیل میں داخل ہوگئے ہیں اور در اصل بالواسطہ ان افعال کا خالق اللہ ہی ہے جسنے ان افعال کے کاسب (انسان) کو پیدا کیا۔ خدا تعالے نے محض مشرکانہ خیالات کی بیخ کنی کیلئے بعض وقت درمیانی وسائط کو اٹھا کر اپنے علت العلل ہونیکا ذکر کیا ہے اس میں شک نہیں کہ ضلالت کو

خدا کی طرف نسبت دینا سوء ادب معلوم ہوتا ہے جسطرح زہر گوبر۔ بدبو کو خدا کیطرف منسوب کرنا اور اسے زہروں بدبو وغیرہ کا خالق بنانا لیکن جب ایک ایسا فرقہ موجود ہو جو خوشبوؤں کو خدا کی طرف نسبت کرے اور بدبو وغیرہ کا خالق کسی اور کو کہے تو ان کی تردید کیلئے اور خدا کی اصل وحدانیّت بیان کرنے کیلئے ہر دو امور اس کی طرف نسبت کرنے نامناسب نہیں۔

خدا نے انسان کو پیدا کیا اور اسے نیک و بد کرنے کا اختیار دیا اس اختیار سے انسان جو جو کام کریگا وہ خدا کو معلوم ہیں۔ مگر اس بات کو جبر سے کوئی علاقہ نہیں نہ خدا اس طرح کا جابر ہے اب ہم خدا کیطرف خیر و شر کے منسوب ہونے کو ایک مثال سے واضح کرتے ہیں۔ مثلاً زید ایک استاد تیر انداز ہے۔ جس نے عمرو۔ بکر۔ خالد کو تیر اندازی سکھا کر اس ہنر میں کامل اور قادر انداز کر دیا ہے کہ ان کا کوئی تیر خطا نہیں کرتا اب زید کے یہ شاگرد جتنے تیر دنیا میں پھینکیں گے اور جیسی بہادریاں دکھائینگے سب استاد کیطرف منسوب ہو سکتی ہیں اسلئے کہ اگر استاد یہ فن نہ سکھاتا نہ تیر اندازی کی مشق کراتا تو ان کو تیر اندازی کہاں سے آتی ان کے ہر ایک تیر پھینکنے کو استاد اپنی طرف منسوب کر سکتا ہے لیکن اگر اسکے یہ شاگرد اس تیر اندازی کو بیجا استعمال کرنے لگ جائیں اور بجائے جانوروں کے جائز شکار کے انسانوں کا شکار کرنے لگ جائیں تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ شاگرد اس میں بری الذمہ ہیں نہ استاد پر کوئی گرفت ہو سکتی ہے استاد اس بیجا لگنے والے ہر ایک تیر کو بسبب سکھانے و مشق کرانے اور علت بالواسطہ ہونیکے اپنی طرف منسوب تو ایسی حالت میں بھی کر سکتا ہے کیونکہ اگر استاد کا وجود نہ ہوتا تو تیر اندازی کا علم ان کو کہاں سے حاصل ہوتا مگر ان کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا نہ سزا بھگت سکتا ہے نہ شاگرد ہی سزا سے بچ سکتا ہے خصوصاً جبکہ استاد نے بلند آواز سے کہہ بھی دیا ہو کہ ہرگز ہرگز اس تیر اندازی کو بیجا طور پر استعمال نہ کرنا نہ کسی انسان کو ہلاک کرنا ورنہ قصاص میں مارے جاؤگے جو اسبات کی ٹھیک مثال ہے کہ خدا نے انسان کو کام کرنے کا اختیار عطا فرما کر صاف صاف ہدایت بھی کر دی کہ ہرگز اس عطیہ الٰہی کو بیجا طور پر استعمال نہ کرنا ورنہ سخت سزا

پاؤ گے +

عمدہ طور پر غور کرنے سے یہ اعتراض ہرگز قایم نہیں رہ سکتا +

**سوال ۳-۴-۱۳** - ابتدائے آفرینش کسطرح پر ہوی اور کب ہوئی اور مادے کی کیا خاصیت ہے بیج سے درخت پیدا ہوتا ہے یا کہ درخت سے بیج دنیا میں لا تغیر اشیاء کونسی ہیں +

**جواب ۳-۴-۱۳** - یاد رہے کہ ہمارے اعتقاد کے مطابق روح مادہ وغیرہ سب اشیاء خدا کی پیدا کردہ ہیں - جنکے حدوث کے دلائل ابھی بیان ہونگے - اور اسی سوال کی تحت میں آپ کے **سوال نمبر ۱۳** - کا جواب بھی آجائیگا یعنی دنیا میں لا تغیر اشیاء کونسی ہیں سو واضح ہو کہ صرف باری تعالیٰ کی ذات ہی تغیر سے پاک ہے باقی سب اشیاء خواہ مادہ ہو یا روح تغیر پذیر اور حادث ہیں روح کے حدوث کے دلائل ہم روح کے بیان میں کریں گے اسوقت مختصر طور پر مادہ کی بابت عرض کیا جاتا ہے اور اسی کے ذیل میں اسکے متعلقہ امور کو بھی واضح کرتے ہیں -

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ زمانہ میں بعض مادہ پرست اپنی بےعلمی کیوجہ سے اس معاملہ پر دقیق نظر نہیں ڈالتے - بلکہ محض ضدیت سے اپنی ہٹ نہیں چھوڑتے ہیں - ہمیں سے چونکہ اسلام کے عقاید پورے طور پر لکھنے ہیں - اس لئے آپ سے عرض ہے کہ غور و خوض کر کے معاملہ کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کریں خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارہ میں میری تحریر سے آپ کو واضح ہو گیا ہوگا - کہ ہم خدا کی ذات و صفات کو ازلی مانتے ہیں مگر اس خالق برحق کو اپنی صفات کے صدور میں محض مجبور نہیں مانتے - بلکہ یہ مانتے ہیں کہ وہ اپنی ذاتی صفات سے کام لینے میں با اختیار رہے اور اپنے منشاء و ارادہ سے کام کرنے والا ہے کسی کا اسپر جبر و اکراہ نہیں - اسکی مثال یوں سمجھئے کہ بالفرض ہم قدیم ہوں اور ایک صفت گویائی کی رکھتے ہیں - جس سے ہم با اختیار کام لے سکتے ہیں تو یہ ممکن ہے کہ جسوقت ہم چاہیں اس گویائی سے کام لیں - اور جب چاہیں نہ لیں اگر ہم نے اس گویائی سے کام نہ لیا تو ایک وقت

ہمارے اس سے کام نہ لینے سے ہماری صفت گویائی پر کوئی نقص عائد نہ ہوگا۔ اور یہ نہیں کہا جاویگا کہ ہم میں گویائی کی صفت ہی نہیں بطور مثال ہم ایک مخالف فرقہ کا اعتقاد درج کرتے ہیں کہ وہ خدا کو مع اس کی صفات کے جسمیں کلام کرنا بھی شامل ہے قدیم مانتا ہے۔ اور پھر یہ بھی مانتا ہے کہ ابتداے سرشٹی میں اسنے چند انسانوں سے اپنا کلام کیا مگر بعد کو وہ کسی دوسرے سے کلام نہیں کرسکتا تو کیا سمجھہ لیا جاوے۔ کہ خدا گونگا ہوگیا اور اب اس کی صفت کلام ضایع ہوگئی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکی صفت کلام۔ صفت قدرت وز باندانی میں اس سے کوئی نقص نہیں آتا۔ اسی طرح ہمارا اعتقاد ہے کہ اگر انسان مخلوق د موجود نہ ہو اور خدا تعالیٰ کو پھر بھی خالق و رازق کہیں تو کیا حرج ہے۔ کیا اسکا خالق و رازق و علیم ہونا انسانی ہستی پر موقوف ہے ہرگز نہیں۔ اسکے علاوہ ذاتی صفات کے دو معنی ہیں ایک لوازم ذات یعنی صفات جو ذات سے کبھی الگ نہیں ہو سکتیں۔ دوم وہ صفات جو ذات میں موجود ہوتی ہیں۔ قدیم کے صفات از قسم اول بلا شک قدیم ہیں۔ مگر دوسری قسم کی صفات کا قدیم ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً زید کی روح حسب اعتقاد ایک فرقہ کے قدیم ہے مگر زید کے جسم کے ساتھہ اسکا تعلق بالکل نیا ہے گو یہ تعلق اسکی روح کی ذات کو ہے اور اسوقت یہ تعلق خاص اور بالفعل اسکے قدیم روح کی صفت ہے۔ مگر یہ صفت قدیم نہیں بلکہ حادث ہے۔

اب مخلوق کے بارے میں سنئے۔ ہم مانتے ہیں کہ تمام اشیاء و ارواح جو ظاہری وجود میں آتی ہیں اور آویں گی وہ ہمیشہ سے خدا کے علم میں موجود ہیں اور ہمیشگی سے خدا تعالےٰ علیم و خبیر موجود ہے اور اس کا علم جو اس کی صفت ہے وہ بھی موجود ہے۔ خدا کے سچے گیان دیکھے علم کے مطابق اسکی قدرت کامل سے وہ چیزیں جو خدا کے علم میں موجود ہیں اور موجود تھیں حسب اسی تقدیم۔ تاخیر اور ترتیب کے ظاہری وجود پاکر موجود کہلاتی ہیں جو خدا کے علم میں پہلے تھیں جو چیز خدا کے علم میں موجود ہے وہی علمی وجود سے برآمد ہوتی ہے اور جو چیز وہاں موجود نہیں ہوتی وہ ہرگز نہیں نکل سکتی خدا تعالےٰ تمام زمین و آسمان کا خالق د نور ہے (باقی آئندہ)

# مختصر مقاصد مدرسۃ القرآن
## شہر سیالکوٹ

(۱) قرآن کریم کی عزت عظمت اور اشاعت منادی کے وسائل بہم پہنچانا اور لوگوں میں اسکے احکام کی عملی زندگی کا رنگ چڑھانا خواہ ناظرے پڑھاکر یا حفظ کرا کر یا ترجمہ پڑھاکر بشرطیکہ توفیق ایزدی رفیق ہو +

(۲) مسلمان بچوں کی خواہ کس طبقہ اور کسی مذہب اسلام سے ہوں اصلاح اور بہبودی کی کوشش کرنا + بحول اللہ وقوۃ۔

(۳) یتیموں۔ لاوارثوں کی جو سن بلوغت سے کم ہوں اور چار مسلمان ان کے چال وچلن اور قابل رحم ہونیکی تصدیق فرما دیں۔ انکی تعلیم اور تربیت کی حتی الوسع ذمہ واری اور ان کو مناسب طبیعت کسب اور دستکاری سکھانے اور قابل تعلیم کو اعلیٰ تعلیم دلانی +

# ایک ثواب کا کام

ہمارے ہاں شہر میں ایک امام مسجد حافظ محمد شفیع صاحب بہت مقروض ہیں۔ اس وقت تمام مسلمانوں کو ان کی امداد کرنی از حد ضروری ہے۔ اسلئے اگر کوئی صاحب ان کی للّٰہ امداد کرنی چاہیں۔ تو مفصلہ ذیل پتہ پر ان کو بھیجکر عنایت کریں اور ثواب دارین حاصل کریں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

حافظ محمد شفیع امام مسجد بابیاں شہر سیالکوٹ

# وفائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سادہ دربار خلافت گرم
تھا اکابر صحابہ موجود تھے اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کے طے ہو رہے تھے کہ ناگہا
ایک خوش رو نوجوان کو دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے اور فریاد
کی یا امیر المومنین اس ظالم سے ہمارا حق دلوایئے۔ اسلئے کہ اس نے ہمارے بوڑھ
باپ کو مار ڈالا" حضرت فاروق نے اس نوجوان کیطرف دیکھکر فرمایا "ان دو
کا دعویٰ تو تو سن چکا۔ اب بتا تیرا کیا جواب ہے"؟
اس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا جسکا خلاصہ ی
کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ہوا ہے اور میں نے ایک پتھر کھینچکے مارا جسکی ضرب سے وہ مر گ
ہے۔ حضرت فاروق نے فرمایا تو تجھے اعتراف ہے۔ لہذا اب قصاص کا عمل لاز
ہو گیا۔ اور اس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہو گی" نوجوان نے سر جھکا کر ع
کیا "مجھے امام کے حکم اور شریعت اسلام کے فتوے کے ماننے میں کوئی عذر نہیں ن
ایک بات کی درخواست ہے" ارشاد ہوا "وہ کیا" عرض کیا "میرا ایک چھ
نابالغ بھائی ہے جسکے لئے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تھا۔ اور میرے سپرد
تھا کہ بالغ ہو تو اس کے حوالے کر دیں۔ میں نے اس سونے کو ایک جگہ زمین
دفن کر دیا اسکا حال سوا میرے کسی کو معلوم نہیں ہے۔ اگر وہ سونا اس کو نہ ملا
تو قیامت کے دن میں ذمہ دار ہونگا اسلئے اتنا چاہتا ہوں کہ تین دن کیلئے م
یہ چھوڑ دیا جاؤں" جناب فاروق نے اس بارے میں سر جھکا کر ذرا غور فرمایا۔ اور
سر اوٹھا کے ارشاد کیا۔ اچھا کون ضمانت کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص
لئے چلا آئیگا" فاروق اعظم رض کے اس ارشاد فیض بنیاد پر اس جوان نے چاروں
دیکھا۔ حاضرین مجلس کے چہروں پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور پھر ابو ذر غفار
رضی اللہ عنہ کیطرف اشارہ کر کے عرض کیا۔ (باقی آئندہ)

# سب سے زندہ بشارت

یعنی

# آج دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

## اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمایل شریف بالکل مفت

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں اسمیں مفصلہ ذیل خوبیاں نمودار پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں بآسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) کل ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پہ اصلی متن اور دوسرے پر اُسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن صحیح صحیح ہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے نیچے پر آیت اور اُسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق اُلٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے ہر ایک سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے کارآمد ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ صبر۔ شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے اُنکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں اُنکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس ٹائپ لگایا گیا ہے اور ہدیہ مجلد عہ محصول ڈاک علاوہ مگر خریدار

**آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی**

خریداری پر مذکورہ بالا حمایل شریف ایک جلد مفت مل سکتی ہے ٭

| پیارے نبی کے پیارے حالات | سیرت الفاروق ... خلیفہ ثانی کے حالات ۱۲ | انسان اور اسکی تقدیر | اسم اعظم سوانحعمری حضرت |
|---|---|---|---|
| جلد اول ... ۸ | عثمان ذوالنورین خلیفہ ثالث کے حالات ۶ | مع تصویر ... | پیران پیر ... |
| صدیق اکبر خلیفہ اول کے حالات ۸ | حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع کے حالات ۶ | الحق المبین عیسائیوں کی کتاب اسلامات ... ۸ | قصص الانبیاء ... انبیاء کے حالات |

ایکہزار بانوے صفحہ کی کتاب صرف دو روپیہ میں - دنیا میں کوئی شخص ہے جو دے سکے - افسوس کی بات ہے - کہ اس پر بھی بعض صاحبان نے باوجود سال ڈیڑھ سال رسالہ لے چکنے کے پھر بھی وی پی واپس کر دیاہے یہ ایسا ظلم اور اندھیر ہے - جس کی نظیر نہیں ہو سکتی - کیا اسلامی خدمت یہی ہو سکتی ہے - مسلمانوں تم کو کیا ہو گیا - ہمارے پاس گنج قارون تو نہیں - جو رسالہ پر خرچ کرتے چلے جائیں - اس طرح سال ڈیڑھ سال رسالہ لے کر وی پی واپس کر دینا - اور پھر رسالہ کی سروقت نہ پہونچنے کی شکایت کرنا - اندھیر - اندھیر - اندھیر - کیا ہمارے پاس کوئی شاہی خزانہ ہے - ایکا روپیہ آپ ہی کی خدمت میں صرف کر دیا جاتاہے - ہزارہا روپیہ بقایا انوار الاسلام خریداروں کے ذمے ہے - اور وہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کر رہے ہیں - **دھائی ہے خدا کی دھائی** +

اسلیئے عام نوٹس دیا جاتاہے کہ ماہ ستمبر کے اخیر تک اور مہلت ہے - جن صاحبان نے وی پی واپس کر دئے - اگر وہ اپنی قیمت رسالہ مع محصول بھیجدیں تو بہتر ورنہ یکم اکتوبر سے انکے نام کا رسالہ قطعی بند کر دیا جائیگا +

ایسا ہی جنکو اسکے بعد وی پی بھیجیں یا بھیج رہے ہیں - ان میں سے جو شخص وی پی واپس کر دیگا اسکا نام رجسٹر خریداراں سے ہمیشہ کیلئے قطعی طور پر یکم اکتوبر سے کاٹ دیا جائیگا - جن صاحبوں نے وی پی وصول کر کے رسالہ کی پیشگی قیمت بھیجدی ہے - ان کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے نام نامی بخط جلی قلم سے معرفت رسالہ ہذا شایع کئے جاوینگے - چندہ کے نادہندوں کی لسٹ بھی بہت جلد شایع کی جاویگی - تاکہ سب صاحبوں پر روشن ہو جائے - کہ ایسے وجود بھی ہیں جو انوار الاسلام کے چندہ کو مادر شیر سمجھ کر ہضم کر رہے ہیں

ایڈیٹر

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

## حضرات عیسائی صاحبان کی خدمت میں

## بتیس سوال بامید جواب

(سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰)

### سوال نوزدہم

کتاب پیدائش باب ۳ - آیت ۱۵ میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا وہ تیرے سر کو کچلیگی - عیسائیوں کا دعوی ہے کہ عورت کی نسل سے یہاں مراد مسیح ہے اور مسیح نے سانپ یعنی شیطان کا سر کچلا - یہ پیشین گوئی خاص مسیح کے حق میں ہے

ہمارے نزدیک یہ دعویٰ عیسائیوں کا سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ جو عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح نے شیطان کا سر کچلا۔ اور سر کچلنے سے مراد شیطان کو بیکار کر دینا اور اس پر فتح پا کر اس کے اغوا سے بندگان خدا کو محفوظ رکھنا ہے۔ کیا یہ باتیں پوری ہوئیں۔ اول تو شیطان حواریوں میں سما گیا۔ دیکھو انجیل یوحنا باب ۱۳۔ آیت ۲۷۔ اس حواری شیطان کے غلام نے مسیح کو صلیب کا منہ دکھایا۔ دوم اعظم الحوارین حضرت پطرس صاحب میں شیطان کا داخل ہونا۔ تفسیر انجیل مسیٰ مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۱۹۲ سطر ۹ میں لکھا ہے خلاصہ آنکہ پطرس میں مسیح نے شیطان کو ملتے دیکھا۔ زبان پطرس کی تھی۔ بات شیطان کی تھی۔ پس شیطان کا لفظ پطرس کی نسبت بولدیا۔ یہاں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو کوئی شیطان کی بات بولے وہ شیطان کہلائے گا۔ سوم خط اول پطرس باب ۵ آیت ۸ میں لکھا ہے۔ ہوشیار اور جاگتے رہو کیونکہ تمہارا مخالف شیطان گرجنے والے ببر کی مانند ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ کہ کس کو پھاڑ کھاوے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان انصاف فرمایئے اگر آپ کا فرضی خدا یسوع شیطان کا سر کچل ڈالتا اور اس کو بیکار کر دیتا تو یہ طاقت اس میں کہاں رہتی جو لوگوں کو پھاڑتا پھرتا۔ چہارم شیطان کا بعض لوگوں کو شکار کرنا اور اپنی مرضی پر چلانا۔ خط دوم تمطاؤس باب ۲ آیت ۲۶ سے ظاہر ہے۔ پنجم میاں پولوس کو شیطان کا نٹے چبھوتا ہے۔ خط دوم قرنتیوں باب ۱۲۔ آیت ۸ سے ثابت ہے۔ ششم بموجب قول میاں پولوس شیطان کا اپنی شکل کو نوری فرشتوں سے تبدیل کرنے پر قادر ہونا خط دوم قرنتیوں باب ۱۱۔ آیت ۱۴۔ الغرض ہم کہاں تک شیطان کی آزادی کا بائبل سے تحریر کریں یہ تمام آزادیاں شیطان کی صاف صاف شہادت دے رہی ہیں کہ مسیح نے شیطان کا سر بالکل نہیں کچلا۔ بلکہ شیطان نے ایک حواری کے رنگ میں ہو کر مسیح کا کام تمام کیا۔ کیوں عیسائیو۔ اب بھی تمہیں بیدایش

باب ۲ - آیت ۱۵ - کی پیشینگوئی مسیح کے حق میں ثابت کرنیکا خیال باقی ہے+

# سوال ہشتم

## ذات باری تعالےٰ

باپ بیٹا روح القدس

باپ ازلی و ابدی - بیٹا ازلی و ابدی - روح القدس ازلی و ابدی - باپ حیّ - بیٹا حیّ - روح القدس حیّ - باپ قیوم - بیٹا قیوم - روح القدس قیوم - ان تینوں اقنوم کو ایک ذات اور رتبہ خدائی میں برابر حصہ دار مانا جاتا ہے - بلکہ ان تینوں کو ایک ہی ذات تصوّر کر کے توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کہتے ہیں - یہ ہے عیسائیوں کا مثلث خدا - اب ہم عیسائیوں کی خدمت میں التماس کرتے ہیں کہ اے عیسائیو اس تمہارے مثلث خدا کا جو تین اقنوم یعنی شخصیت اپنی ذات میں رکھتا ہے مسیح کے وجود خاکی اور محدود و محسوس اور چار عنصروں سے جو مرکب ہے جسکا حادث ہونا اس کی ترکیب وجود ہی سے ثابت ہوتا ہے اور مسیح کے وجود حادث اور نو پیدا ہونے پر سنہ ۱۹۱۰ء گواہ ہے - اور مسٹر عبداللہ آتھم اپنی تقریر ۲۲ مئی سنہ ۱۸۹۳ء جنگ مقدس مطبوعہ نیشنل پریس امرتسر سنہ ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۲ سطر میں تسلیم کر چکے ہیں - کہ یسوع مخلوق کو ہم اللہ نہیں کہتے + آیا مسیح مخلوق کے وجود حادث کا جس کو عبداللہ آتھم خدا نہیں مانتے اس ذات قدیم سے جو ازلی و ابدی ہے کیا علاقہ ہے جو حادث اور قدیم کو متحد الوجود ٹھہرا کر ایک ذات واحد کہا جاتا ہے آیا یہ علاقہ حلول و نزول کی طرح سے ہے - یا

روح اور بدن کے طور سے تسلیم کیا جاتا ہے یا بقول عبداللہ آتھم مندرجہ
جنگ مقدس ۳۱ مئی ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۱ مسیح مظہر اللہ بعد نزول روح القدس
کے ہوئے۔ اور اگر بباعث نزول روح القدس مسیح مظہر اللہ مانے جامئیں
تو روح القدس کا نزول از روے بائبل اور بندگان خدا پر بھی ثابت ہے۔
اوّل خدا کی روح موسیٰ پر نازل ہوئی۔ کتاب یسعیاہ باب ۶۳۔ ایت ۱۱۔
دوم حضرت سموئیل علیہ السلام سے وعدہ الٰہی ہوا ہے۔ کہ خدا کی روح
تجھ پر نازل ہوگی۔ کتاب اول سموئیل باب ۱۰۔ ایت ۶۔ سوم حضرت داؤد
علیہ السلام پر خدا کی روح نازل ہوئی۔ کتاب اول سموئیل باب ۱۶۔ آیت ۱۳
چہارم حضرت یوحنا بن ذکریاہ ماں کے پیٹ میں ہی روح القدس سے فیضیاب
کئے گئے۔ انجیل لوقا باب اول ایت ۱۵۔ پنجم حضرت ذکریاہ روح القدس
سے بھرپور ہو گئے۔ انجیل لوقا باب اول آیت ۶۷۔ ششم حضرت مسیح
پر روح القدس نازل ہوئی۔ انجیل متی باب ۳۔ آیت ۱۶۔ جائے انصاف
ہے کہ اگر بقول عبداللہ آتھم حضرت مسیح بباعث نزول روح القدس مظہر
خدا مانے جاتے ہیں تو حضرت موسیٰ اور سموئیل و داؤد اور یوحنا بن ذکریاہ
اور خود حضرت ذکریاہ کیوں مظہر الٰہی نہیں مانے جاتے۔ الغرض عیسائیوں
کے ذمہ فرض ہے کہ حادث اور قدیم کا کوئی ایسا علاقہ بیان کریں۔ جو
عند العقل حادث اور قدیم کا متحد الوجود ہونا ثابت ہو۔ اور یہ بھی واضح ہو
کہ جسطرح مسیح ابن مریم کو جن کا حادث ہونا ان کی پیدایش سے ظاہر ہے
اقنوم بیٹے سے علاقہ ہونیکی وجہ سے ازلی بیٹا کہا جاتا ہے۔ آیا یہی علاقہ
اقنوم باپ اور روح القدس سے بھی ان کو حاصل ہے یا نہیں۔ شق اول
اگر حاصل نہیں تو دونوں اقنوم یعنی باپ و روح القدس سے مغائرت ثابت
ہوئی جس سے مسئلہ توحید فی التثلیث کا نقص ظاہر ہوگا۔ اگر تینوں اقنوم
سے علاقہ برابر ہے تو چاہئے کہ مسیح کو کہا جاوے بیٹا اور کہا جاوے باپ اور کہا جاوے

روح القدس کے نام سے پکارا جاوے حضرت مسیح علیہ السلام کا حضرت یوحنا بن زکریا علیہ السلام کا مرید ہونا اور ان کے ہاتھ سے بپتسمہ پانا چنانچہ انجیل متی باب ۳ - آیت ۱۷ میں لکھا ہے اور یسوع بپتسمہ پا کے وہیں پانی سے نکل کے اوپر آیا اور دیکھو کہ اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کی روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو آسمان سے ایک آواز یہ کہتی ہوئی آئی کہ میرا پیارا بیٹا ہے - جس سے میں خوش ہوں +

اس انجیلی عبارت مذکورہ بالا سے صریح واضح ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت مسیح بپتسمہ پاکر لب دریا یردن کھڑے تھے تو اس وقت روح القدس بشکل کبوتر اترا اور روح القدس کا بشکل کبوتر اترنا انجیل لوقا باب ۳ آیت ۲۱ سے بخوبی ظاہر ہے - اور ایسا ہوا کہ جب لوگ بپتسمہ پاچکے تھے اور یسوع بھی بپتسمہ پاکر دعا مانگ رہا تھا - آسمان کھل گیا اور روح القدس جسم کی صورت میں کبوتر کی طرح اس پر اتری بروقت نزول روح القدس تین وجود علیحدہ علیحدہ ثابت ہوتے ہیں - اول حضرت مسیح کا وجود عنصری محدود و محسوس اور کثیف جس کو پادری عبد اللہ آتھم صاحب بھی بباعث حادث ہونیکے خدا نہیں مانتے تھے - دیکھو جنگ مقدس مطبوعہ ۱۸۹۳ء پرچہ ۲۲ مئی صفحہ ۱۱ سطر ۱۱ میں صاف لکھا ہے کہ یسوع مخلوق کو ہم اللہ نہیں کہتے +

دوم روح القدس کا بشکل کبوتر اترنا اور مرئی ہونا پادری عماد الدین نے اپنی تفسیر انجیل متی خزانۃ الاسرار مطبوعہ ۱۸۷۵ء کے صفحہ ۴۲ سطر ۳ میں تسلیم کرلیا ہے کہ خدا کی روح مسیح پر نازل ہوئی وہ جسم کی صورت میں اتری (لوقا ۳ باب ۲۲) تاکہ یوحنا کو بھی دکھائی دیوے - اور وہ گواہ ہووے کہ خدا کی روح اس پر اتری ہے خدا کا بیٹا ہے پر روح کبوتر کے جسم میں دکھلائی دی کیونکہ کبوتر پاکیزگی کا نمونہ ہے - سوئم آسمان پر سے آواز دینے والا جو حضرت مسیح کو پیارے

بیٹے کا خطاب عطا فرما رہا ہے۔ جاننا ضرور ہے کہ ایک آن اور وقت واحد میں
تینوں وجودوں کا جدا جدا ہونا ثابت ہوتا ہے اور دو وجودوں کا محدود
اور مرئی اور کثیف ہونا بھی اظہر من الشمس ہے۔ اول حضرت مسیح جو لوازمات
بشری رکھتے تھے ان کا جسم کثیف ہونا ان کی ترکیب وجودی سے ظاہر ہے۔
دوم روح القدس کا بشکل کبوتر اترنا اور جسمی صورت میں دکھلائی دینا روح القدس
کا تجسم وجسم کبوتر کا نظر آنا صریح اس کے جسم کثیف ہونے کی دلیل ہے اور یہ امر بالاتفاق
اہل علم کا مانا ہوا ہے کہ دو کثافتیں ایک جا پر جمع ہو کے ایک نہیں ہو سکتیں
چاہئے انصاف ہے کہ تثلیث کے دو اقنوم کا کثیف ہونا اناجیل مروجہ حال سے
بھی اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے اور دو کثافتوں کا ایک جا پر جمع ہو کر متحدہ فی الوجود
ہونا محال عادی ہے۔ پھر تثلیث حقیقی کیسے ہو سکتی ہے۔ عیسائیوں کا تین
اقنوم سے مسئلہ تثلیث کا ماننا اور اس تثلیث میں دو اقنوم کا کثیف ہونا بھی تسلیم
کر کے پھر تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کا اعتقاد رکھنا عجیب خوش
فہمی ہے باوجودیکہ دو وجودوں کا محدود، محسوس اور کثیف ہونا اناجیل سے
اور ہم بخوبی ثابت کر چکے ہیں باوجود دو اقنوم کے محدود اور محسوس اور کثیف
ہوتے ہوئے جس کو آپ تثلیث کہتے ہیں اور یہ آپ کی تثلیث صرف تثلیث
ہی ثابت ہوگی۔ یعنی تین وجود اور یہ امر ظاہر ہے کہ تین وجودوں کی تثلیث کا
قائل ہونا جس تثلیث مبارک میں دو اقنوم کثیف بھی داخل ہوں اور دو کثافتوں
کا ایک جا پر جمع ہونا محال عادی بھی ہو پھر اس تثلیث کے ماننے والے مشرک
نہ ہوں تو اس کے کیا معنی لامحالہ ایسی تثلیث کے قائل تو تمام عقلائے زمانہ
کے نزدیک مشرک ٹھیریں گے اگر کوئی عقل کا دشمن عیسائی یوں کہے کہ ہمارا
اعتقاد مطلق تثلیث کا نہیں ۔ ۔ ۔ بلکہ ہم تو تثلیث فی التوحید کے معتقد ہیں تو
میں کہتا ہوں کہ عیسائیوں کا یہ اعتقاد کرنا بالکل خلاف اور محال کا قائل ہونا
ہے۔ کیونکہ اجتماع ضدین تو سب عقلا کے نزدیک محال ہے اور کثرت

حقیقی اور واحدت حقیقی باہم متضاد ہیں ان کا اجتماع بھی ایک جا پر محال ہے
جیساکہ وقت واحد میں ایک جا پر دھوپ اور سایہ کا ہونا محال ہے پس اگر علماء
عیسائی شائد کہدیں کہ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کے مسئلہ کے
دریافت سے عقل قاصر ہے جیساکہ خداوند کریم کی ذات و صفات کی کنہ
معلوم کرنے سے عاجز ہے تو اس کے جواب میں کہا جاویگا کہ تثلیث فی التوحید
کے مسئلہ میں عقل کو علم عدم ہے اور علم استحالہ ہے جیساکہ محالات میں ہوتا ہے اور
خداوند کریم کی ذات و صفات کے بھید کو معلوم کرنے میں چونکہ معلوم الوجود اور
مجہول الکیفیت ہے عقل کو عدم علم اور ان کے دریافت کرنے میں حیرت ہوتی
ہے جیساکہ تمام متشابہات میں ہوا کرتی ہے اور علم عدم اور عدم علم میں بہت
فرق ہے جس کو ہر ایک ذیعلم اور صاحب عقل معلوم کر سکتا ہے پس عیسائیوں کا
متشابہات پر محالات کو قیاس کر کے کہہ دینا کہ ہماری عقل اس کو دریافت
نہیں کر سکتی سراسر باطل اور قیاس مع الفارق ہے اگر کوئی عیسائی یہ کہے
کہ کثرت حقیقی اور واحد حقیقی کا اجتماع محال نہیں جیساکہ ایک کے ہندسہ
میں باوجود ایک ہے مگر اس میں طول اور عرض اور عمق اور مقدار بھی ہوتا ہے۔
ایسا ہی ایک درخت کہ باوجود وحدت کے اس میں کثرت بھی ہوتی ہے یا شربت
کہ باوجود وحدت کے اس میں کئی چیزوں سے مرکب ہوتا ہے اس کے جواب
میں کہا جاتا ہے کہ عیسائیوں کا یہ خیال خام صرف وحدت حقیقی اور وحدت
اعتباری پائی جاتی ہے نہ کہ وحدت حقیقی عیسائی لوگ غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ
کہ تثلیث فی التوحید کے مسئلہ میں یا تو تثلیث اور وحدت دونوں اعتباری ہونگے
یا تثلیث حقیقی اور وحدت اعتباری یا تثلیث اعتباری ہے اور وحدت حقیقی یا
تثلیث اور وحدت دونوں حقیقی۔ شق اول و ثالث تو باطل ہے کیونکہ اوپر ہم تین
وجود علیحدہ علیحدہ ثابت کر چکے ہیں اور تین میں سے دو کا کثیف اور مرئی ہونا بھی
ثابت کر چکے ہیں۔ اور شق ثانی بھی باطل ہے۔ یعنی تثلیث حقیقی اور وحدت

اعتباری کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا واحد حقیقی نہو کیونکہ مرکب حقیقی اور اعتباری سے اعتباری ہوگا بلکہ واحد اعتباری علاوہ بریں اگر عیسائی لوگ خداوند کریم کی وحدت اعتباری مان لیں تو ایسی وحدت اور اعداد میں بھی پائی جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تثلیث کا تو اعتقاد ہے اور تربیع اور تخمیس اور تسدیس و تسبیع وغیرہ کا انکار اور شق رابع بھی باطل ہے۔ کیونکہ کثرت حقیقی اور وحدت حقیقی کا ایک جا پر مجتمع ہونا سب عقلا کے نزدیک محال ہے اب عیسائیوں کے ہاتھ کیا رہا توحید کا نام و نشان نہیں خشک تثلیث کا ڈنکا بج رہا ہے بھلا یہ شرک نہیں تو اور کیا ہے +

# وفائے عہد

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

"وہ میری ضمانت کریں گے"۔ حضرت فاروق نے پوچھا" ابو ذر تم ضمانت کرتے ہو؟" انہوں نے فرمایا" بے شک میں ضمانت کرتا ہوں کہ یہ نوجوان تین دن میں آکر حاضر ہوجائیگا" ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تھی کہ حضرت فاروق بھی راضی ہو گئے۔ ان دونوں مدعی نوجوانوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا +

اب تیسرا دن تھا۔ حضرت فاروق کا دربار بدستور قائم ہوا۔ تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے۔ وہ دونوں نوعمر مدعی بھی آئے۔ حضرت ابو ذر بھی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گذرتا جاتا ہے اور اس کا پتہ نہیں صحابہ میں ابو ذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چلی ہے۔ دونوں مدعیوں نے بڑھ کر کہا" اے ابو ذر ہمارا مجرم کہاں ہے" انہوں نے کمال استقلال اور ثابت قدمی سے جواب دیا" اگر تینوں دن گذر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم میں اپنی ضمانت پوری کروں گا" عدالت فاروقی بھی جوش میں آئی۔ حضرت فاروق سنبھل بیٹھے

اور فرمایا "اگر وہ نہ آیا تو ابوذر کی نسبت وہی کارروائی کیجاویگی جسکی شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی" یہ سنتے ہی صحابہ میں ہول پڑ گئی۔ بعضے آبدیدہ ہوگئے۔ اور بعض کی انکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے۔ مجبور ہو کے لوگوں نے دونوں مدعیوں سے کہنا شروع کیا کہ "تم خون بہا قبول کرلو" انہوں نے قطعی انکار کیا کہ ہم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہیں۔ غرض رنگ سی پریشانی میں تھے کہ ناگہاں وہ مجرم نوجوان نمودار ہوا مگر اس حالت سے کہ پسینے میں ڈوبا تھا۔ اور سانس پھولی ہوئی تھی وہ آتے ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا۔ خندہ جبینی سے سلام کیا اور عرض کیا "میں نے اس بچے کو اس کے ماموں کے سپرد کردیا اور اسکی جائداد انہیں بتادی۔ اب آپ جو خدا و رسول کا حکم ہو بجالائیں" اب حضرت ابوذر نے فرمایا "امیر المومنین خدا کی قسم میں جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ اور نہ آج سے پہلے کبھی اس کی صورت دیکھی تھی۔ مگر اور سب کو چھوڑ کے اس نے مجھے اپنا ضامن بنالیا۔ تو مجھے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا۔ اور اسکے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد میں سچا ہوگا اسلیئے ضمانت کرلی اسکے آپہونچنے سے حاضرین میں ایسا غیر معمول جوش پیدا ہوگیا تھا کہ دونوں مدعی نوجوانوں نے خوشی میں آکے عرض کیا "امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کردیا۔ سب طرف سے ایک نعرہ مسرت بلند ہوا۔ اور حضرت فاروق کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا مدعی نوجوانوں تمہارے باپ کے خون بہا میں بیت المال سے اداکرونگا اور تم اپنی نیک نفسی کے ساتھ فائدہ بھی اوٹھاؤگے۔ انہوں نے عرض کیا۔ امیرالمومنین ہم اس حق کو خالص خدا کی خوشنودی کیلیئے معاف کرچکے لہذا اب ہمیں کچھ لینے کا حق نہیں ہے اور نہ لیں گے۔ غرض اس عجیب و غریب وفائے عہد کا واقعہ اس خوشی و مسرت پر ختم ہوا۔

(دلگداز)

# ایک متلاشی حق کے سوالات کا جواب

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

دہی تمام مخلوق کا پرکاشک ہے عدم محض نہ کسی چیز کا مادہ نہ کسی چیز کا جزو ہے نہ عدم محض کوئی مخلوق ہے ساری مخلوق خدا کے علم میں خالق سے بتدریج خارجی وجود ملتا ہے +

خدا نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا تاکہ اسکی کمال طاقت والے قدرت اور اسکی صفات کا مقتضا پورا ہو اور وہ ثمر ثمرات ہوں - اور ان سب چیزوں کو اسے محض اپنی قدرت کے زور سے بدوں کسی مادہ سابقہ کے پیدا کیا - اگر کہو کہ یہ امر محال ہے کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ہم بھی بغیر مادہ کے بنا سکتے تو یہ یاد رکھ لینا چاہیئے کہ وہ قادر ہے - ہماری مانند نہیں نہ اس کی قدرت کا ہماری قدرت سے مقابلہ ہو سکتا ہے جو چیز ہم کو ناممکن معلوم ہو یہ ضرور نہیں کہ اسے بھی ناممکن معلوم ہو - خدا تعالیٰ کو اپنی صفات کی تاثیرات کے اظہار میں اختیار ہے اضطرار نہیں +

علم سائنس کا پہلا اصول ان معنی میں کہ نیستی ہستی کا مادہ اور اصل نہیں اور ہستی نیستی کا مادہ و اصل نہیں ہوتی صحیح ہے - اور یہ بھی درست ہے کہ پرکاش بھی اسی کا ہوتا یا ہو گا +

یہ تو ہم بھی نہیں کہتے کہ موجودات اور خدا کی مخلوق کا مادہ موجود اور مخلوق نہیں - کیونکہ جس صورت میں موجودات و مادی دنیا موجود ہے تو ضرور اس موجودات کا مادہ بھی موجود ہے - کسی چیز کا موجود ہونا یہی معنی رکھتا ہے کہ اس چیز کا مادہ موجود ہے سائنس کا یہ کہنا بھی درست ہے کہ نیستی ہستی کی علت یا نیستی ہستی کی خالق نہیں ہوتی اور اس کے برعکس - مگر ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ جو ہمارا خالق ہے اور موجود ہے ہرگز نیستی نہیں وہ ہستی ہے اور یہی ہستی کسی طرح مثبت نہیں ابطال قدامت مادہ پر یہ دلایل بطور مشتے نمونہ ہیں +

(۱) تین ایسے اجزائے لاتجزے لیکر ہم اس طرح..... ملاتے ہیں۔ ایک کو بیچ میں اور دو کو ارد گرد رکھکر دریافت کرتے ہیں کہ بتلایئے۔ کہ درمیانی جزو ہر دو کو آپس میں ملنے سے مانع ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ نہیں تو تداخل جواہر لازم آیا یعنی یہ کہ درمیانی جزو جو ہر ہے دونوں میں منضم ہو گیا اور یہ محال ہے اگر کہو کہ دونوں کو ملنے سے مانع ہے تو ظاہر ہے کہ دونوں طرف سے مانع ہوئے اس کی تقسیم بھی لازم آئیگی ورنہ مانع کیا معنی۔ پس جس جزو کو غیر منقسم کہتے تھے وہ منقسم ہو گیا +

(۲) ایسے دو اجزاء کو لیکر متصل رکھتے ہیں جیسے ...... اور ایک ان کے اوپر ہر دو کے درمیان رکھکر سوال کرتے ہیں کہ اوپر کا جزو دونوں طرف ملتا ہے یا ایک طرف اگر کہو کہ ایک طرف تو غلط ہے۔ کیونکہ درمیان میں رکھنے سے ایک ہی طرف ملنا صریح غلط ہے ورنہ درمیان نہ ہوگا۔ پس وہ درمیانی جزو ضرور دونوں طرف ملیگا۔ جس سے اس کی تقسیم ثابت ہوگی اس لئے کہ جو چیز ایک آن میں دو چیزوں سے ہے وہ ضرور منقسم ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں پس جس جزو کو ہمنے غیر منقسم مانا تھا وہ منقسم ہو گیا +

(۳) اگر تمام تنوعات کسی علت (اور وہ مادہ اسکی حرکت ہے) قدیم ہوگی تو اس کی استعداد بھی قدیم ہوگی اور اگر استعداد قدیم ہوگی تو تمام تنوعات بھی قدیم ہوں گے۔ لیکن تنوعات قدیم نہیں ہیں۔ اسلئے استعداد بھی قدیم نہ ہوئی۔ اگر آپ یہ کہنے لگیں کہ نہیں استعداد حادث ہے۔ اور تمام تنوعات بھی حادث ہیں لیکن مادہ بھی قدیم ہے تو میں دریافت کرونگا کہ استعداد ہونے سے پہلے مادہ ازل میں یعنی لگاتار زمانہ غیر متناہی تک کرتے رہے اور مادہ پر کیونکر لامتناہی زمانہ گذر سکا اور وہ محض بے نتیجہ اور لغو رہا اور پھر نامتناہی ازلی اور غیر محدود مدت تک بے نتیجہ رہنے کے بعد کس چیز نے اُسے اس امر پر امادہ کر دیا کہ ایک محدود زمانہ سے تنوعات بھی پیدا ہونے لگیں +

(۴) یہ امر ذرا بھی مخفی نہیں کہ مادہ صورت سے جو اس کے ساتھ قایم

ہوتی ہے خالی نہیں پایا جاتا اور نہ مادہ کا تمام صورتوں سے مجرد ہو کر پایا جانا ممکن
ہے (جیسا کہ مادہ کا بغیر تحیز اور کسی نہ کسی قدر خالی جگہہ جگہہ کے گھیرے ہوئے موجود
ہونا ممکن نہیں ہے) پس مادہ جب کبھی پایا جائیگا۔ اس کے لئے کوئی نہ کوئی
صورت ضرور ہوگی خواہ وہ صورت اتیصرکی ہو یا سدیمی (یعنی وہ حالت جس
میں عنصر بننے سے پہلے موجود تھا) عنصری ہو یا معدنی نباتی ہو یا حیوانی۔ اسی وجہ
سے مادہ کی قدامت کے مدعی اسبات کے قائل ہوگئے ہیں۔ کہ مادہ اپنے اول وجود
میں کہ جو اسے تمام انواع کے بننے سے پہلے حاصل تھا۔ جتنی صورتیں کہ متصور ہوسکتی ہیں
سب سے بسیط صورت میں موجود تھا۔ اور یہ کہ جتنی صورتیں مادہ اختیار کرتا جاتا
ہے وہ حرکت سے ہی پیدا ہوئی ہیں۔ (۱) حرکت و مادہ میں انفصال ناممکن ہے
ان سب باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مادہ اس حالت میں بھی
تمام صورتوں سے مجرد و خالی نہیں مانا ہے اسلئے کہ یہ خلاف عقل ہے پھر جو کوئی صورت
کہ مادہ میں قائم ہوگی وہ ضرور حادث ہوگی۔ اس لئے کہ وہ زائل ہوسکتی ہے۔ اور
اس پر عدم طاری ہوسکتا ہے اگرچہ وہ تمام صورتوں سے ابسط ہی کیوں نہ ہو۔
مثلاً اسی صورت کو لے لیجئے جسکا کہ تمام انواع کے بننے سے پہلے مادہ کیلئے ثابت
ہونا مانا جاتا ہے۔ پہلی صورت کا معدوم و زائل ہونا ہم کو اس طرح پر معلوم ہوا کہ
اس کا معدوم ہو جانا اور اس کے بعد بہت سی صور نوعیہ کا طاری ہونا مشاہدہ
کر لیا گیا ہے اور جس چیز پر عدم طاری ہوتا ہے اور وہ اُسے قبول کر سکتی ہے اسکا
قدیم ہونا محال ہے کیونکہ جو شی قدیم ہوگی وہ ہرگز زائل و معدوم نہیں ہوسکتی اسلئے
کہ اسکا قدیم ہونا یا تو اس وجہ سے ہوگا کہ اسکی ذات ہی اس کے وجود کو مقتضی ہوگی
یعنی اسکا سبب سوائے اس کے نفس کے اور کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ وہ خود ہی موجود ہوگی
اور اس کا نام قدم ذاتی ہے اور یا اس وجہ سے کہ اسکی علت قدیم ہوگی اور خود اس کی
ذات نہیں بلکہ وہی علت قدیمہ اس کے قدم کو مقتضی ہوگی اور اسکا نام قدم غیر ذاتی
یا قدم بالغیر ہے سوائے اس کے اور کوئی صورت قدیم ہونیکی نہیں ہوسکتی۔ اور

ظاہر ہے کہ اس سے کہ وجود کا مقتضی عام ہے کہ اسی کی ذات ہو یا کوئی دوسری شے ۔ جبتک حاصل و قائم رہیگا اوس وقت تک کیونکر ممکن ہے کہ اس شے پر عدم و زوال طاری ہوسکے ۔ پس قدیم کی ہر دو اقسام ایسی ہیں کہ ان پر عدم کا طاری ہونا ممکن نہیں اور وہ عدم کو قبول نہیں کرسکتیں جب یہ ثابت ہوگیا تو اب میں کہتا ہوں کہ جب مادہ کی تمام صورت لازمہ کا حدوث ثابت ہوگیا تو پھر مادہ کا قدیم ہونا کسی طرح ممکن نہیں ہوسکتا ۔ کیونکہ جب ہم مادہ کی تمام صورتوں کو بیتے ہوئے ایسی صورت تک پہنچ جاویں ۔ کہ جو سب سے ابسط ہو اور مادہ کے لئے وہی پہلی صورت ہو تو اب عقل کے نزدیک یہ ہرگز ممکن نہیں ٹھہر سکتا کہ اس سے پہلے بھی مادہ کے لئے کوئی صورت ہوسکے مادہ کے ابسط صورت ہے بعدوالی صورتوں کا حدوث تو اسطرح سے ظاہر ہے کہ وہ پہلے نہ تھیں اور اس کی پہلی صورت کے زائل ہونے کے بعد پیدا ہوئی ہیں ۔ اب رہی مادہ کی ابسط اور سب سے پہلی صورت تو میں کہتا ہوں کہ وہ بھی حادث ہے اسلئے کہ وہ معدوم و زائل ہوگئی اور قدیم کا زایل ہونا محال ہے پس یہی مقصود ہے ✦

علاوہ ان بہت مختصر دلائل کے بہت سی دلایل حدوث مادہ و روح کی بابت ہمارے رسالہ حدوث مادہ و روح میں ملیں گے ۔ جو عنقریب شایع ہوگا ✦

مادہ کے خواص بہت سے ہیں جیسے جوہریت ۔ جسمیت ۔ عرضیت تحیز ہونا (یعنی کسی قدر جگہہ کو گھیرنا) مرکب ہونا ۔ متغیر ہونا ۔ کشش ثقل اتصال ۔ حیوانیت ۔ حرارت ۔ انابیب الشعریہ تحت حیز سے جنا جانا ۔ حیز کو جننا ۔ منتقل ہونا ۔ دیگر انفعالات نفسانیہ ۔ ان میں سے بعض مادہ کے لوازم ہیں ۔ اور بعض مادہ کے جمیع انواع کے لئے عام ہیں لیکن لازم نہیں ۔ اور بعض ایسے ہیں جنکو نفس مادہ کی طبیعت قبول کرسکتی ہے ✦

ابتداے آفرینش خداتعالے نے اپنی قدرت کاملہ و صفت بالغہ

سے نہایت احسن طریقہ پر کی۔ مثال کے طور پر انسان کی اول پیدائش کے بارہ میں فرمایا۔ من تراب۔ من طین۔ من حماء مسنون۔ من طین لازب۔ من صلصال من حماء من صلصال کالفخار۔ ونفخت فیہ من روحی۔

اس کے بعد متقضی سرشتی انسانی پر فرمایا۔ من سلالۃ من طین من نطفۃ علقہ۔ مضغۃ۔ عظام۔ کسونا العظام لحما۔ ثم انشاناہ خلقا فتبارک اللہ۔

**کب ہوئی**۔ اس کی بابت عرض ہے کہ یہ سوال کچھ روحانی فوائد پر مشتمل نہیں اور پھر اس طرح کے جھگڑوں میں انسان کو ڈالنا تکلیف مالایطاق ہے۔ اور روحانیت سے دور جا پڑتا ہے۔ جب ہم ان کا حدوث ثابت کر سکتے ہیں تو ہمیں زمانہ یا مقدار لگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ سوال لغو ہے اللہ تعالے معطل و بیکار نہیں ہوتا۔ اور اسلئے زمانہ مقدار فعل کا نام ہے۔ اور مقدار فعل فعل سے پیدا ہوتا ہے۔ اور فعل فاعل سے تو زمانہ خود مخلوق ہوا۔ ہاں یہ بتلایا کہ ھوالاول جسکی تشریح آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے کہ لیس قبلہ شیئ" اور الی ربک المنتھیٰ۔

درخت اور بیج کی مثال کا جواب اس تحت میں آگیا۔ کیونکہ مادہ جس سے بیج بنا ہے حادث ہے اور مخلوق ہے۔ تو جو چیز اس سے پیدا ہو گی حادث ہوگی۔ ہم صرف خدا تعالے کی سچی اور حقیقی ہستی مانتے ہیں۔ اور اسی کو ہستیوں کا منبع مانتے ہیں۔ باقی سب ہستیاں مستعار اور فانی ہیں۔ خدا سے محض مشارکت اسمی رکھتی ہیں +

باقی سوالات کے جوابات آئیندہ +

محمد منظور الہی سوہدروی۔

# خدا آسمان و زمین کا نور ہے

اللہ نور السمٰوت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولا غربیۃ لا یکاد زیتہا یضیٓئ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشآء ویضرب اللہ الامثال للناس ط واللہ بکل شیٔ علیم خدا آسمان وزمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے۔ اور خواہ ذاتی ہے۔ اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے۔ اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی۔ اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے۔ اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیروزبر کی پناہ وہی ہے جس نے ہر یک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جسکا بیان آیت اللہ نور السمٰوت والارض میں ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جسنے دائرہ کی طرح ہر یک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جسکے فایض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور انہیں افراد خاصہ پر فایض ہوتا ہے۔ جس میں اس کے قبول کرنے کی قابلیت اور استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہ السلام پر جن میں

سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے۔ اور دقائق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اوّل فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے۔ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے۔ مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح الخ۔ اور بطور مثال اسلئے بیان کیا کہ تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر یک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ بقیہ ترجمہ آیاتِ ممدوحہ یہ ہے اس نور کی مثال (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) یہ ہے جیسے ایک طاق (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم) اور طاق میں ایک چراغ (یعنی وحی اللہ) اور طاق میں ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفٰے ہے (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل ہیں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کیطرح ہر یک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے۔ اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں یعنی حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف کہ کوکب دری کیطرح نہایت منور اور درخشندہ جسکی اندرونی روشنی اسکے بیرونی قالب پر پانی کیطرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) وہ چراغ زیتوں کے شجرہ مبارکہ سے (یعنی زیتون کے روغن سے) روشن کیا گیا ہے) شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے۔ جس کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کیلئے عام اعلا

سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ بنہایت توسط و اعتدال پیدا ہوئی ہے۔ اور احسن تقویم پر مخلوق ہے۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ اس شجر مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے۔ سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں اور وحی کا چراغ لطایف محمدیہ سے روشن ہونا ان معنوں کر کے ہے ............... کہ ان لطایف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھیرے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطایف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ طینت محمدیہ میں موجود تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر یک وحی بھی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تہا توریت بہی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مزاج بنہایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تہا نہ ہر جگہ حلم پسند تہا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تہا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کے ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو قرآن شریف بہی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اس جگہ اللہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے۔ جس میں نہ مزاج موسوی کیطرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی۔ بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی ان کی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالےٰ نے

آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے انک لعلی خلق عظیم (نمبر ۹)
یعنی تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مسطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا
ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ عظیم محاورہ عرب میں
اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جسکو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں
کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ جسقدر طول و عرض درخت میں
ہو سکتا ہے۔ وہ سب اسمیں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے
جسکی عظمت اس حد تک پہونچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔ اور خلق کے لفظ
سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روئی اور حسن اختلاط
یا نرمی و تلطف و ملائمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خلق
بفتح خا اور خلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہیں۔ خلق بفتح خا
سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کیطرف سے عطا ہوئی
جس صورت کیساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں میں متمیز ہے اور خلق بضم خا سے
مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جنکی رُو سے حقیقت انسانیہ حقیقت
حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتا ہے۔ پس جسقدر انسان میں من حیث الانسانیت
اندرونی خواص پائے جاتے ہیں۔ اور شجرۂ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں۔ جو کہ انسان
اور حیوان میں من حیث الباطن مابہ الامتیاز ہیں۔ ان سب کا نام خلق ہے
اور چونکہ شجرہ فطرتِ انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط
و تفریط سے جو قوی حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ
فرمایا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (الجزو نمبر ۳۰) اس لئے
خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جاتے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے
ہیں۔ اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس
ناطقۂ انسان میں پائے جاتے ہیں۔ جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن
حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔

استقلال - عدل - امانت - صدق لہجہ - سخاوت فی محلہ - ایثار فی محلہ - کرم فی محلہ - مروت فی محلہ - شجاعت فی محلہ - علو ہمت فی محلہ - حلم فی محلہ - تحمل فی محلہ - حمیت فی محلہ - تواضع فی محلہ - ادب فی محلہ - شفقت فی محلہ - رافت فی محلہ - رحمت فی محلہ - خوف الٰہی - محبت الٰہیہ - انس باللہ - انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) **اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ** (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسی کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع تھے کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) **نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ نور فائض ہوا نور پر** (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے - سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا - اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا پس اس میں یہ **اشارہ** فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونیکا یہی فلسفہ ہے کہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے - تاریکی پر وارد نہیں ہوتا - کیونکہ فیضان کیلئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے کچھ مناسبت نہیں - بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا ایسا ہی فیضان نور میں بھی اسکا یہی قانون ہے - کہ جسکے پاس کچھ نور ہے اسکو اور نور بھی دیا جاتا ہے - اور جسکے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں دیا جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جسکے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے - اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے - اور جسکو فطرتی نور بھی زیادہ ملا ہے اس کو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں - جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا کہ فرمایا ہے **قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ط** (نمبر ۶) وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا (نمبر ۲۲) یہی حکمت ہے کہ نزول وحی

جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا پس اب اس حجت موجہ سے کہ جو مثال مقدم الذکر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان ان لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف اسکے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قائل ہیں بیہر محض حمق وجہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افراد کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افراد ناقصہ کو بھی ملسکتا ہے ان کو دیانت اور انصاف سے سوچنا ہے کہ فیضان وحی کے بارے میں کسقدر غلطی میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں صریح دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا۔ بیہر شدت وتعصب وعناد سے اسی خیال فاسد پر جمے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور کے فیضان کے لیے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس دلپر نور وحی نازل ہوا۔ اسکے لئے اپنے کسی خاصہ اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں۔ بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الہیہ کے کمال درجہ کا محب دنیا اور بجائے زہد وورع وامانت کے بڑا بھاراچور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت وحیاء کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور لالچی ہو تو ایسا شخص بھی بقول حضرات عیسائیاں باوصف ایسی حالت خراب کے خدا کا نبی اور مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایک مسیح کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں۔ اور ان کی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کرکے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول ان کے ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت وپاک دلی ہیں محروم تھے۔ عیسائیوں کی عقل اور خداشناسی پر بھی ہزار آفرین۔ اچھا نور وحی کے نازل ہونیکا فلسفہ بیان کیا۔ مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اس کو پسند کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت ظلمت

اور کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری
ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا
مگر ان کا کیا علاج جن کو عقل سے کچھ بھی سروکار نہیں۔ اور جو کہ روشنی سے بغض اور
اندہیرے سے پیار کرتے ہیں۔ اور چمگادڑ کی طرح رات میں ان کی آنکھیں خوب کھلتی
ہیں۔ لیکن روز روشن میں وہ اندھے ہو جاتے ہیں) **خدا اپنے نور کیطرف**
(یعنی قرآن شریف کی طرف) **جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے**
**اور لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے۔** اور وہ **ہر ایک چیز کو بخوبی**
**جانتا ہے** (یعنی ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے۔ جس کو عنایت
ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی۔ اور خدا مسائل دقیقہ کو مثالوں کے
پیرایہ میں بیان فرماتا ہے۔ تا حقائق عمیقہ قریب بافہام ہو جائیں مگر وہ اپنے علم قدیم
سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھے گا۔ اور حق کو اختیار کرے گا۔ اور کون
محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال میں جسکا یہاں تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا ہے خدا
تعالےٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفّٰی سے تشبیہہ دی۔ جسمیں کسی
نوع کی کدورت نہیں یہ نور قلب ہے۔ پھر آنحضرت کے فہم و ادراک و عقل سلیم
و جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہہ دی جسمیں بہت سی چمک
ہے اور ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ نور عقل ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطایف
فطرتی کا قوت عقلیہ ہے پھر ان تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل
ہونا بیان فرمایا یہ **نور وحی** ہے۔ اور انوار ثلاثہ ملکر لوگوں کی ہدایت کا موجب ہیں
یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدوس قدیم کیطرف سے قانون قدیم ہے
اور اس کی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب
تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ
نور وحی ہرگز نہیں پاتا۔ اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمال عقلی کا ل

نورانیت قلب صرف بعض افراد بشر ہی میں ہوتا ہے۔ کل میں نہیں ہوتا۔ اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افرادِ کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو + ال ح ک م +

# ایک نومسلم کی سرگذشت

## اور تازہ مژدہ

میں رام سرن پسر گوپال داس قوم برہمن گوت سارسوت ساکن محلّہ وبراگی کوچہ فیروزپور پنجاب کا ہوں۔ میں ہندو مذہب کا سیوک گورنمنٹ کا طالبعلم تھا۔ کلاس میں ہندو۔ آریہ۔ مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ وغیرہ قسم قسم کے لڑکے ہونے کے سبب باہمی چھیڑ چھاڑ رہتی۔ جو آریہ سماج کا ہفتہ وار جلسہ ہوتا۔ بندہ بھی اس میں شریک ہوتا۔ اور جہاں کہیں شہر میں کتھا ہوتی وہاں بھی جاکر سنتا۔ اور عیسائیوں سے بھی بات چیت۔ سچے مذہب کی تلاش کا شوق غالب ہوا۔ آخر پڑھنا پڑھانا سب جاتا رہا۔ پادریوں کی کتاب دین حق کی تحقیق اور میزان الدین وغیرہ مطالعہ کی اپنے ہندو مذہب اور آریہ سماج کی کتابیں دیکھیں۔ کسی کو ٹھیک نہ پایا۔ ہندو دہرم کی محبّت۔ آریہ مت کی عزت دل سے جاتی رہی۔ عیسائیوں کی تثلیث اور ازادی دل نے قبول نہ کی مسلمانوں کے وعظ سننے میں آئے۔ اردو ترجمہ دیکھا۔ دل کو تسکین اور طبیعت کو سیری ہوئی۔ اب مسلمانوں کی صحبت اور مجالس کے سوا جی نہیں لگتا۔ اور اسی خاری اور تحقیق جاری ہوئی۔ یہ حال میرے بھائی ہر بنس لال جی کو معلوم ہوا کہ اس کے خیالات ہندو دہرم سے پھیر گئے ہیں۔ اس نے مجھے خوب

مارا اور آریہ ہو جانے کی توجہ دلائی۔ میں نے اس کی اس بات کو منظور نہ کیا۔ اور بھاگ نکلا۔ اور قادیاں ضلع گورداسپور پہنچا۔ پنڈت سوم راج آریہ منتری نے سمجھانا شروع کیا۔ ان کی تقریر پر تزویر دلفریب لفظوں میں اگرچہ پورا پورا افسوں تھی۔ مگر میرے دل پر اسکا اثر کچھ نہ پڑا۔ اور ان کی چکنی چپڑی باتوں سے میری سیری نہ ہوئی۔ ان کا جادو بیکار ہو گیا۔ اور بالکل یقین ہو گیا۔ کہ سماج میں ازادی اور نیوگ اور تثلیث کے سوا کوئی چیز نہیں۔ اور جاہل اور کاہل اس میں شریک ہوتے چلے جاتے ہیں نہ ان کو مذہبی تعصب اور دلی عناد نے اندھا کر رکھا ہے اس لئے وہ سچائی کو نہیں دیکھ سکتے ورنہ سچائی ان سے دور نہیں۔ جب ان کا منتر خالی گیا۔ اور میرا رجحان اسلام کی طرف پایا۔ تو سوم راج نے میرے بھائی مذکور کو چٹھی لکھی کہ اپنے بھائی کو آکر لیجاؤ۔ کیونکہ اس کے خیالات اسلام کی طرف ہو گئے۔ اور ہندو دہرم سے پھر گئے ہیں مبادا کہ مسلمان ہو جائے۔ اس خبر وحشت اثر کو وہ سنتے ہی دوڑا آیا۔ اور مجھکو مکان پر واپس لیگیا۔ اور جس قدر ہو سکا اس نے مجھے مارا۔ اور ارادہ مویا کر ڈالا۔ اور وہ جوں جوں مجھ مارتا۔ میرا دل اللہ ہی اللہ پکارتا۔ اور کلمہ پڑھتا۔ اور کہتا تھا کہ اگر اب ان ظالموں سے نجات پاؤں تو فوراً مسلمان ہو جاؤں۔ ایک منٹ کی دیر نہ لگاؤں اور بظاہر توبہ تلا کر کے پیچھا چھوڑالیا جب میں نے اس مار سے نجات پائی اور پورے دو مہینہ کا وقفہ ڈیکر چل نکلا اور منشی بہاری لال جی چچازاد بھائی کے پاس ڈہلائی گھر کانپور میں آکر فروکش ہوا اور بدستور سابق خفیہ طور پر مذہبی چھان بین کرتا رہا۔ نمعلوم میرے حالات سے میرا چچازاد بھائی کیسے آگاہ ہو گیا۔ اس نے میرے بھائی جلاد کو خبر دی۔ وہ فوراً آیا۔ اور مکان میں بند کر کے مجھے خوب مارا۔ اور ریل میں ڈالکر واپس لے گیا۔ میری بی بی میری ماتا میری بلائیں لیتیں اور میں اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہونے کے سبب رنجور رہتا۔ اور دیوانہ سا نظر آتا۔ اسلام

جو خدا تعالیٰ نے مہربانی کی۔ میری ماتا۔ اور میرے اس سنگدل بھائی کو اجودھیا جھولنے ساون کے میلہ کا شوق ہوا۔ اور مجھکو بھی میلہ میں ساتھ لائے اور خوب بیفکری سے جابجا گھومنے اور اجودھیا کے ٹھاکروں کی پوجا کرنے لگے۔ اور میں بھی ان کے سے بہ پے چلتا اور ان کی ناشائستہ حرکتوں پر ہنستا۔ کہ کیسے نادان ہیں۔ کہ جو بیجان مورتوں پر فدا اور قربان ہیں۔ عقلمند اس خدا کو پوجتے ہیں۔ جو سب کا خالق۔ رازق۔ اور محافظ۔ اور نگہبان ہے اور یہ نادان ان کو پوجتے ہیں کہ جو انسان کے بنائے ہوئے ہیں۔ اور انسان ہی ان کے نگہبان ہیں۔ آخر بت پرستی سے جی سخت گھبرایا۔ اور ایک دن ماتا جی سے علے الصبح دو پیسے لیکر پوریاں خریدنے کا بہانہ کیا۔ اور سیدھا دریائے سرجو پر پہنچا۔ اس وقت کشتی پار جانے کو تیار تھی۔ پس میں بھی ایک پیسہ دے کر اس پر سوار ہو لیا۔ اور ایک آن میں پار ہوگیا۔ نواب گنج پہنچا۔ وہاں سٹیشن پر بہادر گنج علاقہ نیپال کے ایک شیخ صاحب ملگئے۔ میں نے ان سے کل حقیقت حال عرض کی انہوں نے مجھکو تشفی دی۔ اور اپنے ہمراہ لے لیا جب منکاپور پہنچے۔ تو فرمایا کہ تم گونڈہ جاؤ۔ وہاں انجمن اسلامیہ میں تعلیم پاؤ۔ اگر وہاں موقع نہوا۔ تو مجھے اطلاع دینا۔ میں اپنے پاس بلالونگا۔ القصہ میں گونڈہ آیا۔ بابو اسرائیل بنگالی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے مجھے شیخ محمد اسمعیل صاحب گھڑی ساز کے مکان پر بھیجا۔ انہوں نے دن بھر مجھے اپنے پاس رکھا پھر مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی کے پاس ہردوئی بھیجدیا۔ مولوی صاحب موصوف نے اسیدن شام کے وقت کل مذاہب باطلہ سے توبہ کرائی دین اسلام میں داخل کیا اور میرا نام شیخ عبداللہ کہا اب میں برضا و رغبت مسجد جامع ہردوئی میں رہتا اور دین اسلام کی تعلیم پاتا ہوں جس آریہ وغیرہ نے میری گزارش کرنے ہوں شوق سے تشریف لاکر لیں اور جن وجوہات سے مینے ہندومت چھوڑا آریہ دھرم قبول نہکیا اور دین اسلام سے مشرف ہوا وہ ٹریکٹ کے طور پر علیحدہ شایع کرونگا شایقین منتظر رہیں وباللہ توفیق ۲۔ اگست ۱۹۰۸ء۔ راقم شیخ عبداللہ سابق رام سرن ہردوئی

# دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

## اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمایل شریف بالکل مفت

زندہ بشارت

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں اس میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں بآسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصل متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن کچھ مخلوط نہ ہو جائے (۳) متن و ترجمہ بہت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ہے تاکہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط وحدانی میں لکھے گئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہو اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورۃ نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے کارآمد ہے۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالے لکھ دیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس قیمت لگائی گئی ہے اللہ ہدیہ جلد عام خرچ ڈاک بذمہ خریدار۔

## آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری

پر مذکورہ بالا حمایل شریف ایک جلد مفت مل سکتی ہے *

پیارے نبی کے پیارے حالات    سیرت الفاروق عہ    حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ    الحق المبین عیسائیوں کی
جلد اول عہ    خلیفہ ثانی کے حالات    رابع کے حالات ۶    کتاب کا رد ۸؍
صدیق اکبر خلیفہ اول کے    عثمان ذوالنورین خلیفہ ثالث    انسان اور اسکی تقدیر    اسم اعظم سوانح عمری حضرت
حالات ۸؍    کے حالات ۱۲؍    معہ تصویر عہ    پیران پیر عہ

| | | | |
|---|---|---|---|
| قصص الانبیا ۸ر | مناجات فیروزی ۳ر | ملک العزیز ورجنا ۱۲ | پچاس مذہبی سوالات کے جواب ۸ر |
| حیات مجنوں ار | ایک جرمن نومسلم کے دس | درگیش نندنی ۱۲ | حیات ابن جوزی ۱ر |
| شہید وفا عہ | لیکچر - - - عہ | رسوم اسلامیہ ار | حیات ابن شیریں ار |
| مذاق العارفین عقیدہ غوثیہ | حسن انجلینا ۱۲ | قرآن مجید کے کلام الہی ہونیکا | سستی پتوں ار |
| کی شرح ۴ر | منصور موہنا ۱۲ | ثبوت ۸ر | علاء دریبازہ ار |
| عیسائیوں میں بیداری کا نمونہ ار | دلکش ۱۲ | آریہ دھرم پانیوگ کا ناول ۸ر | حیات ابواسحق شیرازی ار |
| تقدیس الرسول عیسائیوں کا رد ۴ر | فلورا فلورنڈا عہ | تہذیب ۲ پائی | عقلی مناظرے ۲ر |
| دفع طعن نکاح زینب ۴ر | بنات النعش ۶ر | آریہ مت کی عکسی تصویر ۸ر | حیات ابوبکر خطیب ار |
| گلدستہ کرامت حضرت پیران | مراۃ العروس ۶ر | اسلام اور اسکی حقیقت ۸ر | حیات ابن سمعون ا |
| پیر کی کرامات ۲ر | توبۃ النصوح ۶ر | نعت فروزی ۳ر | خط تقدیر ۴ر علاج [illegible] ار |
| دیوان حضرت باہو ار | کیمیائے دولت ۸ر | نصائح حکمائے سلف ۸ر | حق پرکاش بجواب ستیارتھ |
| الہامی کتاب اریوں کا رد ۱۰ | فتوح الغیب حضرت پیران | حیات ابوجہل غرناطی ار | پرکاش ۱۲ر |
| جنگ ترکی دیوان عہ | پیر کا زبردست کلام عہ | اہلحدیث کا مذہب ۴ر | رسالہ عرق شربت ار |
| زبدۃ الواعظین عہ | مثنوی بوعلی قلندر ار | لیڈی ڈاکٹر عہ | علاج بواسیر ار |
| نماز اور اسکی حقیقت ۴ر | مفتاح الجنت ۳ر | بشارات احمدیہ ۸ر | کھانا پکانیکی ترکیب ۳ر |
| مجموعہ رانڈوں کی شادی گھر | تحقیق اناجیل پر دو حصہ ۱۲ | بیبی بچھو مترجم ۸ر | رسالہ چیچک خسرہ ار |
| کی آبادی فتح سنت اسلام ۸ | بحث تناسخ ۴ر | حیات سکینہ ۲ر | علاج کمزوری ار |
| راہ نجات ار | حیات حاتم طائی ار | رسالہ گلٹ سازی ار | |

## اسلامی کتابوں کا سلسلہ۔

اسلام کی پہلی کتاب ۱ر دوسری اسلام کی ۲ر تیسری " " ۳ر چوتھی " " ۴ر پانچویں ۵ر تمام درخواستیں بنام کریم بخش ایڈیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے ہوں +

منشی کریم بخش ایڈیٹر کے اہتمام سے مطبع سفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں چھپا اور شائع ہوا۔

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

# رسالہ

جلد ۷ — نمبر ۱۱

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ | پندرہ روزہ | ۱۵ اگست سنہ ۱۹۰۵ مطابق جمادی [illegible] سنہ ۱۳۲۳

# نوٹس! نوٹس!! نوٹس!!!

ہر ایک خریدار ضرور پڑھے

## پیارے نبی کے پیارے حالات

جلد دوم

ایسی عمدہ کتاب ہے کہ خود بخود یہ کتاب سونے کے تول اور جواہرات کے مول بکنے کے لائق ہے۔ اس پر یہ کتاب ۲۲۴ صفحہ کی مفت اور سال بھر رسالہ انوار الاسلام ۶۸ صفحہ کا دیا جاتا ہے اسقدر رعایت دنیا بھر میں کسی رسالہ یا اخبار یا کتاب میں نہیں ہو سکتی۔

لئے ہے سال بہر کیلئے صرف لعہ (۶) بوقت خط وکتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضرور تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب میں توقف نہ ہو (۷) اپنا نام اور جگہ کا نام بمعہ ڈاکخانہ کے صاف لفظوں میں تحریر ہونا چاہئے (۸) ہر ایک قسم کی خط وکتابت منشی کریم بخش پروپرائیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے نام ہونی چاہئے +

# مشورہ

صاحبان! ہم آپ کو دوستانہ کیا بلکہ برادرانہ طور سے مشورہ دیتے ہیں کہ آپ اس وقت کو غنیمت خیال فرما کر ضرور غور فرماویں جو کہ ہمنے سابقہ رسالہ میں ایک ضمیمہ اور اشتہار شایع کیا تھا کہ جو ضرور ملاحظہ میں آیا ہوگا جسمیں ہمنے یہ اعلان کیا ہوا تھا۔ کہ جو صاحب مبلغ عہ کی کتابیں طلب فرماوینگے انکو دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید مفت دیا جائیگا اور ساتھ ہی میعاد مقرر کی ہوئی تھی کہ یہ رعایت صرف اخیر جون ۱۹۰۵ء تک دیجاتی ہے بعدہ نہیں دیجاویگی سو آج ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں کہ ہمنے اب میعاد کو بالکل اڑا دیا ہے یعنی صرف دو ہزار حمایل شریف اور تقسیم کریں گے۔ ہر ایک صاحب کو خواہ کچھ ہو دو روپیہ کی کتابیں خرید کر دنیا میں پہلی طرز کا قرآن مجید ضرور حاصل کرنا چاہئے ورنہ سوائے افسوس کے پھر کیا ہاتھ آئیگا +

وما علینا الا البلاغ۔

کرتے ہیں۔ وہ مومنوں کے سامنے متواضع اور خاکسار اور منکروں کے مقابل زبردست اور جبار ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے۔ جس کو وہ چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اور اللہ کشایش والا علم والا ہے۔ تمہارا ولی تو اللہ ہے۔ اور اس کا رسول۔ اور اہل ایمان جو نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور خدا کے سامنے جھکتے رہے ہیں +

**تشریح** ۔ ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے پیشین گوئی فرمائی ہے۔ کہ گو مسلمانوں میں سے کسی قدر مرتد بھی ہو جائیں گے۔ لیکن یہ امر اسلام کے ضعف یا نقص کا موجب ہرگز نہیں ہوسکیگا بلکہ اللہ تعالےٰ دین کو اور ترقی دیگا۔ ارتداد میں ہمیشہ دین کے ضعف یا زوال کا خوف ہوتا ہے۔ لیکن اسلام کے حق میں یہ ہرگز نہیں ہوگا بلکہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ الخ +

چنانچہ موافق اس پیشین گوئی کے گیارہ گروہ اسلام سے مرتد ہوگئے۔ تین گروہ حضرت کے زمانہ میں (۱) بنو مدلج جسکا سردار اسود عنسی تھا (۲) مسیلمہ کذاب کی قوم جسنے دعویٰ نبوت کیا تھا (۳) بنو اسد طلحہ کی قوم جس نے دعوی نبوت کیا تھا۔ سات گروہ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں مرتد ہوئے۔ اور ایک گروہ حضرت عمر رضہ کے زمانہ میں۔ اس قدر ارتداد اور گڑبڑ میں بجز سچے مذہب کے اور کوئی قائم نہیں رہ سکتا یہ بھی ایک حکمت الہٰی تھی۔ تاکہ جھوٹ کا پورا جوش اور پورا ابھار ہو کر ہمیشہ کے لئے وہ پست ہو جائے۔ ان مرتدوں کے مقابلہ میں صحابہ انصار و مہاجرین اور اہل یمن کے لوگ اٹھے جنہوں نے ابو بکر صدیق کی خلافت میں تمام مرتد قوموں کو پست کر کے اسلامی بنیاد کو ہمیشہ کیلئے مستحکم کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضہ نے اس مستحکم سلطنت کو ہاتھ میں لے کر ایسی قوت دی۔ اور اسلام کو روئے زمین پر اس سرعت سے پھیلایا۔ کہ اسکی نظیر تواریخ عالم میں نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ اسلام کے حق میں آدم ثانی تھے جنہوں نے مرتدین کا ایسا تدارک کیا۔ کہ بایدو شاید۔ اسلام کو خس و خاشاک سے قطعاً پاک و صاف کر دیا +

# ایک نو آریہ کا مسلمان ہونا۔

(از حکیم محمد الدین سکرٹری انجمن نصرت السنہ امرتسر)

۲۸- جون کو آرین ڈبیٹنگ کلب امرتسر کے سالانہ جلسہ پر ایک جوان لڑکے منشی عبد الرحیم کو جو پچھلے دنوں مطبع اہلحدیث میں کتابت کرتا تھا) کو آریہ (ست دھاری) بنایا گیا تھا۔ جسکی کیفیت معہ حواشی کے آرین اخباروں میں خوب پھیلائی گئی۔ خدا کی شان ایک ہی مہینہ گذرا تھا۔ کہ منشی صاحب مذکور اتفاقاً مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ سے ملگئے۔ پھر کیا تھا۔ وہی ہوا جو منشی صاحب موصوف کے الفاظ میں آگے آتا ہے جادو یہ کہ ۲ بجے بعد دوپہر ۴ بجے جلسہ کی منادی بھی کرائی گئی۔ بعد نماز عصر انجمن نصرت السنہ کے زیر اہتمام ایک جلسہ کیا گیا۔ سب سے پہلے سکرٹری نے ایک مختصر سی تقریر میں اسلام کی خوبیاں اور آریہ سماج کے غلط خیالات کا ذکر کیا۔ زاں بعد ڈاکٹر غلام رسول صاحب نے ایک مطلب خیز مختصر سی تقریر فرمائی۔ آپ نے بڑی بلند آواز سے فرمایا۔ کہ میں اپنے آپ کو آریوں کے جوابات دینےکیلئے وقف کرتا ہوں مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ کہ میں ان کے وقف کی رجسٹری تصدیق کرتا ہوں۔ اس سے بعد جناب مولوی صاحب موصوف نے تقریر فرمائی۔ فرمایا۔ کہ اسلام میں نو واردوں کا داخلہ کوئی نئی بات نہیں جسکے لئے کسی جلسہ کی ضرورت ہو۔ پھر جلسہ کیوں کیا گیا؟ صرف اسلئے کہ ہمارے دوست آریہ سماجی ایک معمولی بات کو بتنگڑ بنا کر دکھلاتے ہیں۔ یہی منشی عبد الرحیم کا واقع آرین اخباروں نے اس کو کہاں تک مشہور کیا۔ کہ گویا سے

زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

اسلئے ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ جلسہ کر کے انہیں دکھایا جاوے۔ کہ جس سونے کی چڑیا پر آپ لوگوں کو ناز تھا۔ وہ ہماری طرف اڑ آئی ہے۔ اسی ضمن میں

آریوں کی تعلیم کے متعلق کچھ مختصر سی تقریر فرمائی۔ بعد ازاں منشی عبدالرحیم نے بزبان خود تقریر کی جو انکے ہاتھ کی لکھی ہوئی درج ذیل ہے وھو ھذا +

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین؛۔

صاحبان آجکا دن میرے لئے نہایت مبارک ہے۔ کہ میں از سر نو اسلام سے مشرف ہوتا ہوں۔ میں بتاریخ ۲۸ جون ۱۹۰۵ء اسی شہر امرتسر میں آرین ڈبیٹنگ کلب کے سالانہ جلسے پر آریہ بنا تہا۔ جسکی وجہ کوئی ماہ کی بد صحبت کا اثر تہا۔ میں نے جو مضمون اسوقت بیان کیا تہا۔ وہ بالکل مختصر سا تہا۔ مگر اسکو بیو چہدریوں نے طول طویل کر دیا۔ خیر الحمد للّٰہ کہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب سے جو میری ملاقات ہوئی۔ تو میری قسمت کا ستارہ چمکا مولوی صاحب موصوف نے صرف اتنا سوال مجھ سے کیا کہ آریہ دہرم میں کیا فضیلت دیکھی۔ سوال کیا تہا؟ میری آنکھیں اس نے کہول دیں۔ ہر چند میں نے جواب دینے کی کوشش کی۔ مگر مولانا صاحب کے سوال نے میرے دل کو ایسا مضبوط پکڑا کہ نکلنے نہ دیا۔ آخر سوچ سمجھکر میں نے تناسخ کو پیش کیا۔ مگر مولوی صاحب نے مجھ کو تناسخ کی ماہیت اور آریہ دہرم کا اعتقاد جو آریوں کی کتابوں سے دکہایا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ واقعی میں نے تناسخ کو نہیں سمجھا تہا۔ جونہی مولوی صاحب نے تناسخ کی اصل ماہیت مجھ سمجھائی تو اپنی غلطی مجھے ساتھ ہی سمجھ میں آگئی۔ چونکہ اس سے زیادہ میں کوئی فضیلت نہ جانتا تہا۔ بس میں نے فوراً ہی چوٹی منڈوائی۔ اور جنیو توڑ دیا۔ جو یہ ہے۔ اور میں ان کے ساتھ آریہ دہرم کو رخصت کرتا ہوں +

اس کے علاوہ آریوں کے مخفی حالات جو منشی صاحب نے زبانی بیان کئے۔ الامان والحفیظ توبہ ہی بھلی۔ یہ بھی کہا۔ کہ میں ان کے ایک نکاح میں بھی شریک ہوا تہا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

لڑکی کو نہایت زینت دار بنا کر مجلس میں لائے دولہا نے دلہن کا ہاتھ پکڑا۔ اور آگ کے اردگرد پھیرے لگائے۔ چاند۔ ستارے ان کو دکھائے گئے۔ نہیں معلوم یہ آگ کے اردگرد پھرنا کس مطلب کے لئے ہوتا ہے۔ اگر آگ کی پرستش نہیں تو اور کیا ہے؟ اسکے بعد اپنی چوٹی کے بال اور جنؤ دکھا کر اب دہرم کو سلام کیا +

# ختنہ کے فوائد

ہمعصر اہلحدیث کو جناب ڈاکٹر ارجنداس صاحب پنشنر یوں تحریر فرماتے ہیں)

جناب ایڈیٹر صاحب اہلحدیث زاد عنایتہ۔ تسلیم! پیشتر کہ میں ختنہ کے فوائد اور نکرنے کے نقصان بیان کروں میں آپ سے یہ دریافت کرتا ہوں۔ کہ ختنہ اہل اسلام کیلئے ایک ضروری امر ہے[لہ] اگر ایسا ہی ہے۔ تو مستورات کے واسطے کیا حکم ہے۔ اور ختنہ کے عوض میں کیا کیا جاتا ہے کیونکہ عورتیں بھی اسلام میں داخل ہیں +

ہندوؤں میں تو جنؤ اور چوٹی ہندو پن کی علامت رکھتے ہیں اور عورتوں کیا ہر دو چیز ندارد۔ برہمنوں سے دریافت کرنیسے معلوم ہوا۔ کہ عورت جنؤ چوٹی کی مستحق نہیں۔ کیا تعجب کی بات ہے۔ آپ یا آپ کے ناظرین میں سے دونوں فرقوں کیواسطے تحریر فرما دیں۔ یہ کیا بات ہے کہ ختنہ نہ کرنیسے ذیل کی امراض کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اعضاے تناسل کے آگے کا چمڑہ سکڑنیسے فاری موسس سے سفید رطوبت جو حشفہ پر نہ صاف کرنیسے جم جاتی ہے خارش پیدا کرتے بیلاٹائٹس اور ایک قسم کی رسولی جسکا نام ای۔پی۔تھیلی اوما ہے نیز بہت زیادہ چمڑہ کے بڑہنے سے فعل اعضاء میں قدرے فرق آجاتا ہے۔ فوائد ختنہ اور ان اعضاء سے بچنا اور صفائی اعضاء۔ تکلیف کا نہ ہونا وغیرہ وغیرہ +

---

[لہ] عورتوں کا ختنہ کوئی ثابت نہیں کسی حدیث سے ثابت ہے نہ کسی نے کیا ہے وجہ وہی ہے جو آپ خود ہی ختنہ کے فوائد میں بیان فرما دیں گے +

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

چمکا جو اس جہاں میں ستارا محمدی
لاکھوں ہوئے یہود و نصارا محمدی

بعدازاں حقیر پر تقصیر عاصی پر معاصی مرزا اسمعیل بیگ ابن مرزا نصرت بیگ مرحوم پولیس انسپکٹر شہر راٹپور خدمت میں جمیع برادران ذوی الاحترام مسلمانان کے عرض پرداز ہے کہ ان روزوں میں ایک پرچہ عیسائیوں کیطرف سے بندہ کی نظر سے گذرا - جس میں مضمون یہ تھا کہ اسلام آجکل اسقدر ضعیفی و پستی کی حالت میں ہے کہ اکثر مسلمان اپنا دین چھوڑکر ہمارے دین عیسوی میں شریک ہو گئے اور بصدق دل انہوں نے عیسائی مذہب قبول کیا۔ اگر کوئی مسلمان ہم کو یہ تبلادے کہ ہم لوگوں میں سے کوئی مسلمان ہوگیا ہو تو ہم اسکی غلامی اختیار کریں لہذا یہ جھوٹ اور مکر کے ساتھ ملا ہوا پرچہ اس درجہ بے بنیاد ہے کہ کوئی قابل شخص اس پرچہ پر توجہ نہ کریگا۔ گو اسلام ان روزوں ضعیفی اور پستی کی حالت میں ہو مگر جو کچھ اس دین متین میں ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا کیا اچھا کسی شاعر نے اسی فخر پر کہا ہے شعر جو نہ عیسٰے کے نہ موسیٰ کے نہ یوسف کے تہا پاس + یہاں میاده مال وہ کمال وروہ جمال ؐ بالفرض اگر یہ مان لیا جاوے کہ مسلمان عیسائی ہوگئے تو یہ مسلمان ہوں گے کہ جنہوں نے اس مذہب کو ساتھ غور کے نہ دیکھا ہوگا - اور جہالت کی پٹی ہر وقت آنکھوں میں باندہ رکھی ہوں گی۔ اسلام تو وہ دین ہے کہ جس کو ہزاروں عیسائی اور یہود قبول کرتے چلے آئے اور آویں گے۔ کیونکہ ان لوگوں نے اسلامی خوبیوں کو بنظر غور ملاحظہ کیا ہے - اگر عیسائی یہ اعتراض کریں کہ اتنے جو عیسائی مسلمان ہوگئے یہ لوگ خاص کرکے روپیہ کے لالچ سے مسلمان ہوگئے تو یہ بھی بہتان عظیم ہے۔ کیونکہ انہیں کے قول سے یہ وقوع میں آگیا کہ اسلام پستی اور ضعیفی کی حالت میں ہے تو پھر یہ لوگ کس طرح روپیہ کے لالچ سے مسلمان ہوگئے - ہرگز نہیں - ہرگز نہیں - مگر اس سے

مسلمان ہو گئے۔ مگر ان لوگوں نے ایسی ایسی خوبیاں اسلام میں دیکھیں۔ کہ
شرک سے بچ گئے۔ اور وحدانیت پر قائم ہو گئے۔ اور ہوتے جائیں گے۔ عرصہ چند روز
کا ہوا۔ ایک پادری صاحب سے دریافت کیا گیا۔ کہ تم نے عیسائی مذہب میں کونسی خوبی
دیکھی جو عیسائی ہو گئے۔ جواب دیا کہ اصل مطلب عیسائی ہونیکا یہ ہے کہ ساتھ
چین اور آرام کے روٹی ملتی ہے اور آسائش ہے۔ اسی وجہ سے اختیار کیا۔ ورنہ
دین محمدی کی مانند کوئی مستحکم دین نظر بھی نہیں آتا ہے جو اگر نظر انصاف سے دیکھا
جاوے تو عیسائی لوگ صرف تعصب اور جہالت کے باعث ایسا کہا کرتے ہیں
کہ اسلام بالکل ضعف کی حالت میں ہے مگر خیال نہیں کرتے کہ جو کچھ اس دین متین میں
ہے وہ دوسرے دین میں کہاں۔ بعد اسکے ان کے دوسرے سوال کا یہ جواب ہے۔ کہ
اکثر مسلمان اپنا مذہب چھوڑ کر عیسائی ہو گئے تو جناب عالی بہلا اکثر میں سے ایک کا نام بھی
تو درج رجسٹر کر دیا ہوتا اور پتہ تو دیتے لہذا صرف اتنی ہی بات پر ہم اسکو غلط خیال
کرتے ہیں۔ اور ہم اب اپنا دعوے پیش کرتے ہیں۔ کہ شکر ہے اس مالک کون
مکان کا کہ کتنے ہی عیسائی اپنا مذہب چھوڑ کر اور اسلام کی تحقیق کر کے مسلمان ہو گئے
ازانجملہ جناب شیخ الاسلام جنکا پہلا نام ڈبلیو ایچ کوئلم تہا۔ لیورپول میں مسلمان ہوئے
اور اسلامی نام عبد اللہ رکہا گیا ہے۔ آپ کا مشرف باسلام ہونا کہ کتنے ہی عیسائی
مسلمان ہو گئے۔ جناب الگزینڈر رسل صاحب اضلاع متحدہ امریکا یعنی یونائیٹڈ اسٹیٹس
میں مسلمان ہوئے اور بہت سے مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر کسیکو ضرورت ہو۔ تو
گلدستہ شاداب از تصنیفات جناب سید محمد نصرت علی صاحب جو نصرت المطابع
دہلی میں چھپا ہے اسکا صفحہ ۹ سے ۴۲ تک ملاحظہ کرے۔ بعد اس کے اور کوئی
تقریر پیش کرے۔ اور پہر اس طرح کے سوالات پیش نہ کریں کہ خود ہی شرمندہ ہونا پڑے
فقط۔ بعد ازاں یہ حقیر اپنی قوم سے ساتھ عجز کے عرض کرتا ہے۔ کہ زمانہ بہت
نازک ہے۔ عیسائی صاحبان روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح کے ولسات
پرچہ مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر ہمارے مسلمان بھائی

خاموش ہو جاتے ہیں۔ اگر جواب دندان شکن ان کو ملجاتا ہے تب بھی وہ اسطرح کے واہیات پرچے بانٹتے چلے جاتے ہیں۔ میں کچھ آپ لوگوں کو نصیحت نہیں کرتا بلکہ قوم کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کی دعاسے اس حقیر کی دعا کو قبول فرما دے۔ اور داخل ثواب کرے آمین ✢

(مرزا اسمٰعیل بیگ بن مرزا فطرت بیگ صاحب مرحوم پولیس انسپکٹر رائیوسد)

# ایک آریہ صاحب کا عجیب چال

مظفرنگر۔ صادق الاخبار ریواڑی کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ مظفرنگر کے منیجر بینک بابو کشن لال آریہ سماج جو اکثر موقعہ لیکچر دے دے کر یہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہمیں جھوٹ سے ازحد نفرت ہے۔ بے ایمانی سے سخت جلتے ہیں۔ دنیا میں سچ بڑی اچھی چیز ہے۔ دہی حضرات چھپے ہوئے رستم نکلے۔ چالاکی بھی کی تو ایسی کی۔ کسر باقی نہ رہی ۲۵ ہزار روپیہ بینک کا بغیر ڈکار ہڑپ کر گئے۔ اور دفتر کے کاغذات اور کل ٹکٹ وغیرہ دیا سلائی کے سپرد کر دیئے۔ رجسٹر وغیرہ بھی اسی طرح سے خاک سیاہ کئے گئے۔ جو تمام رات جلتے رہے۔ چپراسی جو باہر پہلے پر سوتے تھے۔ دہوئیں کا کثرت سے نکلنا دیکھکر منیجر صاحب سے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز آپ پھونکتے ہیں۔ منیجر صاحب کا یہ جواب تھا کہ تم لوگ ان ضرورت ناہم ایک دوا پھونکتے ہیں چپراسی اس جواب کو سنکر خاموش ہو رہے۔ اور منیجر صاحب تھوڑی دیر بعد دفتر سے باہر نکلے۔ اور قفل لگا کر اپنے اوپر کے مکان پر جا لیٹے۔ صبح کو منیجر صاحب کی سچائی اور ایمانداری کا بھرم کھل گیا۔ فوراً پولیس کے حوالہ کئے گئے۔ دو ہفتہ سے بیچارے جیلخانے کے اندر موجود ہیں۔ تحقیقات ہو رہی ہے۔ مقدمہ زیر تجویز ہے۔ نتیجہ سے اطلاع دیجاوے گی ✢ ہمیں اس آریہ لیکچرار کا حال معاصر اخبارات سے نقل کرتے ہوئے سخت افسوس ہوا ہے کہ جس حالت میں یہ لوگ اپنی عملی حالت کو درست نہیں رکھتے تو کیوں لکچرار ہونیکا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے آریہ لکچرار اور واعظین اسلام کو بھی ہم توجہ دلاتے ہیں کہ جب تک اپنی عملی حالت درست نہ کیا کریں کبھی بھی واعظ اور لکچرار ہونیکا دعوے نہ کیا کریں۔ اڈیٹر ✢

# ایک ناصح کے چند کلمات

سب سے بڑی بات تو دین ہے جس کو حاصل کر کے انسان حقیقی خوشحالی اور راحت کو حاصل کرتا ہے۔ دنیا کی زندگی تو بہر حال گذر جاتی ہے سہ

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

یعنی راحت اور رنج دونوں گذر جاتے ہیں۔ لیکن دین ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس پر چلکر انسان خدا کو راضی کر لیتا ہے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالےٰ اس وقت تک راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی شخص اس تک پہنچ سکتا ہے۔ جب تک صراط مستقیم پر نہ چلے ۔

وہ اس وقت ہو سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی ذات صفات کو شناخت کرے اور ان راہوں اور ہدایتوں پر عمل درآمد کرے جو اسکی مرضی اور منشاء کے موافق ہیں۔ جب یہ ضروری بات ہے تو انسان کو چاہئے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور یہ کچھ مشکل امر نہیں۔ دیکھو انسان پانچ سات روپیہ کی خاطر جو دنیا کی ادنیٰ ترین خواہش ہے۔ اپنا سر کٹا لیتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا خیال ہو اور اسے راضی کرنا چاہے تو کیا مشکل ہے ۔

انسان حقیقی دین سے کیوں محروم رہ جاتا ہے اس کا بڑا باعث قوم ہے خویش و اقارب دوستوں اور قوم کے تعلقات کو ایسا مضبوط کر لیتا ہے کہ وہ ان کو چھوڑنا نہیں چاہتا ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ یہ نجات کا دروازہ اس پر کھل سکے یہ ایک قسم کی نامردی اور کمزوری ہے ۔ لیکن یہ شہیدوں اور مردوں کا کام ہے کہ ان

تعلقات کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے اور خدا تعالیٰ کیطرف قدم اٹھائے +

بعض کمزور فطرت لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہی کرنی ہے۔ خواہ کسی مذہب میں ہوں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ آج جسقدر مذاہب موجود ہیں ان میں کوئی بھی مذہب بجز اسلام کے ایسا نہیں جو اعتقادی اور عملی غلطیوں سے مبرا ہو وہ سچا اور زندہ خدا جسکی طرف رجوع کرکے انسان کو حقیقی راحت اور روشنی ملتی ہے۔ جس کے ساتھ تعلق پیدا کرکے انسان اپنی گناہ آلودہ زندگی سے نجات پاتا ہے وہ اسلام کے سوا نہیں سکتا۔ یہی پہلا زینہ ہر قسم کی روحانی ترقیوں کا ہے۔ اگر اس کی توفیق مل جائے تو پھر خدا اسکا اور وہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ جب ایک شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کسی قسم کے نفسانی اغراض کے بغیر ایک قوم سے قطع تعلق کرتا ہے اور خدا ہی کو راضی کرنیکے لئے دوسری قوم میں داخل ہوتا ہے۔ تو ان تعلقات قومی کے توڑنے میں سخت تکلیف اور دکھ ہوتا ہے۔ مگر یہ بات خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی قابل قدر ہے اور یہ ایک شہادت ہے +

جسکا بہت بڑا اجر اللہ تعالیٰ کے حضور ملتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ** یعنی جو شخص ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرتا ہے۔ اور خدا کی رضا کے لئے ایک **موت** اپنے لئے اوارکرتا ہے۔ اسے اجر کیوں نہ ملے؟ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے اپنے تعلقات کو توڑتا ہے وہ فی الحقیقت ایک موت اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ اصل موت بھی ایک قسم کا قطع تعلق ہی ہے یعنی روح کا جسم سے قطع تعلق ہوتا ہے خدا تعالیٰ کے لئے ان تعلقات کو توڑنا جو اپنی قوم اور خویش و اقارب سے ہوتے ہیں خدا کے نزدیک بہت بڑی بات ہے بعض اوقات یہ روک بڑی زبردست روک انسان کو خدا کی طرف آنے کے لئے ہو جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ دوستوں کا ایک گروہ ہے۔ ماں۔ باپ۔ بہن

**بھائی** - اور دوسرے رشتہ دار ہیں ان کی محبت اور تعلقات نے اسکے رگ و ریشہ میں ایسی سرایت کی ہوئی ہے کہ وہ **اسلام** کی صداقت اور سچائی کو تسلیم کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بجز اس کے نجات نہیں لیکن ان تعلقات کی بنا پر اقرار کرتا ہے کہ یہ راہ جس میں چلتا ہوں خطرناک اور گندی راہ ہے۔ مگر کیا کریں جہنم میں پڑنا منظور ان تعلقات **قومی** کو کیونکر چھوڑ دیں۔ ایسے لوگ نہیں جانتے کہ یہ صرف زبان سے کہنا تو آسان ہے کہ جہنم میں پڑنا منظور اگر انہیں اس دکھ درد کی کیفیت معلوم ہو تو پتہ لگ ایک آنکھ میں ذرا درد ہو تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قدر تکلیف ہے پھر جہنم تو وہ جہنم ہے جسکی بابت قرآن شریف میں آیا ہے - **لایموت فیہا ولا یحییٰ** ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں - اس کا تو فیصلہ آسان ہے دنیا میں دیکھ لے کہ کیا وہ دنیا کی بلاؤں پر صبر کر سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں تو پھر یہ کیونکر سمجھ لیا کہ عذاب جہنم کو برداشت کر لیں گے - بعض لوگ تو دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں مگر یہ لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دیتے ہیں - یقیناً سمجھو کہ جہنم کا عذاب بہت ہی خطرناک ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر فرمادیا ہے +

**ومن یبتغ غیر الاسلام دینًا - الآیۃ** یعنی جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا خواستگار ہو وہ آخر کار ٹوٹے میں رہیگا +

جسطرح ہر انسان کا ایک حلیہ ہوتا ہے اور وہ اسی سے شناخت کیا جاتا ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسکے **صفات** بھی ایک طرح پر واقع ہوئے ہیں - یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ مختلف مذاہب والے خدا تعالیٰ کی جو شکل اور صفات پیش کرتے ہیں وہ سب کی سب درست ہوں - عیسائی - ہندو - جینی - ہر ایک جدا جدا صفات پیش کرتا ہے - پھر کون عقلمند یہ مان لیگا - کہ ہر ایک اپنے اپنے بیان میں سچا ہے +

ماسوائے اس کے سچائی کے خود انوار اور برکات ہوتے ہیں - یہ بھی

تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ نشانات اور انوار و برکات کس مذہب کو حاصل کر سکتے ہیں۔ اور دین میں وہ پائے جاتے ہیں۔ ایک شخص ایک نسخہ کو استعمال کرتا ہے اگر اس نسخہ میں کوئی خوبی اور اثر ہے تو صاف ظاہر ہے کہ چند روز کے استعمال کے بعد ہی اسکی مفید تاثیریں معلوم ہونے لگیں گی۔ لیکن اگر اس میں کوئی خوبی اور تاثیر نہیں ہے تو خواہ ساری عمر اسے استعمال کرتے جاؤ کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ اس معیار پر اسلام اور دوسرے مذاہب کی سچائی اور حقیقت کا بہت جلد پتہ لگ جاتا ہے ✦

میں سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی تاثیر اور انوار و برکات کے لیے کسی گذشتہ قصہ کا حوالہ نہیں دیتا۔ اور نہ صرف آئندہ کے وعدہ ہی پر رکھتا ہے۔ بلکہ اس کے پھل اور آثار ہر وقت اور ہر زمانے میں پائے جاتے ہیں۔ اور اسی دنیا میں ایک سچا مسلمان ان ثمرات کو کھا لیتا ہے ✦

بھلا ؤ ایسے مذاہب انسان کو کیا امید دلا سکتے ہیں۔ جن میں توبہ تک منظور نہیں ایک گناہ کر کے جبتک کروڑوں جونوں میں نصیب نہ ہولیں خدا سے صلح ہی نہیں ہو سکتی۔ وہاں انسان کیا پائیگا۔ اسکی روح کو راحت اور تسلی کیونکر مل سکے گی مذہب کی سچائی کی بڑی علامت یہ ہے کہ اس راہ سے دور افتادہ خدا کے نزدیک آجاتا ہے جیسے جیسے وہ نیک عمل کرتا جاتا ہے ... اسی قدر تاریکی دور ہو کر معرفت اللہ روشنی آتی جاوے اور انسان خود محسوس کرے کہ وہ نجات کی ایک یقینی راہ پر جا رہا ہے۔ اس کی ہدایتیں ایسی صاف اور واضح ہوں کہ انسان ان کے ماننے اور اس پر عمل کرنے میں پورے طور پر تیار رہے۔

بھلا یہ بھی کوئی تعلیم اور اصول ہے کہ ذرہ ذرہ کو خدا قرار دیدیا جاوے جیسے خدا ازلی ابدی ہے اسیطرح پر ذرات عالم اور ارواح کو ازلی ابدی تسلیم کیا جاوے اگر ایسا کوئی خدا ہے کہ جسے ایک ذرہ بھی کسی قسم کا پیدا نہیں کیا تو اس پر بھروسہ کیا اور اسکا بھیر حق کیا ہے جو عبادت کریں کیونکہ عبادت کیلئے حق ہی تو ہونا چاہیئے۔ جب کوئی

حق ہی نہ ہو تو ایک ذرہ اسے کہہ سکتا ہے۔ کہ تیرا ہم پر کیا حق ہے؟ اس
عقیدہ کو رکھ کر انسان کس طرح پر خدا پرست ہو سکتا ہے بلکہ میرے نزدیک خدا کی ہستی
پر دلیل ہی قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر آریوں سے کوئی دہریہ پوچھے کہ پرمیشر کی ہستی کا کیا ثبوت
تو اسکا جواب وہ کیا دے سکتے ہیں؟ کیونکہ صانع کو مصنوعات سے شناخت کرتے
ہیں جب کہ مصنوعات ہی کا وجود نہیں تو صانع کا وجود کہاں سے آیا۔ علاوہ ازیں جبکہ روح کو جو
خود بخود تسلیم کرتے ہیں۔ تو پھر ان کے جوڑنے جاننے کے لئے کیا حاجت ہو سکتی
ہے؟ اس طرح پر کوئی دلیل اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ان کے ہاتھ میں نہیں ہے اور جب
تک اس کی ہستی پر کوئی دلیل نہ ہو کس طرح کوئی مان لے کہ وہ ہے ماسوائے اس کے
ان لوگوں کا یہ بھی اصول نہیں کہ خدا رحم کرنے والا ہے۔ ہر شخص کی اس ہستی پر توجہ ہوتی
ہے جیسے رحیم۔ کریم اور فیاض تسلیم کرے لیکن انہوں نے یہ مانا ہے کہ بغیر کرموں
کے پھل کے وہ کچھ عطا ہی نہیں کر سکتا۔ اگر کرموں پر ہی سارا مدار ہے تو اس خدا پر
کیا بھروسہ اور کیا امید جسکا ذرہ بھر بھی احسان نہیں ہے۔ یہ تمام امور ہیں۔ جب
انسان ان کو نظر غور دیکھتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوائے اسلام کے دوسرے
مذہب میں جو باتیں نہیں ملتی ہیں۔ ماسوائے اس کے ایک اور بڑی بات قابل غور ہے
کہ اسلام میں بہت بڑی بھاری خاصیت یہ ہے کہ انسان جس مطلب کے لئے بنایا
گیا ہے وہ اسلام کے سوا حاصل نہیں ہو سکتا وہ کیا ہے؟ یہ کہ خدا کی محبت بڑھے
اور اس کی معرفت ترقی کرے۔ جس سے وہ ایک کامل شوق ذوق کے ساتھ اس کی
عبادت کرے لیکن یہ مطلب کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ جب تک تعلیم اور ہدایت
کامل نہ ہو اور پھر اس تعلیم اور ہدایت پر عمل کرنے کے جو نتائج اور ثمرات ہیں۔ ان
کا نمونہ موجود نہ ہو۔ جسکو دیکھکر معلوم ہو کہ خدا قادر خدا ہے *

یہ ساری باتیں اس وقت سمجھ میں آتی ہیں جب انسان بغور مطالعہ کرتا ہے۔
عقلمند اور سعید کے دل میں تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک ماحفظہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ

اسلام اور دوسرے مذاہب میں اسی طرح امتیاز کر لیتا ہے۔ جسطرح پر تاریکی اور نور میں کر لیتا ہے لیکن بعض شخص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل پر ایک مہر ہوتی ہے وہ حقیقت تک پہنچنے کی سعی نہیں کرتے بلکہ بیہودہ اعتراض کرتے ہیں۔ سعادت خدا تعالیٰ کی عطا اور بخشش ہے کوئی شخص جب تک روح حق اور راستی سے مناسبت نہیں رکھتا اس طرف آ نہیں سکتا۔ اور یہ خدا کے فضل پر موقوف ہے +

اگر کوئی کہے کہ اعمال سے شناخت ہو سکتا ہے کہ کونسا مذہب سچا ہے تو وہ لوگ جو لُوٹ اور قزاقی کرتے ہیں انسے پوچھا جائے تو وہ اسے مکروہ خیال نہیں کرتے بلکہ ایک شکار سمجھتے ہیں۔ اسی طرح اور لوگ جو فسق و فجور میں مبتلا ہیں وہ برا نہیں سمجھتے یہ کوئی بات نہیں ہے اصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور فیض کے برکات اور انوار ساتھ ہوں +

غرض اول یہ ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے متعلق غور کرے اور سمجھے سب سے اول۔ اسی کا فرض ہے اور یہ سمجھ بھی اس کے فضل پر موقوف ہے۔ پھر دعا کرے اور نیک صحبت میں رہے اور یہ بھی خیال کرے کہ عمر کا کوئی اعتبار نہیں۔ بعض لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں۔ کہ فلاں وقت اس نیکی کو کرلیں گے۔ مگر وہ اس انتظار ہی میں رہتے ہیں۔ اور موت آجاتی ہے۔ اس لئے نیکی کے اختیار کرنے میں دیر نہیں چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم + نحمدہ و نصلے علیٰ رسولہ الکریم

## تحقیق الادیان فی تبلیغ الاسلام دُک ولایت

امریکہ کے شہر سان ڈیگو میں ایک انگریز بنام بنجامن جڈکن مشرف با سلام ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرما دے۔ آمین

مسٹر ٹامس ایلڈر صاحب نے جو ایک متمول مالک جہاز ہیں۔ اسٹریلیا کے شہر سڈنی

میں اپنے خرچ سے ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی ہے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے اور جسطرح انہوں نے واحد خدا کی عبادت کیلئے زمین پر گھر بنایا ہے۔ ایسا ہی خدا ان کے دل میں اپنی واحدنیت اور سچے دین اسلام کا گھر بنائے (آمین)

**امریکہ کے** شہر شکاگو میں ایک شاندار مسجد کی تعمیر کی تجویز کی گئی ہے۔ چھ ہزار سے زائد روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ شکر ہے کہ جہاں رات دن تثلیث کا مت پوجا جاتا ہے وہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کے واسطے بھی ایک گھر بننے لگا ہے۔ جو کہ بیشمار ناکارہ پتھروں کے درمیان ایک بیش قیمت جوہر کیطرح چمکیگی +

**ڈاکٹر کمل صاحب** ساکن ریاست اوہیو ملک امریکہ مسلمان ہو گئے ہیں اس پر پادری لوگ اسکی بہت مخالفت کر رہے ہیں اور لوگوں کو ان کے برخلاف اشتعال دے کر ان کے روزگار میں سرکاری ملازمت میں فرق ڈالنے کے درپے ہیں +

افسوس ہے کہ اسلام کے معاملہ میں ان لوگوں کو مذہبی آزادی کا سبق بالکل بھول جاتا ہے اور وہی عادتیں عود کر آتی ہیں جو ہمیشہ سے عیسائیوں کے درمیان غیر مذاہب کو دکھ دینے کی پائی جاتی رہی ہیں +

**جرمن کے نومسلم** محمد عادل شمٹسر صاحب نے اسلام کی تائید میں ایک ضخیم کتاب پانچ جلدیں تحریر کی ہیں۔ عنقریب اس کتاب کا ترجمہ دوسری زبانوں میں بھی کیا جائے گا۔ تجویز کی گئی ہے۔ کہ یہ کتاب یہاں بھی منگوائی جاوے۔ **وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم** + الحکم)

**عیسائی ممالک** میں آیت وار کے دن خاص مذہبی تعلیم کا مدرسہ لگا کرتا ہے ایسے ایک مدرسہ کے ایک سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم میں گرفتار ہوئے۔ کہ وہ جلتی بتیاں بچوں کی انگلیوں پر لگانے کی سزا دیا کرتے تھے۔ اور ایسے ہی عیسوی دینی مدرسہ کے ایک اور سپرنٹنڈنٹ صاحب اس جرم میں ماخوذ ہوئے ہیں کہ انہوں نے بعض لڑکیوں کے ساتھ جو ان کے مدرسہ میں تعلیم پانے آتی تھیں ناقابل ذکر فعل کا ارتکاب کیا

اس کا نام ایڈورڈ ثانی ڈنجیر ہے +

انڈیا نامیں پادری شلشنر صاحب گرجائے موقوف کئے گئے ہیں - جرم یہ ہے کہ کسی مد میں سات سو روپیہ کا پتہ نہیں لگتا - اور بعض درد نگولیاں پادری صاحب سے واقع ہوئی ہیں - اور ہمسائیوں کے ساتھ آپ سخت بدسلوکی بلکہ مارپیٹ کے ساتھ پیش آتے رہے ہیں - وغیرہ +

لاکر اس کے پادری ہوفر صاحب ایک ۱۸ - سالہ لڑکی کے ساتھ منہ کالا کرنے کے جرم میں گرفتار ہیں - چار ہزار روپیہ کی ضمانت پر مقدمہ چل رہا ہے +

پادریوں کے متعلق اس قسم کی خبریں سنکر ہمیں افسوس ہوتا ہے - کہ ان بیچاروں نے سب کچھ چھوڑ کر کفارے کا وعظ شروع کیا - اور وہ کفارہ نہ ان کے اخلاق کو درست کر سکا - اور نہ ان کو گناہ کی سزائیں بھگتنے سے بچا سکا - تعجب ہے - کہ یہ کفارہ آخر کس مرض کی دوا ہے - جو نہ دین میں کام آتا ہے اور نہ دنیا میں (مدیر)

# ایک آریہ کے سوال

ایک آریہ سے میری دو بدو ہوئی جو کہتا تھا - کہ ہمیں بدلائل ثابت کرو - کہ جو رحیم اور عادل ہو - وہ کیسے قہار اور جبار ہو سکتا ہے - اور یہ ممکن نہیں کہ خدا ظالم بھی اور رحیم بھی ہو - مہربانی فرماکر بدلائل عقلی اور حکم ربانی کے مطابق مفصل اسکا جواب بذریعہ اپنے پرچہ مبارک کے شائع فرماکر ممنون فرماویں +

(آپکا تابعدار احمد الدین خریدار نمبر ۹۹ محلہ امام صاحب شہر سیالکوٹ)

## جواب

ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست +

افسوس ہے کہ آریوں کے دعوے تو بڑے بڑے ہیں - مگر ثبوت کچھ بھی نہیں نکلتی

کے دانتوں کی طرح باہر کے دانت کچھ ہیں۔ اندر کے کچھ۔ اصل میں موجودہ نسل کا یہی قصور نہیں جب سے سوامی دیانند کی ستیارتھ پرکاش کو انہوں نے شوق و ذوق سے پڑھا ہے۔ اور اسکو مثل آسمانی اور الہامی کتاب کے دیکھا ہے۔ بس بہرہ تو کیا تھا۔ جو کچھ اس میں سوامی لکھا ان کے لئے مثل الہامی ہو گیا۔ ان کو کوئی غرض نہیں کہ خود بھی تحقیق کریں۔ یا دوسرے مذاہب کے لوگوں سے ان کی کتاب کا مطلب پوچھیں حالانکہ سوامی جی کی تحقیقات بالخصوص دوسرے مذاہب کی نسبت بالکل ناقص ہے۔ مثال کے طور پر ہمنے اس مضمون کو ایک رسالہ کی صورت میں شایع کیا ہوا ہے۔ جسکا نام سوامی دیانند کا علم وعقل ہے +

خیر اس تمہید کے بعد ہم اصل سوال کے جواب کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ دو لفظ سوال میں زیر بحث ہیں جبر اور قہر ان دونوں لفظوں کے اصل معنے سمجھنے ہی سے سوال بے اصل ہو جاتا ہے۔ جبر کے معنے ہیں بگڑے کا بنانا۔ یا کسی کے حال کی اصلاح کرنا۔ دیکھو لغت کی کتاب صراح میں ہے "جبر شکستہ بستن و نیکو کردن حال کسے" یعنی کسی کا حال درست کر دینا۔ احادیث میں بکثرت یہ دعا آتی ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اللھم اھدنی وارحمنی واجبرنی والے اللہ مجھے ہدایت کر رحم کر اور میری حالت درست کر اس میں اجبر امر کا صیغہ ہے۔ جسکا مصدر جبر ہے۔ اسی طرح قہر کا لفظ ہے۔ اس لفظ کے معنے ہیں غلبہ کے ہیں "قاموس" القہر الغلبۃ "صراح" میں ہے "قہر چیرہ شدن" یعنے غالب آنا اپنی معنی سے خدا کو قاہر اور قہار کہا جاتا ہے۔ یعنی اپنی رعیت اور مخلوق پر غالب اور ضابطہ جسکے قبضہ قدرت سے کوئی سرتابی نہ کر سکے تبلایئے ان معنی سے خدا کو قہار اور جبار کہنا خدا کی صفات کاملہ کا مظہر ہے یا موجب ظلم ہے ہاں اردو میں جابر جبار اور قاہر۔ قہار کے معنے ایسے آتے ہیں جو ظلم کے قریب ہیں۔ مگر عربی اسکی ذمہ وار نہیں۔ اس کی مثالیں کئی ایک ہم نے تقلیب الاسلام میں لکھی ہیں۔ کہ عربی لفظ اصل عربی میں کچھ اور معنے رکھتا ہے مگر اردو

فارسی میں آکر کچھ اور ہو جاتا ہے مختصر یہ کہ ہم خدا کو ظالم نہیں کہتے خدا خود فرماتا ہے۔ لیس بظلام للعبید میں بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں ہاں قہار۔ جبار۔ اور رحیم مانتے ہیں۔ اور یہ تینوں صفات باہم متناقض یا متضاد نہیں جسطرح سوامی دیانند ستیارتھ ص۲۳۳ پر لکھتے ہیں۔ کہ رحم و انصاف متضاد نہیں۔ اسی طرح قہار۔ جبار اور عدالل اصل عربی معنے سے متضاد نہیں جو کچھ ہے سب یاروں کی سمجھ کا نتیجہ ہے +

جو نشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

# سندہی نو آریوں
## کی اصلیت

ہمعصر اہلحدیث رقمطراز ہے کہ آریہ سماج کے حالات اور عادات کے جاننے والوں کو ان کی کسی روایت پر جب تک کہ خود تحقیق نہ کریں۔ کسی طرح اعتبار اور اعتماد نہیں ہوتا۔ بات کا بتنگڑ اور رائی سے پہاڑ بنا دینا تو ان لوگوں کے بائیں ہاتھ کھیل ہے۔ پچھلے دنوں مقام لاڑکانہ علاقہ سندہ میں جو چند لوگوں کو آریہ بنایا گیا تھا۔ ان کی نسبت آریہ اخباروں نے وہ اودہم مچائی۔ کہ الامان والحفیظ۔ پہلے تو ہمنے اس خبر کو اسی اصول مذکورہ بالا پر جانچ کر معمولی سمجھا۔ مگر جب آریہ اخباروں کی اودہم حد سے گذر گئی۔ تو اہلحدیث مورخہ ۱۳ اگست میں سندہی دوستوں کو تکلیف دی گئی۔ کہ ان نو آریوں کے مفصل حالات لکھیں۔ چنانچہ ہمارے مکرم دوست جناب سید علی نوازشاہ صاحب نے اس تکلیف کو امید سے زیادہ خوبی کے ساتھ نباہا۔ صاحب موصوف

کا مراسلہ فارسی میں ہے۔ جو اصل الفاظ ہی میں درج کرنا مناسب سمجھا گیا۔ خلاصہ اسکا یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اصل میں ہندو ہیں نوابان سندہ کے ہاں ملازمت کیوجہ سے بعض رسوم اسلامی بھی ادا کر لیتے تھے۔ چنانچہ ان کے اور ان کے باپ دادوں کے نام بھی ہندوانہ ہیں۔ اور مردوں کو آجتک جلاتے رہے ہیں پھر تفصیل کیساتھ ان کے نام اور ان کے حالات اور کاروبار لکھے ہیں جو اصل فارسی میں قابل دید ہیں +

**اسلامی پرچوں** سے عموماً اور النجم۔ النذیر میرٹھ۔ ہمدرد۔ اسلام آگرہ۔ وکیل۔ پیسہ اخبار۔ تعلیم الاسلام وغیرہ سے خصوصاً امید ہے۔ کہ ان حالات کو اصل الفاظ میں مع کل یا مختصر ترجمہ کے درج کر کے اپنے ناظرین کو آگاہ کریں (اڈیٹر)

## مراسلہ فارسی

(مرسلہ جناب سید مزاعلی شاہ صاحب ممبر میونسپل کمیٹی ٹنڈو آدم منکا ترہ سندھ)

دعوات وافرہ وتحیات متکاپور در اصل متو اصل باد۔ بندہ یک مضمون در اخبار جناب اہلحدیث مورخہ ۱۸۔ اگست ۱۹۱۹ء صفحہ ۵ دید۔ واز نظرم گذشت کہ مختصراً مقصدش ایں است کہ در اخبارات قوم ہنود آریہ خبر ہندو شدن قوم شیخاں کہ بہ تعداد (۶) ہستند در شہر لاڑکانہ بہ بسیار سرگرمی شایع میشود۔ اگر کدام از دوستان سندہ مارا از کیفیت و احوال اوشاں کماحقہ واقف گرداند باعث مشکوری خواہد بود انتہی ملخصاً +

بنا براں تحریر میشود۔ کہ از احوال ایں قوم ہنود کہ در اخبارات مخالفان بقوم شیخان منسوب کردہ میشوند۔ چنانکہ بندہ واقف است دیگراں واقف نیستند دبندہ را با بعضے از ایشاں کمال دوستی درمیان است لہذا بمقتضائے ع من خوب می شناسم شیخان ناحقی را۔ آنچہ احوال اوشان است بے کم وکاست مے نگارم۔ عنان حق گوئی دراست بازی از دست نمیدہم وہرچہ تاحال بود و شدہ است ہمہ میشناسم۔ جناب سالی نام جد ایں قوم بد نواس است و پدر بدل واس در عہد میر صاحبان والیان سندھ بر عہدہ

کارداری وغیرہ عامل بود و اد بغوائے الناس علی دین ملوکہم البتہ خاطر خود را برسم و رسوم اہل اسلام اعنی حاکمان وقت مائل میداشت و آن میل خاطر او بداں حد رسیدہ بود کہ شاید دراں زماں بشیخ نیز ملقب شدہ بود اما ہمہ رسوم ہندواں بجا می آورد و تابع کیش اوشان بود پسر او بدل و اس صاف وصریح ہندو بود چنانکہ خود نام او براں گواہ عادل است یکے از وشان منز آلالی بود کہ سہ چہار سال میشود۔ کہ وفات کردہ است و موجب رسم ہنود درمیاں سوختانیدہ شد او نوکر.... سرکار انگریزی بود و در جیکیپ آباد مختار کار بود و بنابرت دوست ما بود۔ مابارہا بر مکان او مہماں شدہ بودیم اما ہندو بہت اکل و شرب ما از خانہ اہل اسلام میکنانیدند ما در خانۂ او بخوردیم و نہ او مارا از خانہ خود طعام و آب میداد۔ باعث آن مخالفت مذہب بود۔ کہ او ہندو بود و ما مسلمان الحال آریہ مرداں کہ منسوب بشیخاں کردہ میگویند۔ کہ ہندو شدہ اند یک پسر اوست و دیگر برادر زادہ او و دیگر خویش و اقربائے او ہستند کہ ناہلئے مرداں اوشاں در ذیل این کاغذ خواہم داد جناب عالی ایں ہمہ از ہفت پشت ہندو بودہ و تا تاریخ ارقام ایں کاغذ ہماں طریق سابق ہندو ہستند۔ مگر جناب را معلوم خواہد بود کہ ایں قوم کریانند پرست ہست۔ اکثر صاحب ہر مذہب کہ بیشتر گمراہ و کافر باشد۔ بدست اوشاں برسد او را باہل اسلام منسوب ساختہ میگویند کہ او را آریہ کردہ ایم و ایں سخن موجب فخر خود میدانند۔ ایں قوم ساکنان ارکانہ علاقہ سندہ را ہمیں مثال است ایشاں دراصل خود را ہندواں عاملاں میگویند۔ و دیگر ہندواں شہر خود را محض ہندو بہائی بند میگویند و مطیع برہمناں اند و ایں قوم عامل چنداں برہمن پرست نیستند و کار حسب گفتہ برہمن ہائے شہر و پنچایت نمیکنند۔ لہذا مابین ہندواں شہر و ایں ہندواں منسوب بعاملاں رشتہ داری دختراں بیکدیگر و خوردن و نوشیدن از چند ایام مسدود بود کہ طرفین باک لینے نداشتند و خیال ایں مخالفت رسمی نمیکردند الحال در انجا بعضے از ہندواں درمیاں آمدند و خود را مصلح طرفین مقرر کردند و سخن درمیاں آوردند کہ ایں برادراں ما ہستند ناحق بہمراہ اوشاں ایں مخالفت خبری لعمل در آمدہ است

چوں اصول طرفین یک است فروع آنرا نیز بآں برابر باید کرد کہ فرع تابع اصل است
لہذا ہر دو فریق مخالف عرصہ یکماہ میشود کہ در لڑکانہ جمع شدند و فریق مقتدایاں خود را جمع کردند
از طرف ہندوان شہر برہمناں آمدند و از فریق ثانی یعنی عاملان پنڈت ہا جمع آمدند و بعد
قیل وقال چار پنج روز قوم آریہ و پنڈت ہا فتوی دادند کہ ہمراہ اوشاں خورد و نوش وغیرہ
ہمہ رسوم جاری باید داشت قوم ہندواں شہر بفتوی برہمناں گفتند کہ اکل و شرب ہمراہ
اوشاں نباید کرد و اوشاں را بر حال خود باید گذاشت پس ہمیں است حقیقت ہندو شدن
شیخان لڑکانہ کہ مرقوم شد۔ اکنوں بغور باشد کہ کدام صاحب عقل و ایمان و شخص انصاف پسند
خواہد گفت کہ شیخان در رقبۂ ہنود در آمدند و اسلام اہل اسلام را گذاشتہ ہندو شدند معاذ اللہ
ہرگز کسے اینچنیں نخواہد گفت۔ مگر ایں قوم آریہ کہ ایں چنیں بہتان و دروغگوئی شعار اوشاں
شدہ است خواہ مخواہ ایں دروغ بانمونہ دیگر ابلہ فریب شایع مینمایند اکنوں من نامہائے
آں ہندو صاحباں کہ نسبت شیخاں یاد کردہ میگویند کہ در اصل شیخ مسلمان بودند الحال ہندو
شدہ اند در ذیل مے نگارم انصاف پسند آدم بگوید کہ از آدم تا ایں دم در علاقہ تمام دنیا کدام مسلمان یکے
ازیں نامہا نام نہادہ شدہ است۔ یا نہ۔ من میگویم نہ نہ۔ ہرگز بر کدام مسلمانان ایں نام نہادہ
نشدہ است ورنہ شایان حال بلند اقبال سعادت مآل اہل اسلام است کہ مرتکب نہادن
ایں نامہا شوند۔ **لعنت اللہ علی الکاذبین**۔ اینست نامہائے سرکردگان آں
قوم متہم کہ من ہر یکے را بذات خود می شناسم۔

موتیا رام        شوکت رائے        غنا داس        ہوتی رام
کشنداس        بہار سنگھ        چمن داس        صاحب رائے
دلیس رام        حشمت رائے        سلامت رائے        الشیر داس
چندی رام        و باقی ہمہ اہل و عیال اینہا اند کہ قریب ۵۶ میشوند۔ بر نامہائے

اوشاں و بر نامہائے پدران اوشاں نظر باید انداخت پس باید گفت کہ اینہا کہ بودند۔
الحال کیستند۔ من بایمان میگویم **وکفی باللہ شہیدًا** ۔ کہ اوشاں از قوم ہنود نبودہ

زوالحال ہم ہاں ہنوز اندر دیگر ہیچ

آریہ اخبار اگر زندہ دیدہ کریں تو ان لوگوں کے اسلامی نام بتلاویں

ع تا سیہ رو شود ہر کہ در و غش باشد ✦

خاکسار نے سندھ جانیکا ارادہ کیا تھا۔ اور جناب شاہ صاحب مضمون نگار سے مشورہ طلب کیا تو آپ نے لکھا کہ آپ کا آنا اگر مباحثہ کیلئے ہے تو یہاں کوئی شخص مباحثہ کے لایق نہیں اور اگر ان نو آریوں کو سمجھانے کیلئے آئیں تو بھی مفید نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ قدیم سے ہندو ہیں اس لئے ان کو کچھ کہنا نہ کہنا برابر ہے۔ آیندہ آپکا اختیار۔ اس لئے میں نے ارادہ ملتوی کر دیا ✦

# اسلامی سونق

جناب شیخ عبدالحق (سابق پنڈت لبشنداس آریہ) آجکل امرتسر میں رونق افروز ہیں۔ انجمن نصرت السنہ کے زیر اہتمام دو لیکچر دیئے تھے۔ لیکچر کیا تھے بس سننے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ایک اچھے عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنے مسلمان ہونیکی وجہ میں فرمایا۔ کہ مباحثہ دیوریا ضلع گورداسپور میں میں آریوں کیطرف سے شریک تھا بس اسی مباحثہ نے میرے دل میں اسلام کا بیج لگا دیا۔ پھر نگینہ کے مباحثہ سے وہ بیج نہ دب سکا۔ آخر میں کھلم کھلا مسلمان ہو گیا۔ اثنائے تقریر میں کہا کہ میں گنگوہ میں حضرت مولوی رشید احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا وہاں بھی میں نے اپنے اسلام کی وجہ ان مباحثات کو بتایا۔ تو مولوی صاحب موصوف نے فرمایا۔ اگرچہ مولوی ثناء اللہ سے ہمارا چند باتوں میں اختلاف ہے مگر ہماری دعا ہے کہ خدا اس کو برکت دے وہ اسلام کا شیر ہے۔ اس نے کفار کے حملوں کو بڑے زور سے نہ صرف روکا ہے۔ بلکہ ان پر حملے کر کے ان کی جمعیت

کو پریشان کردیا ہے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا مجھے ان خدمات دینی پر کوئی فخر نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ؎

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی +

منت ازو بداں کہ بخدمت گذاشت +

جلسے بڑی کامیابی اور رونق سے ہوتے رہے مزید رونق کی وجہ یہ ہوئی کہ جناب مولوی عبدالسبحان صاحب بلہوری اتفاقاً دہلی سے تشریف لائے اور مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب کی درخواست پر آپ نے بھی اہالی امرتسر کو محظوظ فرمایا مولوی صاحب کی خوش بیانی کے متعلق ماشاء اللہ کچھ کہنے سننے کی حاجت نہیں کہاں ہیں وہ لوگ جو ان مباحثات کو فضول جانا کرتے ہیں اور کہاں ہیں وہ لوگ جو لکھا کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ کے مباحثات بھی جلا دینے کے قابل ہیں +

شیخ صاحب نے اثناء تقریر میں فرمایا کہ آریہ لوگ مجھے گالیاں دیتے دیتے بھی کہدیتے ہیں کہ یہ پیدائشی مسلمان ہے میں اسکے یوں فیصلہ کرتا ہوں کہ آکر دیکھ لو کہ ابھی تک میں بے ختنہ ہوں +

ہمارے خیال میں بھی یہ طریق فیصلہ بہت اچھا ہے - افسوس ہے کہ آریہ اخبار ابتک لکھاری ہیں کہ کوئی پنڈت بشنداس مسلمان نہیں ہوا - حکیم محمدالدین سکرٹری انجمن نصرت السنتہ امرتسر)

# یہ کیا ہی اچھا کام ہے

جو نواب جوناگڑھ نے حکم صادر فرمایا ہے - کہ اگر کوئی فاحشہ عورت یا بیسوا - ۳ - ماہ کے اندر شادی نہ کرے گی تو اسکا تمام مال و اسباب ضبط کرلیا

جائیگا۔ نواب صاحب کی بیدار مغزی کی جتنی تعریف کیجائے تھوڑی ہے کاش کہ دیگر جملہ ہند و اور مسلمانی ریاستیں اس بات کی تقلید کرتی ہوئیں ریاستوں کو شیطنت سے پاک کرسکیں ( اسلامی ہدایت کے موافق فاحشہ کا روپیہ کسی کام کا نہیں (اہلحدیث)

# سب سے بڑھ کر ثواب کا کام

معزز ناظرین مدرسۃ القرآن شہر سیالکوٹ کے مقاصد انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲۵ پر آپنے بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ یہ مدرسہ دو سال سے شہر سیالکوٹ میں جاری ہے۔ اور اللہ تعالے کی مہربانی سے یہ دن بدن ترقی پر ہے۔ اور عموماً کسی لڑکے سے فیس نہیں لیجاتی۔ سب سے بڑی خوبی کہ اول تعلیم قرآن کریم کی دیجاتی ہے۔ بعدہٗ دنیاوی تعلیم۔ یہ مدرسہ سردست ... جماعت تک کھولا ہوا ہے۔ اور اس وقت ۱۶ یتیم بچے تعلیم پاتے ہیں علاوہ ازیں کے ان یتیموں کے تمام اخراجات کا مدرسہ ہی متکفل ہے اور اس مدرسہ کا غربا لوگوں کے کوئی بھی ہمدرد نہیں ہے۔ اس لئے ہم آج تمام مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہیں کہ اس مدرسہ کی امداد کرنی ہر ایک مسلمان کا عین فرض ہے کہ دامے درمے مدرسہ کی امداد فرماکر ثواب دارین حاصل کریں وما توفیقی الا باللہ

نیز اور آج رسالہ کے ہمراہ ایک اشتہار مدرسۃ القرآن کیطرف سے بھیجا جاتا ہے از راہ کرم اس اشتہار کو ملاحظہ فرماکر دیگر احباب کو بھی ملاحظہ کراویں۔

ایڈیٹر۔

تازہ بشارت

# دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

## اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمایل شریف بالکل مفت

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہفت اقلیم میں نہیں ہے اس میں مفصلہ ذیل خوبیاں بمنزلہ پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزون ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں بآسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن کچھ مبہم نہ ہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بہ صفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے آخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے (۷) ترجمہ نہایت سلیس با محاورہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے خطوط وحدانی میں لکھے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور ہر ایک آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورۃ نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے نماز، زکوٰۃ، صبر، شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیا کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں۔ ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس ٹائپ لگایا گیا ہے اور ہدیہ مجلد عا پانچ ٹکٹ بذمہ خریدار۔

## آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی

خریداری پر مذکورہ بالا حمایل شریف ایک جلد مفت ملسکتی ہے +

پیارے نبی کے پیارے حالات جلد اول ... عہ سیرت الفاروق عمرؓ خلیفہ ثانی کے حالات ۸ر حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع کے حالات ۶ر الحق المبین عیسائیوں کی کتاب امہات کا رد ۸ر

صدیق اکبر خلیفہ اول کے حالات ... ۸ر عثمان ذوالنورین خلیفہ ثالث کے حالات ۶ر انسان اور اسکی تقدیر عہ اسم اعظم سوانح عمری حضرت پیران پیر عہ

رسالہ

جلد ۷ — نمبر ۱۳

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ | پندرہ روزہ | ۱۵ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق ۱۳۲۳ھ

# نوٹس! نوٹس!! نوٹس!!!

## ہر ایک خریدار ضرور پڑھے

# پیارے نبی کے پیارے حالات

جلد دوم

ایسی عمدہ کتاب ہے کہ خود بخود یہ کتاب سونے کے تول اور جواہرات کے مول بکنے کے لایق ہے۔ اس پر یہ کتاب ۲۲۴ صفحہ کی مفت اور سال بھر رسالہ انوار الاسلام ۷۶۹ صفحہ کا دیا جاتا ہے۔ اسقدر رعایت دنیا بھر میں کسی رسالہ یا اخبار یا کتاب میں نہیں ہو سکتی۔

ایکہزار با بوے صفحہ کی کتاب صرف دو روپیہ ہیں - دنیا میں کوئی شخص ہے جو دے سکے - افسوس کی بات ہے - کہ اس پر بھی بعض صاحبان نے باوجود سال ڈیڑھ سال رسالہ لے چکنے کے پھر بھی وی پی واپس کردیا ہے یہ ایسا ظلم اور اندھیر ہے - جس کی نظیر نہیں ہو سکتی - کیا اسلامی خدمت یہی ہوسکتی ہے - مسلمانوں تم کو کیا ہوگیا - ہمارے پاس گنج قارون تو نہیں - جو رسالہ پر خرچ کرتے چلے جائیں - اس طرح سال ڈیڑھ سال رسالہ لے کر وی پی واپس کردینا - اور پھر رسالہ کی سروقت نہ پہونچنے کی شکایت کرنا - اندھیر - اندھیر اندھیر - کیا ہمارے پاس کوئی شاہی خزانہ ہے - انکا روپیہ آپ ہی کی خدمت میں صرف کردیا جاتا ہے - ہزارہا روپیہ بقایا انوار الاسلام خریداروں کے ذمے ہے - اور وہ شیر مادر سمجھ کر ہضم کررہے ہیں - **دہائی ہے خدا کی دہائی**+

اسلئے عام نوٹس دیا جاتا ہے کہ ماہ ستمبر کے اخیر تک اور مہلت ہے - جن صاحبان نے وی پی واپس کردئے - اگر وہ اپنی قیمت رسالہ کی الفور بھیجدیں تو بہتر ورنہ یکم اکتوبر سے ان کے نام کا رسالہ قطعی بند کردیا جائیگا+

ایسا ہی جنکو اسکے بعد وی پی بھیجیں یا بھیج رہے ہیں - ان میں سے جو شخص وی پی واپس کردیگا اسکا نام رجسٹر خریداراں سے ہمیشہ کیلئے قطعی طور پر یکم اکتوبر سے کاٹ دیا جائیگا - جن صاحبوں نے وی پی وصول کرکے رسالہ کی پیشگی قیمت بھیجدی ہے - ان کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کے نام نامی جلی قلم سے معرفت رسالہ ہذا شایع کئے جاوینگے - چندہ کے نادہندوں کی لسٹ بھی بہت جلد شایع کی جاویگی - تاکہ سب صاحبوں پر روشن ہو جائے - کہ ایسے وجود بھی ہیں جو انوار الاسلام کے چندہ کو مادر شیر سمجھ کر ہضم کر رہے ہیں

ایڈیٹر
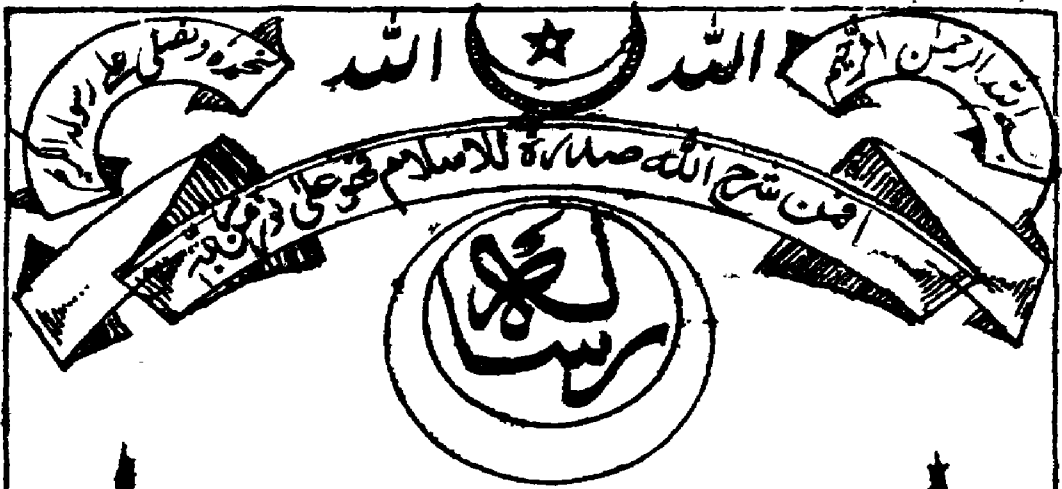
# مسلمانوں کو بیت المقدس ملنے کا وعدہ :-

(سورۃ بقرہ ۱۴)

بیت المقدس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی پیشین گوئی ہے کہ اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم ۔ عیسائی لوگوں کا حق نہیں کہ وہ مساجد الٰہی (یعنی بیت المقدس) وغیرہ معابدہ قدیمہ انبیاء میں داخل ہو سکیں ۔ مگر ڈرتے

ہوئے ان کو دنیا میں ذلت اور آخرت میں بڑا عذاب ہے +

جس وقت یہ پیشین گوئی ارشاد فرمائی گئی۔ اس وقت بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ میں بیت المقدس عیسائیوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ اور جن لوگوں کا حق تھا ان کے قبضہ میں آیا۔ بلکہ یروسلم کے بطریق (پادری نے) خود حضرت عمر رضؓ کو بلاکر بیت المقدس کی چابیاں حضرت عمر رضؓ کے ہاتھ میں دیں۔ اس وقت سے ۱۳ سو سال گذر گئے تاحال یہ پاک شہر مسلمانوں ہی کے قبضہ میں ہے۔ بیچ میں چند سال تک بیشک عیسائیوں کا پھر قبضہ ہوگیا تھا۔ مگر وہ بھی خائفین کیصورت میں ہمیشہ ان کو ڈر رہا۔ کہ ابھی مسلمانوں نے چھینا کہ چھینا۔ چنانچہ آخرکار مسلمانوں نے چھین ہی لیا۔ اور اس وقت سے پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ بیت المقدس کے حاطہ میں کوئی مشرک نصرانی یا یہودی داخل نہیں ہونے پاتا۔ دغا سے کوئی چلا جاوے تو ضرور مارا جاتا ہے۔ یہ معنی ہیں اس لفظ کے کہ اولٓئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین ان لوگوں کا حق نہیں کہ بیت المقدس میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے۔ کہ بیت المقدس کا سا پاک مکان۔ یروسلیم کا سا مقدس شہر کنعان کی سی پاک اور موعود زمین اور تمام مذہبی اور مقدس شہر ان کے قبضہ سے نکل گئے اور آخرت میں اُن کے بطلان پرست ہونیکی وجہ سے ان کو سخت عذاب ہے +

## اسلام سے پہلے غلامی کی حالت

جن لوگوں نے غلامی کے خلاف لکھا ہے انہوں نے اس کی ایسی تقبیح کی ہے اور اُسے سرتاپا ایسا خوبیوں سے خالی اور مضرات

سے یہ ثابت کرتے دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ جو شخص ٹھنڈے دل سے اور جوش سے خالی ہو کر اس مضمون پر قلم اوٹھائے اور جسکا مقصد یہ ہو کہ ہر شئے کی تہ تک پہنچے اور بدی پر اس وقت بھی لعنت بھیجنے کیلئے تیار رہو۔ جب وہ نیکی کا لباس پہنکر نکلے اور نیکی کی اسوقت بھی تعریف کرنے کے لئے آمادہ ہو جب دنیا اس نیکی کو برا سمجھ رہی ہو۔ اس کا یہ فرض ہے کہ ابتدا میں ہی اس غلط فہمی کو دور کرے کہ غلامی کا رواج سراسر لغو اور فضول تھا جس سے فائدہ کوئی نہ تھا بلکہ سراسر نقصان ہی نقصان تھا۔ میں اس رائے کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا حق یہ ہے کہ انسانی سوسائٹی اپنی تدریجی ترقی میں ایسی حالتوں سے ہو گذری ہے کہ ان حالات کے ماتحت غلام بنانے میں نہ صرف وہ حق پر ہی تھی بلکہ ضروری تھا کہ ایسے حالات میں غلامی کا رواج ہوتا دنیا میں بہت سے رواج اب تک چلے آتے ہیں جن پر غور کرو تو دل میں ایک دہشت سی پیدا کرتے ہیں مگر تاہم بہت سی اعراض ترقی کے لئے ان کا جاری رہنا ضروری ہے۔ جس وقت ایک فتحیاب جرنیل بڑے بڑے جہازوں کو جن پر ہزارہا انسان ملک کے چیدہ اور بہادر نوجوان موجود ہوتے ہیں ایک دم میں غرق کر کے سمندر کی تہ میں پہنچا دیتا ہے یا ایک بڑے شہر پر گولہ باری کر کے بیشمار بے گناہ عورتوں اور بچوں کو تباہ کر دیتا ہے تو کبھی اس کی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہیں آتا۔ مگر ہر حالت میں یہ کہنا جایز نہ ہوگا کہ وہ ایک سخت دل ظالم اور بیرحم انسان ہے وہ لوگ جو اپنی رحمدلی کے سبب ایک انسان کے قتل کو برداشت نہیں کر سکتے اور اس کے واقعات کو سُنکر کانپ اوٹھتے ہیں وہی دوسرے موقعہ پر ہزارہا انسانوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے یا اپنی آنکھوں کے سامنے قتل ہوتے دیکھکر کبھی لرزہ نہیں کھاتے

بلکہ بسا اوقات خوش ہوتے ہیں جنگوں کا ہونا انسانی سوسائیٹی کی ضرورات میں سے
رہا ہے اور اب بھی یہی حال ہے +

جوں جوں انسانی گذشتہ تاریخ کو مطالعہ کیا جاوے یہ معلوم ہوگا ۔ کہ
لڑائیاں انسان کی ابتدائی ترقی میں اس کی موجودہ حالت سے بڑھ کر ضروری
رہی ہیں اور انہیں جنگوں کے لوازمات میں سے ہی غلامی بھی ہے یا تھی ۔ بلکہ د
حقیقت غلامی کا رواج انسانی ترقی میں ایک عظیم مرحلہ تہا کیونکہ اس رواج کے
ساتھ وہ بیرحمی جاتی رہی جسکے روسے کل کے کل اسیر جو کسی دوسری قوم کے
ساتھ جنگ میں ہاتھ لگے ہوں قتل کئے جاتے تھے ۔ چنانچہ ایک عیسائی مصنف
لکھتا ہے " مگر اس بات کو ابھی تک لوگوں نے اچھی طرح نہیں سمجھا کہ
پچھلی تمدنی تدریجی ترقی میں جنگ ایک ضروری فرض کو ادا کرنیوالی تھی اول
اس لحاظ سے یہ ضروری تھا کہ مخالفین میں سے جو لوگ پکڑے جاویں وہ
ایک ماتحتی کی حالت میں رکھے جاویں تاکہ دوبارہ اس قوم کو سر اوٹھانیکی طاقت
اور یوں جنگ کا اصل مقصد حاصل ہو ۔ دویم اس لحاظ سے کہ یہ مسلم امر ہے
ابتدا میں انسانی سوسائیٹی میں محنت اور مشقت کے کاموں سے گریز کیا جاتا
ہے ۔ اور عموماً آرام طلبی زیادہ ہوتی ہے پس جب ایک قوم کے لوگ اپنے مخا
لوگوں کے درمیان آکر رہینگے ۔ تو وہ سوائے مجبوری کے کبھی کام نہ کریں
گے ۔ اسلئے ضروری ہؤا کہ اُن کو غلام بناکر ان سے کام لیا جاوے ۔ اس دوسرے
امر کے متعلق اسقدر کہدینا کافی ہے کہ دنیا کی کسی قوم میں بھی خود بخود اور خوشی
محنت کو اختیار نہیں کیا گیا ۔ بلکہ ہر ایک ملک میں جسکا ہمیں علم ہے یہی نظر آتا
ہے کہ زبردستوں نے مجبور کر کے زیردستوں کو کام پر لگایا ہے اور ان
محنت شاقہ کے کام لئے ہیں اور آخر جب مدت تک یہ مجبوری چلی آئی

پھر اس قوم کی عادت میں وہ امر داخل ہو گیا۔ امر اول کے لحاظ سے آزاد آدمی لازماً جنگ پیشہ تھے اور غلام محنت کا کام کرنیوالے تھے۔ اور یہ دونوں گروہ ایکدوسرے کے لئے بطور معاون تھے اور ایک کا وجود دوسرے کے سہارے اور آسائش کیلئے اور اس کے کام پر لگا رہنے کیلئے ضروری تھا۔ اور یوں بغیر مقابلے اور جھگڑے کے وہ دونوں ایک دوسرے کے معاون ہو کر انسانی سوسائٹی کی ترقی کے ذرائع تھے۔"

اسیران جنگ کے قتل کی بجائے ان کے غلام بنا لینے کے رواج کی تدریجی ترقی اسرائیلی شریعت میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ اسیران جنگ کو الگ چھوڑ کر اول تو یہی حکم ہے کہ "جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کیلئے قربانی کرے وہ عذاب سے مار ڈالا جاوے" (خروج ۲۲/۲۰) ایسا ہی استثنا ۱۳۔ آیت ۱۲-۱۸ میں حکم ہے کہ جس شہر کے لوگ غیر معبودوں کی پرستش کرنے والے ہوں "تو تو اس شہر کے باشندوں کو تلوار کی دھار سے ضرور قتل کریگا۔ اور اسے اور سب کچھ جو اس شہر میں ہے اور وہاں کے مواشی کو تلوار کی دھار ہی سے نیست و نابود کر دیگا۔ اور اسکی ساری لوٹ کو وہاں کے کوچے کے بیچ و بیچ اکٹھا کریگا۔ اور اس شہر کو اور وہیں کی لوٹ کو خداوند اپنے خدا کے لئے آگ سے جلا دے گا۔ اور وہ ہمیشہ کو ایک ٹیلا ہوگا۔ پھر بنایا نہ جائیگا۔" پھر استثنا ۲۰/۱۶ میں لکھا ہے "لیکن ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے۔ کسی چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو بلکہ تو ان کو حرم کیجیو۔ حتی اور اموری اور کنعانی اور فرزی اور حوی اور یبوسی جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حکم کیا ہے" یہ احکام عمل میں بھی آتے رہے چنانچہ گنتی ۲۱/۳ میں مذکور ہے "چنانچہ خداوند نے اسرائیل کی آواز سنی اور کنعانیوں کو گرفتار کر دیا اور انہوں نے

انہیں اور ان کی بستیوں کو حرم کر دیا" (حرم کر دینے سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک جاندار شے کو ہلاک کر کے تباہ کر دینا) پھر قاضیوں ۱/۲ میں لکھا ہے "اور انہوں نے ان کنعانیوں کو جو صفت رہتے تھے جا مارا اور شہر کو حرم کر دیا" ایسا ہی قاضیوں ۲۰ ۱۰ تا ۱۲ جہاں لکھا ہے "اور انہیں حکم دیا کہ تم جلعاد کے باشندوں کو جا کے باشندوں سمیت قتل کرو" یشوع ۶/۲۴ پھر انہوں نے اس شہر کو اس سب سمیت جو اس میں تھا پھونک دیا" اسموئیل ۱۵/۳ سو اب تو جا اور عمالیق کو مار اور سب جو کچھ کہ ان کا ہے یک لخت حرم کر اور ان پر رحم مت کر بلکہ مرد اور عورت ننھے بچے اور شیر خوار اور بیل بھیڑ اور اونٹ اور گدھے تک سب کو قتل کر" تواریخ ۴/۴۳ "اور معونیم کو جو وہاں ملے قتل کیا ایسا کہ وے آج کے دن تک نابود ہیں" معلوم نہیں ان پادری صاحبان کو ایسے ایسے واقعات پڑھ کر کچھ شرم آتی ہے یا نہیں جو اسلام پر اسلئے اعتراض کرتے ہیں کہ اپنی حفاظت کیلئے بھی تلوار کیوں اٹھائی گئی۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ ہے اسرائیلی شریعت کو غور کی نگاہ سے پڑھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ اسیران جنگ کو بجائے قتل کرنے کے غلامی میں لینے کا رسم قانون بھی مروج ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اور یوں ان کی زندگی بچ کر وہ اپنے آقا کی خدمت میں زندگی بسر کرتے اسی لئے غلامی کا قانون بھی حضرت موسیٰ کی شریعت میں پایا جاتا ہے مگر عام رسم اس زمانہ کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ مردوں کو قتل کر دیا جاتا اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جاتا۔ دیکھو استثناء باب ۲۰۔ آیت ۱۰ تا ۱۴۔ مگر اسرائیلیوں کے درمیان صرف جنگ ہی غلام بنانیکا ذریعہ نہ تھی بلکہ وہ دوسری قوموں کے ساتھ غلاموں کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے اور بعض ایسی اقوام ان کے قریب قریب آباد تھیں جو غلامی کی تجارت میں بہت مشہور تھیں۔ اس ذریعہ سے غلاموں کی کثرت ہو گئی +

مگر اسرائیلی شریعت میں غلام کی حالت ایسی خراب نہ تھی۔ جیسا دوسری بعض قدیم اقوام کے اندر کل شامی قوموں کے درمیان غلام کو خاندان کا ایک ممبر سمجھا گیا ہے۔ اور اسی لئے ان اقوام کے اندر آقا کا سلوک غلام کے ساتھ عموماً نرم رہا ہے۔ اگرچہ مالک کو مملوک پر ہر طرح سے اختیار حاصل تھا۔ مگر وہ اس کو جان سے نہیں مار سکتا تھا صرف ایک استثنا تھی جو خروج باب ۲۱۔ ۲۰ آیت میں مذکور ہے۔ "اور اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھیاں مارے اور وہ لاٹھیاں کھاتی ہوئی مرجاوے۔ تو اسے سزا دیجاوے لیکن اگر وہ ایک دن یا دو دن جیوے تو اسے سزا نہ دیجاوے۔ واسطے کہ وہ اسکا مال ہے"۔ اگر آزاد آدمی کسی دوسرے کے غلام یا لونڈی کو مار دیتا تو صرف خونبہا مالک کو دینا ہوتا تھا (خروج باب ۲۱ آیت ۳۲) جو غلام قوم اسرائیل کے تھے ان سے غیر اسرائیلیوں کی نسبت عمدہ سلوک ہوتا تھا۔ چھ سال غلام رہنے کے بعد وہ بغیر فدیہ دینے کے آزاد سمجھے جاتے تھے (خروج باب ۲۱۔ آیت ۲) مگر عبرانی لونڈی کے ساتھ غیر اسرائیلی غلام شادی نہ کر سکتا تھا۔ اور مالک یا مالک کا بیٹا ہی اس پر تصرف کر سکتا تھا اسرائیلی غلام جب چھ سال بعد آزاد ہوتا تو مالک کو یہ بھی حکم تھا۔ کہ اسے جاتے وقت کچھ ساتھ بھی دے (استثنا باب ۱۵۔ آیت ۱۳۔ و۱۴) مگر دوسرے غلاموں کو ان حقوق میں سے کوئی حق حاصل نہ تھا۔ ہاں اس کو عبادت میں شریک کر لیا جاتا سو اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ وہ کسی اور طرح پر پرستش کرنیکا مجاز ہی نہ تھا۔ بہر حال یوں خاندان میں شامل ہو جانے سے غلام کو فائدہ ضرور پہونچتا تھا +

یونانیوں اور رومیوں میں غلامی کے متعلق بھی چند لفظ بے موقعہ نہ ہوں گے۔ یونان میں اسیران جنگ کے علاوہ کئی طرح سے لوگ غلام بنائے جاتے تھے۔ آزاد ماں باپ اپنے بچے کو بیچکر غلام بنا دیتے تھے اس کے علاوہ اور غلام بھی بازار میں بکنے کیلئے ہر وقت موجود رہتے تھے۔ چرا کر یا زبردستی چھین

کر بھی غلام بنا لئے جاتے تھے۔ یونانی تہذیب کے بڑے بڑے مرکزوں
میں غلاموں کی تعداد بہت بڑھی ہوئی تھی۔ ایتھنز میں ۲۱۰۰۰ اصل باشندوں
کی آبادی میں چار لاکھ غلاموں کا ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ کارنتھ میں چار لاکھ ساٹھ
ہزار۔ ایجانیا میں چار لاکھ ستر ہزار غلاموں کی تعداد بتائی جاتی ہے۔ بعض مورخوں
ان اعداد میں کسی قدر مبالغہ بیان کیا ہے۔ مگر کم سے کم اندازہ جو غلاموں کی آبادی
کا کیا گیا ہے۔ اس کے رو سے بھی غلاموں کی آبادی آزاد آبادی سے تگنی بیان
کی جاتی ہے +

رومیوں کے درمیان غلامی کا اصل منبع جنگ ہی تھی۔ مگر جوں جوں دولت
بڑھتی گئی، غلاموں سے خدمت لینے کی ضرورت بھی زیادہ ہوتی گئی اور یہ ضرورت
دو طرح سے پوری ہوتی رہی یعنی ایک حد تک اسیران جنگ کی تعداد میں یوماً
فیوماً ترقی ہوتی گئی اور دوسری طرف غلامی کی تجارت شروع ہو کر خرید کے ذریعہ
سے غلام آنے لگے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں لکھا ہے کہ "ایپرس میں ایمیلیس
پالس کے فتوحات کے بعد ایک لاکھ پچاس ہزار قیدی بیچے گئے۔ دو اور مقاموں
بھی جنگ کے قیدیوں کی تعداد اسیقدر بیان کیگئی ہے۔ سیزر نے ایک ہی
موقعہ پر ترسیٹھ ہزار قیدی فروخت کئے۔ اگسٹس نے سلاسی کے ملک میں چوالیس
ہزار قیدی گرفتار کئے۔ قحط اور تکلیفوں اور اکھاڑوں کی ہلاکت کے بعد بھی یہود
جنگ میں ستانوے ہزار غلام بنائے گئے"۔ ایکسو چھیالیس قبل مسیح اور ۲۳۵
عیسوی کے درمیان کے زمانے میں بحساب اوسط ہر ایک آزاد کے لئے
تین غلام تھے یعنی کل آزاد آبادی اٹھتر لاکھ چوالیس ہزار اور غلاموں کی آ
دو کروڑ آٹھ لاکھ بتیس ہزار تھی امرا کے پاس غلاموں کی ایک خاصی فوج
ہوتی تھی۔ اگسٹس کے زمانے میں ایک شخص چار ہزار ایک سو سولہ غلام چھوڑ
مرا۔ معلوم ہوتا ہے۔ یونان اور اٹلی میں اس زمانے میں وسیع پیمانہ پر غلا

کی تجارت ہوئی تھی +

رومی سلطنت کی نسبت یونان میں غلاموں کی حالت اچھی تھی۔ مگر یونان میں بھی ان غلاموں کے علاوہ جنسے گھر کے کام لئے جاتے تھے دوسرے غلاموں سے سخت محنت لیجاتی تھی۔ جو غلام زراعت کے کام میں لگائے جاتے تھے ان کو سخت اذیت پہنچا کر لیجاتی تھی۔ اگر غلام کا کوئی عضو کاٹ دیا جاتا یا اسے کوئی ضرب شدید پہنچائی جاتی تو غلام کو کوئی حق نہ پہونچتا۔ بلکہ اس کا معاوضہ مالک کو دلایا جاتا تہا۔ رومی قانون کے بموجب مالک کو مملوک پر پورا حق حاصل تہا یعنی جو چاہے اسے کرے یہانتک کہ اسے جان سے مار ڈالنے کا بھی حق حاصل تہا جب غلاموں کی تعداد ترقی کر گئی تو چونکہ ان کے کام کی نگرانی کا انتظام عمدہ نہ ہوسکتا تہا۔ اس لئے یہ تجویز کی گئی کہ کام کے وقت غلام کو زنجیریں ڈال دیجادیں۔ اور یہ قاعدہ یہانتک وسیع ہوا کہ دروازہ پر جو غلام محافظ ہوتا۔ اس کو بھی زنجیر ڈالدیجاتی۔ اس میں شک نہیں کہ بعض اوقات غلاموں سے نیک سلوک بھی کیا جاتا تھا۔ مگر غلاموں کی عام حالت نہایت ہی ذلیل اور بُری تھی۔ ہلکی سزا جو غلاموں کو دیجاتی تھی وہ یہ تھی کہ قصبہ سے نکال کر ان کو دیہات میں مزدوری کے کام پر لگایا جاتا۔ اور سخت سزا یہ تھی کہ اُن کو کارخانوں یا کانوں وغیرہ میں کام کرنیکے لئے بھیجدیا جاتا یہاں مرد اور عورتیں ملے جلے قریبًا ننگے زنجیروں سے بندھے ہوئے ........ سپاہیوں کی حفاظت اور کوڑوں کے نیچے کام کرتے تھے آگسٹس کے زمانے میں ویڈیس پالیو کا ذکر ہے کہ وہ نہایت چھوٹے چھوٹے قصوروں پر بلکہ اتفاقی غلطی کیوجہ سے بھی اپنے غلاموں کو بحری اژدہاؤں کے آگے ڈالدیتا تھا +

رومی سلطنت کے اندر ہی عیسائی مذہب بھی پیدا ہوا اور اس کا مشن بھی غلاموں سے حسن سلوک کا ہوتا۔ تو سب سے اول یہی ملک تہا۔ جو اس کی ... تعلیم کا

محتاج تہا۔ کیونکہ جسقدر غلاموں کیحالت رومی سلطنت میں ابتر ہو رہی تھی ایسی اور کہیں نہ تھی ان کے ساتھ سخت سے سخت اور ظالمانہ سلوک ہوتا تہا پس ایک مصلح کا پہلا فرض ایسی حالت میں یہ تہا کہ اگر ان کی آزادی پر نہیں تو کم سے کم انکے ساتھ حسن سلوک پر ہی زور دیتا۔ اور ان مظالم کو جو غلاموں پر ہو رہے تھے۔ کھول کھول کر بیان کرتا۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ حضرت مسیح کے اقوال میں جو اسی زمانہ میں وعظ کرتے تھے ایک لفظ بھی ایسا نہیں پایا جاتا۔ جس سے غلاموں پر ظلم کے متعلق ان کا اظہار ناپسندیدگی کا پایا جاتا ہو۔ کم سے کم جو اقوال آپ کے اناجیل میں درج ہیں ان میں ایک لفظ بھی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں نہیں۔ اور نہ ہی مالکوں کو ان بیرحمیوں اور ظلموں سے روکا گیا۔ جو وہ غلاموں پر کرتے تھے۔ تعجب ہے کہ سر ولیم میور جیسا مورخ اسلام پر یہ الزام دے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غلامی کو دور نہیں کیا در آنحالیکہ اسے علم ہے۔ کہ بانی عیسائیت نے اپنے سارے وعظوں میں ایک دفعہ بھی ان مظالم سے لوگوں کو نہیں روکا جو اس کی آنکھوں کے سامنے غلاموں پر ہوتے تھے۔ حضرت مسیح کی اس خاموشی کا عیسائی مذہب پر یہ اثر ہوا کہ بحیثیت مذہب غلاموں .......... پر ظلم اور ان کی گری ہوئی اور ذلیل حالت سے اس نے کبھی نفرت ظاہر نہیں کی عیسائی صاحبان کا یہ دعوےٰ ہے کہ چونکہ عیسائی مذہب نے بڑی بھاری تبدیلی جو دنیا میں کی وہ یہ تھی کہ سب انسان آپس میں بھائی ہیں اس لئے اسی تعلیم کا بالواسطہ اثر غلاموں کی حالت پر بھی پڑا اور اسکے ثبوت میں یہ امر پیش کیا جاتا ہے کہ عیسائیت کے زور پکڑنے کے ساتھ رومی سلطنت میں غلاموں کے ساتھ نرمی کا سلوک دن بدن بڑہتا گیا۔ مگر اول تو پہلا دعوےٰ ہی غلط ہے۔ یہ بات کہ سب انسان بھائی ہیں۔ تمام انبیاء کی تعلیم مشترک ہے اور مسیح سے پہلے سب نبیوں نے بھی تعلیم دی اور جب سے خدا نے شریعت دنیا میں نازل فرمائی ہے۔ اُس کے

دو حصّے ہی قرار دیئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ پاک تعلق اور اس کی مخلو
سے نیک سلوک عیسائیت نے ہرگز اس بارے میں کوئی نئی تعلیم نہیں
دی باقی رہا رومی سلطنت میں غلاموں کی حالت کا تدریجاً بہتر ہوتے جانا سو
اسکا عیسائیت سے کچھ تعلق نہیں۔ یہ اصلاح تو عیسائی مذہب کے زور
پکڑنے سے مدّت پہلے شروع ہو چکی تھی۔ دوسری صدی عیسائی میں جب
ابھی عیسائی مذہب کو اپنی زندگی کا فکر ہی پڑا ہوا تھا۔ قانون کا میلان آزادی
کیطرف شروع ہو گیا تھا۔ لڑکوں کے بیچنے وغیرہ کے رواج بند ہو چکے تھے کسی
انسان کو غلامی کے لئے چرانا ایسا سنگین جرم قرار دیا جا چکا تھا جسکی سزا موت
تھی۔ مالک سے غلام کو جان سے مار ڈالنے کا اختیار چھین لیا گیا تھا۔ اور
یہ ہیڈرین کے زمانے کا ذکر ہے جو ۱۱۷ء میں تخت پر بیٹھا اس سے بہت
مدّت پہلے شہنشاہ نیرو نے جو ۵۴ھ عیسوی میں تخت نشین ہوا عدالتوں
کو یہ ہدایت کی تھی کہ غلاموں پر جو ظلم کئے جاتے ہیں ان کے متعلق استغاثوں
کی سماعت کیا کرے۔ اب یہ سب تبدیلیاں جو قانون غلامی میں واقعہ ہو
رہی تھیں یہ زمانہ کی اپنی رفتار کا نتیجہ تھیں۔ اور عیسائی مذہب کو ان سے
کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ عیسائی مذہب کی اپنی بنیاد ابھی متزلزل تھی۔ اور
اسکا اثر پڑنا شروع نہ ہوا تھا۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ عیسائی مذہب بجائے
اپنے گرد و پیش کے خیالات پر اثر ڈالنے کے ہمیشہ دوسروں کے خیالات
سے متاثر ہوتا رہا ہے۔ اس کے بنیادی اصول ہی اکثر ان کفار قوم سے لئے
گئے ہیں۔ جن کے درمیان یہ مذہب پیدا ہوا۔ پھر اس کا اثر دوسرے رواجوں
پر کیا ہوا تھا۔ خصوصاً اس حالت میں جب اس کے بانی کے منہ سے ایک
لفظ بھی غلامی کے دور کرنے یا غلاموں سے حسن سلوک کرنیکے متعلق نہ نکلا

ہو۔ نیک اثر تو ایک طرف رہا یہاں تو تاریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو تغیر خود رفتار زمانہ سے غلاموں کی بہتری کا پیدا ہو رہا تھا اس کو عیسائی مذہب نے ترقی دینے کی بجائے بہت کچھ روکا۔ چنانچہ رومی عیسائی بادشاہوں کے بعض قوانین سے یہ ترقی معکوس صاف معلوم ہوتی ہے مثلاً بچوں کی فروخت کو روکنے کا قانون پہلے پاس ہو چکا تھا۔ مگر قسطنطین نے اس قانون کو منسوخ کرکے پھر اس بات کو مروّج کر دیا کہ آزاد والدین اپنے بچوں کو بیچ کر غلام بنا سکیں۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ بہت سی غلامی کی سختیاں عیسائیت کی ترقی سے دور ہو گئیں اس کی اصل حقیقت میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اصلاح تو پہلے ہی شروع ہو چکی تھی اور اسی رفتار سے تدریجاً ہوتی چلی گئی اور عیسائیت نے اس میں کوئی خاص حصہ نہیں لیا نہ ہی کوئی خدمت قابل تعریف کی ہے۔ باقی رہی عیسائیت کی وعظ کہ تمام انسان بھائی ہیں جس سے بڑے لمبے چوڑے نتیجے نکالے جاتے ہیں۔ سو یہ محض خشک الفاظ ہی رہے ہیں اس کے ثبوت کیلئے ایک عیسائی کی شہادت کو پیش کرتا ہوں "مذہبی اخوت جیسی آج کل اسلام میں ایک واقعی طاقت ہے ایسی ہی یہودیوں میں بھی ایک واقعی طاقت تھی۔ اور عیسائیت کی مذہبی اخوت کے ادعا کی طرح خالی دعوی ہی دعوے اور خشک لفظ ہی نہیں تھے" (دیکھو انسکلوپیڈیا بلیکا کالم نمبر ۴۶۵۸) اور پھر جب ہم غلاموں کے بارے میں اس سنگدلی اور بیرحمی کو دیکھتے ہیں جس کا اظہار اکھاڑوں میں ہوتا تھا۔ اور جو پورے زور شور کے ساتھ جسٹنین کے وقت تک جاری رہی۔ تو اور بھی اس دعوے کی حمایت کی شہادت ملتی ہے۔

ایک طرف قدیم زمانے کی دو بڑی مہذب اقوام یعنی رومیوں اور

یونانیوں میں اور دوسری طرف قدیم زمانیکے دو بڑے مذہبوں یعنی یہودیت اور عیسائیت میں غلاموں کی حالت پر غور کرنیکے بعد ہم اس قابل ہیں کہ ان مضرات کو سمجھ سکیں جو رواج غلامی سے پیدا ہوتے تھے۔ کیونکہ جہاں ایکطرف قدیم سوسائیٹی میں غلامی کے رواج کے جاری رہنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جیسا کہ تمام اقوام کے متفقہ شہادت سے ثابت ہے۔ دوسری طرف اسکی بعض قباحتیں بھی صاف نظر آتی ہیں جن کے دور کرنیکے بغیر غلامی انسانوں کے لئے واقعی لعنت کہی جا سکتی ہے۔ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں کو اول تو جاہل اور تمام علوم سے محض نابلد رکھا جاتا تھا۔ پھر ان کے ساتھ سخت ظلم کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ پھر یہ بھی سمجھا جاتا تھا کہ وہ ایسی مخلوق ہے جو صرف حقیر کام کرنے لئے اور ذلت میں زندگی بسر کرنے کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ اور ان محض حیوانوں کیطرح سمجھا جاتا تھا۔ دوسری طرف مالک کو مملوک پر کلی اختیارات حاصل وجہ سے مالک ایک چھوٹے سے ظالم بادشاہ کی طرح ہوتا تھا۔ پس اخلاقی لحاظ سے اور ایک حدتک تمدنی پہلو میں غلامی کے رواج کا اثر بہت ہی بُرا تھا۔ اور سب سے بڑی اور ضروری اصلاح جسکا یہ رواج محتاج تھا وہ مالک اور مملوک کے تعلقات کے متعلق تھی۔ اس میں شک نہیں کہ نسبتاً اسرائیلی شریعت میں بہت کچھ نرمی غلاموں کے ساتھ کی گئی تھی۔ مگر عام اثر غلامی کا یہ ہو گیا تھا۔ کہ مالک کے ساتھ سخت دلی اور مملوک کے ساتھ ذلت لگی ہوئی تھی۔ عیسائی مذہب نے باوجود بڑے بڑے دعووں کے جو آج پادری صاحبان منبروں پر چڑھ کر کر رہے ہیں۔ ان مضرات کے روکنے یا ان کی اصلاح کی کوئی تدبیر نہ بتائی۔ اسلئے میں ان دوسری اصلاحوں کو بیان کرنیسے پہلے جو غلامی میں اسلامی قانون اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیں۔ یہ بیان

کروں گا۔ کہ غلاموں کے ساتھ کیسا حسن سلوک اس پاک شریعت نے چاہاہے آقا اور غلام کے باہمی تعلقات میں عظیم الشان اصلاح اسلام نے کی ہے اور اسی ایک اصلاح نے غلامی کی تمام بدیوں اور مضرات کو جڑ سے کاٹ دیا۔ اور خاص اغراض کیلئے ایک نہایت ہی محدود دائرے میں غلامی کی برداشت کر کے حسن سلوک کے متعلق ایسی شرائط لگادیں جنہوں نے غلامی کی تمام اخلاقی اور تمدنی مضرات کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا ✦

# اسلام میں غلاموں سے سلوک

یہ ایک امر واقعہ ہے جس کی تصدیق روزمرہ واقعات سے ہو رہی ہے۔ کہ مسلمانوں میں مالک اور مملوک کا تعلق مغرب میں آقا اور نوکر کے تعلق سے بدرجہا بہتر ہے جو لوگ صاحب مرتبہ یا صاحب ثروت ہیں وہ غریب لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مگر یہ حقارت ان مغربی اقوام میں سب سے بڑھی ہوئی ہے جنکو اس بات پر فخر ہے کہ ہم غلامی کے رواج سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ غلامی کے نام کو تو انہوں نے دور کر دیا ہے۔ مگر اسکی حقیقت اب بھی آقا اور نوکر کے تعلقات میں ویسے ہی پائی جاتی ہے۔ اور نام کی تبدیلی سے حقیقت میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ ایک مہذب یوروپین جب ایک غیر قوم کے آدمی کو ملازم رکھتا ہے تو وہ اسے ایک وحشی سے بھی بدتر سمجھ کر سلوک کرتا ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جب ملازم کا کام ادنیٰ درجہ کا ہو۔ اور جہانتک سختی اور

سلوک کا سوال ہے کوئی شخص امتیاز نہیں کر سکتا کہ صاحب کا سلوک اپنے نوکر سے اچھا ہے یا قدیم زمانے میں ایک رومی مالک کا تعلق اپنے غلام سے اچھا تھا۔ شاید ہی کوئی موسم گرما ایسا گذرتا ہو گا جب یہ آواز ہمارے کانوں میں نہ پڑتی ہو کہ ایک غریب پنکھا قلی کو صاحب بہادر نے مار مار کر صرف اسی لیئے ہلاک کر دیا کہ اس بدقسمت کو تھک کر ذرا اونگھ آ گئی تھی اس حالت میں میں نہیں سمجھتا کہ رومی مالک کو وہ کونسا اختیار اپنے غلام پر حاصل تھا جو اب ایک مہذب عیسائی کو اپنے نوکر پر حاصل نہیں یا کونسی بدسلوکی وہ کرتا تھا جو اب نہیں کیجاتی اور گالیاں دینا یا معمولی طور پر مار لینا تو کوئی بات ہی نہیں مہذب یورپین اقوام کو غلامی کے موقوف کرنے پر اس وقت تک فخر نہیں کرنا چاہئے۔ جب تک کہ حقیقت غلامی یعنی نوکروں پر ظلم اور ان کے ساتھ بدسلوکی سے وہ نجات حاصل نہ کر لیں۔ اگر غلامی کے موقوف کرنے میں بڑی غرض یہ تھی۔ کہ جو ظلم ایک مالک مملوک سے خدمت لینے میں کر سکتا ہے۔ انکو روکا جاوے۔ اور ان لوگوں کو جو غلام کہلاتے ہیں انکی ذلیل حالت سے نکال کر دوسرے انسانوں کی طرح ان کو سمجھا جاوے۔ تو میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ یورپ میں ابھی تک غلامی کا رواج دور نہیں ہوا۔ اور ابھی تک یورپ نے وہ مقصد حاصل نہیں کیا۔ جو اسلام اس سے تیرہ سو سال پہلے حاصل کر چکا ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ یورپین لوگ دیسی ملازموں کو جن سے وہ خدمت کا کام لیتے ہیں سوشیوں سے اچھا نہیں سمجھتے؟ پھر اتنی بات سے کیا فرق ہو جائیگا۔ کہ وہ ان کا نام غلام نہیں بلکہ خادم رکھتے ہیں آقا اور خادم کے سچے تعلق کو سمجھنے میں یورپ ابھی اسلام سے باوجود تیرہ صدیاں گذر جانیکے بہت پیچھے ہے۔ جو ذلت قدیم اقوام میں غلام کے نام سے لگی ہوئی تھی۔ اور پھر عیسائی نوآبادیوں کی غلامی میں لگی رہی اور جو ذلت آج بھی غریب اور کم حیثیت آدمیوں کی کی جاتی ہے۔ اسلام نے اس کو غلامی کے نام سے قطعاً دور کر دیا اور نہ صرف لفظوں میں ہی بلکہ عملی طور پر اسے جڑ سے کاٹ دیا اسلام کے ظہور سے آقا اور خادم یا مالک اور مملوک کے تعلقات سچے برادرانہ تعلقات سے بدل گئے آقا اپنے غلام کی محنت کے کاموں میں شریک ہونے لگا اور غلام اپنے آقا کی دعا ہت اور عزت میں شریک ہو گیا

یہ صرف انہیں آقاؤں کی حالت نہ تھی جو سوسائیٹی کے درمیانی یا نچلے درجہ میں تھے بلکہ معزز سے معزز اور دولتمند سے دولتمند آقاؤں کا بھی یہی حال تھا۔

سب سے پہلے ہمیں قرآن شریف کی تعلیم پر غور کرنا چاہیئے کہ وہ غلاموں کیساتھ سلوک چاہتا ہے اس بارے میں مندرجہ ذیل آیت قرآن کریم میں وارد ہوئی ہے۔ و اعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وبالوالدین احسانًا وبذی القربی و الیتمٰی والمسٰکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالًا فخورًا (النساء ع ۶ - آیت ۳۶) یعنی اللہ ہی کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور احسان کرو ماں باپ کے ساتھ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور لونڈی غلاموں کیساتھ جو تمہارے قبضے میں ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اترائیں (یعنی دوسروں کے حقوق کی پرواہ نہ کریں) اور بڑائی مارتے پھریں (یعنی دوسروں کو حقیر سمجھیں) اس آیت شریف میں دو قسم کے احکام ایک ہی جگہ اکٹھے کرکے بیان کیئے گئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اسکی مخلوق سے نیکی اور اس دوسرے حصے میں بعض وہ لوگ جنکے ساتھ انسان کو نیکی کرنی چاہیئے۔ مخصوص کرکے بیان کیئے گئے ہیں تا ان کیطرف زیادہ توجہ ہو۔ ان دونوں احکام کو ایک ہی جگہ بیان کرنے سے یہ مقصود ہے کہ جیسا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اسکا کوئی شریک نہ ٹھہرانا اسلام لانیکے لئے ضروری ہے ویسا ہی مخلوق کیساتھ نیکی کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ یہی دو شریعت کے بھاری اجزا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنا اور اس کی مخلوق سے نیکی کرنا۔

پس جہاں انجیل غلاموں کیساتھ نیک سلوک کرنیکے متعلق ایک لفظ بھی نہیں

کہتی۔ قرآن کریم اسے ایسا ضروری قرار دیتا ہے جیسا والدینؑ سے نیکی کرنا کیونکہ ایک ہی الفاظ میں دونوں احکام بیان کیے گئے ہیں۔ یہ اس قدر صاف حکم غلاموں سے نیکی کرنیکا ہے جس سے کوئی دشمن اسلام بھی انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میور صاحب نے اپنی کتاب ہسٹری آف اسلام میں اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے وہ کہ یہ بالکل صاف امر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث میں غلاموں کے ساتھ نیکی کرنے کی بڑے زور سے تاکید کیگئی ہے ۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ غلام قرآن کریم الفاظ ما ملکت ایمانکم سے ہی عموماً بیان فرماتا ہے۔ جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جو کفار کے ساتھ لڑائیوں میں مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے اور کوئی غلام نہیں بنایا جا سکتا تھا مگر اس حصہ پر ہم ابھی بحث کریں گے اس آیت کے آخری الفاظ میں اسی حسن سلوک کے حکم کو پھر مؤکد کیا ہے یہ فرما کر کہ تمہارے تمام افعال کی غرض تو یہ ہونی چاہیئے کہ تم اپنے حقیقی آقا کے پیارے بن جاؤ لیکن یاد رکھو کہ تم خدا کے پیارے کبھی نہیں بن سکتے جب تک تم دوسرے لوگوں کے حقوق کی پوری نگہداشت نہ کروگے اور دوسرے لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا نہ چھوڑ دوگے +

اس کے علاوہ دینی اخوت کا سلسلہ جو اسلام نے قائم کیا وہ بجائے خود ایک زبردست محرک نیک سلوک کا تھا آزاد عورتوں اور غلاموں کے درمیان اور آزاد مردوں اور لونڈیوں کے درمیان نکاح جائز قرار دیئے گئے ایک مشرکہ آزاد عورت اور مسلمان لونڈی میں نکاح کیوقت ترجیح لونڈی کو دیگئی اور ایک مشرک مرد اور مسلمان غلام میں ترجیح غلام کو دیگئی۔ بات بات پر غلاموں کو آزاد کرنیکا حکم دیا گیا اور اسے بعض گناہوں کا کفارہ قرار دیکر یہ سمجھایا گیا۔ کہ غلاموں کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کو آزاد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی محبوب فعل ہے۔ لونڈی اگر نکاح کے بعد فحش کی مرتکب ہو تو اس کی سزا

آزاد عورت سے نصف رکھی گئی غلاموں کے نکاح کرنیکا خاص طور پر حکم دیا گیا۔ چنانچہ فرمایا وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم و اماءکم ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ (النور ع ۴ ایت ۳۲) اور تم میں سے جنکے ازواج نہیں ان کے نکاح کرو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک بخت ہوں انکے بھی نکاح کرو۔ اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دیگا۔ قبل از اسلام جو بدیاں عرب میں لونڈی غلاموں کے معاملے میں تھیں ان سب کو دور کیا گیا منجملہ انکے ایک بد رسم بھی تھی کہ لونڈیوں سے بدکاری کرا کر اس مال سے فائدہ اٹھاتے جسکی خاص طور پر ممانعت قرآن شریف میں کی گئی ہے۔

یہ ہیں قرآن شریف کے احکام ان میں سب سے پہلے یہ امر دیکھنا چاہئیے کہ ان احکام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے متبعین نے کیا سمجھا اور ان پر کیونکر عمل کیا اس غرض کیلئے احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور آپ کے عمل کو سب سے پہلے دیکھنا چاہئیے احادیث پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ جو زور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر دیا ہے اور جو خود اس حسن سلوک کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس سے اگر موازنہ کیا جائے تو یہی کہنا پڑے گا کہ کسی دوسرے مصلح نے آپکے بالمقابل کچھ بھی نہیں کیا سب سے پہلے میں صحیح بخاری کی احادیث کو بیان کرتا ہوں اور پھر دوسری متفرق احادیث کو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اخوانکم خولکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوھم ما یغلبہم فان کلفتموھم ما یغلبہم فاعینوھم۔ یعنی تمہارے بھائی ہی تمہارے خدمتگار ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے نیچے رکھا ہے پس جس شخص کا بھائی اسکے ہاتھ کے نیچے ہو اسے چاہئیے کہ جو

چیز آپ کھاتا ہے اسی میں سے اسے بھی کھلائے اور جو پوشاک آپ پہنتا ہے اسی میں سے اسے بھی پہنا دے اور ان پر کوئی ایسا بوجھ مت ڈالو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر انکی طاقت سے زیادہ کام ہو تو ان کو مدد دو۔ بتاؤ کہ کونسا ایسا اور انسانوں کا ہمدرد پیدا ہوا ہے یا کونسا مصلح ہے جسنے ایسی کامل اخوت آقا اور غلام میں پیدا کی ہو جو صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں بلکہ عملی رنگ بھی ہے کہ مالک اور مملوک کا ایک سا ہی لباس اور ایک سی خوراک ہو یہی نہیں بلکہ غلاموں کی حالت بہت ہی قابل رشک معلوم ہوتی ہے جب ہم آپ کے یہ پیارے الفاظ پڑھتے ہیں۔ والذی نفسی بیدہ لولا الجہاد فی سبیل اللہ والحج وبرامی لاحببت ان اموت وانا مملوک۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر اللہ کی راہ میں جہاد اور حج اور ماں کے ساتھ نیکی نہ ہوتی تو میں دعا کرتا کہ غلامی کی حالت میں ہی موت آئے پھر غلام محض حیوان کی طرح ایک گونگا کارکن نہیں بلکہ وہ اپنے آقا کا سچا مشیر قرار دیا گیا ہے۔ قال اذا نصح العبد سیدہ واحسن عبادۃ ربہ کان لہ اجرہ مرتین۔ یعنی جو غلام اپنے آقا کو نیک صلاح دیتا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت عمدہ کرتا ہے اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ غلاموں لونڈیوں کی ساتھ حسن سلوک صرف اسی حد تک محدود نہیں رکھا گیا کہ ان سے کام لیا جائے اور ان کے ساتھ نیکی کیجاوے بلکہ ان کی عمدہ پرورش کے لئے بھی جناب رسالتمآب علیہ السلام نے خاص طور پر ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ لونڈیوں کے متعلق یہ ہدایت فرمائی۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم ایما رجل کانت لہ جاریۃ ادبھا فاحسن تعلیمھا واعتقھا وتزوجھا فلہ اجران۔ فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اسکی تادیب کرے

یعنی اسے اعلیٰ درجہ کے نیک اخلاق کی تربیت دے اور اس کو نہایت عمدہ تعلیم دے پھر اس کے بعد اس کو آزاد کرے اور اس سے نکاح کرے اس کے لئے دوہرا اجر ہے اس حدیث کیطرف میں خصوصیت سے ان کو تہ نظروں کو توجہ دلاتا ہوں جو یہ کہا کرتے ہیں کہ اسلام عورت کو جاہل رکھنا چاہتا ہے وہ غور کریں کہ آزاد عورتیں تو ایک طرف رہیں اسلام تو لونڈیوں کے متعلق بھی یہ حکم دیتا ہے کہ ان کو نہایت عمدہ تعلیم اور تربیت دیجاوے اسی حدیث سے نہایت صفائی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کا منشاء غلاموں اور لونڈیوں کو کس درجہ تک ترقی دینے کا ہے +

بہت سی اور حدیثیں ہیں جن میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں تاکید کیگئی ہے۔ ان میں سے مشکوٰۃ کی بعض حدیثوں کا ترجمہ لین صاحب نے اپنے ترجمہ الف لیلہ کے نوٹوں میں دیا ہے۔ اور انہیں کو ہیو صاحب نے اپنی ڈکشنری آف اسلام میں نقل کیا ہے ان میں سے بعض کا اردو ترجمہ میں یہاں دیتا ہوں "اپنے غلاموں کو اس کھانے میں سے کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور وہ لباس پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور ان کو ایسا کام کرنیکو نہ دو جو انکی طاقت سے بڑھ کر ہو جو شخص اپنے غلام کو بلا وجہ مارتا ہے یا ان کے منہ پر مارتا ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے آزاد کرے" "جو شخص اپنے غلام سے سختی کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا" "جو شخص ماں اور بیٹے میں جدائی پیدا کرتا ہے (یعنی لونڈی کو بچکر) اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اسے اپنے دوستو سے جدا کرے گا"

ان تمام احادیث سے نہایت صاف اور یقینی شہادت اس بات کی ملتی ہے کہ مذہب اسلام میں غلام کو غلام سمجھا ہی نہیں گیا۔ بلکہ اس کے کام کو الگ

چھوڑ کر جو اس کے سپرد کیا گیا ہے۔ ادھر بجسے اپنے مالک کے برابر سمجھا گیا ہے
تیرہ سو سال گذر چکے ہیں جب پہلے ایک ہستی ہمدردی نوع انسان نے یہ باتیں
جاری کیں اور نہ صرف جاری کیں بلکہ ان پر عمل بھی کر دکھایا۔ مگر آج باوجود بڑے
بڑے ہمدردی کے دعووں کے کسی شخص میں اسقدر اخلاق بھی نہیں جو ان ہدایتوں
پر عمل کرنا تو ایک طرف رہا نوکروں کے متعلق اسی قسم کی ہدایتیں دینے کی جرأت
کرے اب میں چند اور حدیثیں نقل کرتا ہوں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ ہمارے نبی
کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کسقدر تاکید تاکید غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ
حسن سلوک کے متعلق کی ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ مرض الموت میں آپکے
منہ میں یہ الفاظ تھے اتقوا اللہ فی الصلوٰۃ وفی ما ملکت ایمانکم۔ جسکا
مطلب یہ ہے کہ ان دو چیزوں کا خاص طور پر خیال رکھو یعنی قیام نماز اور غلاموں
لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک اس حدیث سے کیسی صفائی سے یہ ثابت ہوتا
ہے کہ آپ کے دل میں انسانوں کے ساتھ اور خصوصًا اس جماعت کیساتھ جسکو
دنیا کی سب قوموں نے ذلیل سمجھا اور اب تک ذلیل سمجھ رہے ہیں (یعنی غلام اور خادم)
کیسا سچی ہمدردی کا جوش تھا۔ اور کسی قدر انکی بہتری کا فکر آپ کو تھا کہ اخیر وقت
میں بھی یہی لفظ آپ کے منہ سے نکلے۔ آپ کیا چاہتے تھے ایک اثر سے پتہ لگتا
ہے۔ فرمایا۔ لقد اوصانی حبیبی جبریل بالرفیق حتی
ظننت ان الناس لا تستعبد ولا تستخدم۔ میرے دوست
جبرائیل نے غلاموں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرنیکے لئے مجھے اسقدر وصیت
کی کہ میں نے گمان کیا کہ آئندہ کوئی غلام ...... نہیں بنایا جانا چاہیئے۔ جو لوگ
ان صاف شہادتوں کے ہوتے ہوئے بلا سوچے سمجھے اسلام پر یہ اعتراض
کر دیتے ہیں کہ غلامی شریعت اسلامی کا ایسا ضروری جزو ہے (باقی آئندہ) ریویو نمبر ۱۵ ایں

# اسلامیہ سپورٹس ورکس شہر سیالکوٹ

سیالکوٹ کا سامان کرکٹ وغیرہ دنیا میں اسقدر مشہور ہے۔ کہ ولایت کے سامان سے کسی طرح کم نہیں۔ بلکہ مضبوطی۔ صفائی۔ نفاست اور دیرپائی میں کہیں اس سے بڑھ چڑھ کر ہے یہی وجہ ہے۔ کہ سیالکوٹ اس بارہ میں دساور بن گیا ہے۔ ہمنے کارخانہ اسلامیہ سپورٹس ورکس کے نام سے جاری کیا ہے۔ اور اس سے غرض یہ ہے کہ سستے سے سستا اور عمدہ سے عمدہ سامان ہر طرح کی کھیلوں کا شوقین اور ہر دوستوں کو میسر ہوسکے اگرچہ عموماً بھی مثل مشہور ہے کہ گراں بحکمت و ارزاں بعلت۔ لیکن ہمارا معاملہ برعکس ہے ارزاں بھی نہایت اور عمدگی میں بھی سب سے برتر فایق۔ تمام انڈیا میں سیالکوٹ اور سیالکوٹ میں اس کارخانہ سے بڑھکر کوئی کارخانہ عمدہ اور سستا سامان بہم پہنچانیوالا نہیں ہوگا اور اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم سب کام اپنے روبرو کرواتے ہیں اور خریداروں کی کفایت بہرحال میں مدنظر رکھتے ہیں۔ ایک دفعہ منگانا اور آزمانا شرط ہے۔ پھر کوئی خریدار دوسرے کارخانہ سے منگانے کا نام نہ لیگا +

## کرکٹ بیٹ کشمیر ولو مشین میں وضع ہوئے

(مثل ولایت)

الکین ہینڈل جوائن بحروغ [illegible]
الکین ڈبل ربڑ والا [illegible]
" سنگل ربڑ والا [illegible]
" ڈبل ربڑ وکارک والا [illegible]
الکین ہینڈل خورد بچوں والا [illegible]

تمام درخواستیں بنام پروپرائیٹر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ ہونی چاہئیں

# دنیا میں پہلی طرز کا قرآن شریف

یا

## اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمایل شریف بالکل مفت

یہ وہ حمایل شریف ہے جسکی نظیر ہندوستان بھر میں نہیں اس میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں ہے یعنی ۵ انچ لمبی ۳ انچ چوڑی جو جیب میں بآسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) مترجم حمایل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اعلیٰ متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن کچھ مدغم نہ ہو جائے (۳) متن و ترجمہ بہت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بہ صفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحہ کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جس سے ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا (۶) عربی تحریر نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے (۷) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے اندر خطوط واحدانی میں لکھ دیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی سہولت سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمایل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورۃ نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں اور تمام مسلمانوں کے لئے کارآمد ہے ۔ نماز ۔ زکوٰۃ ۔ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالہ لکھ دیئے گئے ہیں (۱۰) تمام انبیاؑ کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالے دیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس ٹرمی لگایا گیا ہے اسکا ہدیہ مجلد عا محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

## آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری

پر مذکورہ بالا حمایل شریف ایک جلد مفت ملسکتی ہے *

پیارے نبی کے پیارے حالات جلد اول ۱۲ر　سیرت الفاروق خلیفہ ثانی کے حالات ۱۲ر　حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع کے حالات ۶ر　الحق المبین عیسائیوں کی کتاب جہات کا رد ۸ر

صدیق اکبر خلیفہ اول کے حالات ۸ر　عثمان ذوالنورین خلیفہ ثالث کے حالات ۸ر　انسان اور اسکی تقدیر معہ تصویر ۶ر　اسم اعظم سونخمری حضرت پیران پیر ۶ر

| | | | |
|---|---|---|---|
| قصص الانبیا ۸ر | مناجات فیروزی ۳ر | ملک العزیز ورجنا عہ | بیحاس نفس بیچ آلا کرجوا |
| حیات مجنوں ار | ایک جرمن نومسلم کے | درگیش نندنی ۱۲ر | حیات ابن جوزی |
| شہید وفا عہ | دس لیکچر عہ | رسوم اسلامیہ ار | حیات ابن شیرین |
| مذاق العارفین قصیدہ | حسن الخلیفا ۱۲ | قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونیکا | ستی ہنوں |
| خوشبہ کی شرح ۴ر | منصور موہنا ۱۲ | ثبوت ۴ر | ملا دوپیازہ |
| عیسائیوں کی دینداری کا | دلکش ۱۲ر | آریہ دھرم یا نیوگ نادل ۹ر | حیات ابو اسحٰق شیرازی |
| نمونہ ۳ر | فلورا فلورنڈا عہ | تہذیب ۲ پائی | عقلی مناظرے |
| تقدس الرسول عیسائیوں کا رد ۴ر | رفع طعن نکاح زینب ۴ر | بنات النعش ۶ر | آریہ مت کی عکسی تصویر ۹ |
| حیات ابوبکر خطیب ۱ر | عصمت النبی عن شک الجلی ۲ر | مرآۃ العروس ۶ر | اسلام اور اسکی حقیقت |
| حیات ابن سمعون ۱ر | گلدستہ کرامت حضرت پیران | توبۃ النصوح ۶ر | لغت فیروزی ۳ر |
| خط تقدیر بہ علاج ہیضہ ار | پیر کی کرامات ۶ر | نصائح حکمائے سلف ۸ر | حق پرکاش بجواب ستیارتھ |
| دیوان حضرت باہو ۱ | کیمیائے دولت ۸ر | معجون ارلذت طعام ار | پرکاش ۱۲ |
| الہامی کتاب ایونکا رد | فتوح الغیب حضرت پیران | تفسیر فیروزی سورۃ الرحمٰن ۲ر | دماغی بیماریونکا علاج ۱ |
| جنگ ترکی و یونان عہ | پیر سیاز بربست کلام عہ | لیڈی ڈاکٹر عہ | رسالہ حرق و شربت ۱ |
| زبدۃ الواعظین ۱۲ | مثنوی بوعلی قلندر ار | البشارات احمدیہ ۸ر | علاج بواسیر |
| نماز اور اسکی حقیقت ۴ر | مفتاح الجنت ۲ر | کھانا پکانیکی ترکیب ۲ | رسالہ چیچک خسرہ ۱ر |
| مجموعہ رانڈوں کی شادی کا ہکی | روزہ اور اسکی حقیقت ۴ر | تحقیق اناجیل ہر دو حصہ | حبیبی مترجم پنجسورہ ۸ |
| آبادی و فتح سنت اسلام ۹ر | بحث تناسخ ۴ر | حیات سکینہ ۱۲ | علاج کمزوری ۱۰ر |
| | راہ نجات ار | حیات حاتم طائی ۱۰ر | رسالہ گلاب سازی ۱۰ر |

## اسلامی کتابوں کا سلسلہ۔

اسلام کی پہلی کتاب ار اسلام کی دوسری ۲ر تیسری ۳ر چوتھی ۴

پانچویں ۵ر تمام درخواستیں بنام کریم بخش پروپرائیٹر انوارالاسلام کے ہوں۔

منشی کریم بخش پروپرائٹر و ایڈیٹر کے اہتمام سے مطبع مفید عام در شہر سیالکوٹ ... شائع ہوا

# شکایت معاف

صاحبان ہم پر اب شکایت نہو - کیونکہ بعض احباب کے خطوط اس مضمون کے وصول ہوئے ہیں - کہ ہمیں آجتک پیکیٹ پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم کا دفتر انوار الاسلام کی طرف سے وصول نہیں ہوا - آپ کی تحریر پر ہم نے دوبارہ پیکیٹ بجائے عہ کے عہ کا روانہ کر دیا ہے - اور جن کے خط بھی وصول نہیں ہوئے - اُن کے نام بھی پیکیٹ دوبارہ روانہ کئے گئے ہیں - جن احباب کے پیکیٹ واپس موصول ہونگے ان کے اسم مبارک شروع صفحہ انوار الاسلام میں جلی قلم سے درج کر دیئے جاویں گے - اور جنکی طرف سے روپیہ وصول ہوگا ان کا شکریہ ادا کیا جاویگا - والسلام +

## براۓ وصولی چندہ :-

جن احباب کا حساب رسالہ جلد ۶ نمبر ۱۲ و ۱۳ و نمبر ۱۴ سے شروع ہوتا ہے انکے نام نامی پر پیارے نبی کے پیارے حالات جلد دوم حجم ۳۲۰ صفحہ قیمتی عہ برائے وصولی چندہ بابت جلد ۷ لغائت جلد ۹ نمبر ۱۲ و ۱۳ و نمبر ۱۴ سے وی پی کیا جاتا ہے ازراہ مہربانی پیکیٹ وصول فرما کر مشکور فرماویں +

## تحفہ ماہ رمضان

یعنی روزہ اور اسکی خوبیاں خریداران انوار الاسلام کی خدمت میں انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ کیطرف سے تحفتہ بھیجی جاتی ہے امید ہے کہ ازراہ مہربانی قبول فرما کر انجمن کی ہمدردی کو لازم سمجھیں گے +

خاکسار کریم بخش اڈیٹر و مربی انجمن اشاعت اسلام شہر سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

انوارالاسلام شہر سیالکوٹ

# الوہیت اور عبودیت میں فرق

زمین آسمان اور ما فی الارض والسمٰوات پر نظر کرو اور سوچو کہ کیا یہ تمام مخلوقات بذاتہ و بنفسہ اپنے قیام اور ہستی میں مستقل اختیار رکھتے ہیں یا کسی کے محتاج ہیں۔

تمام مخلوقات اجرام فلکی سے لیکر ارضی تک اپنی بناوٹ ہی میں عبودیت کا رنگ رکھتی ہے۔ ہر پتے سے یہ پتا ملتا ہے اور ہر شاخ اور آواز سے یہ صدا نکلتی ہے کہ الوہیت اپنا کام کر رہی ہے اُسکے عمیق در عمیق تصرفات جنکو ہم خیال اور قوت سے بیان نہیں کر سکتے بلکہ کامل طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے اپنا کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اللّٰہ لا الہ الا ھو الحی القیوم یعنے اللہ تعالیٰ ہی ایک ایسی ذات ہے جو جامع صفات کاملہ اور ہر ایک نقص سے منزہ ہے وہی مستحق عبادت ہے۔ اُسی کا وجود بدیہی الثبوت ہے کیونکہ وہ حی بالذات اور قایم بالذات ہے۔ اور بجز اُسکے اور کسی چیز میں حی بالذات اور قایم بالذات ہونے کی صفت نہیں پائی جاتی۔ کیا مطلب کہ اللہ تعالیٰ کے بدون اور

کسی میں یہ صفت نظر نہیں آتی کہ بغیر کسی علت موجبہ کے آپ ہی موجود اور قائم ہو۔ یا کہ اس عالم کی کمال حکمت اور ترتیب محکم و موزون سے بنایا گیا ہے علت موجبہ ہو سکے غرض اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو ان مخلوقات عالم میں تغیر و تبدل کر سکتا ہو یا ہر ایک شے کی حیات کا موجب اور قیام کا باعث ہو

اس آیت پر نظر کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ **وجودی مذہب** حق سے دور چلا گیا ہے اور اس نے صفات الہیہ کے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ وہ معلوم نہیں کر سکتا۔ کہ اس نے عبودیت اور الوہیت کی ہی رشتہ پر ٹھوکر کھائی ہے۔ اصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان میں سے جو لوگ اہل کشف ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے اہل مجاہدہ نے دریافت کرنا چاہا۔ تو عبودیت اور ربوبیت کے رشتہ میں امتیاز نہ کر سکے اور خلق الاشیاء کے قایل ہو گئے۔

قرآن شریف قلب ہی پر وارد ہو کر زبان پر آتا ہے۔ اور قلب کا کس قدر تعلق تھا کہ کلام الٰہی کا مورد ہو گیا۔ اس باریک بحث سے وہ دھوکا کھا سکتے تھے۔ مگر بات یہ ہے کہ انسان جب غلط فہمی سے قدم اٹھاتا ہے تو پھر مشکلات کے بھنور میں پھسل جاتا ہے جیسا ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ خدا تعالےٰ کے تصرفات انسان کے ساتھ ایسے عمیق در عمیق ہیں کہ کوئی طاقت اسکو بیان نہیں کر سکتی۔ اور اگر ایسا ہوتا تو اس کی ربوبیت اور صفات کاملہ مندرجہ قرآن نہ پائی جاتیں۔ ہمارا عدم ہی اسکی ہستی کا ثبوت ہے اور یہ ایک سچی بات ہے کہ جب انسان ہر طرح سے بے اختیار ہوتا ہے تو اسکا عدم ہی ہوتا ہے اس باریک بھید کو بعض لوگ نہ سمجھکر **خلق الاشیاء هو عین** کہہ اٹھے۔ وجودی اور شہودی میں سے اہل الذکر تو وہی ہیں جو **خلق الاشیاء هو عین** کہتے اور ملتے ہیں۔ اور ثانی الذکر وہ ہیں جو فنا۔ **نظری** کے قایل ہیں اور کہتے ہیں کہ محبت میں انسان اسقدر مستغرق کر سکتا ہے کہ وہ **فنا فی اللہ** ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس کے لئے یہ کہنا سزاوار ہوتا ہے ع من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی + تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری ۔

باایں ہمہ تصرفات الہیہ کا قایل اُن کو بھی ہونا پڑتا ہے۔ خواہ وجودی ہوں یا شہودی ہوں۔ بعض بزرگ اور اہل کمال بایزید بسطامی رح سے بیکر شبلی رح ذوالنون رح اور محی الدین ابن عربی تک کے کلمات علی العموم ایسے ہیں کہ بعض ظاہر طور پر اور بعض محقق طور پر اسی طرف گئے ہیں۔ ہم یہ بات کھولکر کہتی چلتے ہیں کہ ہمارا یہ حق نہیں کہ ہم انکو استہزاء کی نظر سے دیکھیں۔ نہیں نہیں وہ اہل عقل تھے۔ بات یوں ہے کہ معرفت کا یہ ایک باریک اور عمیق راز تھا۔ اسکا رشتہ ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ یہی بات تھی۔ اور کچھ نہیں خدا تعالیٰ کے اعلےٰ تصرفات پر انسان ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ ھالک الذات اُنہوں نے انسان کو ایسا دیکھا اور اُن کے مُنہ سے ایسی باتیں نکلیں اور زمین اور صر منتقل ہوگیا۔ پس یہ امر حضور دل یاد رکھو کہ باوصفیکہ انسان صفائے باطن سے ایسے درجہ پر پہونچتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس مرتبہ اعلےٰ پر پہونچے۔ کہ جہاں اُسے اقتداری طاقت ملتی ہے۔ لیکن خالق اور مخلوق میں ایک فرق ہے اور نمایاں فرق ہے۔ اُسکو کبھی دل سے دور کرنا نہ چاہئے۔

انسان ہستی کے عوارض سے آزاد نہیں نہ یہاں نہ وہاں۔ کھاتا پیتا ہے۔ معاصی ہوتے ہیں کبائر بھی صغائر بھی۔ اور اسی طرح پر اگلے جہان میں بھی بعض جہنم میں ہوں گے اور بعض جنت الخلد میں۔ غرض یہ ہے کہ انسان کبھی بھی جامۂ عبودیت سے باہر نہیں ہو سکتا تو پھر ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ وہ کونسا حجاب ہے کہ جب وہ اُتار کر ربوبیت کا جامہ پہن لیتا ہے بڑے بڑے زاہدوں اور مجاہدوں کے شامل حال عبودیت ہی رہی۔ قرآن شریف کو پڑھکر دیکھ لو۔ اور تو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آیندہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر حضور رح کے شامل حال عبودیت ہی رہی۔ اور بار بار انما انا بشر مثلکم ہی فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ کلمۂ توحید میں اپنی عبودیت کے اقرار کا ایک جزو لازم قرار دیا جس کے بدوں مسلمان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچو! اور پھر سوچو! پس جس حال میں ھادی اکمل کی طرز زندگی ہمکو یہ سبق دے رہی ہے۔ کہ اعلےٰ ترین مقام قرب

پر بھی پہونچکر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا
اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔

ہاں یہ سچی بات ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اللہ تعالی کی تصرفات بیحد
بیشمار ہیں۔ اُنکی تعداد اور گنتی ناممکن ہے۔ انسان جس قدر زہد اور مجاہدہ کرتا ہے۔ اُسی قدر
وہ اللہ تعالی کے قریب ہوتا جاتا ہے اور اس نسبت سے ان تصرفات کا ایک رنگ اُسپر
آتا جاتا ہے اور تصرفات اللہ کی واقفیت کا دروازہ اُسپر کھلتا ہے۔ اس امر کا بیان کر دینا
بھی مناسب موقع معلوم ہوتا ہے کہ تصرفات بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک باعتبار مخلوق
کے اور دوسرے باعتبار قرب کے۔ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ایک تصرف تو اُسی
مخلوق کی نوعیت اور اعتبار سے ہوتا ہے جو یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق
وغیرہ کے رنگ میں ہوتا ہے۔ صحت بیماری وغیرہ اُسکے ہی اعتبار میں ہوتا ہے۔ اور ایک
جدید تصرف قرب کے مراتب میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالی ایسے طور پر اُن کے قریب ہوتا ہے
کہ اُن سے مخاطبات اور مطالعات شروع ہو جاتے ہیں۔ اللہ اُن کی دعاؤں کا جواب ملتا
ہے۔ مگر بعض لوگ نہیں سمجھ سکتے۔ اور یہاں تک ہی نہیں بلکہ ترسے مطالعہ اور مخاطبہ سے
بڑھکر ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ الوہیت کی چادر اُنپر پڑی ہوئی ہوتی ہے اور خدا تعالی
اپنی مستی کے طرح طرح کے نمونے اُنکو دکھاتا ہے۔ اور یہ ایک ٹھیک مثال اس قرب
اور تعلق کی ہے کہ جیسے لوہے کو کسی آگ میں رکھدیں تو وہ اثر پذیر ہو کر سرخ آگ کا ایک
ٹکڑا ہی نظر آتا ہے اُسوقت اُس میں آگ کی سی روشنی بھی ہوتی ہے اور احراق جو ایک
صفت آگ کی ہے وہ بھی اُس میں آجاتی ہے مگر با ایں ہمہ یہ ایک بین بات ہے کہ وہ لوہا
آگ یا آگ کا ٹکڑا نہیں ہوتا۔ اسی طرح پر اہل اللہ قرب الٰہی میں ایسے مقام تک جا پہونچتے
ہیں جبکہ ربانی رنگ بشریت کے رنگ و بو کو بتمام و کمال اپنے رنگ کے نیچے متواری
کر لیتا ہے۔ اور جس طرح آگ لوہے کو اپنے نیچے ایسا چھپا لیتی ہے کہ ظاہر میں بجز آگ
کے اور کچھ نظر ہی نہیں آتا اور ظلی طور پر وہ صفات الٰہیہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔
اُسوقت اُس سے بدون دعا و التماس ایسے افعال صادر ہوتے ہیں جو اپنے

اور الوہیت کے خواص رکھتے ہیں۔ اور وہ ایسی باتیں منہ سے نکالتے ہیں۔ جو جس طرح کہتے ہیں۔ اسی طرح ہو جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور زبان سے ایسے امور کے صدور کی بصراحت بحث ہے جیسا کہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور ایسا ہی معجزہ شق القمر اور اسی طرح پر اکثر مریضوں اور سقیم الحال لوگوں کا اچھا کر دینا ثابت ہے۔ قرآن شریف میں جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ ارشاد ہوا۔ کہ ماینطق عن الھوی یہ اُس شدید اور اعلیٰ ترین قرب ہی کی طرف اشارہ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال تزکیہ نفس اور قرب الٰہی کی ایک دلیل ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عبد مومن کے ہاتھ پاؤں۔ اور آنکھیں وغیرہ ہو جاتا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تمام اعضاء الٰہی طاعت کے رنگ سے ایسی رنگین ہو جاتے ہیں کہ گویا وہ ایک الٰہی آلہ ہیں جن کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً افعال الٰہیہ ظہور پذیر ہوتے ہیں یا ایک مصفا آئینہ ہیں جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفا تمام عکسی طور پر ظہور پکڑتی رہتی ہیں۔ یا یہ کہو کہ وہ اس حالت میں وہ اپنی انسانیت سے بکلی دست بردار ہو جاتے ہیں۔ جیسے جب انسان بولتا ہے تو اُس کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ لوگ اُسکی فصاحت اور خوش بیانی اور قادر الکلامی کی تعریف کریں۔ مگر وہ لوگ جو خدا کے بلائے بولتے ہیں اور اُن کی روح جب جوش مارتی ہے جب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ایک موج اُسپر اثر انداز ہو کر توجہ پیدا کر دیتی ہے اور اپنی آواز اور تکلم سے وہ نہیں بولتے بلکہ الٰہی حال اور قال اور جوش سے۔ اور ایسا ہی جب وہ دیکھتے ہیں تو جیسا کہ قاعدہ ہے کہ دیکھنے میں فکر شامل ہے اُنکی رویت اپنے فعل سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے نور سے اور وہ اُن کو ایسی ایک چیز دکھا دیتا ہے جو دوسری پُر غور نظر بھی نہیں دیکھ سکتی۔ جیسے آیا ہے کہ واتقوا فراست المومن یعنی مومن کی فراست سے بچو۔ کیونکہ تمہاری آورد ہے اور اُسکی آمد۔ تمہارا قال ہے اُسکا حال۔ جیسے ایک گھڑی چلتی ہے اُسکے پُرزے تو اسے چلاتے رہیں گے۔ اب میں تم تین بجے کی جگہ سات بجے کا

وقت کہہ سکتے ہو۔ مگر گھڑی جو اس مطلب کے لئے بنائی گئی ہے۔ وہ تو ٹھیک وقت بتلائیگی اور خطا نہ کریگی۔ پس اگر اس سے جھگڑو گے تو بجز خفت کیا لوگے؟ اسی طرح سے یاد رکھو کہ متقی کا یہ کام نہیں کہ وہ ان لوگوں سے جھگڑے اور مقابلہ کرے جو قرب الٰہی کا درجہ رکھتے ہیں اور دنیا میں مختلف ناموں سے پکارے جاتے ہیں۔ پس مومن کے مقابلہ کے وقت ڈرو اور اتقوا کے مصداق بنو۔ ایسا نہ ہو کہ تم جھوٹے نکلو۔ اور پھر اس غلط کاری کے بدترین نتایج بھگتو۔ کیونکہ مومن تو اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور وہ نور تمکو نہیں ملا۔ اس لئے تم ٹیڑھے چل سکتے ہو۔ مگر مومن ہمیشہ سیدھا ہی چلتا ہے۔ تم خود ہی بتلاؤ کہ کیا وہ شخص جو ایک تاریکی میں چل رہا ہے اس آدمی کا مقابلہ کرسکتا ہے جو چراغ کی روشنی میں جا رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ فرمایا ہے هل یستوی الاعمی والبصیر۔ کیا اندھا اور بینا مساوی ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں تو پھر کسقدر غلطی ہے۔ کہ ہم اس سے فایدہ نہیں اٹھاتے۔ غرض یہ ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرنا چاہئے۔ اور مقابلہ مومن کے لئے تیار ہو جانا دانشمندوں کا کام نہیں ہے۔ اور مومن کی شناخت انہیں آثار اور نشانات سے ہوسکتی ہے جو ہمنے ابھی بیان کئے ہیں۔

اسی فراست الہیہ کا رعب تھا جو صحابہ کرام پر تھا۔ اور ایسا ہی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہ رعب بطور نشان الٰہی آتا ہے۔ وہ پوچھ لیتے تھے کہ اگر یہ وحی الٰہی ہے تو ہم مخالفت نہیں کرتے اور وہ ایک ہیبت میں آجاتے تھے۔

متکلم کے قدر کے موافق اسکے کلام میں ایک عظمت اور ہیبت ہوتی ہے۔ دیکھو دنیاوی حکام کے سامنے جاتے وقت بھی ایک تکلیف اور رعب ہوتا اور خیال ہوتا ہی کہ ان کے ہاتھ میں قلم ہے اسی طرح پر جو لوگ یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ مومن کے ساتھ خدا ہے وہ اس کی مخالفت چھوڑ دیتے ہیں اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو تنہا بیٹھکر اس پر غور کرتے ہیں۔ اور مقابلہ کرکے سوچتے ہیں۔ پھر نہایت ضروری ہوتا ہے کہ واقف راہ اور روشنی والے کے تابع ہو جائیں۔ اور یہی اس حدیث واتقوا فراسة المومن کا منشا اور مفہوم ہے۔

یعنے جب مومن کچھ بیان کرے تو خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ جو کچھ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے بولتا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ مومن جب خدا سے محبت کرتا ہے۔ تو الٰہی نور کا اُس پر احاطہ ہوجاتا ہے۔ اگرچہ وہ نور اُسکو اپنے اندر چھپا لیتا اور اُسکی بشریت کو ایک حد تک بھسم کر دیتا ہے۔ جیسے آگ میں پڑا ہوا لوہا ہوجاتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ **عبودیت** اور بشریت معدوم نہیں ہوجاتی۔ یہی وہ راز ہے جو **قل انما انا بشر مثلکم** کی تہ میں مرکوز ہے۔ بشریت تو ہوتی ہے۔ مگر وہ الوہیت کے رنگ کے نیچے متواری ہوجاتی ہے اور اُسکے تمام قویٰ اور اعضا الٰہی راہوں میں خدا تعالیٰ کے ارادوں سے پُر ہوکر اُسکی خواہشوں کی تصویر ہوجاتے ہیں۔ اور یہی وہ امتیاز ہے جو اُسکو کروڑہا مخلوق کی روحانی تربیت کا کفیل بنا دیتا ہے اور ربوبیت تامہ کا ایک مظہر قرار دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کبھی بھی ایک نبی اسقدر مخلوقات کے لئے **ھادی** اور رہبر نہ ہو سکے

# خاموشی کے فایدے

امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرماکے ارشاد کیا۔ کہ کہو تو بتادوں تمہیں ان سب کی جڑ اور اصل کو۔ معاذ نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ آپ نے اپنی زبان پکڑ کے فرمایا کہ اسکو روکے رہو۔ انتہے۔ اس حدیث سے بہت بڑا فایدہ خاموشی کا ثابت ہوکر چُپ رہنے اور زبان کو روکے رکھنے کے سبب سے ایسا نور مومن کے قلب میں آجاتا ہے کہ اُسکے سبب سے سب عبادات اور ایمان کی باتیں بن پڑتی ہیں۔

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جب صبح ہوتی ہے سب اعضا زبان کی تعظیم اور خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ خدا سے ڈرتی رہیو ہمارے معاملے میں ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے گی ہم بھی سیدھے

رہیں گے اور جو تو ٹیڑھی ہوجائیگی ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔ انتہے۔ یہ حدیث بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہے کہ زبان کے رکے رہنے سے سب اعمال درست ہوجاتی ہیں اور زبان کے نہ روکنے سے سب خرابیاں لازم آتی ہیں۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ آدمی کا مرتبہ چپ رہنے کے سبب سے ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے یعنی ساٹھ برس کی عبادت کے ثواب سے چپ رہنے کا ثواب بدرجہا بہتر ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلعم نے ابوذر رضہ سے فرمایا کہ تم لازم پکڑو بہت چپ رہنے کو۔ کہ بہت چپ رہنا شیطان کو دفع کرتا ہے اور امور دین میں مددگار ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ دو خصلتیں پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں اور ترازوئے اعمال میں بہت بھاری یعنے بہت چپ رہنا اور خوش خلقی۔

# آریوں کی ایک غلط فہمی کا ازالہ

پنڈت دیانند نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۵۶۴ میں اپنی دانست میں قرآن شریف پر بہت بھاری یہ اعتراض نکالا ہے کہ ایک ایک جملہ کو مکرر سہ کرر لانا خلاف فصاحت و بلاغت ہے اور ہنسی کی راہ سے یوں بھی کہدیا کہ شاید خدا کو سہو ہو جاتا ہوگا اس واسطے ایک عبارت کو چند مرتبہ کہدیا اور انکی تقلید سے دوسرے آریوں نے بھی اس پر بڑا زور دیا ہے۔ حالانکہ جُدا جُدا قصے پر مکرر لانے سے دعویٰ کہ سورہ قمر میں ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر چار مرتبہ چار بڑے بھاری واقعوں کے بیان کرنے کے بعد آیا ہے۔ جن میں سے ایک نوح علیہ السلام کی قوم کا طوفان سے تباہ ہونا دوسرے قوم عاد کا تند ہوا سے ہلاک ہونا تیسرے قوم ثمود کا ایک چیخ سے ہلاک ہونا۔ چوتھے لوط علیہ السلام کی قوم کا تختہ اُلٹنے اور پتھر برسنے سے ہلاک ہونا صاف یہ مطلب ہے کہ اُن میں سے ہر ایک قصہ اس قابل ہے کہ اس میں غور کرکے

عبرت حاصل کر دیا۔ اس سے آنکھیں کھولو۔ عبرت و نصیحت کے موقعہ میں تو تکرار الفاظ عین حسن و خوبی ہے اور اسی طرح سورہ الرحمن میں آیت فبای آلاء ربکما تکذبن اور سورہ مرسلات میں آیت ویل یومئذ للمکذبین بار بار لانا بھی اپنی بے شمار نعمتوں کے اظہار کرنے اور اپنے طرح طرح کے عذاب ڈرانے کے لئے ہے تاکہ ان آیات کو بار بار پڑھکر یا سنکر انسان متنبہ و ہوشیار ہوں اور اپنے مالک کے احسانوں و نعمتوں کو ہر وقت یاد رکھیں لیکن افسوس ہے کہ معترض صاحب نے اپنے وید مقدس کو نہ دیکھا۔ کہ وہاں کیا حال ہے اور کیا نور برس رہا ہے۔ یعنی یجروید باب ۲۳ کے شروع میں یعنی اول شعر سے دسویں شعر تک ایک رچا یعنی مصرعہ ۲۵ مرتبہ آیا ہے۔ حالانکہ اس مصرعہ میں نہ کوئی نصیحت و عبرت کی بات ہے نہ کسی نعمت و انعام کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ اسکے الفاظ یہ ہیں۔ کھائی توا مکھے۔ توا شیرشنو۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ منہ کے لئے تجکو مکھ کے لئے۔ تجکو سر کے لئے۔ اب انصاف سے دیکھنا چاہئے۔ کہ یہ کیسا مہمل مضمون ہے۔ اور اگر اس کی وجہ کا بھی لحاظ کیا جائے تاہم کوئی بات پیدا نہیں ہوتی۔ یعنی یجروید کی تفسیر جس کا نام شتپتھ ہے۔ اس کے چودھویں باب اول کے درمیان دوسرے برہمن کی دسویں اور گیارھویں یعنی مصرعہ میں کہا ہے۔ کہ مہابیر پرشید کی تصویر یعنی کے مٹی یا خنزیر کی کریدی ہوئی مٹی سے بناوے۔ اور اتھروید کے دوسرے حصے تیسری فصل میں ہے کہ پھر یوں کہے کہ اے پرمیشور تو یہاں آکر اس صورت میں گھس بیٹھ اس وقت یہ مضمون پڑھا جائے منہ کے لئے تجکو مکھ کے لئے تجکو سر کے لئے اس سے اول بت پرستی دوسرے مہمل تیسرے مہمل مضامین کا ایک ہی موقعہ میں بہت دفعہ کہنا وید کی تعلیم میں ہے۔ اسی طرح رگوید حصہ اول سکت یعنی فصل ۹۰ سے لیکر آخر تک یہ رچا یعنی مصرعہ ۱۹ مرتبہ آیا ہے۔ تنو مترو ورنو ممہنتا مدیتی سندھوہ اوتدیو ہ جس کا ترجمہ یہ ہے ایسا ہو کہ وہ متر اور ورن اور ادیتی اور زمین اور سمندر اور آکاش ہماری من کی تمنا پوری کریں۔

دیکھنا چاہئے کہ زمین و آسمان سمندر وغیرہ سب مخلوق ہیں اور مخلوق کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا صاف شرک ہے۔ پھر ایک تو شرک دوسرے اسکو بار بار کہنا ہی شل

ہوئی۔ ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔ سبحان اللہ جنکی مذہبی مقدس کتاب شرکیہ تعلیم پر استغدر زور دیتی ہو وہ قرآن مجید پر اعتراض کرنے چلے ہیں۔ قرآن پاک پر ہنسی کرنے سے وید کی حقیقت کھلی۔ بقول مشہور آسمان کو تھوکا حلق میں آتا ہے۔

پنڈت دیانند صاحب نے یہ ایجاد بندہ کی ہے کہ زمین و آسمان دریا آگ پتھر خاک دھول سب خدا کے نام ہیں۔ سوان باتوں سے کام نہیں چل سکتا۔ جب تک وید سے ثابت نہ کردیں کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہیں۔ سو یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ پنڈت جی نے یہ دلیری اس خیال پر کی ہے۔ کہ وید کو جب ہندو ہی نہیں جانتے تو مسلمان کہاں سے جان لیں گے آؤ جو چاہو سو کہو یوں نہ جانا۔ کہ قرآن شریف پر اتہام لگانے سے مسلمانوں کو ضرور جوش آئیگا اور وہ وید کا بھید ضرور ڈھونڈ لیں گے۔ چنانچہ آریہ لوگوں کی نعلی الشیخی پر بعض مسلمانوں کو خیال آیا۔ کہ آؤ دیکھیں تو سہی وید کا کیا حال ہے وہاں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئے۔ چاروں وہیدوں میں کہیں نہیں لکھا۔ کہ یہ پرمیشر کے نام ہیں۔ اور تمام ویدوں میں اول سے آخر تک توحید کا کہیں پتہ نہیں۔ حلال و حرام کی تفصیل نہیں۔ عبادت کے احکام نہیں معاملات کے فیصلے نہیں۔ خلاف تہذیب اور بے جا باتیں ایسے ہیں کہ شاعر بھی مات پڑ گئے۔ مثلاً " اے عورت تو شرقی جہت کی مانند نورانی۔ جنوبی جہت کی مانند سنور غربی سمت کی مانند ہفت اقلیم کے راجا کی طرح زمین پر جلوہ گر شمالی سمت کے برابر لودوں سے بھرپور ہے۔ سوتو فا وتد وغیرہ سب کو خوش کر"۔ اسی کے قریب قریب بہت مضامین موجود ہیں۔ دیکھو دیانندی بھاشں صفحہ ۱۴۲۱ و ۱۴۹۹ و ۱۴۹۵ و ۱۲۱۶ و ۱۳۱۶ وغیرہ۔

# انقطاع دنیا اور حصول قرب الی اللہ

انسان کو چاہئے کہ حسنات کا پلڑا بھاری رکھے۔ مگر جہاں تک دیکھا جاتا ہے اس کی معروفیت استغدر دنیا میں ہے کہ یہ پلڑا بھاری ہوتا نظر نہیں آتا۔ سارا دن اسی فکر میں کہ وہ کام دنیا کا ہوجاوے۔ فلانی زمین مل جاوے۔ فلان مکان بن جاوے مال اکٹھا ہو اسی

چاہئے کہ انکار میں بھی دین کا پلڑا دنیا کے پلڑے سے بھاری رکھے۔ اگر کوئی شخص رات
دن نماز روزہ میں مصروف ہے تو یہ بھی اُسکے کام ہرگز نہیں آسکتا۔ جبتک کہ خدا کو اُس نے
مقدم نہیں رکھا ہوا ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بتانا چاہئے۔ ورنہ خدا
کی قبولیت کے لائق ہرگز نہ ٹھیریگا۔ دنیا کا ایک بت ہوتا ہے۔ جو کہ ہر وقت انسان کی بغل میں
ہوتا ہے۔ اگر وہ مقابلہ اور موازنہ کر کے دیکھیگا تو اُسے معلوم ہوگا۔ کہ طرح طرح کی نمایش
اُس نے دنیا کے لئے ہی بنا رکھی ہے اور دین کا پہلو بہت کمزور ہے حالانکہ عمر کا اعتبار
نہیں اور نہ علم ہے کہ اُس نے اس پل کے بعد زندہ بھی رہنا ہے کہ نہیں لیکن اگر خدا کی طرف سے
علم ہو جاوے کہ اب زندگی ختم ہے تو ابھی سب ارادے باطل ہو جاتے ہیں۔ پس خوب یاد
رکھو کہ مومن کو دنیا کا بندہ نہ ہونا چاہئے ہمیشہ اس امر میں کوشاں رہنا چاہئے۔ کہ کوئی
بھلائی اُس کے ہاتھ سے ہو جائے۔ خدا تعالیٰ بڑا رحیم کریم ہے اور اُسکا ہرگز یہ منشا نہیں ہے
کہ تم کو دکھ دیوے۔ لیکن خوب یاد رکھو کہ جو اس سے عمداً دوری اختیار کرتا ہے اُسپر اُسکا قہر ضرور ہوتا
ہے۔ عادت اللہ اسی طرح سے چلی آتی ہے۔ نوح ؑ کے زمانہ کو دیکھو۔ لوط ؑ کے
زمانہ کو دیکھو۔ موسیٰ کے زمانہ کو دیکھو۔ اور پھر آنحضرت صلعم کے زمانہ کو دیکھو۔ کہ
اسوقت جن لوگوں نے عمداً خدا سے بُعد اختیار کیا اُن کا کیا حال ہوا۔ ان لمبی آرزوؤں
نے انسان کو ہلاک کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے الھٰکم التکاثر حتیٰ زرتم
المقابر کہ اے لوگو جو تم خدا سے غافل ہو دنیا طلبی نے تمہیں غافل کر دیا ہے یہاں تک
کہ تم قبروں میں داخل ہو جاتے ہو مگر غفلت سے باز نہیں آتے۔ کلا سوف تعلمون مگر
یہ غلطی ہے تم کو عنقریب علم ہو جائیگا۔ ثم کلا سوف تعلمون پھر تمکو اطلاع دیجاتی ہے
کہ عنقریب تمکو علم ہو جاویگا۔ کہ جن خواہشات کے پیچھے تم پڑے ہو وہ ہرگز تمہارے کام
نہ آوینگی اور حسرت کا موجب ہونگی کلا لو تعلمون علم الیقین۔ اگر تم کو یقینی علم حاصل
ہو جاوے تو تم علم کے ذریعہ سے سوچکر اپنے جہنم کو دیکھ لو اور تم کو پتہ لگ جاوے کہ تمہاری
زندگی جہنمی زندگی ہے اور جن خیالات میں تم رات دن لگے ہوئے ہو۔ وہ بالکل ناکارہ
ہیں۔ میں ہر چند کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح یہ باتیں لوگوں کے دلنشین ہو جاویں مگر آخر کار

یہی کہنا پڑتا ہے کہ اپنے اختیار میں کچھ نہیں ہے جبتک خدا تعالیٰ خود ایک واعظ دل میں
پیدا نہ کرے تب تک فایدہ نہیں ہوتا۔ جب انسان کی سعادت اور ہدایت کے دن
آتے ہیں تو دل کے اندر ایک واعظ خود پیدا ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے دلکو ایسے
کان ملجاتے ہیں کہ وہ دوسرے کی بات کو سنتا ہے۔ راتوں کو اور دنوں کو خوب سوچکر
دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ انسان بہت ہی بے بنیاد شے ہے اور اُسکے وجود
کی کوئی کل بھی اس کے ہاتھ میں نہیں ہے ایک آنکھ ہی پر نظر کرو۔ کہ کسقدر باریک عضو
ہے اگر ایک ذرا پتھر آ لگے تو فوراً نابینا ہو جاوے پھر اگر یہ نعمت نہیں ہے تو کیا ہے کیا
کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ خدا اسے ضرور بینا ہی رکھیگا اور یہی سب قویٰ کا قیاس کرو
کہ اگر آج کسی میں فرق آجاوے تو انسان کی کیا پیش چل سکتی ہے۔ غرضیکہ ہر آن اور ہر پل
ہے اُسکی طرف رجوع کی ضرورت ہے اور انسان بلا ارادہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ جب تک اس کا
دھیان ہر وقت کسی طرف لگا ہوا ہے۔ اگر کوئی ان باتوں پر غور نہیں کرتا۔ اور ایک دینی
نظر سے اس کو نعمت نہیں دیتا تو وہ اپنے دنیوی معاملات پر ہی نظر ڈالکر دیکھے کہ کیا
خدا کی تائید اور فضل کے سوا کوئی کام اُسکا چل سکتا ہے اور کوئی منفعت دنیا کی وہ حاصل
کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ دین ہو یا دنیا ہو ہر ایک امر میں خدا کی ذات کی بڑی ضرورت
ہے اور ہر وقت اُسکی طرف احتیاج لگی ہوئی ہے جو اس کا منکر ہے سخت غلطی پر ہے
خدا تعالیٰ کو تو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے کہ تم اُسکی طرف میلان رکھو یا نہ۔ وہ فرماتا
ہے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم اگر اُسکی طرف رجوع رکھوگے تو تمہارا
ہی اسمیں فایدہ ہوگا۔ انسان جسقدر اپنے وجود کو مفید اور کار آمد ثابت کرے گا۔ اُسی قدر
اُسکے انعامات کو حاصل کرے گا۔ دیکھو کوئی بیل کسی زمیندار کا کتنا ہی پیارا کیوں نہ ہو
مگر جب وہ اسکے کسی کام بھی نہ آویگا نہ گاڑی میں جُتے گا نہ زراعت کریگا۔ نہ کنوئیں میں
لگیگا تو آخر سوائے ذبح کے اور کسی کام نہ آویگا ایک نہ ایک دن مالک اُسے قصاب کے
حوالہ کر دیگا۔ ایسے ہی جو انسان خدا کی راہ میں مفید ثابت نہ ہوگا تو خدا اُسکی حفاظت کا
ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا ایک پھل اور سایہ دار درخت کی طرح اپنے وجود کو بنانا چاہیئے کہ مالک

بھی خبرگیری کرتا رہے لیکن اگر اس درخت کی مانند ہوگا۔ کہ جو نہ پھل لاتا ہے اور نہ پتے رکھتا ہے کہ کوئی سایہ میں آبیٹھیں تو سوائے اسکے کہ کاٹا جاوے اور آگ میں ڈالا جاوے۔ اور کس کام آسکتا ہے۔

خدا تعالی نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اُس کی معرفت اور قرب حاصل کرے۔ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کہ فلاں زمین خرید لوں فلاں مکان بنا لوں فلاں جائداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالی کچھ دن تک مہلت دیکر واپس بلالے اور کیا سلوک کیا جاوے انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہیئے جس کی وجہ سے اُس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شئے ہو جاویگا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پاکر وہ ہلاک ہو جاوے گا خدا تعالی مہلت اس لئے دیتا ہے کہ وہ حلیم ہے لیکن جو اس کے حلم سے خود ہی فایدہ نہ اٹھاوے تو اسے وہ کیا کرے۔ پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اُس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجالاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آویگی۔ اس لئے دل کا رجوع تام اُسکی طرف ہونا ضروری ہے۔ اب دیکھو کہ ہزاروں مساجد ہیں مگر سوائے اسکے کہ اُن میں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے۔

ایسے ہی آنحضرت صلعم کے وقت یہودیوں کی حالت تھی کہ رسم اور عادت کے طور پر عبادت کرتے تھے اور دل کا حقیقی میلان جو کہ عبادت کی روح ہے ہرگز نہ تھا۔ اسلئے خدا تعالی نے ان پر لعنت کی پس اسوقت بھی جو لوگ پاکیزگی قلب کی فکر نہیں کرتے تو اگر رسم و عادت کے طور پر وہ سینکڑوں ٹکریں مارتے رہیں اُنکو کچھ فایدہ نہ ہوگا۔ اعمال کے باغ کی سرسبزی پاکیزگی قلب سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے قد افلح من زکیها وقد خاب من دسها کہ وہی بامراد ہوگا جو کہ اپنے قلب کو پاکیزہ

کرتا ہے اور جو اُسے پاک نہ کرے گا بلکہ خاک میں ملا دیگا یعنی سفلی خواہشات کا اسیر محزون بنا رکھے گا۔ وہ نامراد رہے گا۔ اس بات سے ہمیں انکار نہیں ہے کہ خدا کی طرف آنے کے لئے ہزارہا روکیں ہیں اگر یہ نہ ہوتیں تو آج صفحۂ دنیا پر نہ کوئی ہندو ہوتا نہ عیسائی۔ سب کے سب مسلمان نظر آتے۔ لیکن ان روکوں کو دور کرنا بھی خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ وہی توفیق عطا کرے تو انسان نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہے۔ اس لئے آخر کار بات پھر اسی پر آ ٹھہرتی ہے۔ کہ انسان اُسی کی طرف رجوع کرے تا کہ قوت اور طاقت ملوی۔

---

**دنیا میں** جس قدر منصوبے نفس پرستی اور شہوت پرستی وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ ان سب کا ماخذ نفس امّارہ ہی ہے۔ لیکن اگر انسان کوشش کرے تو اسی امارہ سے لوامہ بن جاتا ہے۔ کیونکہ کوشش میں ایک برکت ہوتی ہے اور اُس سے بھی بہت کچھ تغیرات ہو جاتے ہیں۔ پہلوانوں کو دیکھو کہ وہ ورزش اور محنت سے بدن کو کیا کچھ بنا لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ محنت اور کوشش کے بعد نفس کی اصلاح نہ ہو سکے۔ نفس امّارہ کی مثال آگ کی ہے جو کہ مشتعل ہو کر ایک جوش طبیعت میں پیدا کرتا ہے۔ جس سے انسان حد اعتدال سے گذر جاتا ہے۔ لیکن جیسے پانی آگ سے گرم ہو کر آگ کی مثال تو ہو جاتا ہے اور جو کام آگ سے لیتے ہیں وہ اس سے بھی لے لیتے ہیں۔ مگر جب اسی پانی کو آگ کے اوپر گرایا جاوے تو وہ اُس آگ کو بجھا دیتا ہے۔ کیونکہ ذاتی صفت اُس کی آگ کو بجھانا ہی وہ مرہی رہے گی۔ ایسے ہی اگر انسان کی روح نفس امّارہ کی آگ سے خواہ کتنی ہی گرم کیوں نہ ہو۔ مگر جب وہ نفس سے مقابلہ کرے گی اور اُس کے اوپر گرے گی تو اُسی مغلوب کر کے چھوڑے گی۔ بات صرف اتنی ہے کہ خدا کو ہر ایک بات پر قادر مطلق مانا جاوے اور کسی قسم کی بدظنی اُس پر نہ کی جائے۔ جو بدظنی کرتا ہے وہی کافر ہوتا ہے۔

---

**مومن** کی صفات میں سے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو غایت درجہ قادر جانے۔ بعض لوگوں کو خیال ہے کہ بہت نیکیاں کرنے سے انسان ولی بنتا ہے۔ یہ نادانی ہے مومن

کو تو خدا نے اول ہی ولی بنایا ہے۔ جیسے کہ فرمایا ہے واللہ ولی الذین امنوا اللہ تعالیٰ
کی قدرت کے ہزاروں عجائبات ہیں اور انہی پر کھلتے ہیں جو دل کا دروازہ کھول کر رکھتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ بخیل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مکان کا دروازہ خود ہی نہیں کھولتا۔ تو
پھر روشنی کے لئے اُسکو امید نہیں رکھنی چاہئے۔ پس جو شخص خدا کی طرف رجوع کریگا
تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کی طرف رجوع کریگا۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ جہانتک بس چل سکے
وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرے۔ پھر جب اُسکی کوشش اُس کے اپنے انتہائی نکتہ پر پہونچیگی
تو وہ خدا کے نور کو دیکھیگا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا
میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو حق کوشش کا اُسکے ذمہ ہے اُسے بجالائے۔ یہ نہ کرے کہ
اگر پانی ۲۰ ہاتھ نیچے کھودنے سے نکلتا ہے تو وہ صرف دو ہاتھ کھود کر ہمت ہار دے
ہر ایک کام میں کامیابی کی یہی جڑ ہے کہ ہمت نہ ہارے۔ پھر اس امت کے لئے تو اللہ تعالیٰ
کا وعدہ ہے کہ اگر کوئی پورے طور سے دعا و تزکیہ نفس سے کام لیگا۔ سب وعدے قرآن شریف
کے اس کے ساتھ پورے ہو کر رہیں گے۔ ہاں جو خلاف کریگا وہ محروم رہیگا۔ کیونکہ اُسکی
ذات غیور ہے اُس نے اپنی طرف آنے کی راہ ضرور رکھی ہے۔ لیکن اُس کے دروازے
تنگ بنائے ہیں۔ پہونچتا وہی ہے جو تلخیوں کا شربت پی لیوے۔ لوگ دنیا کی فکر
میں درد برداشت کرتے ہیں حتٰے کہ بعض اسی میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ
کے لئے ایک کانٹے کی درد بھی برداشت کرنا پسند نہیں کرتے۔ جب تک اس کی
طرف سے صدق اور صبر اور وفاداری کے آثار ظاہر نہ ہوں۔ تو اُدھر سے رحمت کے
آثار ظاہر کیسے ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے صدق دکھایا تو انکو ابو الانبیا بنا دیا
جہانتک ہو سکے دعا کرو اور اللہ تعالےٰ سے کہو کہ وہ تمکو ہر ایک قسم کی توفیق عطا فرماوے
از ب ر

---

دنیا میں لاکھوں جانیں ذبح ہوتی ہیں۔ لیکن کوئی اُن کے سرہانے بیٹھکر نہیں روتا۔ اسکا
کیا باعث ہے۔ یہی کہ اُنکا خدا سے کوئی متعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایسے انسان کی ہلاکت
کی بھی آسمان پر کوئی پرواہ نہیں ہوتی جو اُس سے سچا تعلق نہیں رکھتا۔ انسان اگر خدا

سے سچا تعلق رکھتا ہے تو اشرف المخلوقات ہے ورنہ کیڑوں سے بھی بدتر ہے اس میں
دو اُنس ہیں ایک اُنس احکام الٰہی سے (جو ہو تو وہ کامل انسان ہے ورنہ وہ مردہ
کیڑہ ہے) دوم مخلوق الٰہی سے دنیا میں دیکھا جاتا ہے کہ کئی ایک محض بے گناہ تباہ
ہو جاتے ہیں اور ظالمانہ دست اندازیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ مگر اسکا باعث یہ
ہوتا ہے کہ وہ خدا کے احکام کی پوری پرواہ نہیں کرتے اور دعاؤں سے اُسکی پناہ
نہیں چاہتے اور شریعت میں بالکل لاپروا ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ
بھی اُن سے لاأبالی کا معاملہ کرتا ہے ورنہ اُن کا خدا سے سچا تعلق ہوتا تو ہرگز ممکن
نہیں تھا کہ وہ اپنے دوست کو دشمنوں کے ہاتھوں میں یوں چھوڑے۔ کیونکہ وہ
ولی المومنین اور نحن اولیاءکم فی الحیوٰۃ الدنیا والاخرۃ کا وعدہ کرتا
ہے۔ آدم علیہ السلام کامل انسان تھے تو فرشتوں کو سجدہ (اطاعت) کا حکم ہوا
اسی طرح ہر ایک انسان خدا تعالےٰ سے سچا تعلق پیدا کر کے کامل انسان بنتا ہے۔

---

دیکھو کس قدر ملک میں گناہ اور فریب اور جھوٹ اور ظلم اور حق تلفی اور بدکاری پھیل
گئی ہے۔ یہ وہی معاصی ہیں جنکی وجہ سے پہلی قومیں ہلاک ہوتی رہی ہیں سو اُس
غیور خدا سے ڈرو جس کی غیرت ہمیشہ بدکاروں کو نابود کرتی رہی ہے اگر خداوند سے
خوف کرو گے اور اپنے دلوں میں اُسکی عظمت بٹھالو گے تو وہ تمہیں متابع ہونے سے
بچالے گا۔ اور تم اور تمہاری اولاد بچ جاویگی۔ اور خدا کا رحم تمہارا حامی ہوگا۔ اور
ایسے اسباب پیدا کر دے گا جن سے یہ زہریلا مادہ دور ہو جاوے۔ اور اگر دنیا میں
مست ہو کر خدا کی پروا نہیں رکھو گے اور گناہوں سے باز نہیں آؤ گے تو وہ قادر ہے
کہ تمہاری تمام تدبیریں بیکار کر دیوے اور ایسی راہ سے تمہیں پکڑے کہ تمہیں معلوم
نہ ہو۔ دیکھو یہود میں جب طاعون مصر اور کنعان کی راہ میں پھوٹی تو وہ لوگ اُسوقت
جنگل میں تھے اور شہر کی عفونتوں سے بالکل الگ تھے نہ تجھیں ... من و سلویٰ ان کی غذا تھی۔ وہ
یقین کرتے تھے کہ اب کوئی بلا ہم پر نہیں آئیگی۔ مگر جب اُنہوں نے خدا کی شریع کی اور

فسق وفجور میں مبتلا ہوئے تو وہی ترنجبین اور بٹیر طاعون کا موجب ہو گئے۔ فاعتبروا
یا اولی الابصار۔ ایسلح

---

**جو شخص** روح کی سچائی سے دعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ
خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ
خداتعالی کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے عنایت کرسکتا ہے۔ ہاں وہ کامل
دعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خداتعالی چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق
کو عین مصیبت کے وقت میں دعا کے بعد وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے۔ جو ایک
شاہنشاہ کو تخت شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو
آخر دعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور انکی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے
لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی۔ تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے
دکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور روح کی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی۔ بلکہ محض دعا سے
ملتی ہے مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مرادیابی یا نامرادی کو دیکھکر
مدار فیصلہ اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا
ہے جو خدا سے ڈرتے اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک
خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولت عظمی پاتے ہیں۔

---

جو لوگ صادقوں کی صحبت سے لاپروا ہو کر عمر گذارتے ہیں۔ اُن کے علوم و فنون
جسمانی جذبات سے انکو ہرگز صاف نہیں کرسکتے۔ اور کم سے کم اتنا ہی مرتبہ اسلام
کا کہ دلی یقین اس بات پر ہو کہ خدا ہے اُن کو ہرگز حاصل نہیں ہوتا اور جس طرح وہ اُس دولت
پر یقین رکھتے ہیں جو اُن کے صندوق میں بند ہو یا اپنے اُن مکانات پر جو اُن کے قبضہ
میں ہوں ہرگز ہرگز اُنکو ایسا یقین خدا پر نہیں ہوتا وہ سم الفار کھانے سے ڈرتے
ہیں کیونکہ وہ یقیناً جانتے ہیں کہ ایک مہلک زہر ہے۔ لیکن گناہوں کے زہر سے نہیں

نہیں ڈرتے حالانکہ یہ ہر روز قرآن شریف میں پڑھتے ہیں انه من یات ربه مجرما فان له جهنم لا یموت فیها و لا یحیی۔ پس سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالی کو نہیں پہچانتا ہے وہ قرآن شریف کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کے لئے نازل ہوا ہے مگر قرآن شریف کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن شریف نازل ہوا۔ شہادۃ

---

# سورۂ فاتحہ کے حقایق و معارف

سورہ فاتحہ میں اسقدر حقایق و دقایق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جاوے تو وہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنی اهدنا الصراط المستقیم یہ دعا ایک ایسا مفہوم کلی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین اور دنیا کے مقاصد کی یہی ایک کنجی ہے۔ ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں پا سکتے اور نہ اسکے فوائد سے منتفع ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے۔ دنیا کی جس قدر مشکل اور پیچیدہ امور ہیں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ وجدال سے تعلق رکھنے ہوں اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسایل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے۔ جبتک کہ ان کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کہ کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہئے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سربستہ کے بارہ میں ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تا کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو علانیہ اس بات کو چاہتا ہے کہ اس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنی

دُعا ہے جب بندہ کی راہ کسی امر کے متعلق ٹھیک نہیں آجاوے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے۔ خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے۔ مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا۔ جب تک اُس مرض کی حقیقت سمجھنی اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتوی دیدے کہ اس راہ میں کامیاب ہوگی۔ بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جبتک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو۔ پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور مقبل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے۔ اس لئے دوسری سورت میں جو سورۃ البقر ہے جو اس سورت کے بعد ہے سورت کے شروع ہی میں فرمایا گیا ہے ھدی للمتقین یعنی انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔ پس یہ دعا یعنی دعا اھدنا الصراط المستقیم ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ کہ مشکلات دینی و دنیوی کے وقت میں اول جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراط مستقیم تلاش کرے۔ یعنی کوئی ایسی صاف راہ ڈھونڈے جس سے بآسانی مطلب تک پہونچ سکے اور دل یقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن **انجیل** کی ہدایت کے موافق **روٹی ملنے والا** خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا۔ اُسکا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی۔ تو پھر اُسکو خدا سے کیا غرض۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراط مستقیم سے گر گئے ایک نہایت قابل شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بناتا ہے اُن کے گلے پڑ گیا۔ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ مسیح میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اُس کی خدائی کا خیال آیا۔

**دوسرا** ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے **سُنّت** ہے۔ یعنی آنحضرت کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھلائیں۔ مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کے رکعات معلوم نہیں

ہونئیں کہ جمع کسقدر اور دوسرے زمانوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکا نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے۔ کیونکہ حدیث تو سو ڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی۔ مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ ہی وجود تھا۔ مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے۔ خدا اور رسول کی ذمہ واری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کرکے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشا سے اطلاع دی۔ یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا۔ کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں۔ پس رسول اللہ صلعم نے وہ گفتنی باتیں کردنی کے پیرایہ میں مکمل دیں اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے مفصلات اور مشکلات مسایل کو حل کر دیا۔ ال

# ایک متعصب آریہ کے چند اعتراضات کی تردید جو اُس نے قرآن شریف پر کئے ہیں

**سوال آریہ**۔ خلاف اسکے کہ قرآن ایک خدا کی طرف راہنمائی کرتا یا بقربت ترقی کو کھینچتا۔ بالعکس اُسکے دقایق معرفت و حقایق کے وحدت کو بتلانے میں نہایت قاصر ہے۔ با بعوض تعلیمات توحید کے اُس میں طرح طرح کے شرک و خونخواری موجود ہے۔ سوال کرو شاہ محمدیوں کو خونخوار کس نے بنایا قرآن نے۔ محمدیوں کو نعمان پرست کس نے بنایا قرآن نے۔ بھی بیت المقدس اور کبھی کعبہ کی طرف کس نے بھٹکایا قرآن نے۔ محمدیوں کے ہ نفقوں سے

لہو کا دریا کس نے بہایا۔ قرآن نے۔ علی کو خدائی کی گدی پر کس نے بٹھایا قرآن نے۔ خدا کو مکار و ٹھٹھہ باز و گمراہ کرنیوالا کس نے بتایا قرآن نے۔ آدم کو فرشتوں کو خدا کس نے بتایا قرآن نے۔ آگ کے آگے موسیٰ کو کس نے جھکایا قرآن نے وغیرہ وغیرہ۔

**جواب** جس وقت قرآن شریف نازل ہوا اُسوقت کل جہان میں بُت پرستی۔ مخلوق پرستی۔ جاہلیت چھائی ہوئی تھی۔ قرآن شریف کے نازل ہوتے ہی یہ سب ناجایز باتیں دور ہونے لگیں اور ایک خدا کی پرستش شروع ہو گئی۔ سارے قرآن شریف میں ایک خدا کی پرستش کی تاکید ہے۔ مخلوق پرستی کی پرستش کی ممانعت ہے۔ تعصب کا پردہ دور کر کے دیکھئے اور مہربانی کر کے کسی ایک جگہ سے بھی بت پرستی کا جایز ہونا نکال دیجئے ناحق نکمی بکواس نہ کیجئے۔ قرآن شریف ہی کی طفیل سے تمام جہان میں واحدانیت پھیلی اور اُسی کی طفیل سے جہالت دور ہوئی اور اُسی کی طفیل سے بت پرستی کافور ہوئی۔ بلکہ آریوں نے بھی واحدانیت قرآن سے سیکھی۔ ورنہ دو ارب برس سے ویدانکو بُت پرستی ہی کراتا رہا۔ اب مسلمانوں کی طرف دیکھکر آریوں کو بھی ویدک کا لک دھونے کے واسطے کوشش کرنی پڑی۔ مگر کہاںتک کوشش کرینگے آخر انکو وید کو سلام کرنا پڑے گا۔ مگر افسوس ہے کہ اس معترض کو اعتراض کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ جس کا آریہ مت اور وید ایسے شرک میں ڈوبا ہوا ہے کہ جس کے نکلنے کی اُمید ہی نہیں تمام آریہ مت کو بُت پرست کس نے بنایا **وید نے**۔ آگ پانی چاند سورج وغیرہ کو پرمیشر کس نے بنایا **وید نے** آریہ پرمیشر کو مچھ کچھ نہدر کے اُتاروں میں کس نے اُتارا **وید نے**۔ برہما اور شبن کا جھگڑا کس نے کرایا وید نے۔ اور لنگ کو پرمیشر کس نے بنایا وید نے۔ پرمیشر کو مادہ اور روح کا محتاج کس نے بنایا وید نے۔ پرمیشر کو خلق ہونے سے عاری کس نے بنایا وید نے۔ آریوں کو نیوگ کا منتر کس نے سکھایا وید نے۔ پرمیشر کو بجلی کی طرح کس نے بنایا وید نے۔ زناکاری کو جائز کس نے ٹھیرایا وید نے۔ خونریزی کے لئے آریوں کو ہتھیار دینے کا کس نے ولایا وید نے۔ ایک ناچیز حیوان گائے کے بدلے انسان کی جان کا صرفہ نہ کرنا کس نے بتایا وید نے

غرضکہ کہانتک لکھیں کل جہالت اور خلاف تہذیب اور نامعقول باتوں کا مخزن وید ہی ہے۔

## سوال آریہ

سب آریہ البشر کو خالق جانتے ہیں۔ اور اپنی روحوں کا رب مانتے ہیں۔

## جواب

بکواس کرتے ہو۔ جھک مارتے ہو۔ خالق اور رب کہاں جانتے ہو۔ آپ تو انجینیر یا کمہار مانتے ہو جو بغیر مصالح کے کچھ نہیں کر سکتا۔

## سوال آریہ

جامی وغیرہ مسلمان فرشتوں کو خدا کا شریک اور رب النوع بتلاتے ہیں۔ اور مسلمان پیر پرستی وغیرہ کرتے ہیں۔

## جواب

جھک مارتے ہو۔ پرمیشر کا خوف کرو۔ فرشتوں کو خداوند کریم کا شریک کوئی نہیں بتلاتا اور نہ کوئی رب النوع کہتا ہے اور خالص مسلمان پیر پرستی وغیرہ بالکل نہیں کرتے بلکہ صرف خدا واحد کی پرستش کرتے ہیں۔ جو مسلمان وغیرہ پیر پرستی وغیرہ کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو آریہ وید کے پیرو تھے اور دین حق قبول کر لیا۔ مگر ابھی تک اسلام کے اصولوں سے پورے واقف نہیں۔ اور اسوجہ سے اکثر جیسا اُنکا قدیم قاعدہ تھا وہم پرستیاں وغیرہ کرتے ہیں۔ مگر اب روز بروز اُن سے یہ ویدی وہم پرستیاں مٹتی جاتی ہیں اور اگر آپ کسی معزز یا بزرگ شخص کی تعظیم کرنے سے پرستش مراد لیتے ہیں۔ تو آپ بھی ویاند پرستی وغیرہ کرتے ہیں۔ دنیا کا کاروبار ضرور انسانوں اور فرشتوں کے ذریعہ سے چلتا ہے۔ خداوند کریم کسی کا بھٹیارا بنکر روٹیاں پکا کر نہیں دیتا اور نہ معمار بنکر حویلیاں بناتا ہے۔ کل کاروبار ظاہر بذریعہ انسانوں کے اور باطن بذریعہ ملائکہ کے چل رہے ہیں۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا کہ فرشتے خداوند کریم کے شریک ہیں۔

رب پرورش کرنے والے کو کہتے ہیں حقیقی طور پر خداوند کریم سب کی پرورش کرنے وال ہے ۔ مجازی طور پر ایک دوسرے کی پرورش کرنے والی اسکی خلقت - آپ نے تو حاجی وغیرہ مسلمانوں کا طعنہ دیا اور وہ بھی بے بنیاد ۔ ہندوستان کے باشندے جیسے من سے شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں طرح طرح کی پرستشیں کرتے ہیں ۔ پرمیشر کو مچھ کچھ کے اوتار میں اُتارتے ہیں رات دن پتھروں کے آگے متھا گھساتے ہیں ۔ اور ٹکراں مارتے ہیں اور آریہ لوگوں سے بڑھ کر تو کوئی بھی مشرک نہیں جو مادہ اور روح کو پرمیشر کا انادی شریک بیان کرتے ہیں ۔

# سوال آریہ

ہم خدا کو رحیم جانتے ہیں ۔ گناہ کی سزا دینی عین عدالت خداوندی ہے ۔ توبہ بالکل غلط ہے توبہ کی آڑ میں بہت گناہ ہوتے ہیں ۔

# جواب

نکمی شیخی کیوں بگھارتے ہو ۔ رحیم کیا خاک جانتے ہو رحیم کے معنے بھی سمجھتے ہو جب ایک شخص نے گناہ کیا اور خداوند کریم نے اسکو مجبوراً سزا دی تو رحم کیا ہوا ۔ کیا خداوند کریم کسی آریہ جوڈیشل افسر کی طرح پارلیمنٹ کے قانون کا پابند ہے ۔ اس معترض کو گناہ اور توبہ کی بالکل خبر نہیں کہ کس جانور کا نام گناہ اور کس کا نام توبہ ہے اور نہ رحیم اور منصف کے معنے جانتا ہے ۔ نہ یہ خبر ہے کہ انصاف کرنا کس پر واجب ہے تعصب کو دور کر کے ملاحظہ کرو میں بتلاتا ہوں :-

گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک حق العباد میں خیانت کرنا یعنی کسی بندہ کا حق چھین لینا ۔ دوسرے حق اللہ میں غفلت کرنا یا اسکو ترک کرنا ۔ یعنی خداوند کریم کی مرضی کو نہ جاننا ۔ خداوند کریم اگر اپنا حق کسی بندہ کے توبہ کرنے سے بخشدے تو وہ ظالم نہیں ٹھہرتا بلکہ رحیم ٹھہرتا ہے ۔ یعنی خداوند کریم کا حکم ہے کہ نماز پڑھو ۔ پس ایک

شخص نے نماز پڑھنے میں غفلت کی مگر پیچھے سے پچھتایا اور سچے دل سے توبہ کی تو اس صورت میں اگر خداوند کریم اُسکا گناہ بخش دے تو رحیم ٹھہرتا ہے نہ کہ ظالم یا بے منصف۔ مثلاً اگر ایک شخص آپکو طمانچہ مارے مگر بعدش آپ سے معافی کا طلبگار ہو تو اگر آپ اُسکو وہ طمانچہ بخشدو اور اُسپر نالش دایر نہ کرو تو کیا آپ ظالم ٹھیرو گے ہرگز نہیں۔

اب حق العباد میں خیانت کرنے کے گناہ کی تشریح ملاحظہ فرمائیے۔ ایک شخص دوسرے کے حق میں خیانت کرے مگر بعدش توبہ کرے۔ اب اگر خداوند کریم اُس شخص کو جس کے حق میں خیانت ہوئی نعمت اپنے خزانہ سے دیکر راضی کر دیوے اور وہ شخص خیانت کرنے والے شخص کو اُسکا گناہ معاف کر دیوے تو کیا خداوند کریم ظالم ٹھیرا۔ ہاں اگر وہ شخص جسکی خیانت ہوئی نعمت لینے سے راضی نہ ہو اور شخص خیانت کرنے والیکو سزا دلانا چاہے تو پھر خداوند کریم نہیں بخشے گا۔

مثلاً زید بکر کی اراضی پر جبراً قابض ہو جاوے اور زید نالش رجوع کرے تو اگر گورنمنٹ زید کو اپنے پاس سے دیگر اراضی دیدیوے اور اس طرح زید برضامندی خود اپنے دعوی سے دست بردار ہو تو کیا گورنمنٹ ظالم ٹھیریگی ہرگز نہیں۔ ہاں البتہ اگر زید وہی اپنی اراضی لینی چاہے تو پھر اگر گورنمنٹ اُسکو دلاوے تو ضرور ظالم ٹھہریگی۔ مگر افسوس کہ آپ کے نزدیک حق اللہ تو یک طرف حق العباد کی بھی مٹی پلید ہے۔ منوجی جس کی تعلیم ویدکی بھاشا مانی جاتی ہے اور تمام آریہ اُسکے متوالے ہیں فرماتے ہیں کہ برہمن کسی نیچ ذات کی دختر سے زنا کرے یا کسی کا مال جبراً ضبط کرے اُسکو کچھ سزا نہیں۔ اور اگر نیچ ذات کا کسی اونچ ذات سے ایسا کرے تو مار دیا جاوے۔ یا لڑکی والدین جو ڈنڈ مقرر کریں دلایا جاوے۔ منوسمرتی ادھیاۓ ۸ شلوک ۳۶۵۔

اب ناظرین با تمکین کی خدمت میں عرض ہے کہ کیا مسلمانوں کے نزدیک خداوند کریم ظالم ہے ہرگز نہیں بلکہ رحیم۔ عادل۔ منصف ہے اور آریوں کا پرمیشر پارلیمنٹ کا پابند ہی کیا کرے اُسکے پاس تو سوائے ایک مقررہ وزن کے مادہ کے اور تو پیدا کرنے کی طاقت

ہی نہیں۔ نعمت کہاں سے دے اور جسم کس طرح سے بنے۔ اس کی مثال تو مانڈ اشاہ اور من کی کھیپاں کی ہے +

# سوال آریہ

قرآن شریف کے رو سے ہر ایک کو دوزخ میں جانا لابدی ہے تمام مفسران کی ایں زبان گنگ ہے۔ نہ راہ زفتن نہ روئے ماندن۔ سورہ مریم وان منکم الا واردھا کان علی ربک حتما مقضیا ترجمہ۔ اور کوئی آدمی نہیں جو دوزخ میں نہ جاوے ہو چکا تیرے رب پر ضرور مقرر۔ دیکھو انصاف کا کیسا خون کیا ہے؟ -

# جواب

جھوٹ بکتے ہو دوزخ میں پڑنا بالکل نہیں بلکہ دوزخ کے اوپر سے وارد ہونا یعنی گذرنا ہی جس کو پلصراط کہتے ہیں۔ پرہیزگار صحیح وسالم اسپر سے گذر کر جنت میں داخل ہونگے اور ظالم کٹ کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔ دیکھو آیت بالا کے آگے خداوند کریم فرماتا ہے ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیھا جثیا۔ ترجمہ پھر نجات دینگے ہم انکو جو پرہیزگاری کرتے ہیں اور چھوڑ دینگے ہم ظالموں کو بیچ اسکے زانو پر گرے ہوئے۔

افسوس آپ نے اندھے ہو کر اعتراض کیا یا تو آپکی نادانی ہے یا دھوکا دہی علماء محمدیہ پر طعنہ کرنا۔ کہ جواب میں سرنگوں ہیں آپ کی کج فہمی اور اچھی جہالت قوم کو رجھاتا ہے۔ دیکھو اس معترض کو سچائی سے کسقدر پرہیز ہے اور انصاف کا کیسا خون کیا ہے؟ +

# سوال آریہ

اس طرح صدہا آیتیں ہیں کارخانہ خدائی میں اسقدر اندھیر تا آدم تا ایندم شیطان

کسی نے دیکھا بھی نہیں اور شیطان کو ہاضمہ کی گولی سمجھکر گناہ سے پرہیز نہیں کرتے گناہ خود کرکے شیطان کے سرچڑھاتے ہیں۔ شیطان بھی خدا کے برابر ہوا اور اسکی نوج بھی ہوئی خالق رازق بھی شیطان ہوا۔

# جواب

واہ رے شیطان کے خیرخواہ۔ آفرین ہے آپکی سمجھ پر۔ آپ بیہودہ اعتراض کرنے سے کیوں شرم نہیں کرتے۔ آریہ پرمیشر کی خدائی کس زمین پر ہے جہاں گناہ نہیں ہوتا اگر اس طبقہ پر ہے تو آریہ پرمیشر اندھا ہے یا ناطاقت ہے جو دیدہ دانستہ گناہ ہونے دیتا ہے۔ ہاں البتہ خلقت کے گناہوں سے آریہ پرمیشر کی پرمیشری ضرور چلتی ہے اور آدمیوں کو بھی صدہا طرح کے آرام گناہ سے ملتے ہیں۔ دیکھو تناسخ اگر گناہ نہ ہو تو پرمیشر کسی کو دوسری جون میں کیونکر ڈالے۔ گناہ نہ ہو تو آریوں کو سواری کے گھوڑے دودھ کے لئے گائے بھینس وغیرہ کیونکر ملیں۔ سچ پوچھو تو گناہ تو آریہ پرمیشر اپنی پرمیشری چلانے کے لئے خود کراتا ہے اور گناہ آریہ پرمیشر اور آریوں کے واسطے ایک عظیم نعمت ہے اور مفید ہے۔ اب رہا شیطان کا دیکھنا سو سوائے پیغمبروں کے اور اصحاب بھی دیکھتے ہیں۔ اصلی صورت بھی دیکھتے ہیں اور تبدیل شدہ صورت بھی شناخت کر لیتے ہیں اسی واسطے دُھتکار دیتے ہیں۔ منکران وجود شیطان دیکھتے تو ہیں لیکن پہچانتے نہیں بلکہ اپنا پیشوا بنا لیتے ہیں۔ آریہ پرمیشر کے ضرور شیطان برابر ہے بلکہ بڑا ہے آریوں کا رازق اور خالق بھی ٹھیک ہے کیونکہ شیطان گناہ کراتا ہے تو گنہگار بذریعہ تناسخ بیل بنکر آریوں کے لئے رزق پیدا کرتے ہیں اور گناہ کے سبب انسان مکتی سے محروم رہکر اسی دنیا میں رہتا ہے۔

# سوال آریہ

اولاد آدم کو شیطان کا ممنون ہونا چاہئے جس نے بہشت سے نکلوا کر آدم کی نسل بڑھائی حضرت شیطان بھی کوئی مقدس بندہ ہوگا۔

# جواب

آپکو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اگر آدم بہشت میں رہتا تو اُسکی اولاد نہ بڑہتی۔ جس بہشت میں حضرت آدم ؑ کو رکھا گیا وہ اسی زمین میں تھا نہ کہ آسمان پر۔ کیونکہ جب خداوند کریم نے فرمایا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانیوالا ہوں۔ تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ حضرت آدم کو بنا کر آسمان میں رکھا ہو۔ بلکہ یہ امر ثابت ہے کہ جیسا ارادہ خداوندی تھا۔ ویسا ہی کیا یعنی حضرت آدم کو بنا کر اس زمین میں رکھا اور پھر وہاں سے نکالکر دوسری زمین یعنی دوسری جگہ بھیجدیا۔ آپ زور لگاتے ہیں کہ آدم آریہ ورت میں ہوا اور ہم بھی اسبات میں کچھ کچھ متفق ہیں کہ حضرت آدم ؑ سراندیپ میں بھیجے گئے۔ چونکہ اصل اُنکی اولاد آریہ ورت میں شروع ہوئی۔ اس لئے آریوں کو اصل شیطان کا مرہون ہونا چاہئے کیونکہ آپ اُس کے بیٹھے پوتے ہیں +

# مصنّف وید کی عقل کا وزن مُشتے نمونہ از خروارے

(۱) ہے پرمیشر جو آپ بجلی کی طرح ستا رکھنے پرکاش مان ہیں آپ کی کرپا سے ہمارے منش کے لئے سکھ ہو اور ہمارے چوپائے بکری بھیڑ گائے وغیرہ کو سکھ ہووے

یجروید ادھیا ۲۶ ۳ ۲ منتر ۲۸ -

واہ رے بکریوں کے چرواہے کہیں جنگل میں بکریاں چراتے ہوئے بجلی چمکتی دیکھی۔ پرمیشر کو اُسی کے ساتھ مناسبت کردی۔

(۲) جوگ گھوڑا۔ بیل کو راجا کی طرح پلتے ہیں وہی سکھ پاوینگے رگوید سکت (۲) منتر ۳

بلی کو چھیچھڑوں کی خواب۔ معلوم ہوتا ہے کہ آریہ وید کا مصنف ضرور مویشی کا چرواہا تھا۔ اسطرح کے اور منتر بھی بہت ہیں جن سے آریہ وید کا مصنف گڈریہ ثابت ہوتا ہے۔ وید کی ساری تعلیم اسی طرح کی بے سر و پا ہجائیں ہجائیں دعائیں ہیں۔ اگر کوئی

شخص وید منتروں کے معنے کر کے آریہ صاحبان کو آریہ وید کی کرتوت دکھلاتا ہے اور ناواقف آریوں کو جو نرے وید کے نام پر ہی متوالے ہیں بے علم ہیں بے سمجھ ہیں اُنکو سمجھاتا ہے نوجوان آریہ تعلیم یافتہ ہونے کا دم بھرتے ہیں اُنکا دل فوراً تھر تھراتا ہے۔ پھر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ معنے غلط ہیں معنے کرنے والا زبان سنسکرت اور ویاکرن سے ناواقف ہے اس طرح کی لغو تسلیاں دیکر ناواقف آریوں کا من ملتے ہیں اور انکو اپنی من گھڑت معنے کر کے پرچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وید میں سوائے تعلیم روحانی کے صنعت وغیرہ کی تعلیم بھی موجود ہے۔ میں اُنکے من گھڑت معنوں کو بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتا ہوں۔ اور انصاف ناظرین پر چھوڑتا ہوں۔

سمندر نکچھ سوا ہا ترجمہ سمندر کو جا۔ انترکش گچھ سوا ہا۔ اکاش میں جا۔ اسی طرح آگ کو جان پانی کو جان۔ یجر وید منتر ۲۱۔ ادھیا ۶۔ اس منتر کے فقروں کا لفظی ترجمہ نمبر پر کر دیا ہے۔ اب اس ترجمہ کے ساتھ من گھڑت تفسیر جو پنڈت صاحب نے صفحہ ۳۲۲ خطبہ احمدیہ میں کی ہے وہ اس طرح کی ہے۔ جہاز بنا کر سمندر کو جا۔ بیلون یعنی اُڑن کھٹولہ بنا کر اکاش میں جا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہاں جہاز اور بیلون گھر سے لگا یا ہے ایھنیں غرض کہ اسطرح سارے وید منتروں کے گھڑے معنے کر کے عوام کو دھوکا دینا آریوں کا شیوہ ہے اور اسی طرح کی من گھڑت تاویلیں کر کے برہم سماج سے بحث کرتے ہیں ؎

جب آریوں کے ویدکا ہے امتحاں کیا
علوم ہوا فیل ہے پہلی جماعت سے

---

# ویداور آریہ پرمیشور کی علمیت

اگو بد اشٹک اول کی شرتیاں ذیل بطور اختصار ہدیہ ناظرین کرتا ہوں :-

(۱) اے اگنی لوگ تمہیں اپنے گھروں میں محفوظ جگہ

روشن کرتے ہیں۔ اے عاقل اگنی تو اپنے جسم کو آپ جلانے والا ہے تو اپنے والدین کے گھر رہتا ہے۔ اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے۔

وید کے مصنف کی عقل دیکھئے جس نے آگ کے والدین بھی مقرر کر دیئے جس والدین ہوئے اُس کی اولاد بھی ہوگی پھر حیرت یہ ہے کہ آگ نے اپنی والدہ کو نہ جلایا جس کے شکم میں رہی۔ شاید اُس وقت جلانے والی طاقت معدوم ہو گئی آریہ صاحبان مصنف وید کی عقل پر جس قدر فخر کریں تھوڑا ہے۔

(۲) اے اگنی نیک کاموں کو ترقی دینے والی جن دیوتاؤں کی ہم پوجا کرتے ہیں اُن کو معہ اُنکی استریوں کے شریک کر۔

ہم تو سمجھتے تھے کہ دیوتا ایک قسم نوری فرشتہ ہونگے۔ وید و صاحب اُنکو عیال دار بیان کرتے ہیں۔ پھر اس سبل سے اُنکی اولاد تو اسقدر بڑھ گئی ہو گی شاید سوم کی رس کا قطرہ قطرہ بھی پینے کو نہ ملتا ہو۔ آریہ صاحبان کو چاہئے کچھ چندہ جمع کر کے اُن کو بھی بھیجا کریں۔ بیچارہ ٹبردار دیوتا بھوکے نہ مریں۔

(۳) اندر کا شکم سوم کا رس پینے سے سمندر کی مانند پھولتا ہے۔ اے خوبصورت زنخدان والے اندر اِن تعریفوں سے خوش ہو۔

پیٹے بڑے شکم والا اندر خوب صورت ٹھیک ہوگا مصنف وید نے شکم کی تشبیہ تو سمندر سے دی زنخدان کی کسی بڑے پہاڑ سے تشبیہ دیتا تو موزوں ہوتا۔

(۴) اے اگنی تیرے دولتمند پوجاری بہت خوراک حاصل کریں۔ ایسا ہو کہ وہ بُدوان جو تیری تعریف کرتے ہیں۔ اور تجھے روشن کرتے ہیں۔ اُنکی عمر دراز ہو۔ ہم لڑائیوں میں لوٹ حاصل کریں۔

ڈاکہ زنی اور لوٹ کی تعلیم تو حضرت وید صاحب خوب سکھلاتے ہیں مگر ویدی پرمیشور کچھ مدد نہیں دیتا۔ بلکہ اور بادشاہوں سے ویدی پیرؤان کا مال لٹوا تا رہا۔

(۵) جل میں بوٹیاں ہیں۔ اسواسطے اے برھم چاری جل کی تعریف کرنے میں مستعد رہو۔ اے جل تمام بیماریوں کے کھونے والی بوٹیوں کو میرے بدن کے فایدہ کے واسطے پکا۔

اس طرح جل کے آگے ہاتھ جوڑ جوڑ تعریف کرنے والے پرمیشور کو جل میں ڈوب مرنا چاہیئے۔

(۶) اے سوم کا رس پینے والے اندر گو ہم مستحق نہ ہوں پھر تو ہمیں ہزار عمدہ گئویں اور گھوڑے دیکر مالا مال کر۔

بقول آریوں کے پچھلے جنم کا پھل ملتا ہے پھر یہ دعا کس کام بغیر استحقاق پرمیشر کس کے طویلہ سے گھوڑے کھول دیگا۔

(۷) اے اندر جو ہمیں گالیاں دے اُسے غارت کر

جو ہمیں نقصان پہونچاتا ہے اُسے قتل کر۔
پرمیشور کی اس زود رنجی کا ٹھکانا ہی کیا ہے۔

# والدین کی بے ادبی گناہ کبیرہ ہے

خداتعالی نے فرمایا ہے کہ مت کہہ واسطے ماں باپ کے اُف اور مت جھڑک انہیں اور کہہ واسطے اُن کے بات ادب کی۔ اُف ایک کلمہ ہے کہ عرب ناخوشی کے وقت کہا کرتے ہیں جیسے ہندی میں ہُوں۔ اسی سبب سے مولوی عبد القادر صاحب مرحوم نے اس آیت کے ترجمے میں لفظ اُف کا ترجمہ ہُوں کیا ہے۔ اور جب اتنا کلمہ کہنے سے خداتعالی نے اپنے کلام پاک میں منع فرمایا تو اور کلمات جن میں زیادہ بے ادبی ہے انکو قیاس کرلینا چاہئے کہ کس قدر موجب ناراضامندی خداتعالے کے ہونگے۔

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کا ناخوش کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

نسائی اور دارمی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ بہشت میں نجاویگا اپنے دیئے پر احسان رکھنے والا اور ماں باپ کا ناخوش کرنے والا اور شرابی۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ شب برات کو خداتعالی لشمار بالوں بھیڑوں بنی کلب کے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور ماں باپ کے ناخوش کرنے والے پر نظر رحمت نہیں کرتا۔ اقارب میں دادا اور چچا اور بڑا بھائی حکم باپ کا رکھتے ہیں اور اسی طرح اور جو بزرگ ہیں بلکہ حدیث میں ہے کہ جو لوگ باپ کے دوست ہوں انکا بھی ادب کرنا چاہئے اور اُستاد اور مرشد کا ادب بھی مثل باپ کے کرنا چاہئے بلکہ لکھا ہے کہ علم دینی کا اُستاد باپ سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ باپ

سبب ہوا ہے زندگانی دنیا کا اور نعمائے دنیاوی کا اور اُستاد سبب ہوتا ہے زندگانی آخرت اور نعمائے بہشت کا۔ پس چاہئے کہ ان سب کے آداب کا لحاظ رکھے مولانا فرماتے ہیں سے از خدا خواہیم توفیق ادب + بے ادب محروم ماند از لطف رب

# منافق کی نشانی

صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ منافق کی نشانی تین ہیں جب بات کہے جھوٹ بولے جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اُسکے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتیں جس میں ہوں وہ پورا منافق ہے اور جس میں ایک بات اُن میں سے ہو اُس میں ایک بات نفاق کی ہے جب تک کہ چھوڑے جب امانت رکھی جائے اُس کے پاس خیانت کرے۔ اور جب بات کہے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے وفا نہ کرے اور جب کسی سے جھگڑا کرے فجور کرے یعنی بدزبانی کرے۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے لکھا ہے کہ منافق کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ دل میں کافر ہو۔ اور ظاہر میں مسلمان۔ قرآن شریف میں جو آیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اس سے مراد اسی قسم کے منافق ہیں۔ دوسرے یہ کہ ایمان ضعیف ہو بسبب ضعف ایمان کے اصل منافقوں کے سے اُس سے حرکات سرزد ہوں اور ایسا ایمان اُسکا قوی نہ ہو کہ گناہوں سے روکے اس حدیث میں منافق کے یہی معنے ہیں۔

بیہقی نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین نہیں ہے اُس شخص کا جس کا عہد نہیں یعنی جو شخص عہد کی محافظت نہ کرے اُسکا ایمان نہیں +

# دنیا میں پہلی طرز کا قرآن تفسیر ـ

کمال صنعت ـ بے نظیر ـ لاجواب ـ بشارت

## یا اعلیٰ درجہ کی جیبی مترجم حمائل شریف

یہ وہ حمائل شریف ہے جسکی نظیر سلطنت اقلیم میں نہیں جسمیں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں (۱) تقطیع جیبی نہایت عمدہ اور موزوں یعنی ۵ انچہ لمبی ۳ انچہ چوڑی جو جیب میں آسانی آسکتی ہے شائقین کلام مجید ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں (۲) ترجمہ حمائل شریف بالمقابل صفحہ پر کیا گیا ہے یعنی ایک صفحہ پر اصلی متن اور دوسرے پر اسکا ترجمہ تاکہ ترجمہ اور متن گچپچ نہو جائے (۳) متن و ترجمہ نہایت صفائی سے پڑھا جاتا ہے (۴) صفحہ بصفحہ آیات کے نمبر دیئے گئے ہیں تاکہ ترجمہ دیکھنے میں دقت نہ ہو (۵) ہر صفحے کے اخیر پر آیت اور اسکا ترجمہ ختم ہوتا ہے جسمیں ایک آیت کیلئے قرآن شریف کا ورق الٹنا نہیں پڑتا عربی تحریر نہایت اعلےٰ درجہ کی ہے (۶) ترجمہ نہایت لطیف بامحاورہ ہے کہ خواہ مخواہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے اور تمام مقدرات و محذوفات ترجمہ کے خطوط وحدانی میں لکھدیئے ہیں جس سے تفسیر کی تفسیر اور ترجمہ کا ترجمہ ہے اور بڑی آسانی سے سمجھ میں آتا ہے (۸) اس مقدس حمائل شریف کے شروع میں تمام سیپاروں اور سورتوں کی فہرست دیگئی ہے جس سے جھٹ سیپارہ اور سورت نکال سکتے ہیں (۹) شروع میں قرآن شریف کے مضامین کی فہرست دیگئی ہے جو واعظوں اور خطیبوں اور تمام مسلمانوں کیلئے کارآمد ہے نماز زکوٰۃ ـ صبر شکر وغیرہ تمام امور کے متعلق ایک ہی جگہ حوالے لکھدیئے گئی ہیں (۱۰) تمام انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالہ لکھدیئے گئی ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں آیا ہے انکی نسبت بھی ایک ہی جگہ حوالہ لکھدیئے گئے ہیں ابراہیم یا نوح وغیرہ کا لفظ نکالو اور جہاں جہاں قرآن شریف میں انکا ذکر آیا ہے وہ سب مقامات دم بھر میں دیکھ لو (۱۱) کاغذ سفید اور عمدہ نفیس ٹائپ لگایا گیا ہے اس ہدیہ مجلد عہ خرچ ڈاک بذمہ خریدار آجکل صرف مفصلہ ذیل کتابوں کی فہرست میں سے دو روپیہ کی خریداری پر مذکورہ بالا حمائل شریف ایک جلد مفت ملسکتی ہے ـ

| | | | |
|---|---|---|---|
| سیرت الفاروق خلیفہ ثانی ۱۲ر | پیارے نبی کے پیارے حالات جلد اول | انسان اور اسکی تقدیر | اسم اعظم سوانح عمری |
| عثمان ذو النورین خلیفہ ثالث | صدیق اکبر خلیفہ اول کے حالات ۸ر | مع تصویر عہ | حضرت پیران پیر عہ |
| کے حالات ۶ر | حضرت علی مرتضیٰ خلیفہ رابع | الحق المبین عیسائیوں کی تنا[illegible] | قصص الانبیاء ۸ر |
| | کے حالات ۸ر | امہات کا رد ۸ر | حیات مجنول ۱ر |

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۱۴۳ — قیمت سالانہ بشمول محصول ڈاک ۶؏

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ

رسالہ

جلد ۷ — نمبر ۱۵

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۱۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء | پندرہ روزہ | مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۲۳ھ


## سب سے پہلے ان کلمات کو ملاحظہ فرماویں :-

(۱) یہ رسالہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے ساتھ شہر سیالکوٹ سے پندرہ روزہ یعنی ہر ایک ماہ میں دوبار بڑی آب و تاب سے شائع ہوتا ہے (۲) اس رسالہ میں غیر مذاہب مثلاً آریہ عیسائی وغیرہ کو واہی تباہی خیالات کے دندان شکن جواب دیے جاتے ہیں اور اسلام کو چمکتا ہوا چاند دکھایا جاتا ہے (۳) قیمت اس رسالہ کی تمام دنیا کے رسالہ جات کی نسبت بہت کم رکھی گئی ہے یعنی صرف دو روپیہ سالانہ و طفیل اسلام سے طالب العلموں سے عہ غیر مذاہب سے محض حقانیت پہنچانے کی خاطر عہ لیا جاتا ہے ایمان ملک سے عہ (۴) سب سے زیادہ خوبی اس میں یہ ہے کہ ہر سال میں ایک نیا تحفہ تمام خریداران انوار الاسلام کو بوقت وصولی چندہ بیش قیمت پیش کیا جاتا ہے جس سے ہر ایک خریدار اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایک سال میں انوار الاسلام مع تحفہ مفت وصول ہوگا (۵) اس رسالہ میں اشتہار بھی بطور ضمیمہ کے شائع کئے جاتے ہیں جنکی اجرت مرضی کے موافق لیجاتی ہے اور خاص کر شائع کنندہ کو پورا پورا اطمینان دلایا جاتا ہے کہ اسمیں گندہ سے اشہار نہیں درج کئے جایا کریں گے جنکی اجرت تفصیل ذیل لیجائے گی۔ رسالہ کا صفحہ ایک بار کیلئے ۵؏ دوبارہ ۸؏ سہ ماہی کے لئے ... صرف لعہ ہے (۶) بوقت خط و کتابت ہر ایک صاحب اپنا نمبر خریداری جو چٹ پر ہوتا ہے ضرور تحریر فرمایا کریں تاکہ جواب میں دقت نہ ہو (۷) اپنا نام اور جگہ کا نام معہ ڈاکخانہ کے صاف الفاظ میں تحریر ہونا چاہئے (۸) ہر ایک قسم کی خط و کتابت منشی کریم بخش مدیر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے نام ہونی چاہئے۔

# ماہ رمضان المبارک کی

## خوبیاں

آپ سابقہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ نے بہت کچھ ثواب کا حصہ لیا ہوگا۔ علاوہ اس کے صرف ماہ رمضان کے فیضان کی خاطر آپ کو **ایک نیک مشورہ** بھی ساتھ دیا گیا تھا۔ جس پر آپ نے ابھی تک عمل کر کے نہیں دکھایا۔ اب اس لئے دوبارہ اس اشاعت کے ہمراہ بھی پھر آپ کو مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ اس مشورہ پر ہر ایک صاحب کو عمل کرنے کی تاکید فرمائی جاوے۔ تاکہ ہر ایک صاحب بباعث ماہ رمضان المبارک کے اس نیک مشورہ سے مستفیض ہو۔ وما توفیقی الا باللہ +

جن احباب نے وی پی انعامی کے واپس فرما دیئے تھے ان کے نام دوبارہ وی پی کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ اب واپس موصول نہ ہونگے۔ جن احباب کے واپس آئیں گے۔ ان کے نام حسب وعدہ سابقہ اشاعت شایع کئے جائیں گے۔ شکایت معاف +

## کیا آپ کو وعدہ خدائی بھول گیا ہے

جو اللہ جلشانہ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ خداوند تعالٰے اپنے وعدوں کے کبھی بھی خلاف نہیں کرتا۔

آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں سفارش کی تھی کہ حافظ محمد شفیع صاحب امام مسجد متصل سرائے شیخ سوداگر شہر سیالکوٹ بکہ یہ شخص اس وقت بہت تنگ ہے۔ اس ضرور بلعد امداد دینی چاہیئے۔ کہ اسے قرض سے نجات ہو۔ (ایڈیٹر)
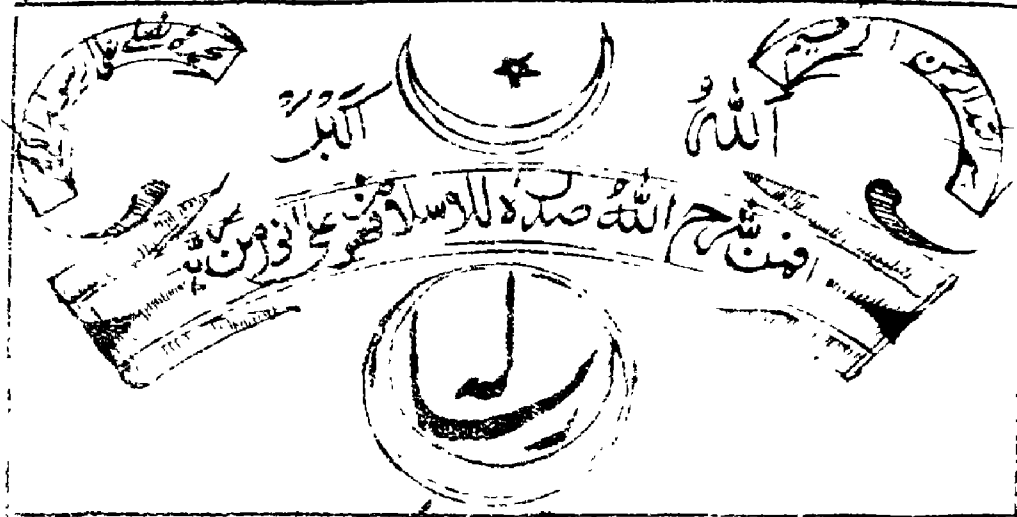
# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

بابت ماہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء

# اسلام میں غلاموں سے سلوک

(سلسلہ کے لیئے دیکھو سالہ نمبر ۱۴ جلد ۷)

اس کو جدا کرنے سے شریعت درہم برہم ہو جاتی ہے ان کو کم سے کم [illegible]
شرم کرنی چاہیے کیونکہ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غلاموں کے ساتھ نرمی کا [illegible]
یہی معلوم ہوتا ہے کہ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے اور آئندہ غلام بنانے سے لوگوں کو روکا جائے
ایک شخص کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ آپکے پاس آیا اور آپ سے پوچھا کہ میں کتنی مرتبہ اپنے غلام کو معاف
کیا کروں۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور کوئی جواب اسکے سوال کا نہ دیا۔ وہ دوسری [illegible]
پھر تیسری دفعہ سامنے آیا اور یہی سوال دہرایا اور آنحضرت صلعم نے اسی طرح بغیر جواب

نسیئے کے منہ پھیر لیا چوتھی مرتبہ جب اس نے یہ سوال کیا تو آپ نے فرمایا۔ اعف عن عبدك سبعين مرة في كل يوم اذا اردت نوال لدو الثواب۔ اگر تو اجر اور ثواب حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہر روز ستر دفعہ اپنے غلام کو معاف کیا کر میں پوچھتا ہوں کہ کیا آج ان اقوام میں جو مہذب کہلاتے ہیں ایک آدمی بھی ایسا ہے جو اپنے خدمتگار کو باوجود اس کے قصور کے ستر دفعہ معاف کر سکے مگر اسلام میں غلاموں کے متعلق واقعی ایسا عملدرآمد ہوا۔ آپ کا دل یہ بھی گوارا نہ کر سکا تھا کہ غلام کو غلام پکارا جاوے کیونکہ اس نام میں حقارت پائی جاتی تھی۔ اور آپ پسند نہ کرتے تھے کہ کسی قسم کی بھی تحقیر ان کی کیجاوے چنانچہ امام بخاری علیہ الرحمت نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ لا یقل احدکم عبدی امتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی چاہئے کہ تم یہ نہ کہو کہ اے میرے غلام یا اے میری لونڈی بلکہ یوں کہو کہ اے میرے فتا یا اے میری فتاۃ یا اے میرے غلام (یہ لفظ ہر ایک جوانمرد اور جوان عورت پر بولے جاتے ہیں غلام کا لفظ بھی اسی طرح بولا جاتا ہے عربی میں غلام کا مفہوم عبد سے ادا ہوتا ہے) عبد اور امۃ کہنے سے اسلئے روکا کہ یہ الفاظ عموماً لونڈیوں اور غلاموں پر ہی بولے جاتے تھے اور وہ الفاظ جنکے بولنے کی ہدایت کی ہے وہ عام ہیں آزاد مردوں اور عورتوں پر بھی بولے جاتے ہیں ٭

اس کے بعد میں یہ بیان کروں گا کہ ان ہدایات پر عمل بھی کیا جاتا تھا یا نہیں اور اگر کیا جاتا تھا تو کس حد تک۔ مگر قبل اس کے کہ میں عمل کی نظیریں پیش کروں ایک شبہ کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر غلاموں کو اسقدر حقوق دیے گئے تھے اور ان کی اسقدر رعایت ضروری تھی۔ جیسا کہ حدیثوں سے پتہ لگتا ہے تو پھر مالک اور مملوک میں فرق ہی کیا تھا۔ اسکا جواب خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں موجود ہے اور یہ حدیث بھی صحیح بخاری میں مذکور ہے چنانچہ فرمایا کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ فالامیر الذی علے الناس راع وھو مسؤل عنہم والرجل راع علے اہل بیتہ وھو مسؤل عنہم والمرأۃ راعیۃ علے

بیت بعلہا وولدہ وھی مسئولۃ عنہم والعبد راع علی مال سیدہ وھو مسئول عنہ۔ یعنی تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور اس سے اپنی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ پس امیر لوگوں پر حاکم ہے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا جائیگا۔ اور آدمی اپنے گھر کے لوگوں پر حاکم ہے اور اس سے اُن کی متعلق پوچھا جائیگا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر یار اور اس کی اولاد پر حاکم ہے اور اس سے ان کے متعلق پوچھا جائیگا۔ اور غلام اپنے آقا کے مال پر حاکم ہے۔ اور اس سے اسکے متعلق پوچھا جاویگا۔ اس حدیث کے رو سے ہر ایک شخص کے سپرد جدا جدا کام ہے۔ اور ایک رنگ میں ایک شخص حاکم ہے اور دوسرے رنگ میں وہی محکوم ہے۔ اسلام ایسی مساوات کی تعلیم نہیں دیتا جس سے چھوٹوں بڑوں کا امتیاز ہی اٹھ جاوے اور دنیا کے کاروبار بند ہو جاویں۔ بلکہ ایک ایسی اخوت قایم کرتا ہے۔ کہ کام بھی سب کے الگ الگ ہیں اور سوسائٹی میں بڑے بھی ہوں اور چھوٹے بھی مگر اسکے ساتھ ہی ان میں انسان اور بھائی ہونیکی حیثیت سے ایک مساوات بھی ہو۔ نہ ہی کام مقرر کرنے سے اسلام کی پاک تعلیم کا یہ منشا ہے۔ کہ آقا غلام کے کام کو ذلیل سمجھکر اُسے ہاتھ نہ لگاوے اور آقا کا کام غلام کی عزت اسے بڑھ کر سمجھا جاوے۔ بلکہ یہ بھی حکم ہے۔ کہ ضرورت کے وقت آقا غلام کے کام میں اسکی مدد کرے اور جو فوائد آقا اٹھاتا ہے۔ غلام کو اُنسے محروم نہ رکھا جاوے ہاں آقا کو یہ چاہیئے کہ وہ اپنے غلام سے نیکی اور احسان کرے اور غلام کا فرض ہے کہ وہ اپنے آقا کی سچے دل سے فرمانبرداری کرے وہ اپنے مفوضہ کاموں کو بجا لاوے۔ وہ باقی امور میں وہ مساوی ہیں:-

اب میں چند مثالیں بیان کرتا ہوں۔ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف معلم ہی تھے۔ بلکہ ہر بات میں خود ایک پاک نمونہ بھی تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپکی تعلیم کا وہ زبردست اثر آپ کے صحابہ اور مسلمانوں پر ہوا۔ یہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ میرے دوست جبرائیل نے یہانتک غلاموں کے ساتھ مجھے حسن سلوک کی تاکید کی کہ مجھے گمان ہوا۔ کہ غلام بنانا ہی نہ چاہیئے۔ یہ واقعی آپ کے دل کی سچی خواہش

اور نہ چاہتی - اور یہی آپ کی غلاموں کے ساتھ نیکی کی تعلیم کا اصل مقصد تھا - اور آپ تمام دنیا کو اسی طرف مائل کر رہے تھے - چنانچہ ان سب باتوں کا ثبوت آپ کے اپنے عمل سے ملتا ہے کہ آپ نے کبھی کوئی غلام نہیں رکھا - بلکہ جونہی کبھی کوئی غلام آپ کے ملک میں آیا تو آپ نے اُسے فوراً آزاد کر دیا - اس سے زیادہ واضح ثبوت آپ کی دلی خواہش کا اور کیا مل سکتا ہے - مگر اس مضمون پر یہ بحث کا موقعہ نہیں - غلام تو آپ سب آزاد کرتے رہے ہاں آپ کے خادم تھے اور چودہ یا پندرہ آدمیوں کے نام لئے گئے ہیں - جنہوں نے وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت کا شرف حاصل کیا علاوہ اُن کے آپ کے صحابہ اور متبعین میں سے ہر ایک شخص اپنے لئے باعث فخر و عزت سمجھتا کہ کوئی کام آپ اسے فرمائیں - پھر آپ کی پوزیشن دنیاوی لحاظ سے بھی اعلیٰ درجہ کی تھی - مدینہ میں آپ گویا ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے اعلیٰ افسر تھے اور پھر بعد میں آپ کل عرب کے شہنشاہ ہو گئے - مگر باوجود ان سب باتوں کے آپ خود اپنے کپڑے مرمت کر لیتے - بکریوں کو دودھ لیتے اور اپنی بیویوں کو گھر کے کام کاج میں مدد دیتے تھے - جب کھانا کھانے بیٹھتے تو آپ ایک خادم کی طرح بیٹھتے - اور دوسروں کا کام کرنے کے لئے ہمیشہ اٹھنے کو تیار رہتے - سوار ہوتے تو کسی اور کو اپنے پیچھے بٹھا لیتے - حضرت انس نے آپ کے خادموں کے ساتھ نیکی کے کئی واقعات بیان کئے ہیں - چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہا - اس عرصہ میں کبھی آپ نے مجھکو اُف تک نہیں کہا جب میں نے کوئی کام کیا تو مجھے یہ نہیں کہا کہ کام تم نے کیوں کیا اور اگر کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہیں کہا کہ یہ کیا نہیں کیا - اور آپ کا سلوک تمام دنیا سے بڑھ کر اچھا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں - کہ آنحضرت صلعم نے کبھی کسی خادم کو یا کسی عورت کو نہیں مارا +

آپ کے صادق محب اور مخلص بھی آپ کے نقش قدم پر ہی چلتے تھے - ایک دفعہ کا ذکر ہے - کہ آپ نے اسیران جنگ میں سے ایک اسیر ایک صحابی ابوالہیثم رضی اللہ

کو بطور غلام کے دیا اور اُسے نصیحت کی کہ اس سے نیک سلوک کرے ابو الہیثم
اس غلام کو لیکر گھر گیا اور اپنی بی بی کو کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے
یہ غلام دیا ہے اور ساتھ یہ وصیت کی ہے کہ اس سے حسن سلوک کرنا بی بی
نے کہا کہ اس نصیحت پر تم پورا عمل کیونکر کر سکتے ہو سوائے اسکے کہ غلام کو آزاد کر دو۔
چنانچہ ابو الہیثم نے وہ غلام اسی وقت آزاد کر دیا +

زنباع نے اپنے ایک غلام کو ایک لونڈی کے ساتھ پایا اور اسکا ناک کاٹ
ڈالا غلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے پوچھا کہ کس نے
تیرا یہ حال کیا ہے غلام نے کہا زنباع نے چنانچہ اسی وقت زنباع کو طلب کیا
گیا اس نے جو دیکھا تھا بیان کیا۔ آنحضرت نے غلام کو فرمایا کہ جا تو آزاد ہے پھر
غلام نے کہا یا رسول اللہ میں کس کا مولی کہلاؤں گا۔ (یعنی میرا معاون اور مددگار کون
ہوگا) آپ نے فرمایا خدا اور اس کے رسول کا مولی چنانچہ اسی وعدے کے مطابق
آپ جبتک جیتے رہے اس کی مدد کرتے رہے آپ کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکر
کے پاس آیا اور وہ واقعہ آپ کو یاد دلایا اس پر حضرت ابوبکرؓ نے اس کے اور
اسکے عیال کیلئے گذارہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد وہ حضرت
عمرؓ کے پاس حاضر ہوا۔ آپنے پوچھا تو کہاں جانا چاہتا ہے عرض کیا مصر میں اسپر
حضرت عمرؓ نے حاکم مصر کے نام حکم لکھدیا۔ کہ اس کو اس کے گذارہ کے لئے
زمین دیدو۔ سبحان اللہ کیسا پاک وعدہ تھا اور کیسا پاک ایفاء اسکا ہوا +

ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایکدفعہ اپنے غلام
کو مار رہا تھا ناگہاں میںنے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی۔ ابو مسعود یاد رکھو
کہ جسقدر طاقتور حاکم تم اس پر ہو اس سے زیادہ طاقتور حاکم خدا تم پر ہے۔ ابو مسعودؓ فرماتے
ہیں جب میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو آنحضرت صلعم تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول
اللہ میںنے اسی وقت اسکو خدا کیلئے آزاد کر دیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اُسے آزاد نہ کرتے
تو تم آگ میں پڑتے +

حضرت ابوہریرہ رضہ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے ایکدفعہ دیکھا کہ ایک آدمی سوار ہے اور اسکا غلام اسکے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہے آپ نے فرمایا اسے اپنے پیچھے بٹھا لو کیونکہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ اور اس کی روح بھی تمہاری روح کی طرح ہے +

معرور کہتے ہیں میں نے ابوذر رضہ کو دیکھا کہ ایک نیا عمدہ لباس پہنا ہوا ہے اور آپ کے غلام نے بھی ویسا ہی نیا اور عمدہ لباس پہنا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا تو فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے ایک آدمی (اس سے مراد آپ کا غلام ہے) کو گالیاں نکالیں اس نے میری شکایت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کی آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تم نے اس کی ماں پر عیب لگایا۔ اور پھر فرمایا کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر تمہارے بھائی ہیں۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے ہو۔ اسے چاہیئے کہ اپنے کھانے سے اسے کھلاوے اور اپنے لباس سے کپڑا پہنا دیئے تم اپنے غلاموں کو ایسا کام نہ دو جو انکی طاقت سے زیادہ ہو اور اگر دو تو پھر اس کے کرنے میں خود مدد دو +

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ پیارا قول نقل کیا گیا ہے کہ میں شرمندہ ہوتا ہوں۔ جب میں ایسے آدمی کو غلام بنا کر رکھتا ہوں جو کہتا ہے۔ کہ اللہ میرا ربّ ہے +

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ اپنے ایک غلام کی نافرمانی کیوجہ سے اس کا کان مروڑا۔ اور پھر اپنے فعل سے توبہ کی اور اسی غلام کو کہا کہ تو بھی اسیطرح میرا کان مروڑ۔ مگر اُسنے انکار کیا۔ آپنے اصرار کیا تو اسنے آہستہ آہستہ کان مروڑنا شروع کیا۔ آپ نے کہا کہ زور سے مروڑ کیونکہ میں قیامت کے دن کی سزا برداشت نہیں کر سکتا۔ غلام نے جواب دیا اے میرے آقا جس دن سے تو ڈرتا ہے اُسی دن سے میں بھی ڈرتا ہوں +

حضرت زین العابدین کا ذکر ہے کہ ایکدفعہ اُن کے ایک غلام نے بھیڑ کو پکڑ کر ٹانگ

ہو گئے اس کی ٹانگ توڑ دی - انہوں سے کہا کہ تو نے کیوں ایسا کیا - کہا آپ کو غصہ دلانے کے لئے آپ نے فرمایا جس نے تجھے یہ تعلیم دی میں اسے غصہ دلاؤں گا یعنی شیطان کو جا اور تو خدا کے لئے آزاد ہے +

غلاموں یا آزاد کردہ غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے اسامہ کو جو حضرت زید کے بیٹے تھے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک فوج کا افسر بنایا قبل اسکے کہ یہ فوج روانہ ہو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگوں نے کہا کہ آپ کسی اور بڑے آدمی کو افسر بنائیں مگر آپ بہت ناراض ہوئے کہ جو کام میرے پیارے محبوب آقا نے کیا ہے۔ میں اسے منسوخ کروں - جب فوج کی روانگی کا وقت آیا تو آپ اسامہ کے ساتھ ساتھ پیدل روانہ ہوئے اور وہ سوار تھے انہوں نے عرض کی کہ اے خلیفہ رسول اللہ یا آپ بھی سوار ہو جاویں اور یا مجھے اجازت دیں کہ میں بھی پیدل چلوں - مگر آپ نے نہ مانا اور کچھ دیر تک نصیحت کرتے ہوئے اسی طرح ساتھ گئے - جب حضرت عمرو نے مصر کی فتح کا ارادہ کیا تو اول صلح کا پیغام دیکر ایک جماعت حاکم مصر کے پاس بھیجی جسکا سردار عبادہ رضؓ کو قرار دیا جو حبشی تھے اور حبشی اس زمانے میں بطور غلاموں کے فروخت ہوتے تھے - جب یہ جماعت حاکم مصر کے سامنے آئی تو اس نے کہا کہ اس حبشی کو باہر نکال دو - انہوں نے کہا یہی تو ہمارا سردار ہے اور جو کچھ یہ کہے گا یا کرے گا اسی کے ہم پابند ہیں - مقوقس حیران ہوا اور پوچھا تم نے ایک حبشی کو اپنا سردار کیونکر بنا لیا - انہوں نے کہا سرداری ہمارے درمیان قومیت یا رنگ پر نہیں بلکہ فضیلت پر ہے سو یہ ہم سب میں سے افضل الرائے ہی +

حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے عظیم الشان بادشاہ کا جو سلوک اپنے غلاموں سے تھا وہ ظاہر کرتا ہے کہ غلاموں کی ابتدائی اسلامی سوسائٹی میں کیا حیثیت تھی اور وہ لوگ کس طرح پر اپنے پیارے نبی کے لفظوں پر عمل کرتے تھے - جب حضرت ابو عبیدہ رضؓ نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا اور شہر کے لوگ تنگ آ گئے تو انہوں نے کہا

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ 

شرط پر شہر حوالے کر دینے کا وعدہ کیا کہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ آکر شرائط صلح طے کریں ابو عبیدہ نے امیر المومنین کو لکھا تو آپ فی الفور روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا۔ مگر سواری کے لئے اونٹ صرف ایک ہی تھا اسی لئے خلیفہ اور غلام باری باری اس پر چڑھتے اور جس کی باری نہ ہوتی وہ پیدل ہمراہ دوڑتا جب آپ ابو عبیدہ کے ڈیرے کے قریب پہنچے تو اتفاقاً غلام کی باری سواری کی آگئی آپ اتر کھڑے ہوئے اور غلام کو سوار کیا۔ اور آپ پیدل ہمراہ بھاگتے تھے اور تمام نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ ابو عبیدہ نے اس بات سے ڈر کر کہ امیر المومنین کو اسطرح پیدل بھاگتا ہوا دیکھکر یروشلم کے اہالی پر برا اثر نہ ہو اور مبادا جنگ کا رخ پلٹ دے عرض کیا کہ تمام نظریں آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں اس صورت میں یہ مناسب نہیں کہ آپ کا غلام تو سوار ہو اور آپ نوکروں کیطرح ساتھ ساتھ بھاگیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس بات کو سن کر غضب میں آ گئے اور فرمایا "کہ تجھ سے پہلے ایسا مجھے کسی نے نہیں کہا اور یہ تیری بات مسلمانوں پر لعنت لانیوالی ہے۔ ہم سب لوگوں سے زیادہ ذلیل اور حقیر اور سب سے تھوڑے تھے خدا نے اسلام کے ذریعے ہمیں بڑائی اور عزت دی۔ اور اگر ہم ان راہوں سے الگ جا کر عزت تلاش کریں گے جو راہیں اسلام نے ہمیں سکھائی ہیں۔ تو پھر خدا ہمیں ذلیل کریگا" جس سے آپ کا یہ مطلب تھا۔ کہ اسلام نے تو یہ تعلیم دی ہے کہ تم اپنی عزت اسی میں سمجھو کہ اپنے غلاموں کو اپنے برابر رکھو۔ اگر ہم اس مساوات پر اپنی ذلت سمجھنے لگیں گے تو پھر خدا ہمیں ذلیل کریگا کیونکہ اس کی بتائی ہوئی راہ کو ہم چھوڑ بیٹھے۔ میں پوچھتا ہوں کہ آیا آج بھی دنیا میں کوئی ایسا فاتح موجود ہے یا کوئی چھوٹی سے چھوٹی ریاست کا حکمران ایسا موجود ہے یا کوئی شخص جو کسی بڑے عہدے پر ممتاز ہو ایسا ہے کہ وہ اخلاقی جرأت دکھا سکے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ... بھائی یا ... سلوک کا وہ نمونہ دکھا سکے جو ایک بڑے شہنشاہ ... حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امر سے ناواقف تھے کہ ایک

نئے فتح ہوئے ہوئے ملک پر رعب کا قائم رکھنا کسقدر ضروری ہے۔ انہیں وہ
خوب سمجھتے تھے بلکہ جیسا وہ ان معاملات کو سمجھتے تھے ایسا کوئی نہ سمجھتا تھا
مگر اسلام کے احکام کی سچی عظمت ان کے دل میں تھی۔ وہ صدق دل سے
جانتے تھے۔ کہ ہر ایک عزت اور شوکت انہیں راہوں پر چلنے سے ملے گی اور
اگر پچھلے زمانے میں مسلمانوں نے غلاموں اور نوکروں کے ساتھ اس طریق
برتاؤ کو چھوڑ دیا تو یہ وہی بات ہے جو حضرت عمر نے کہی تھی انہوں نے اسلامی اصول
کو چھوڑ کر اور راہوں سے عزت تلاش کی۔ پس وہ عزت کو کھو بیٹھے۔ اب بھی
جو مسلمان غیر مسلمان اقوام کے نقش قدم پر چلکر دنیا میں معزز بننا چاہتے ہیں
اور اسلام کی راہوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں انہیں یہی بات یاد رکھنی
چاہیئے +

مگر باوجود ان غلطیوں کے جن میں مسلمان پڑ گئے ہیں اور مرور زمانہ سے
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے دور جا پڑے ہیں۔ یہ امر قابل غور ہے۔ کہ
آپ کی نیک تعلیم ایسی ان کے خونوں کے اندر رچ گئی یا یوں کہو کہ آپ کی قوت
قدسی ایسی ان پر غالب آئی کہ اب بھی مسلمانوں کا سلوک اپنے نوکروں اور غلاموں
سے غیر اقوام کے سلوک کی نسبت بدرجہا بہتر ہے اور یہ شکر کا مقام ہے کہ ہمیں اسکا
ثبوت دینے کی ضرورت نہیں خود عیسائیوں نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔ لین الف
لیلہ کے انگریزی ترجمہ کے نوٹوں میں لکھتا ہے اور یہ وہ شخص ہے جو مدتوں مصر
میں رہا اور مسلمانوں کے حالات کو غور کی نظر سے دیکھتا رہا وہ کہتا ہے کہ مسلمانوں میں
غلاموں کے ساتھ عموماً نیک سلوک کیا جاتا ہے دوسرے ممالک کی نسبت وہ
لکھتا ہے کہ جن سیاحوں نے دوسرے اسلامی ممالک میں سفر کیا ہے ان کی شہادت
مسلمانوں کی اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق بہت ہی قابل اطمینان
ہے اور پھر لکھتا ہے کہ قرآن شریف اور احادیث میں جو ہدایتیں غلاموں کے
ساتھ حسن سلوک کے متعلق ہیں عموماً ان سب پر یا انکے زیادہ حصہ پر مسلمان گ تو

عمل کرتے ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی تعلیم غلاموں سے حسن سلوک سے متعلق عیسائیوں کے گال سے طمانچہ کی تعلیم کیطرح نہیں کہ سرا ہتے سرا ہتے ہزارہا کاغذ سیاہ کر دیں اور جب عمل دیکھیں تو ایک بھی عامل دنیا میں نظر نہ آئے یہ تو ایک غیر متعصب عیسائی ہے مگر پادری ہیو کو بھی یہ امر تسلیم کرنا پڑا ہے جیسا کہ وہ لکھتا ہے کہ "مسلمان ممالک میں غلاموں کے ساتھ سلوک بہت اچھا ہے۔ بمقابلہ اس سلوک کے جو امریکہ میں کیا جاتا ہے جہاں غلامی کا رواج عیسائی اقوام سے نیچے رہا"

مگر پادری صاحب پیروں کو کیوں ملزم کرتے ہیں جب ان کے مرشد کی تعلیم میں ایک لفظ بھی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق نہیں پایا جاتا۔ ایسا ہی انسکلوپیڈیا ببلیکا میں عیسائی مضمون نویس مسلمانوں کے درمیان غلامی کے رواج پر لکھتا ہوا کہتا ہے "مشرقی اسلامی ممالک کی غلامی عموماً کھیت میں مزدوروں کی طرح کام کرنے کی غلامی نہیں۔ بلکہ گھر کے کاروبار کے متعلق ہے غلام کو خاندان کے ایک ممبر کیطرح سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ نرمی اور محبت سے سلوک کیا جاتا ہے۔ قرآن شریف غلاموں کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے سلوک کرنے کی روح پھونکتا ہے۔ اور غلام آزاد کرنے کی ترغیب دیتا ہے"

اب اس اسلامی تعلیم اور ان واقعات یقینی کو پیش کرنے کے بعد میں اپنے منصف مزاج ناظرین سے یہ سوال کرتا ہوں کہ یہ غلامی جیسے رواج کو ایک حد تک اسلام نے یک لخت روک نہیں دیا کیا یہ ایسی غلامی ہے کہ اس لفظ کے معمولی مفہوم کی رو سے جو دنیا میں سمجھا جاتا ہے اس کو غلامی کہہ سکیں۔ نہیں بلکہ جہاں تک آجکل کے نوکروں کے ساتھ سلوک دیکھا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت دنیا میں جس قدر لوگ خادم کے نام سے موسوم ہیں وہ ایک اسلامی غلام پر رشک کریں گے اور اس خادمی کی حالت سے اس غلام کی حالت کو بدرجہا بہتر سمجھیں گے۔ غلامی کی عام مفہوم کے رو سے تو یہ کہنا بھی جائز نہیں کہ ایک حد تک اسلام نے غلامی کی

اجازت دی۔ کیونکہ ہر ایک بدی جو اس سے پیدا ہوتی تھی اسلام کی تعلیم نے اس بدی کو جڑھ سے کاٹ دیا۔ جو اپنے آقا کے برابر ہے اسکو غلام کیوں کہا جائیگا اور یہ مساوات اور خاندان کے ایک ممبر کیطرح ہونا صرف لفظ ہی لفظ نہ تھے بلکہ عمل سے ہی یہ دونوں باتیں ظاہر ہوتی تھیں جو کھانا آقا کھائے وہی غلام کھائے جو لباس مالک پہنے وہی مملوک پہنے جہاں وہ رہے اسی جگہہ غلام بھی رہے۔ طاقت سے زیادہ کام نہ دینا۔ کبھی سختی سے اُسے مخاطب نہ کرنا اور نہ ہی مارنا۔ اس سے بڑھکر کونسی اصلاح کی دنیا خواہشمند ہوسکتی تھی یہ زمانہ لفظ پرست ہے اور بجائے مغز کے چھلکے پر خوش ہوجاتا ہے نام کو تو غلامی موقوف کر دی گئی مگر افسوس ہے کہ غلامی کی حقیقت ابھی تک مہذب ممالک میں اسی طرح موجود ہے عنقریب دنیا دیکھے گی کہ جب تک خادموں کے ساتھ وہ رفق اور نیکی کا طریق نہ برتا جائیگا جسکی تعلیم تیرہ سو سال ہوئے ایک انسانوں کے سچے ہمدرد اور خدا کے برگزیدوں میں سے سب بڑے برگزیدہ نے دی تھی تب تک غلاموں کی موقوفی لفظی موقوفی ہے اور حقیقتاً اس سے وہ اصلاح نہیں ہوئی جو دنیا کی اخلاقی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ اسلام کی تعلیم ہی وہ عملی تعلیم ہے جسپر دنیا چل سکتی ہے اور جسپر چلکر انسان انسانوں کے لیئے مفید اور خدا کا سچا بندہ بن سکتا ہے + (ریویو) باقی آئندہ)

# قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ثبوت

تمام مذاہب میں سے جنہوں نے دنیا کے کثیر حصہ پر اپنا اثر ڈالا ہے کسی بانی کی زندگی کے واقعات ایسے محفوظ نہیں جیسے بانی اسلام کے۔ ایک ایسا دعوے نہیں . . . . . . — — — — — — — — ہے جو کسی

دلیل کا محتاج ہو یا جس پر کسی مخالف نکتہ چین لا تسلم کہنے کی گنجائش ہو - کیونکہ مخالف و موافق جس نے مذاہب کی تاریخ پر غور کیا ہے - اس امر کو تسلیم کرتا ہے - کہ جہاں دوسرے بڑے بڑے بانیان مذاہب کی زندگی کے واقعات دھندلا پن اور تاریکی کے نیچے ایسے دبے ہوئے ہیں - کہ اُن کی صحت کا پتہ لگانا قریباً محال ہے - وہاں پیغمبر صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی تاریخ کی ایسی صاف اور کھلی روشنی کے نیچے ہے - کہ اس کا کوئی واقعہ بھی ہماری آنکھوں سے چھپا ہوا نہیں - دوسری طرف یہ امر بھی محتاج ثبوت نہیں - کہ کسی مذہب کے پیرووں نے اپنے مقدس پیشوا کی زندگی کے واقعات کی اس تحقیق اور تدقیق سے جہاں بین نہیں کی جیسی کہ مسلمانوں نے ایک ایک روایت کی صحت کے پرکھنے کے لئے وہ وہ جستجوئیں محدثین نے اُٹھائی ہیں - کہ جن کا ہم اس وقت کسی طرح صحیح اندازہ بھی نہیں کر سکتے لیکن یہ موقعہ ان تفصیلات کا نہیں - ہماری غرض اس جگہ اس امر کے بیان کرنے سے یہ ہے - کہ جسقدر مجموعہ روایات کا محتاط محققین نے پوری چھان بین کے بعد صحیح سمجھا ہے - اس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں بہت کم غلطی احتمال ہے لیکن اس قسم کا احتمال ہمیں یہ اجازت نہیں دیتا - کہ اس سارے کے سارے مجموعہ کو ہی ہم رد کر دیں - کیونکہ اسطرح پر کسی تاریخی واقعہ کی شہادت پایۂ اعتبار تک نہیں پہنچ سکے گی - ہم دیکھتے ہیں - کہ اسی زمانہ میں باوجود تاروں اور ریلوں اور مطابع کے اس قدر وسیع انتظاموں کے ایک نہ ایک حد تک ہر ایک واقعہ کی تفصیلات میں غلطیاں داخل ہو جاتی ہیں - لیکن ان سے خود اس واقعہ کا بطلان نہیں ہوتا بلکہ یہ امر دراصل اس واقعہ کی صداقت اور صحت کا موید ہوتا ہے +

اس بیان سے ہمارا یہ مقصود ہے - کہ اگرچہ ہمیں قرآن کریم سے صریح اور بین ثبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ملتا ہے - لیکن تاہم جو معجزات کا ظہور اس قسم کے مقبول سلسلہ روایات سے ثابت ہوتا ہے ان کو ہم کسی طرح نظر انداز نہیں کر سکتے - مثلاً ہم دیکھتے ہیں - کہ عیسائیوں نے حضرت مسیح کے متعلق روایات کو قبول یا رد کرتے وقت ایک ایسا طریق اختیار کیا

جس پر ایک عقلمند انسان ہنسے گا۔ اور بہت ساری اناجیل ہیں سے جنکے جھوٹھ اور سچ میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں تھا۔ بعض کو بلاوجہ صحیح اور بعض کو بلاوجہ جھوٹھی قرار دیدیا۔ اور وہ بھی ایک ایسے زمانے میں جب ان روایات کی صحت یا عدم صحت کے پتہ لگانیکا کوئی ذریعہ نہیں رہ گیا تھا۔ یعنی تین سو سال گذر جانے کے بعد۔ ایسی صورت میں کوئی محقق ان معجزات کو جو ان روایات میں درج ہیں۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اناجیل کی شہادت پر قبول نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ کسی اور طرح پر ان کا ثبوت بہم نہ پہنچے۔ لیکن اس کے برخلاف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات کے متعلق ایک ایک روایت کے متعلق الگ الگ حیرت انگیز تحقیقات کیگئی ہے۔ اور وہ بھی ایک نہایت قریب زمانے میں جب کہ پوری تحقیق کے ساتھ ایسی روایتوں کی صحت یا عدم صحت کا پتہ لگالینا کچھ مشکل نہ تھا۔ اور کسی روایت کو صحت کے پورے درجہ پر قبول نہیں کیا گیا۔ جب تک کہ اس کی شہادت تواتر کے ساتھ اور مختلف ذرایع سے ہاتھ نہیں آگئی۔ الغرض ان احادیث میں جن کو محققین نے کامل تحقیق کے بعد صحیح مانا ہے۔ جو معجزات درج ہیں۔ وہ اپنے ساتھ ایک قطعی اور یقینی ثبوت رکھتے ہیں۔ اور کسی دوسرے ثبوت کے محتاج نہیں۔ لیکن اس مضمون میں ہم صرف قرآن کریم سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ثبوت دیکھنا چاہتے ہیں +

سب سے اول یہ امر غور طلب ہے کہ قرآن کریم کی ایک ایک آیت جیسے جیسے نازل ہوتی رہی وہ ایسی طرح پر مخالفین و موافقین کے درمیان شایع ہوتی رہی۔ کہ جسکی کوئی نظیر موجود نہیں۔ اس کتاب پاک کا ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو اپنے نزول کے وقت مسلمانوں اور کفار کے درمیان میں پورے طور پر شہرت نہ پا گیا ہو۔ وہ لوگ جنھوں نے طرح طرح کی اذیتیں اٹھاکر اور تمام تعلقات کو قطع کرکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اختیار کیا تھا اُن کی غذا ہی وہ کلام الہی تھی جو اُن کے محبوب۔ وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہتی تھی وحی کا ہر ایک لفظ ان کی تسکین اور اطمینان کا باعث ہوتا تھا۔ اور اسوا سطے

طرح طرح کے مصائب کے درمیان وہ تشنہ لبوں کی طرح سرچشمۂ وحی کی آواز کے منتظر رہتے تھے۔ یہانتک کہ جو لوگ ان میں سے اپنے کاروبار بھی کرتے تھے انہوں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ دو دو آدمی ملکر ایک ایک روز اپنے مولیٰ و آقا کی خدمت میں حاضر رہتا اور کوئی نیا کلام جو نازل ہوتا وہ اپنے ساتھی کو شام کو پہنچا دیتا۔ اور پھر دوسرے دن دوسرا رفیق اپنی باری پوری کرتا۔ اور بہت سارے تو اُن میں ایسے تھے جو کسی وقت بھی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے تھے اس وجہ سے ہر ایک آیت کلام الہی کی فی الفور تشہیر ہو جاتی تھی۔ علاوہ اسکے کفار کو دین اسلام کی طرف بلانے کا سلسلہ دن رات جاری تھا اور اس لئے ہر ایک نئی آیت اُن کے کانوں تک اسی وقت پہنچ جاتی تھی۔ بلکہ ہر ایک مسلمان اپنا فرض سمجھتا تھا۔ کہ جو کچھ نیا کلام الٰہی اُس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے اُسے فی الفور دوسرے لوگوں تک پُہنچا دے خواہ وہ مخالف ہوں یا موافق۔ پھر علاوہ اس کے نمازیں جو کم از کم دن رات میں پانچ وقت پڑھی جاتی تھی قرآن کریم کا پڑھنا لازمی تھا اور جس وقت امام بہ آواز بلند قرات پڑھتا ہوگا تو ممکن نہیں کہ کفار اس سے بیخبر رہتے ہوں کاش مخالفین سوچتے تو اُن کو یہی ایک امر اسکی صداقت کا یقین دلا سکتا تھا کہ کیسی جرأت سے اُسنے تمام ان امور کو بآواز بلند ابتدا سے ہی دُنیا میں مشتہر کیا ہے اس نے اپنی کسی بات کو مخفی نہیں رکھا۔ بلکہ اپنے متاع کو کھول کھول کر پیش کیا ہے۔ تا جو کوئی نکتہ چینی اس پر ہو سکتی ہے کیجاوے۔ ایک طرف تو ہماری آنکھوں کے سامنے یہ نقشہ ہے کہ ایک شخص جسے آج خدا بنایا جاتا ہے ایک بات اپنے چیدہ دوستوں کو کہہ کر جھٹ ساتھ یہ حکم لگا دیتا ہے۔ کہ دیکھو یہ بات کسی کو کہنا نہیں۔ اور دوسری طرف ایک انسان جو رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے نہ صرف اپنے دعویٰ کو ہی بآواز بلند بیان کرتا ہے۔ بلکہ ایک ایک لفظ کو جسے وہ خدا کیطرف سے سمجھتا ہے اس جرأت اور قوت اور شجاعت سے بیان کرتا ہے۔ کہ گویا اُسے پورا شعور حاصل ہے۔ اور وہ قطعی اور یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوا ہے۔ کہ وہ صادق ہے۔ اور کوئی شخص یہ

طاقت نہیں رکھتا۔ کہ اسکی صداقت پر کسی قسم کی نکتہ چینی کر سکے۔ غرضیکہ قرآن کریم کی ہر ایک آیت کا بروقت نزول مخالفین اور موافقین کے درمیان شہرت پا جانا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ ان کے مضامین کے متعلق مخالفین کو کسی طرح پر اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ اور موافقین بھی پوری بصیرت سے اس کے مصدق کے قایل تھے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم صاف طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے معجزات کے ظہور کو بیان کرتا ہے۔ بلکہ اسی وجہ پر کفار کو ملزم گردانتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم نے لفظ معجزہ کو کہیں استعمال نہیں کیا۔ بلکہ ان خارق عادت امور کو جن کو عام اصطلاح میں معجزات کہا جاتا ہے لفظ آیات یا بینات سے تعبیر کیا ہے۔ ان الفاظ کا لفظی ترجمہ نشان یا کھلی دلیل ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور ماموریت من اللہ کی سچائی پر نشان اور کھلی دلیلیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی چونکہ غیب الغیب ہے اسی لئے وہ امور جن کو ہر ایک انسان عادت کے طور پر دنیا میں واقعہ ہوتے دیکھتا ہے۔ اس کی ہستی کے لئے نشان یا دلیل کا کام نہیں دے سکتے۔ اور ایسا پتہ صرف خارق عادت امور سے ہی لگتا ہے۔ اسی لئے اس کو معجزہ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک ایسا امر ہوتا ہے جس کے کرنے سے انسانی طاقت عاجز ہوتی ہے اور جسکی کنہ کو انسان کا فہم پہنچ نہیں سکتا۔ قرآن کریم سے یہ امر ثابت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے کفار کو نشانیاں دکھائیں مگر انہوں نے تمسخر اور تکذیب سے کام لیا اور ان معجزات کو جادو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو جادوگر کہا اور نئے نئے نشانات اور اقتراحی معجزات مانگے۔ یہ امر قرآن کریم کی مفصلہ ذیل آیات سے ثابت ہے وَاِذَا جَاءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَا اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ (الانعام ۱۲۵) اور جب کوئی نشان پاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کبھی نہیں مانیں گے جب تک ہمیں خود ہی وہ باتیں حاصل نہ ہوں جو رسولوں کو ملتی ہیں اس آیت سے ثابت ہے کہ کفار کو معجزات دکھائے گئے۔ لیکن بجائے اس کی

کہ ان معجزات کو دیکھ کر وہ ایمان لاتے انہوں نے یہ کہا - کہ جب تک ہم کو خود یہ طاقتیں حاصل نہ ہوں ہم ایمان نہیں لاتے ایسا ہی ایک جگہ فرماتا ہے - فقد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسہ ومن عمی فعلیھا (الانعام ۱۰۵) خدا نے میری رسالت پر روشن نشان تمہیں دیئے ہیں - سو جو ان کو شناخت کر لے سمجھ اپنے ہی نفس کو فائدہ پہنچایا - اور جو اندھا ہو جائے اس کا وبال بھی اسی پر ہے ایسا ہی سورہ قمر کے ابتدا میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے وان یروا ایۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر (قمر - ۲) جب وہ نشان دیکھتے ہیں - تو منہ پھیرتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ یہ بھی ایک جادو ہے جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے - اس آیت کا مطلب یہ ہے - کہ جسطرح پہلے انبیاء کے نشانوں کو دیکھ کر ان کے منکرین ان نشانات کو جادو کہتے رہے ایسا ہی یہ کافر بھی کرتے ہیں - گویا ان کی ناانصافی کا ذکر کر کے اس طور کا اقرار ان کا درج کیا ہے کہ وہ نشانوں کو دیکھ کر کہتے ہیں - کہ وہ جادو ہے - جیسا پہلے انبیاء کے نشان جادو تھے واذا ذکروا لا یذکرون واذا راوا ایۃ یستسخرون وقالوا ان ھذا الا سحر مبین (الصّفّت ۱۳-۱۴-۱۵) جب ان نصیحت دیجاتی ہے تو قبول نہیں کرتے - اور جب نشان دیکھتے ہیں تو ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صریح جادو ہے - اس آیت سے بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کو معجزات دکھائے مگر انہوں نے ان نشانات کو ہنسی میں اڑایا اور جادو کہا پھر ایک جگہ فرماتا ہے کیف یھدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینٰت (آل عمران ۸۵) وہ لوگ کیونکر ایمان لا سکتے ہیں جنہوں نے ایمان کے بعد انکار کیا - اور وہ اقرار کر چکے تھے کہ یہ رسول برحق ہے اور کھلے کھلے نشان اس کی صداقت کے بھی دیکھ چکے تھے - پھر سورہ بقرہ آیت ۹۹ میں فرماتا ہے و لقد انزلنا الیک ایٰت بینٰت وما یکفر بھا الا الفٰسقون - یعنی ہم نے تجھ پر کھلی کھلی نشانیاں اتاری ہیں پس جو ان کھلے نشانوں کا انکار کرتا ہے وہ فاسق ہے اس جگہ بھی صفائی سے

یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت نے کھلے کھلے معجزات کفار کو دکھلائے۔ مگر وہ
تکذیب ہی کرتے گئے۔ جیسے پہلے انبیاء کی تکذیب کی +

اب ان تمام آیات سے بداہت ثابت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
کفار نے آپ کے معجزات دیکھے۔ مگر ان کو جھٹلایا۔ اور ہنسی کی۔ اور جادو کہا۔ اور نئی نئی شرطیں
پیش کیں۔ ان صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ کہنا۔ کہ قرآن کریم نے آنحضرت کے
معجزات سے انکار کیا ہے۔ کس قدر بیہودہ بات ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ان معجزات کی تصریح
قرآن کریم نے کیوں نہیں کی اسکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ یہ معجزات بہ تفصیل معتبر روایات میں
درج ہیں۔ اور قریباً تین ہزار معجزہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتوں سے ثابت ہے
اور ایسا ہی آپ کی ہزاروں پیشگوئیاں احادیث سے ثابت ہیں جو اپنے اپنے وقتوں
پر پوری ہوئیں۔ یہاں یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس صورت میں قرآن کریم خود
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا مثبت ہے۔ تو پھر بعض جگہ انکار معجزات
سے کیا مطلب ہے۔ جگہ بطور اعتراض دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ اول سورۃ عنکبوت
کی آیت وقالوا لولا انزل علیہ اٰیٰت من ربہ قل انما الاٰیٰت عند اللّٰہ
وانما انا نذیر مبین۔ اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلٰی
علیہم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکرٰی لقوم یؤمنون ویستعجلونک
بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم العذاب ولیاتینہم
بغتۃ وھم لا یشعرون (العنکبوت ۵۰-۵۲) جو لوگ اس سے
انکار معجزات نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ پہلے حصہ کو پیش کرتے ہیں۔ اور باقی آیات
کو نہیں پڑھتے۔ ہم کہتے ہیں کہ صرف پہلے حصہ سے بھی انکار معجزات ہرگز نہیں
نکلتا۔ جس صورت میں قرآن شریف بار بار جیسا کہ اوپر دکھایا جا چکا ہے کفار کو ملزم
کرتا ہے کہ وہ نشان دیکھ کر کیوں ایمان نہیں لاتے اور ان کو نشانوں کے انکار کے
سبب سے کافر اور ظالم اور فاسق قرار دیتا ہے۔ اور ایسی آیتوں سے قرآن
شریف بھرا پڑا ہے۔ تو کفار کے اس قول کے معنے کہ نشان کیوں نہیں اتارے

جانتے سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں کہ جو نشان وہ دیکھ چکے تھے ان پر ہنسی کرتے تھے یا ان کو سحر کہتے تھے اور اسلئے نئے سے نئے نشان طلب کرتے تھے۔ اس آیت کے معنے ہمارے اس زمانے میں اور بھی وضاحت سے کھلتے ہیں۔ جبکہ ............. ہزار ہا نشان دیکھنے کے بعد پھر بھی مکذبین یہی کہے جاتے ہیں۔ کہ کوئی نشان نہیں دکھایا گیا ایسا ہی ہر زمانہ میں ہوتا رہا ہے لیکن آیت کے سیاق وسباق پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ کفار عام طور پر نشانات کا انکار نہیں کرتے بلکہ ایک خاص قسم کے نشان کے طالب تھے اور اسی کا جواب ان آیات میں مذکور ہے۔ چنانچہ سورۃ عنکبوت کو جس میں یہ آیات واقعہ ہوئی ہیں ابتداء سے پڑھنے سے یہ معلوم ہوگا۔ کہ کفار عرب کو اللہ تعالٰے پہلی قوموں کی حالت سے عبرت پکڑنے کے لئے نصیحت فرماتا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے بیان فرماتا ہے۔ کہ جب انبیاء علیہم السلام کے معجزوں کا انکار کیا گیا۔ تو پھر ہم نے ان قوموں کو ہلاک کر دیا۔ حضرت نوحؑ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیبؑ کی قوموں اور ایسا ہی عاد اور ثمود اور قارون اور فرعون اور ہامان پر عذاب کے نازل ہونیکا ذکر فرماتا ہے۔ چنانچہ ان سب کے واقعات کو بیان کر کے فرماتا ہے۔

فکلا اخذنا بذنبہٖ فمنھم من ارسلنا علیہ حاصبا ج ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ج ومنھم من خسفنا بہ الارض ج ومنھم من اغرقنا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون ج وتلک الامثال نضربھا للناس ج (العنکبوت۔ ۳۹ و ۴۲) ہم نے ان سب کو جنکا ذکر اوپر ہوا ان کے گناہ کے سبب سے پکڑ لیا چنانچہ ان میں سے بعض تو وہ تھے جنپر ہم نے پتھر برسائے۔ اور بعض ان میں سے وہ تھے۔ جن کو بڑی زور کی آواز نے آدبایا۔ اور بعض ان میں سے وہ تھے جن کو ہم نے زمین میں دھسایا۔ اور بعض ان میں سے وہ تھے جنکو ہمنے غرق کر دیا اور خدا نے انپر ظلم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے خود خدا کے نشانوں کی تکذیب کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور

یہ مثالیں ہم اسلئے بیان کرتے ہیں - کہ یہ لوگ سمجھ جاویں - ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کفار کو یہ سمجھایا گیا تھا کہ جسطرح پہلی قوموں پر نشانات الٰہی کی تکذیب کے سبب سے عذاب نازل ہوا - اسی طرح تم پر بھی نازل ہوگا کیونکہ تم ان نشانات کی تکذیب کر رہے ہو جو ہم اس نبی پر اتار رہے ہیں اسکے جواب میں کفار کا یہ قول نقل کیا جاتا ہے - لولا انزل علیہ آیت من ربہ اگر یہ بات حق ہے تو پھر وہ عذاب کی نشانیاں ہم پر کیوں نہیں اترتیں - جیسے کہ دوسری جگہہ اسی کی تصریح ہے واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم (الانفال ۳۲) جب ان کافروں نے دعائیں مانگیں - کہ یا اللہ اگر یہ دین حق ہے اور جو معجزات اس کی تائید میں دکھائے جاتے ہیں وہ تیری ہی طرف سے ہیں تو بس چونکہ ہم ان کی تکذیب کر رہے ہیں سلئے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسایا کوئی اور دردناک عذاب نازل کر یہ سوالات کفار کے دل میں اسوقت پیدا ہوئے جب بار بار ان کو نشانات دکھائے گئے - اور قرآن شریف نے انہیں ملزم لیا کہ تم خدا کے نشانوں کو جھٹلا رہے ہو - اور باوجود نشان دیکھنے کے ایمان نہیں لاتے - جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے *

الغرض یہ صاف ظاہر ہے کہ سورہ عنکبوت کی اس آیت متنازعہ میں کفار کا سوال یہ تھا - کہ جب ہم نشانوں کو جھٹلا رہے ہیں - تو پھر خدا کیطرف سے وہ عذاب کا نشان کیوں نازل نہیں ہوتا - جس سے بار بار ڈرایا جاتا ہے اب ہم ان آیات کا ترجمہ کرکے دکھاتے ہیں - کہ مابعد کی آیتوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ کفار کا سوال صرف عذاب والے نشانوں کے متعلق تھا - کیونکہ قرآن کریم میں جب کبھی کسی قوم کی ہلاکت کا ذکر کیا جاتا تھا - تو ساتھ ہی کفار کو یہ کہا جاتا تھا - کہ اس میں تمہارے لئے بھی ایک نشان ہے - ترجمہ آیات کا جو اوپر نقل کیگئی ہیں یہ ہے وہ کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر نشانیاں - ان کو کہدے کہ وہ نشانیاں

جو تم مانگتے ہو۔ یعنی عذاب کی نشانیاں وہ خدا تعالےٰ کے پاس موجود ہیں۔ اور اسی عذاب سے میں تمہیں ڈرانیوالا ہوں۔ کیا ان لوگوں کے لئے جو عذاب کی نشانی مانگتے ہیں۔ یہ رحمت کی نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تجھپر باوجود تیرے امی ہونے کے وہ کتاب جو جامع کمالات ہے نازل کی جو ان پر پڑھی جاتی ہے یعنی قرآن شریف جو ایک رحمت کا نشان ہے اور اس میں ان لوگوں کے لئے۔ جو ایمان لاتے ہیں نصیحت ہے۔ مگر یہ قوم کو جلدی سے عذاب ہی مانگتی ہے اور رحمت کے نشانوں سے فائدہ اوٹھانا نہیں چاہتی۔ ان کو کہدے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو اس عذاب کا اللہ تعالےٰ نے ایک وقت مقرر کر دیا ہوتا۔ تو یہ عذاب کی نشانیاں جو تم مانگتے ہو کب کی نازل ہو گئی ہوتیں۔ اور یہ عذاب تو یقیناً یقیناً ان پر وارد ہو کر رہیگا اس وقت کہ ان کو خبر بھی نہیں ہو گی آخر آیت نے پہلی آیت کے معنوں کو بالکل صاف کر دیا ہے اور یہ بتا دیا ہے۔ کہ یہ عذاب کے نشان کا ہی مطالبہ تھا۔ چونکہ نیب معجزات پر نازل ہونیوالا اقتضاء معمولی نشان کا کیونکہ اخیر میں کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ وہ عذاب کے نشان کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ لیکن اس کا ہم نے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اور وہ ضرور نازل ہو کر رہیگا۔ اس وقت کیطرف سورہ انفال کی اس آیت میں بھی اشارہ ہے جو مطالبہ عذاب کے بعد ہے جہاں ان کو کہا گیا ہے۔ کہ خدا اسلئے ان پر عذاب نہیں بھیجتا کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کے درمیان ہیں۔ اور ایسا ہی ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ یہ عذاب آنحضرتؐ کے مکہ سے ہجرت کے ایک سال بعد ان پر نازل ہوگا۔ پس یہی وہ نشان تھا جسکا کفار مطالبہ کرتے تھے۔ اور جس کے لئے ان کو کہا گیا تھا۔ اور اسکا وقت ابھی نہیں آیا۔ ہاں اللہ کے نزدیک وہ نشان موجود ضرور ہے اور ضرور تم پر وارد ہو کر رہیگا۔

اس جگہ اللہ تعالےٰ نے کفار کو یہ بھی سمجھایا ہے۔ کہ جس صورت میں رحمت کے نشان اللہ تعالےٰ کی ہستی پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت

پیران کو دکھائے گئے اور دکھائے جا رہے ہیں۔ تو کیوں وہ عذاب کے نشان کے طالب ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کا مدعا تو رحمت کے نشانوں سے بھی حل ہوجاتا ہے۔ کفار مکہ کی غرض عذاب کا نشان مانگنے سے یہ تھی۔ کہ تا وہ ان پر وارد ہوکر حق الیقین تک پہنچا دے اور صرف دیکھنے کی چیز نہ رہے۔ کیونکہ مجرد رویت کے نشانوں میں ان کو یہ احتمال تھا کہ ممکن ہے انہیں دھوکا ہی لگا ہو۔ اور یا یہ جادو یا چشم بندی کی قسم ہو۔ جیسا کہ بار بار اُن کا پہلے نشانوں کو سحر کہنا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اسی وہم اور اضطراب کے دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی نشان چاہئے ہو جو تمہارے وجود پر وارد ہو جائے۔ تو پھر عذاب کے نشان کی کیا حاجت ہے۔ کیا اسی مدعا کے حاصل کرنے کیلئے رحمت کا نشان کافی نہیں۔ یعنی قرآن شریف جو تمہاری آنکھوں کو اپنی پرنور اور تیز شعاعوں سے خیرہ کر رہا ہے اور اپنی ذاتی خوبیاں اور اپنے حقائق اور معارف اور اپنے فوق العادت خواص اس قدر دکھلا رہا ہے جسکے مقابلہ و معارضہ سے تم عاجز رہ گئے ہو اور وہ تم پر اور تمہاری قوم پر ایک خارق عادت اثر ڈال رہا ہے۔ اور دلوں پر وارد ہوکر عجیب در عجیب تبدیلیاں دکھلا رہا ہے۔ مدتہائے دراز کے مردے اس سے زندہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور مادرزاد اندھے جو بیشمار پشتوں سے اندھے ہی چلے آتے تھے۔ آنکھیں کھول رہے ہیں۔ اور کفر اور الحاد کی طرح طرح کی بیماریاں اس سے اچھی ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اور تعصب کے سخت جذامی اس سے صاف ہوتے جاتے ہیں۔ اس سے نور ملتا ہے اور ظلمت دور ہوتی ہے۔ اور وصل الٰہی میسر آتا ہے +

اب انصاف سے دیکھو کہ اس آیت میں کہاں معجزات کا انکار پایا جاتا ہے۔ یہ آیتیں تو باواز بلند پکار رہی ہیں۔ کہ کفار نے ہلاکت اور عذاب کا نشان مانگا تھا۔ سو اول انہیں کہا گیا کہ دیکھو تم میں زندگی بخش نشان موجود ہے۔ یعنی قرآن جو تم پر وارد ہوکر تمہیں ہلاک کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمیشہ کی حیات بخشتا

ہے۔ مگر جب عذاب کا نشان تم پر وارد ہو تو وہ تمہیں ہلاک کریگا۔ پس کیوں تم ناحق اپنا مرنا ہی چاہتے ہو۔ اور اگر تم عذاب بھی مانگتے ہو تو یاد رکھو کہ وہ بھی جلد آئےگا۔ پس اللہ جلشانہٗ نے ان آیات میں عذاب کے نشان کا وعدہ دیا اور قرآن شریف میں جو رحمت کے نشان ہیں۔ اور دلوں پر وارد ہوکر اپنا خارق عادت اثر ان پر ظاہر کرتے ہیں۔ ان کی طرف توجہ دلائی۔ معترض کا یہ کہنا کہ اس آیت سے کل معجزات کی نفی لازم آتی ہے۔ محض ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ مکہ کے مغلوب بُت پرست کبھی تمام معجزات کا انکار نہ کرسکتے تھے۔ کیونکہ نہ صرف آخرکار انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آنجناب کے معجزات کو معجزہ کرکے مان لیا بلکہ کفر کے زمانہ میں بھی وہ قطعًا انکار نہیں کرسکتے تھے اور روم اور ایران میں جاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہٖ وسلم کو متعجبانہ خیال سے ساحر مشہور کرتے تھے۔ اور گو بیجا پیرایوں میں ہی سہی مگر نشانوں کا اقرار کرلیا کرتے تھے۔ اور ان کے یہ اقرار قرآن شریف میں موجود ہیں۔ اگر ان کو ایسا ہی معجزات محمدیہ سے قطعی انکار ہوتا تو وہ بالآخر نہایت درجہ کے یقین سے جو انہوں نے اپنے خونوں کے بہانے بہانے اور اپنی جانوں کے فدا کرنے سے ثابت کردیا تھا مشرف باسلام کیوں ہو جاتے اور کفر کے ایام میں جو ان بار بار کلمات قرآن شریف میں وارد ہیں وہ یہی ہیں کہ وہ اپنے کو مذہبی کے وسوسے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ساحر رکھتے تھے جیسا کہ قال الکافرون ھذا ساحر کذاب اب ظاہر ہے کہ جبکہ وہ نشانوں کو دیکھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جادوگر کہتے تھے اور پھر اسکے بعد انہیں نشانوں کو معجزہ کرکے ان بھی لیا۔ اور جزیرہ کا جزیرہ مسلمان ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس معجزات کا ہمیشہ کے لئے سچے دل سے گواہ بن گیا۔ تو پھر ایسے لوگوں سے کیونکر ممکن ہے کہ وہ قطعًا نشانوں سے منکر ہو جاتے۔ مگر قرآن سے آفتاب کی طرح ظاہر ہے۔ کہ جس جس جگہ پر قرآن شریف میں کفار کیطرف سے یہ اعتراض لکھا گیا ہے کہ کیوں اس پیغمبر پر کوئی نشانی

نہیں اتری ساتھ ہی یہ بھی تبلا دیا گیا ہے۔ کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو نشان ہم مانگتے ہیں ان میں سے کوئی نشان کیوں نہیں اترتا +

دوسری آیت سے انکار معجزات نکالا جاتا ہے۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ہے وما منعنا ان نرسل بالایٰت الا ان کذب بھا الاولون اس آیت کے معنے سمجھنے کے لئے اس کے سیاق و سباق کو دیکھنا ضروری ہے کیونکہ جب اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو آگے پیچھے کو کاٹ کر صرف ایک ٹکڑے پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ ان آیات کا باہمی تعلق یوں ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذٰلک فی الکتٰب مسطورا وما منعنا ان نرسل بالایٰت الا ان کذب بھا الاولون و اٰتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ فظلموا بھا وما نرسل بالایٰت الا تخویفا ونخوفھم فما یزیدھم الا طغیانا کبیرا (بنی اسرائیل ۔ ۵۸ ۔ ۶۰) یہ ہمارا ایک قہری نشان ہے۔ کہ قیامت سے پہلے ہر ایک بستی پر ہلاکت اور یا عذاب شدید ہم نازل کریں گے۔ یہی کتاب میں لکھا جا چکا ہے۔ مگر اس وقت ہم بعض ان گذشتہ قہری نشانوں کو اس لئے نہیں بھیجتے۔ کہ پہلی امت کے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ثمود کو بطور نشان کے جو مقدمہ عذاب کا تھا ناقہ دیا جو حق نما نشان تھا۔ جس پر انہوں نے ظلم کیا۔ اور قہری نشانوں کے نازل کرنے سے ہماری غرض یہی ہوئی ہے۔ کہ لوگ ان سے ڈریں۔ پس ایسے قہری نشانوں کے طلب کرنے سے کیا فائدہ جنہیں پہلی امتوں نے دیکھ کر جھٹلا دیا اور ان کے دیکھنے سے کچھ بھی خائف و ہراساں نہ ہوئے +

اس جگہ واضح ہو کہ نشان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ اول نشان تخویف و تعذیب جن کو قہری نشان بھی کہہ سکتے ہیں۔ دوم نشان تبشیر و تسکین جنکو نشان رحمت سے بھی موسوم کر سکتے ہیں۔ تخویف کے نشان سخت کافروں

اور کچھ دنوں نافرمانوں کے لیے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ تا وہ ڈریں اور خدا تعالےٰ کی قہری اور جلالی ہیبت ان کے دلوں پر طاری ہو۔ اور تبشیر کے نشان ان حق کے طالبوں اور مخلص مومنوں اور سچائی کے متلاشیوں کے لئے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور جو دل کی غربت اور فروتنی سے کامل یقین اور زیادت ایمان کے طلبگار ہیں۔ اور تبشیر کے نشانوں سے ڈرانا اور دھمکانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ اپنے ان مطیع بندوں کو مطمئن کرنا اور ایمانی اور یقینی حالات میں ترقی دینا اور انکے مضطر سینہ پر دست شفقت و تسلی رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ سو مومن قرآن شریف کے وسیلہ سے ہمیشہ تبشیر کے نشان پاتا ہے۔ اور ایمان اور یقین میں ترقی کرتا جاتا ہے تبشیر کے نشانوں سے مومن کو تسلی ملتی ہے۔ اور وہ اضطراب جو فطرتاً انسان میں ہے جاتا رہتا ہے۔ اور سکینت دل پر نازل ہوتی ہے مومن بہ برکت اتباع کتاب اللہ اپنی عمر کے آخری دن تک تبشیر کے نشانوں کو پاتا رہتا ہے۔ اور تسکین اور آرام بخشی والے نشان اس پر نازل ہوتے رہتے ہیں تا وہ یقین اور معرفت میں بے نہایت ترقیاں کرتا جائے اور حق الیقین تک پہنچ جاوے۔ اور تبشیر کے نشانوں میں ایک لطف یہ ہوتا ہے۔ کہ جیسے مومن ان کے نزول سے یقین اور معرفت اور قوت ایمانی میں ترقی کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ بوجہ مشاہدہ نعماء الٰہی و احسانات ظاہرہ و باطنہ و جلیہ و خفیہ حضرت باری اسمہ جو تبشیر کے نشانوں میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ محبت و عشق میں بھی دن بدن بڑھتا جاتا ہے سو حقیقت میں عظیم الشان اور قوی الاثر اور مبارک اور موصل الی المقصود تبشیر کے نشان ہی ہوتے ہیں جو سالک کو معرفت کاملہ اور محبت ذاتیہ کے اس مقام تک پہنچا دیتے ہیں۔ جو اولیا اللہ کے لیے منتہی المقامات ہے اور قرآن شریف میں تبشیر کے نشانوں کا بہت کچھ ذکر ہے یہانتک کہ اس نے ان نشانوں کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ ایک دائمی وعدہ دیدیا ہے۔ کہ قرآن شریف کے سچے متبع ہمیشہ ان نشانوں کو پاتے رہیں گے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ لھم

البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الآخرۃ لاتبدیل لکلمٰت اللّٰہ ذٰلک ھو الفوز العظیم (یونس ۶۴) یعنی ایماندار لوگ نبوی بندگی اور آخرت میں بھی تبشیر کے نشان پاتے رہیں گے۔ جن کے ذریعہ سے وہ دنیا اور آخرت میں معرفت اور محبت کے میدانوں میں ناپید اکنار ترقیات کرتے جائیں گے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو کبھی نہیں ٹلیں گی اور تبشیر کے نشانوں کو پالینا یہی فوز عظیم ہے۔ یعنی یہی ایک امر ہے جو محبت اور معرفت کے منتہیٰ مقام تک پہنچا دیتا ہے*

اب جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں صرف تخویف کے نشانوں کا ذکر کیا ہے جیساکہ آیت وماترسل بالایات الا تخویفاً سے ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کے کل نشانوں کو قہری نشانوں میں ہی محصور سمجھکر اس آیت کے یہ معنے کیئے جاویں۔ کہ ہم تمام نشانوں کو محض تخویف کی غرض سے ہی بھیجا کرتے ہیں اور کوئی دوسری غرض نہیں ہوتی۔ تو یہ معنے بہ بداہت باطل ہیں۔ جیساکہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ کہ نشان دو غرضوں سے بھیجے جاتے ہیں۔ یا تخویف کی غرض سے یا تبشیر کی غرض سے۔ انہیں دو قسموں کو قرآن شریف جا بجا ظاہر کر رہا ہے۔ پس جب نشان دو قسم کے ہوئے تو آیت ممدوحہ بالا میں جو لفظ الآیات ہے جسکے معنے وہ نشانات ہیں یہ حمل اسی تاویل پر بصحت منطبق ہوگا کہ نشانوں سے قہری نشان مراد ہیں۔ کیونکہ اگر یہ معنے نہ لیئے جاویں تو پھر اس سے یہ لازم آتا ہے۔ کہ تمام نشانات جو تحت قدرت الٰہی داخل ہیں تخویف کے قسم میں ہی محصور ہیں۔ حالانکہ فقط تخویف کی قسم میں ہی سارے نشانوں کا حصر سمجھنا سراسر خلاف واقعہ ہے جو نہ کتاب اللہ کی رو سے اور نہ کسی پاک دل کے کانشنس کی رو سے درست ہو سکتا ہے۔ اب جب یہ معلوم ہو گیا کہ نشانوں کے دو قسموں میں سے صرف تخویف کے نشانوں کا آیت موصوفہ بالا میں ذکر ہے۔ تو دوسرا امر تنقیح طلب یہ باقی رہا کہ کیا اس آیت کے (جو ما منعنا الخ ہے) یہ معنے سمجھنے چاہئیں۔ کہ تخویف کا کوئی نشان خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گئے تھے ظاہر نہیں کیا تھا۔ یا یہ کہ تخویف کے نشانوں میں سے وہ نشان ظاہر نہیں کئے
گئے جو پہلی امتوں کو دکھلائے گئے تھے اور یا یہ تیسرے معنے قابل اعتبار ہیں کہ دونوں قسم
کے تخویف کے نشان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے رہے ہیں
سوا اس خاص قسم کے بعض نشانوں کے جنکو پہلی امتوں نے دیکھ کر جھٹلایا تھا۔ اور
ان کو معجزہ نہیں سمجھا تھا۔ سو واضح ہو کہ آیات متنازعہ فیہا پر نظر ڈالنے سے بتمام تر صفائی کے
کھل جاتا ہے کہ پہلے اور دوسرے معنے کسی طرح درست نہیں کیونکہ آیت ممدوحہ بالا سے
یہ مراد سمجھنا کہ تمام انواع و اقسام کے وہ تخویفی نشان جو ممکن ہو سکتے ہیں۔ اور تمام وہ
اور خارق عادت نشان جن کے بھیجنے پر ہم قادر ہیں اور وہ غیر محدود ہیں۔ اسلئے بھیجے نہیں
گئے کہ پہلی امتیں ان سب کی تکذیب کر چکی ہیں۔ یہ معنی سراسر باطل ہیں۔ کیونکہ ظاہر
ہے کہ پہلی امتوں نے تو صرف انہیں نشانوں کی تکذیب کی جو انہوں نے دیکھے تھے نہ
کہ تکذیب کے لئے۔ ضرور ہے کہ جس چیز کی تکذیب کی جائے اول دیکھا بھی
ہو جس نشان کو ابھی دیکھا ہی نہیں اس کی تکذیب کیسی۔ حالانکہ نادیدہ نشانوں
میں سے اعلیٰ درجہ کے نشان بھی تحت قدرت باری تعالیٰ ہیں۔ جن کی کوئی انسان
تکذیب نہ کر سکے۔ اور سب گردنیں ان کی طرف جھک جائیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ ہر ایک
رنگ کا نشان دکھلانے پر قادر ہے۔ اور پھر چونکہ نفس نشانے قدرت باری غیر محدود اور
غیر متناہی ہیں۔ تو پھر کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ کہ محدود زمانہ میں وہ سب دیکھے
بھی گئے اور ان کی تکذیب بھی ہو گئی۔ وقت محدود میں تو وہی چیز دیکھی جائے گی جو محدود
ہو گی۔ بہرحال اس آیت کے یہی معنے صحیح ہوں گے کہ جو بعض نشانات پہلے کفار دیکھ
چکے تھے اور ان کی تکذیب کر چکے تھے انکو دوبارہ بھیجنا عبث سمجھا گیا۔ جیسا کہ قرینہ بھی
انہی معنوں پر دلالت کرتا ہے یعنی اسجگہ پر جو ناقہ ثمود کا خدا تعالیٰ نے ذکر کیا۔ وہ ذکر
ایک بھاری قرینہ اس بات پر ہے کہ اس جگہ گذشتہ اور رد کردہ نشانات کا ذکر
ہے جو تخویف کے نشانوں میں سے تھے۔ اور یہی معنی صحیح اور درست ہیں ٭
غرض جس پہلو سے دیکھو اور غور کرو بصفائی ثابت ہوتا ہے کہ اسجگہ نفی کا حرف

صرف نشانوں کی ایک خاص قسم کی نفی کے لئے آیا ہے۔ جسکا دوسرے مقام پر کچھ اثر نہیں۔ بلکہ اس سے انکا متحقق الوجود ہونا ثابت ہو رہا ہے اور ان آیات میں نہایت صفائی سے اللہ جلشانہ بتا رہا ہے کہ اسوقت تخویفی نشان جن کی یہ لوگ درخواست کرتے ہیں صرف اس وجہ سے نہیں بھیجے گئے کہ پہلی اُمتیں انکی تکذیب کر چکی ہیں۔ سو جو نشان پہلے رد ہو گئے اب بار بار اُنہیں کو نازل کرنا کمزوری کی نشانی ہے۔ اور غیر محدود قدرتوں والے کی شان سے بعید ہے۔ ان آیات میں یہ صاف اشارہ ہے کہ عذاب کے نشان ضرور نازل ہوں گے۔ مگر اور رنگوں میں۔ یہ کیا ضرورت ہے کہ وہی نشان حضرت موسیٰ یا حضرت نوح کے یا قوم لوط یا عاد اور ثمود کے ظاہر کئے جاویں۔ بلکہ الآیات میں عموم لینے سے اور بھی ایک دقت پڑتی ہے۔ اور وہ یہ کہ اس قاعدہ کے بموجب کہ ایک دفعہ کسی ایک نشان کی تکذیب ہو جائے تو پھر کوئی نشان بھی نہ دکھایا جائے۔ خدا تعالیٰ ایک سے زیادہ نشان دنیا میں ظاہر نہ کرتا۔ کیونکہ وہ جو سنت قائم کرتا ہے اسکے مطابق چلتا ہے۔ اس سب پہلا نشان دنیا میں ایسا ظاہر ہوا جسکی تکذیب کی گئی تو اس کے بعد اس قاعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ اور کوئی نشان دنیا میں نازل نہ کرتا۔ جو بالبداہت غلط ہے۔ علاوہ ازیں خود قرآن کریم نے یہی بتا دیا ہے۔ کہ کسی قوم پر کوئی عذاب آیا اور کسی پر کوئی اتارا گیا۔ اور ایک ہی عذاب سب پر نہیں اتارا گیا۔ پس ایسا ہی آنحضرت کے مخالفین کیلئے ایک الگ قسم کے عذاب کا وعدہ تھا۔ غرضیکہ اس آیت میں عذاب کا وعدہ ہے۔ لیکن اس قسم کا عذاب بھیجنے سے انکار کیا گیا ہے۔ جسکی پہلے تکذیب ہو چکی ہو۔ اسکی تفصیل دوسری آیات میں موجود ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ ویستعجلونک بالعذاب ولن یخلف اللّٰہ وعدہ (الحج ۔ ۴۷) قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض (الانعام ۶۵) وقل الحمد للّٰہ سیریکم ایاتہ فتعرفونھا (النمل ۹۳) قل لکم میعاد یوم لا تستاخرون عنہ ساعۃ و لا

تستعجلون (الانبیاء ۲۹) ویستنبئونک احق ھو قل ای وربی انہ لحق وما انتم بمعجزین (یونس ۳ ۵) سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انہ الحق (حم السجدہ ۳ ۵) سأریکم آیاتی فلا تستعجلون (الانبیاء ۳ س ۲)

ترجمہ - اور کفار تجھ سے عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں - اور اللہ اپنے وعدہ کو جو عذاب کے متعلق کیا ہے ہرگز خلاف نہیں کرے گا - تو ان کو کہدے کہ خدا بیشک اس بات پر قادر ہے - کہ آسمان یا زمین سے کوئی عذاب تم پر نازل کرے - اور چاہے تو تمہیں دو فریق بنا کر ایک فریق کی لڑائی کا دوسرے کو مزہ چکھائے - اور کہہ کہ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہی ہیں - وہ تمہیں اپنے نشان دکھائیگا جنہیں تم شناخت کر لوگے - اور کہدے کہ اس عذاب کے واسطے تمہارے لئے ٹھیک ایک برس کی میعاد ہے - اس سے نہ ایک گھڑی آگے ہوگا - اور نہ پیچھے - اور تجھ سے پوچھتے ہیں - کہ کیا یہ سچ بات ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے - کہ یہ سچ ہے اور تم خدا کے تعالیٰ کو اسکے وعدوں سے روک نہیں سکتے - ہم عنقریب ان کو چند نشان دکھائیں گے - ان کے ملک کے اردگرد میں اور خود ان میں بھی یہانتک کہ ان پر کھل جائیگا - کہ یہ نبی سچا ہے - میں عنقریب تمہیں اپنے نشان دکھاؤنگا - سو تم مجھ سے جلدی نہ کرو -

غرض ان آیات سے اور اسی قسم کی اور بہت ساری آیات سے جو قرآن کریم میں پائی جاتی ہیں نہایت صفائی سے ثابت ہوتا ہے - کہ عذاب ضرور آنیوالا تھا اور یہی وہ نشان نزول تھا - جسے کفار بار بار طلب کرتے تھے - اور ان کو کہا جاتا تھا کہ جلدی مت کرو - ہم نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت متنازعہ (وما منعنا الخ) کے مابعد کی آیتوں سے یہ دکھایا ہے کہ اس جگہ صرف تخویفی اور قہری نشان مراد ہیں - کیونکہ خود ان الآیات کو خدا تعالیٰ نے یوں محدود کر دیا ہے - وما نرسل بالآیات الا تخویفا - یعنی اس قسم کی آیات صرف تخویف کے لئے ہوا کرتی ہیں - اور باقی رہے تبشیر کے نشان سو ان کے متعلق تو قرآن کریم نبی صلے اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے زمانے سے بھی آگے گذر کر ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے ان کو
وعدے دیتا ہے۔ جیسا کہ آیت لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا سے ظاہر ہے
پس ایسے نشانات کی نفی نکالنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے (ریویو آف ریلیجنز فروری)

قُلْ اِنْ کَانَ آبَاؤُکُمْ وَاَبْنَاؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ
اے پیغمبر ان سے کہدو کہ اگر تمہیں باپ بیٹے وبھائی۔ بیویاں۔ اہل وعیال
مال و دولت جو وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسَاکِنُ
تَرْضَوْنَھَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ کماتے ہو اور تجارت جس کی بے رواجی
سے ڈرتے ہو۔ اور مکانات جو تمہیں اچھے لگتے ہیں اللہ اور اس کے
رَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی
رسول اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو منتظر رہو
تا آنکہ اللہ اپنے ارادہ کو پورا الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ کردے یعنی عذاب
نازل کرے اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں کرتا ✤

گذشتہ نمبر میں بالوضاحت ثابت کیا گیا تھا کہ کوئی شخص بجز اتباع سنت خالص
الا ایمان نہیں ہو سکتا کیونکہ ایمان خالص موقوف ہے صلاح و تقویٰ پر[1] اور صلاح

[1] صلاح و تقویٰ سے ہماری مراد وہ صلاح و تقویٰ مراد نہیں جو محض ظاہری وضعداری اور خشک لفظی قومی ہمدردی تک
محدود ہو اور جس میں پابندی شریعت کو ملائیت کی حقارت آمیز لقب سے یاد کیا جاتا ہے بلکہ صلاح و تقویٰ سے
وہ قرآنی اصطلاح مقصود ہے جس کے بدوں کسی شخص کا مسلمان کہلانا موجب ننگ و عار ہے اور جس کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ
بندگان قرون ثلاثہ کے زمانہ تک محدود تھا۔ جو بموجب تحقیق علمائے ملت ۹۰ برس بعد از ہجرت قرار دیا گیا ہے ۱۲ منہ

و تقوی کی حقیقت واضح نہیں ہو سکتی۔ جب تک کوئی شخص جناب پیغمبر علیہ السلام کی سنت عالیہ میں بنظر امعان تدبر و تفکر نہ کرے۔ بعض اہل بدعت وہوا نے جب دیکھا کہ احادیث کے سلسلہ روایت میں تو جرح اب ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کی بنیاد نہایت مضبوط و مستحکم اصول پہ قائم کیگئی ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ احادیث مخالف قرآن ہیں۔ مگر حق یہ ہے کہ ان کی اپنی فطرت مخالف قرآن ہے۔ سنت عالیہ جناب پیغمبر علیہ السلام کو مخالف قرآن کہنا بعینہ ایسا ہی جیسے کوئی یہ کہنے لگے کہ آفتاب کی روشنی آفتاب کے مخالف ہے بھلا ایسی عقل کے اندھے کو کون آدمی کہیگا؟ عنوان کی آیت مقدسہ سے مجھے آج چند امور ذیل کی وضاحت کرنا مطلوب ہے جو فی الجملہ بہت سی غلط فہمیوں کے رفع کرنے کا موجب ہوگی۔ انشاء اللہ +

# جناب پیغمبر علیہ السلام کی محبت فرض ہے

آیت عنوان اپنے مفہوم میں بالکل واضح ہے۔ اور جناب پیغمبر علیہ السلام کی محبت رکھنے (اور محبت بھی ایسی کہ کوئی دوسری محبت اس کا مقابلہ نہ کرسکے) کے لئے حجت ناطق ہے۔ کیونکہ اس میں ان لوگوں کے لئے صاف وعید موجود ہے۔ جنہیں اللہ اور اسکے رسول کی نسبت اپنے اہل و عیال اور دیگر متعلقین اور مال و دولت وغیرہ زیادہ عزیز ہیں اور آخیر آیت میں ایسے لوگوں کو فاسقین کے لفظ سے تعبیر کرنا اس امر کی کافی شہادت ہے۔ کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کسی دوسری چیز کو جو ان کی خواہش نفسانی کا نتیجہ ہے ترجیح دیتے ہیں ہرگز خالص الایمان نہیں ہو سکتے

اور وہ گمراہ ہیں۔ جنہیں خدا کی طرف سے ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں وفی الاٰیت تشدیداً عظیمٌ وقل من یتخلص عنہ۔ یعنی اس آیت میں محبت اللہ و رسول کے متعلق نہایت سخت حکم موجود ہے۔ اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس حکم کی جوابدہی سے رسائی پاسکیں گے ٭

یہی حکم احادیث صحیحہ میں نہایت زور کے ساتھ بیان ہوا ہے چنانچہ بروایت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث ذیل مروی ہے۔ لا یؤمن احدکم حتیّٰ اکون احبّ الیہ من ولدہٖ ووالدہٖ والناس اجمعین۔ یعنی تم میں سے کوئی شخص خالص الایمان نہیں ہوگا جب تک کہ میں اس شخص کے دل میں اس کے اہل و عیال اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں اور پھر انہیں کی روایت سے ایک دوسری حدیث میں یوں وارد ہوا ہے ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ و رسولہ احبّ الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للّٰہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار یعنی تین خصلتیں جس میں موجود ہوں وہ حلاوت ایمان کو پاتا ہے یہ کہ اللہ اور رسول ص کو تمام چیزوں سے زیادہ عزیز رکھے اور کسی شخص سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرے نہ کسی غرض نفسانی کے لئے اور کفر کی طرف رجوع کرنے سے وہ اسی طرح ڈرتا ہے جس طرح دوزخ میں ڈالے جانے سے ڈرتا ہے ٭

## اس محبّت کی فضیلت

بہرصورت اس واضح امر کے مان لینے میں کسی کو بھی شک نہیں۔ کہ کسی شخص کی محبت ہمیں اس کی اطاعت پر مجبور کر دیتی ہے۔ اور بالمخصوص

وہ محبت جس کا نتیجہ روحانی زندگی اور ابدی لذت ہو اور جس کی نسبت یقین کلی ہو کر روح جیسی بزرگ ہستی کو انوار معرفت سے روشن کر دیتی ہے۔ اور مسند قرب الٰہی پر جا بٹھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن کو محبت رسول کا درجہ نصیب ہو گیا ان پر تمام روحانی مخفی اسرار کے خزانے کھول دیئے گئے۔ یہ غلط ہے کہ محبت رسول صرف عالم آخرت میں انسان کے لئے موجب عزت و باعث نجات ہوگی بلکہ اس عالم میں بھی وہ لوگ جو اس رنگ میں رنگے جاتے ہیں نظر عام میں اکسیر سے بھی زیادہ قابل قدر ثابت ہوتے ہیں۔ کوئی فصیح و بلیغ کوئی فلسفہ دان کوئی ماہر علم و فن اہل دنیا کی روحانی زندگی میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور وہ خود جس لذت کو محسوس کرتے ہیں اس کی کیفیت معلوم کرنے کے لئے تو کوئی اسی مشرب کا آدمی درکار ہے۔ مگر جب اللہ تبارک و تعالیٰ کو ایسے گرانقدر انسان سے اہل دنیا کو مستفید کرنا منظور ہوتا ہے تو اس کے انوار روحانیت بلا کسی قسم کی ظاہری کوشش کے دور دور تک پرتو افگن ہونے لگتے ہیں ؎

نکو روتاب مستوری ندارد
چو در بندی سر از روزن برآرد

الغرض محبت رسولؐ ایک بڑا عالی رتبہ ہے جو ہر ایک ایماندار کو بقدر اس کی ایمانی طاقت کے نصیب ہوتا ہے۔

## اس محبت کا ثمرہ

بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نماز روزہ۔ صدقہ وغیرہ حسنات میں سے تو میرے پاس کوئی بڑا ذخیرہ نہیں ہاں مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میرے دل میں بھری ہوئی ہے (باقی آئندہ)
(الحداد)

# نا اُمیّدوں کو اُمیّد

آجکل بہت سے دوا فروش اپنے اسم مبارک کے ساتھ سنیاسی یا وید حکیم کا لقب لگا کر پبلک کو عام دھوکے میں ڈالکر ہزارہا جانوں کو نقصان پہنچا دیتے ہیں بعضوں نے تو اپنے اشتہاروں میں یہ الفاظ جلی قلم سے تحریر کئے ہوئے ہیں کہ ہم پہلے اس لاعلاج منحوس بیماری میں خود مبتلا تھے ایک خاص سنیاسی کی عنایت سے یہ دوائی حاصل ہوئی ہے اور ہمیں کلی صحت ہو گئی ہے اسلئے ہم عام پبلک کو مژدہ دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ پبلک کو دھوکا دینے کیواسطے لکھدیتے ہیں صاحبان یہ صرف اشتہاری الفاظ ہی ہوتے ہیں اسلئے ہم تمام اشتہاری الفاظوں کو چھوڑ کر بندگان خدا کو اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک اس قسم کی دوائی ہے جو خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے نا اُمید مریضوں کو فرحت افزائے طاقت بخشتی ہے کہ ہر ایک انسان بطاقت سے طاقتور اور کمزور سے زور آور اور بوڑھے سے جوان بن سکتے ہیں خوراک چالیس گولی قیمت صرف ایک روپیہ حلفیہ تحریر آئی پر کہ ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہوا دوبارہ دوائی بلا قیمت روانہ ہو سکتی ہے *

دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو - *

منشی الٰہی بخش پروپرائیٹر کے اہتمام سے مفید عام پریس سیالکوٹ سے چھپکر شایع ہوا +

# ماہ رمضان المبارک کی

## خوبیاں

آپ سابقہ اشاعت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ آپ نے بہت کچھ ثواب کا حصہ لیا ہوگا علاوہ اسکے صرف ماہ رمضان کے فیضان کی خاطر آپ کو ایک نیک مشورہ بھی ساتھ دیا گیا تھا۔ جس پر آپ نے ابھی تک عمل کر کے نہیں دکھایا۔ اب اس لئے دوبارہ اس اشاعت کے ہمراہ بھی پھر آپ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مشورہ پر ہر ایک صاحب کو عمل کرنے کی تاکید فرمائی جاوے۔ تاکہ ہر ایک صاحب بباعث ماہ رمضان المبارک کے اس نیک مشورہ سے مستفیض ہوں وما توفیقی الا باللہ

جن احباب نے وی پی انعامی کتاب کی واپس فرما دیئے تھے ان کے نام دوبارہ وی پی کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے۔ کہ اب واپس موصول نہ ہوں گے۔ جن احباب کے واپس آئیں گے۔ ان کے نام حسب وعدہ سابقہ اشاعت شائع کئے جاوینگے مع شکایت معاف۔

### کیا آپ کو وعدہ خدائی بھول گیا ہے

جو اللہ جلشانہٗ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ خداوند تعالیٰ اپنے وعدے کبھی بھی خلاف نہیں کرتا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے گذشتہ اشاعت میں سفارش کی تھی کہ حافظ محمد شفیع صاحب امام مسجد متصل سرائے شیخ سردار شہر سیالکوٹ کو جو اسوقت بہت تنگ ہے! اسے ضرور للہ امداد دینی چاہیے۔ کہ اسے قرض سے نجات ہو (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

## دیانندی اخبارات کو چیلنج

دیانندی پرچہ دھرم پرچارک جالندھر۔ دیانندی گزٹ لاہور۔ اخبار مباحثہ بدایونی وغیرہ وغیرہ کے ایڈیٹروں مہاشوں نے جناب پنڈت بشنداس صاحب نومسلم کے ایمان لانے پر پوری دیانندی شکتی سے پبلک بالخصوص مہاشہ صاحبان کی آنکھوں میں گرم گرم ریت ڈالکر ثابت کرنا چاہا تھا کہ پنڈت بشنداس ہرگز مسلمان نہیں ہوئے۔ اور خصوصاً معزز اسلامی اخبارات وطن۔ وکیل وغیرہ پر نیز وانت کرکے ایک عجیب غریب صورت میں اپنا اصلی روپ دھارن کئے ہوئے اب تک یہی کہا گیا تھا اور نہایت زوردار لفظوں میں بیان کیا تھا کہ دیانندی دھرم کو قبول کرنے کے بعد ممکن نہیں کہ کوئی ویدک پنجرے سے نکلکر اسلام کو قبول کر سکے۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ دیانندی مہاشہ صاحبان اسلامی اخبارات کی لاف گزاف پر اعتماد نہ کرکے آیندہ کبھی بھی انکے ہزیانات پر دل نہ دھریں ہم ایڈیٹر ستیہ دھرم و دیانندی گزٹ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے جو بیچارے

اس دیانندی مت کے سخت ترین تنزل و بربادی کے وقت میں لاف گزاف اور بے تکی
بڑہانک کر پورا پورا حق نمک ادا کر رہے ہیں اور تا عونوں تک زور لگا کر اسلام اور اہل اسلام
پر شہد دیانندی تعصب کا زہریلہ مادہ جو اس کی تعلیمات تالیفات و لیاقت کا بدیہی
نتیجہ تھا پھینکنے میں کوتاہی نہیں کر رہے ہیں۔ واقعی ستیہ دھرم پرچارک وغیرہ کی محنت قابل داد
ہے۔ مگر ہم ان حضرات مہاشے صاحبان سے جنہوں نے ایسے سفید جھوٹ و صریح بہتان
کی اشاعت کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے صرف اسقدر با دب التماس کرنے کی اجازت چاہتے ہیں کہ
پنڈت بشن داس صاحب نومسلم کے ساتھ جنہوں نے نگینہ میں اسلام قبول کر کے
میرٹھ و امرتسر میں ویدک دیانندی تعلیم کا پتیھن نکالا تھا۔ جناب فاضل اجل پنڈت کرم چند
عرف شیخ عبدالرحمان صاحب نومسلم و جناب پنڈت دیوا چند عرف شیخ عبدالرحمن
صاحب نومسلم اور علاوہ ازیں اور بے شمار مہاشوں کا دیانندی پنتھ سے تائب ہو کر اسلام میں
آنے کا نوٹس کبھی کیوں نہیں لیا۔ جو لگاتار گھنونی نیوگ بازی کی بد تعلیم سے بیزار ہو کر قرآن
والاشان اور روحانی سچے مذہب اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے چلے جا رہے ہیں جنکی
خبریں وقتاً فوقتاً تمہارے دلوں کو پامال کرتی ہوئی اور اس تمہاری قفس عنصری کو متزلزل
دیواروں کو مجروح کرتی ہوئی شہنشاہ محمود غزنوی اور شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر مرحوم کی قابل
شکریہ کارگذاریوں کو ایک نمکحرام باغی کی طرح احسان فراموشی و محسن کشی کا سبق یاد کراتے ہوئے
نیم خلقی و مجسم تعصب بنا کر جھوٹے اتہامات و الزامات پر مجبور کرتی ہیں۔ کب تک کارگر رہ
سکتی ہیں۔

اب سنیئے دیگر تعصب کی ساڑی اتار کر) مورخہ ۲ ستمبر بمقام لاہور انار کلی بازار میں جناب
بابو وزیر چند صاحب نومسلم اسلامی نام عبدالرحمٰن کا مقدس مذہب اسلام میں
مشرف ہونا کیوں یاد نہ رہا۔ جناب مہاشے لالہ موہن لال صاحب پریزیڈنٹ آریہ سماج سگوئی
ضلع جہلم جو دل الدکر کے حقیقی بھائی اور ایک معزز سماجی تھے جو اسوقت جناب محمد الدین کے
مبارک نام سے موسوم اور محکمہ بارکماسٹری میں ہیڈ کلرک ہیں انکی طرف سے کیوں آنکھیں بند کر لیں
جناب مہاشہ فقیر چند صاحب ولد کرم چند حال کپورسند یافتہ دیانند کالج آریہ سکول

جناب پنڈت شہر ملہ کنک کے سماج کے ممبر تھے ویدک تعلیم پر ہڑتال پھیر کر ۱۵ شعبان سنہ ۱۳۲۲ھ بروز جمعہ عالی جناب مولوی غلام قادر صاحب مشنری اسلام سکنہ پنڈوریاں ... چک نمبر ۱۲۲ ملک بار مسجد بیرون دروازہ شہر سیالکوٹ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ اسی طرح مہاشہ بنواری لال سیکرٹری آریہ سماج آرہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۰۴ء کو داخل اسلام ہو کر انکی سماجی خدمت کو بھی ہضم کر گئے۔

ہاں اسلام کو یہ فخر آج ہی نہیں ہمیشہ سے مقدس اسلام نمایاں فتحیاب اور اپنی حقانیت پر غالب رہا ہے اگر کسی ایک آدھ دُھنے جولاہے کی پونر نیوگ (ہائے نیوگ) پر رال ٹپک گئی تو کوئی تعجب کا مقام نہیں جہاں لاکھوں کی تعداد میں مردِ خدا اسلام میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں آپ کے تثلیث پرست اور سچے رہبر جنہے دیانند سوامی نے تثلیث کا گول مول سبق سیکھا ہے۔ شب و روز داخل اسلام ہوتے جاتے ہیں اس کے لئے لیورپول کی زبردست جوشیلی جماعت کی اشاعت مذہبی میں حیرت انگیز کارگذاری گواہ ہے اور امریکن مسلمانوں کے حالات اسپر شاہد ہیں۔ افریقہ میں بھی وہ اشاعت اسلام ہو رہی ہے جس کی نظیر نہیں اسی طرح چین۔ جاپان۔ آسٹریلیا وغیرہ وغیرہ ممالک پر نظر ڈال لئے۔ اور آپ کی یہ بے نام و نشان مختصر سی جماعت وہ بھی ہندوستان جیسے وسیع ملک میں انگلیوں پر شمار کرنے کے لائق۔ اور تسپر بھی گھاس پارٹی اور ماس پارٹی کی مخالفت اور شب و روز کی الجھن بلکہ تمام دنیا سے چھیڑ چھاڑ اور ساتھ ہی آپکی نیوگی عجوبوں اور لنگوٹی تعلیمات کا فوٹو یہ بہار (العجب العجب) سمجھدار انسان کو برساختہ ہنساتا ہے سو مُت بھی کریں آرزو خدائی کی + شان ہے تیری کبریائی کی۔ آپ اور اسلام سے مقابلہ۔ چمگادڑوں کی آنکھیں اور آفتاب عالمتاب سے مجادلہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہیں دماغ تو نہیں چکر کھا گیا۔ خیر ہم آپکو چیلنج دیتے ہیں اور اسپر انعام بھی جتنے کو طلب ہیں اور آپکو تازہ مژدہ سناتے ہیں امید کہ آپ مرد میدان بنکر ہمارے اس چیلنج کو شرف قبولیت بخشیں گے۔

(۱) جناب مسٹر دھرم دت صاحب حاجی ایڈیٹر رسالہ ادھرم اونتیہ لائل پور جو چند روز

ہنوگی ہوا سونگھ کر آپ کے ہاں پو تو مسئلہ نیوگ (جسے نیوگ کی مجسم مذمت فرمانے رہے ہیں) بمقام امرت سر ہزارہا آدمیوں کے سامنے اوس دیانندی ویدک تعلیم سے بیزار ہو کر پھر مسلمان ہوگئے ہیں۔

(۲) جناب پنڈت جگدیپا پرشاد صاحب اوپدیشک اعلے آریہ سماج سابق (بقول دیانندیاں) جو افریقہ و یورپ میں سماج کی خدمت کرنے کے لئے جان توڑ کر کوشش کر چکے ہیں۔ بمقام دہلی لال کنوآں کر و زینت محل چودہ روز کے مناظرہ اہل اسلام کے بعد اپنی صریح غلطی اور ویدک کی جیا سوز اور غلط تعلیم سے تایب ہو کر اسلامی وحدت کا چمکتا ہوا تاج سر پر رکھا ہوا ہے۔

(۳) بابو نانک چند صاحب رکن لاہور آریہ سماجی نے مقام فیض آباد میں ویدک تعلیم کا جھول اُتار کر سینکڑوں آدمیوں کے سامنے مشرف با سلام ہو کر میدان صداقت میں قدم دہرا ہے۔

(۴) لاڑکانہ علاقہ سندھ میں ۲۵۹ ویدی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہم سنیہ دہرم پرچارک اور اُس کے حلقہ بگوش دیانندی ایڈیٹروں کو پر زور لفظوں میں چیلنج دیتے ہیں کہ اگر ہمارا مذکورۃ الصدر تمام بیان صحیح نہو تو ہم بخوشی مناسب تاوان ادا کرنے کو طیار ہیں اور آئندہ متنبہ کرتے ہیں کہ آپکی یہ روبہ بازی حیلہ سازی آپکو ہی زیادہ نقصان کی موجب ہوگی۔ اگر آپ مرد میدان ہیں تو مردانہ وار میدان تحقیق میں قدم رکھیئے۔ آئیے پھر ہم آپکو کس طرح میدان صداقت کی طرف لے چلتے ہیں اور آپکے چند بد شہادت سے آپکا ناطقہ بند کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔ اب ہم لاڑکانہ کے متعلق بھی چیلنج دیتے ہوئے بیدار کرتے ہیں کہ اگر کسی دیانندی مہاشے کو سوائے ٹر ٹر بکنے اور جھوٹی خبر شایع کرنے کے لئے بھی کچھ سکت باقی ہو تو ہم اسکو اچھی طرح ساتھ لیجا کر اسکا اطمینان کرنیکو طیار ہیں۔ و بصورت نہونے ۲۵۹ ویدی نو مسلموں کے ہم مستحق تاوان ہونگے۔ اب بھی اگر کوئی دیانندی حسب عادات شریفہ اپنی ہٹ دھرمی اور ناقابل معافی پردہ پوشیوں کے بے سود کوشش میں اُسی طرح مبتلا پایا گیا جس طرح دیانندیوں سے ہمیشہ

ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ کوچیست جہان سمجھو از عمل سے خالی نہیں۔

(نوٹ) ۵۶ مسلمان جو دیانندیوں نے اپنے دماغ میں شدہ کئے ہوئے اور دیانند کی چاردیواری کی طرح اپنے میں کچھ عرصے سے بند کئے ہیں انکو نکالکر پبلک کے سامنے پیش کریں ونیز انکی فہرست ہی نام بنام دکھلائیں۔ ورنہ جھوٹے پر ایک دفعہ نہیں بلکہ ہزار بار لعنت۔ اب ہم منتظر ہیں کہ دیانندی کب ۵۶ مسلمانان لڑکا نکی ہمارے سامنے تصدیق کرکے دکھلاتے ہیں۔

# انجیل کی مختصر تردید

## اور عیسائیوں کی نجات کا مختصر بیان

انجیل یسعیاہ ۴۲ باب آیت اول۔ دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالتا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنی روح اسپر رکھی وہ قوموں کے درمیان عدالت جاری کرے گا ہمارے نبی کی دنیا پر آنےکی پیشگوئی انجیل سے ثابت ہے۔ عیسائی لوگ کیوں نہیں ہمارے نبی پر ایمان لاتے۔ ایک روٹی کھانے والے اور بول براز کرنے والے اور پورے نو ماہ حیض کے خون سے پرورش پلنے والے لڑکے چھوٹے خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ ایسے ایک مشت خاک خدا پر جس کی ایک جزو کبوتر جانور بھی اسپر ایمان لانے والے کو ہرگز نجات نہیں۔ جناب محمد رسول اللہ صلعم جو خاتم المرسلین اور سید الاول والآخرین ہیں ایمان لاویں تو نجات کے مالک ہونگے اور خدا کو واحد سمجھیں گے تو نجات ہے۔

انجیل متی باب ۴ آیت ۱ و ۲ و ۳۔ مرقس ۱ باب ۱۳۔ لوقا ۴ باب ۱-۱۲۔ تب یسوع روح کے وسیلہ بیابان میں لایا گیا تاکہ شیطان اسکو آزمائے۔ جب چالیس دن اور چالیس رات

روزہ رکھ چکا آخر کو بھوکا ہوا تب آزمایش کرنے والے نے اُس پاس آکے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹیاں بن جاویں۔

**محقق**۔ اگر وہ خدا ہوتا تو اُس کے پاس شیطان کیونکر آتا۔ اور کیوں آزمایش ہوتی۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا ہمہ دان نہیں بلکہ ہمہ دانی سے پرلے درجہ کا بے نصیب ہے اور قربان جایئے مسلمان کے وحدہٗ لاشریک پر جس نے اپنے مقدس نبی حضرت صلعم کی معرفت یہ تعلیم کی کہ واعلم ما تبدون وما کنتم تکتمون یعنی ظاہر کی اور سینوں کی چھپی ہوئی باتیں سب اُسے معلوم ہیں۔

انجیل متی باب ۷ آیت ۲۱ و ۲۲ اُس دن بہتیرے مجھے کہینگے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی۔ تیرے نام سے دیووں کو نہیں نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہیں کی اور اُس وقت میں اُن سے صاف کہوں گا کہ کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو۔

**محقق**۔ عیسائیوں کا بڑا دعویٰ یہ ہے کہ ہماری نجات ہے۔ اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کی نجات نہ ہوگی۔ کیونکہ یسوع خود فرماتا ہے کہ میں آپ سے کبھی واقف نہیں۔ جب وہ تمکو جانتا ہی نہیں تو پھر نجات کیسے۔ آپکا یہ دعویٰ سراسر لغو اور جھوٹا ہے۔ اگر آپکی نجات ہونی ہوتی تو یہ آپکے خدا کے مُنہ سے ہرگز الفاظ نہ نکلتے کہ اے بدکردارو میرے سامنے سے دور ہو جاؤ۔

انجیل متی باب ۱۷۔ ۲۰ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اُس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی۔

**محقق**۔ کسی عیسائی کو اگر کہا جاوے کہ بھلا چنے کے دانے کے برابر ایمان کا تو کچھ ٹھکانا نہیں بھلا اگر رائی کے دانے کے برابر تجھ میں ایمان ہے تو اس جوتی کو جو اُلٹی پڑی ہوئی ہے ذرا زبان کے کہنے سے سیدھی کردے تو ہم کو اُسکے ایمان میں ہرگز یہ طاقت محسوس نہ ہوگی کہ وہ سیدھی کرکر دکھلا سکے اور عیسائیوں کے ایمان کو پرکھا گیا ہے تو اُن میں پتھر نہیں کانپنے کے

کچھ نظر نہیں آتا۔ کیونکہ بڑے بڑے پادری خود بازار میں جاکر سودا سلف خریدتے ہیں اور کبھی وہ اشیا خود بخود ان کے کہنے سے ان کے پاس نہیں آتیں اس سے معلوم ہوا کہ پولوسی صاحبان نرے دنیا کے بندے ہیں اور ایمان کی آڑ میں کیا کچھ نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ان کا ایمان تو روٹی ہے اور اعلےٰ درجہ کے پیٹو ہیں

انجیل متی باب ۱۶-۲۷۔ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا۔ تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق بدلہ دیگا۔

**محقق**۔ اگر ہر ایک کو اعمال کے موافق بدلہ ملنا ہے تو کفارہ کا گورکھ دھندا ٹوٹ گیا۔ اگر نہیں تو ثابت ہوا کہ پولوسی صاحبان روٹی کے لئے عیسائی بنتے ہیں۔ آؤ اگر نجات کا رستہ ڈھونڈنا ہے تو قرآن شریف پر ایمان لاؤ اور خدا کی سچی توحید کا رستہ دیکھ لو۔ کفارے کی ٹٹی کے لے شکار کھیلنے سے نجات کا رستہ کبھی بھی نہیں ملیگا۔ اگرچہ مرتے دم تک ناک رگڑتی رہو۔ آپکی خود تراشیدہ انجیل اور کفارہ اور کبوتر پر افسوس۔

انجیل متی باب ۱۲-۳۱-۳۲ اس لئے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ لوگوں کا ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جائیگا مگر وہ کفر جو روح کے حق میں ہوگا لوگوں کو معاف نہ ہوگا۔ جو کوئی ابن آدم کے حق میں برا کہے اسے معاف ہو سکیگا۔ پر جو روح القدس کے حق میں برا کہے اسے ہرگز معاف نہ ہوگا

**محقق**۔ واہ صاحب واہ! انجیل کی تعلیم ہے یا لڑکوں کے کھیلنے کی ایک فحش اور سڑی گلی تعلیم ہے۔ عیسائی صاحبو! اس آپکی انجیلی آیت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اگر یسوع کو گالیوں کی بوچھاڑ کا آیا جگاہ بنایا جاوے تو کچھ بگڑ نہیں ہوگی۔ یہ کس قسم کی بودی اور بھدی تعلیم ہے کہ خدا کو گالیاں دیں تو کچھ بگڑ نہ ہو مگر جانور کبوتر (روح القدس) کے گالیاں دینے سے ضرور بگڑ ہو گی۔ ایسی متبرک تعلیم یسوع صاحب آپکے حق میں نصیب کرے۔ اور اسپر ایمان لانا بھی آپکو مبارک ہو۔

انجیل مرقس باب ۶-۳۔ کیا یہ مریم کا بیٹا بڑھئی نہیں۔ ؟

**محقق**۔ عیسائیوں کے خدا کے کیا کہنے۔ بھلا کوئی پولوسیوں سے پوچھے تو سہی کہ ترکھان بھی خدا ہو سکتا ہے۔ اگر ترکھان یعنی بڑھئی خدا ہو سکتے ہیں تو عیسائیوں کو مبارک ہو کہ

پوجا پاٹھ کرنے کے لئے کسی نرکھان کو پیش نظر رکھ لیا کریں۔ توبہ کرو اور ایسی انجیل سے باز آؤ جو تمہارے خدا کو ترکھان کا بیٹا بناتی ہے۔ قرآن شریف جو مقدس کتاب ہے اُسکی تعلیم کی طرف دھیان لگا کر سُن لو۔ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا احد۔ بڑھئی یا بڑھئی کا کام کرنے والا خدا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ انجیل یوحنا باب ۶۔۲۔۴۲۔ کیا یہ یسوع یوسف کا بیٹا نہیں ہے؟۔

**محقق**۔ یک نہ شد دو شد۔ کیا عیسائیوں کی عقل چکر کھا گئی یا انجیل کی تعلیم کا ہی یہ فوٹو ہے یعنی کہیں یہ بتایا گیا ہے کہ کبوتر (روح القدس) کو بُرا بھلا کہنے سے بگڑ ہو گی اگر ابن آدم یعنی یسوع کو گالیاں دی جاویں تو کچھ ہرج نہیں۔ کہیں خدا کو بڑھئی تراشا گیا ہے۔ کہیں مریم کا بیٹا۔ اب باپ بھی ثابت ہو گیا یعنی یوسف نجار۔ ہم تو ایسے خدا کو دور سے ہی سات سلام کرتے ہیں جو والدین رکھتا ہو۔ اگر وہ شخص جو ماں اور باپ رکھتا ہو خدا ہو سکتا ہے تو پھر آپ اپنے خدا اور مذہب کی کیا فضیلت اور صداقت بیان کر سکتے ہیں اور دوسروں کو چیلنج کرتے ہیں اور عیسائی بناتے ہیں۔ اگر آجکل چوہڑا پارٹی کو عیسائی بنایا جاتا ہے تو کونسی صداقت اُنکے آگے رکھتے ہو۔ اگر ایسے خدا پر اور ایسی تعلیم پر اُنکو فریفتہ کرتے ہو تو یہ کوئی صداقت کا سبق نہیں بلکہ یہ وہ بات ہوئی کہ گوبر سے نکالا روڑی پر پھینکا۔ کیا اُن کا پہلا خدا مسمی بالاشاہ والدین نہیں رکھتا تھا جو اُنکو اپنی طرف بلاتے ہو۔ کیا یہاں پر والدہ کا نام مریم اور والد صاحب کا نام مسمی یوسف نجار نہیں ہے؟ خیر اتنی بات ہم بھی مانتے ہیں کہ وہ بساکھی کے میلہ پر شراب پی کر گاتے بجاتے اور بدمستیاں کرتے پھرتے اب یہاں پر وہ بات نہیں۔ یہاں تو اوقات معینہ عشاء ربانی وغیرہ میں دل کا ارمان نکال لیتے ہیں اور کفارہ کو آڑ میں ...... کر بیٹھتے ہیں اگر یہی صداقت اپنے پاس رکھتے ہو اور خیمہ بر سر انجیل در بدر کوچہ بکوچہ لئے پھرتے ہو اور عوام کالانعام کو بہکاتے ہو تو بس یاد رکھو کہ آپکے گورکھ دھندے میں وہی پھنسے گا جو عقل کا ادھورا اور دنیا پرستی میں پورا ہو گا۔ ہم ڈنکے کی چوٹ کہے دیتے ہیں کہ آپکے مذہب کی پہلی اینٹ دنیا طلبی اور کفارہ کی آڑ میں شکار کھیلنا ہے۔ ہمکو مولا کریم ایسے مذہب سے بچاوے اور صراط مستقیم عطا فرما دے۔ اور قرآن مجید اور فرقان حمید پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔ باقی آئندہ

# نیوگی نطفہ کی تصدیق

ناظرین! کیا آپ نے بھی اپنی پیاری ہمسایہ قوم آریہ پارٹی پر بھی توجہ مبذول فرمائی ہے کہ آیا یہ لوگ اپنے مقدس وید کے مفید و مرغوب احکام پر بھی ہیں یا محض نام ہی کے آریہ ہیں۔ حضرات جہاں تک ہم نے اس امر میں تصدیق کی ہے اس قوم کو وید کے مطہر احکام پر پورا پورا عامل اور معتقد پایا جس کے ثبوت کے لئے مشتے از نمونہ خروارے کی مصداق مفصلہ ذیل الفاظ سے تصدیق کرتے ہیں۔

سوامی دیانند بحوالہ منوسمرتی پرمیشور کا حکم (ستیارتھ پرکاش سملاس ۴ دفعہ ۱۶۰) اس طور سے تحریر فرماتے ہیں۔ اگر بیاہا خاوند دھرم کی غرض سے غیر ملک میں گیا ہو تو بیاہی عورت آٹھ برس اور اگر علم اور نیک نامی کے لئے گیا ہو تو چھ برس۔ اور اگر دولت وغیرہ بھوگ کے لئے گیا ہو تو تین برس تک انتظار کر کے پھر نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔ جب شادی شدہ خاوند آوے تب نیوگ شدہ خاوند سے قطع تعلق ہو جائے ... بیاہا مرد اگر عورت بانجھ ہو تو آٹھویں برس۔ اگر اولاد ہو کر مر جائے تو دسویں برس۔ جب اولاد ہو تب تب لڑکیاں ہی ہوں لڑکے نہ ہوں تو گیارہویں برس تک۔ اور جو بدکلام بولنے والی عورت ہو تو جلدی ہی اس عورت کو چھوڑ کر دوسری عورت سے نیوگ کر کے اولاد پیدا کرے۔

(۲) ویسے ہی اگر مرد نہایت تکلیف دہندہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ اسکو چھوڑ کر دوسرے مرد سے نیوگ کر کے اسی بیاہے خاوند کی وارث اولاد پیدا کرے۔ سوامی جی اس حکم کی تعمیل کے لئے تاکید بھی فرما کر ارشاد فرماتے ہیں اس قسم کے سو نمبر بیاہ اور نیوگ سے اپنے خاندان کی ترقی کرنی چاہئے۔

• صاحبان! یہ ہے وید پاک کی مقدس تعلیم اور یہ ہے حکم آریوں کے مہنت مطلق

نفس مطلق راحت مطلق ایشور کا۔ غرض ہر حالت میں عورت یا مرد دونوں کو

جتنے کہ ذراسی بدکلامی اور ایذا رسانی میں نیوگ کرنے کی اجازت حاصل ہے۔ اور اپنے بیاہتا خاوند یا عورت کو چھوڑ دینا واجب اور لازم ہے۔ اس چھوڑنے چھوڑانے پر بھی نیوگ سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ پہلے بیاہتا جیتے خاوند کی وارث ہوگی۔ شرم شرم شرم۔

برین عقل و دانش بباید گریست

جس حالت میں عورت اور مرد ایک دوسرے سے بوجہ کاوش دلی علیحدہ ہو جاتے ہیں تو وہ نیوگی اولاد کو کس صورت سے اپنے مال و اسباب اور اثاثہ کا جو اسکو نسلاً بعد نسلاً پہونچا ہو یا اپنے ہاتھوں کی کمائی سے حاصل کر کے جمع کیا ہو۔ کس طرح ورثہ میں دے سکتا ہے اور کس وجہ سے نیوگ سے پیدا شدہ اولاد بیاہے خاوند کی اولاد کہلا سکتی ہے جس حالت میں بحکم (ستیارتھ سلاس ۴ دفعہ ۱۴۳) نیوگی اولاد نیوگ کنندہ کے عضو سے دل سے اور ویریہ سے پیدا ہوئی ہو اور اسکی آتما یعنی روح ہے جس کے لئے وہ دعا کرتا ہے کہ تجھ سے بچے بوت مت ہو بلکہ سو برس تک زندہ رہے۔ اب ہمکو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ نیوگ کے موجد اور اسپر عامل اپنے ورثہ تک پہونچ چکے ہیں یا نہیں اور آیا انکو ورثہ میں انکی جائداد موروثی پوری مل چکی ہے یا نہیں۔ ناظرین تعجب فرماتے ہونگے۔ کہ

نیوگ زادوں کا حق وراثت کیا ہے۔؟

اور آپ یہ فرمایئے۔ کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو جو فدرے تکلیف دہندہ ہے یا چھوڑ کر دوسرے مرد سے (ستیارتھ سلاس ۴ دفعہ ۱۴۰) یا دیور یا جیٹھ یا اپنے دسن کے کسی دور و نزدیک کے رشتہ دار سے (ستیارتھ سلاس ۴ دفعہ ۱۳۲) یا کسی دوسرے مرد سے (ستیارتھ سلاس ۴ دفعہ ۱۲۳) یا کسی موٹے جوان ہمسایہ یا کسی چیر چھوٹ مست سنڈ مسٹنڈا ہو سے نیوگ کر کے اولاد حاصل کر لے۔ تو کیا عیسائی۔ موسائی۔ مسلمان۔ پارسی۔ یہودی وغیرہ دیگر مذاہب والے ایسے فعل کو زنا سے تشبیہ نہ دینگے۔ کیوں نہیں بیشک صاف زنا کہینگے۔ اور ایسے ناجائز فعل کے نطفہ کی اولاد کو ال لیجٹیمیٹ (حرام کی اولاد) نہ کہینگے۔ ضرور بالضرور۔ پس آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسے فعل کی اولاد کے افعال سوائے

ملک اور حکومت میں فساد برپا کرنے - دوسرے کے مقابل پر بیجا حملہ کرنے - اتہام لگانے اور اسکو نقصان پہونچانے کی غرض سے کسی بے جا طریقہ پر لغویات کے ذریعہ اشتعال دلانے یا کسی لاوارث کے لیئے اڑنے وغیرہ وغیرہ کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں اور کیا اُن سے کبھی نیکی کی بھی اُمید کی جا سکتی ہے - چنانچہ آریہ صاحبان کی فطرت ہی سے یہ باتیں روشنی کی مانند ظاہر ہو کر تصدیق ہو چکی ہیں - کیا ناظرین نے واقعہ مردان کو فراموش کر دیا - کیا واقعہ لڑکانہ کو بھول گئے جس کی نسبت تمام اخبارات میں ہنوز سے اب تک تمام ہندو پنجاب میں شور و غوغا مچا ہوا ہے کہ کچھ گھرانے شیخوں کے جن میں ۵۶ عورت و مرد شامل تھے آریہ بنائے گئے -

صاحبان اول الذکر ایک بدکردار اور بد افعال عورت کو پردہ نشین - رئیس زادی دنیا فاضل وغیرہ وغیرہ خطابات سے مخاطب کر کے تمام مسلمانوں کو اشتعال دلایا اور خود بھی بے عزت ہوئے - اب رہا معاملہ لڑکانہ اُسکی نسبت بھی ناظرین کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ امر بھی محض مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے واسطے مشتہر کیا گیا ہے جس کا وجود بالکل ہی نہیں - ہمنے اس امر میں بہت عمدہ طور سے تصدیق کی ہے یعنی اپنے سفیر مولانا مولوی ابو الفرح **حافظ عبد الحمید صاحب** پانی پتی مناظر آریہ سماج کو محض اسی لئے علاقہ لڑکانہ میں بھیجا اور اس طرف رہنے والے احباب کے ذریعہ بخوبی تصدیق کی جس کا ماحصل یہ ہوا - کہ یہ معاملہ از سرتا پا غلط ہے بلکہ اغلط ہے اور ان آریہ صاحبان نے اس امر کے مشتہر کرنے سے اپنا حق وراثت ادا کیا ہے - چنانچہ اس معاملہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے خلاصہ چند خطوط کا معہ از لڑکانہ - مہتری - کوٹری وغیرہ ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ جملہ شکوک رفع ہو جاویں اور آئندہ کوئی مسلمان ان حضرات کے قول و فعل کا کبھی اعتبار نہ کرے بلکہ ان کی فطرت کا خاصہ خیال کر کے ناحق اشتعال میں نہ آجاوے -

خلاصہ خط بابو زوار حسین صاحب گارڈ روہڑی جنکشن جن لوگوں کا آپنے ذکر کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہیں - وہ در اصل ہندو ہی ہیں اُنکو اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں وہ طریق انکا ہے سب ہندو کا - بالفرض اگر وہ آریہ بھی ہو جاویں تو ایسے لوگوں سے اسلام کو کیا غرض

سنہ اگرچہ چاہ نصرانی ناپاک است - یہودی مردے شوئی چہ باک است -

خلاصہ خط عبد الرحیم بن حاجی کریم بخش از کوٹری بندر ۔

جناب من - جن لوگوں کی نسبت آپ دریافت فرماتے ہیں وہ لوگ اصل سے ہندو ہیں کو ان کا فرقہ پیر پرست ہونے کی وجہ سے شیخ کہلاتا ہے رسم سلام کرنا برادر مسلمینوں پر بعد کسی صحیح دخل نہیں

خلاصہ خط مولوی ابو الفرح از لڑکانہ ۳۱ - اگست ۱۹۰۵ء

یہاں آکر معلوم ہوا کہ جو لوگ شیخ سنجوگی دیوان اٹل رائے . . کے طرف دار آریہ ہوئے ہیں قدیم سے ہندو تھے وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہ تھے - نہ اُن میں کوئی بات اسلام کی پائی جاتی ہے نہ اُن کے رسم و رواج سے اُن کا مسلمان ہونا معلوم ہوتا ہے - مُردے اُن کے پاؤں میں داغ دیکر پانی میں بہاتے جاتے ہیں - ضلع لڑکانہ کے بہت سے گاؤں میں یہ لوگ کثرت سے آباد ہیں ان لوگوں کے آریہ ہونے سے پہلے کے پیدائشی نام یہ ہیں (۱) بلبیو داس ولد ٹھاکلداس (۲) موتا رام ولد ٹھاکلداس (۳) بہار سنگھ ولد موٹارام (۴) چمن داس ولد موٹا رام (۵) پھنول ولد ریجی رام (۶) موتی رام ولد اٹل رائے (۷) تخت رائے ولد اٹل داس (۸) بھیرون لعل ولد لعل چند وغیرہ وغیرہ - اس سے آپ قیاس کر سکتے ہیں آیا یہ ہندو تھے یا مسلمان - آپ اطمینان بخش اشتہار اخبارات میں چھپوا دیئے - کیونکہ جو بات واقعہ میں صحیح نہیں ہے اُسکی شہرت دینی بھی عبث ہے - اس علاقہ سندھ میں عام مسلمان پیر پرست ہیں - ان مسلمانوں کی دیکھا دیکھی ہندو بھی کثرت سے ان پیروں کے پیرو ہو گئے اور اب چونکہ ان لوگوں کو اس پیر پرستی میں کئی پشتیں گذر چکی ہیں اور اُنکی تعداد ہزاروں تک پہونچ چکی ہے - اس لئے وہ یہاں کے مسلمانوں کے نزدیک شیخ کہلاتے ہیں جب آریوں نے یہاں ذرہ سی کوشش کی - تو ان کی ایک جماعت نے آریہ بننا تو منظور نہ کیا - مگر آریوں نے اُنکو کہا کہ ہم تمکو دھرم سبھا میں بھی ملا سکتے ہیں جس طرح سبھا والے لوگ ہم سے ملتے برتتے ہیں اگر تم اُن سے مل جاؤ گے - تو ہم تم سے بھی ایسا ہی ملا کرینگے - لہٰذا اس فریب سے وہ لوگ اپنی طرف سے دہرم سبھا

والوں میں مل گئے جس کی خبر آریہ اخبارات نے بڑی توشی کے ساتھ مشتہر کی ہے جس سے ہندوستان و پنجاب کے مسلمانوں میں تو تعجب ہوا۔ مگر بوجہ اردو میں چھپنے کے ایسے اخبارات چونکہ اس ملک سندھ میں کم آتے ہیں یہاں کے مسلمانوں کو خبر تک نہ ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین یہ ہے ان لوگوں کا حال جنکو آریہ صاحبان نے اپنا چیلہ بنا کر اپنی دراثت (نیوگ) کا حصہ دار بنا لیا ہے اور یہ ہیں آپ کے فاتحانہ انجمن اشاعت اسلام حیدرآباد کی خدمات جنہیں بذریعہ سفیران کس جانفشانی سے اس غلط اشاعت اور آریہ اخبارات کی چالاکی کی تردید کر کے نیوگی نطفہ کی تصدیق کا سین ناظرین کے سامنے پیش کر دکھایا اور عنقریب بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ اور بھی بذریعہ رسالہ اسکو مفصل طور سے واضح کر کے دکھائے گی وما علینا الا البلاغ۔ الراقم خادم قوم محمد احمد البدین حبیب صفا سُباری ۸ ستمبر ۱۹۰۵ء۔

(نوٹ) دیگر مذہبی وملکی اخبارات بھی اقتباس فرماویں۔

---

# ترک اسلام مولوی ثناء اللہ

اور ریویو

## آریہ مسافر نمبر ۲ جلد ۶

ہمیشہ ٹھنی ہے اصلاح باں رنگیں خیالوں کی
بھپٹے کبر سے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہیں۔

خدا جانے ہمارے آریہ دوستوں کی کیا عادت ہو گئی ہے کہ وہ غیر مذاہب کی مخالفت میں ہمیشہ جھوٹ و فریب و غلط بیانی و سخت زبانی سے کام لیتے ہیں یعنی جہاں تک اُن کی تحریر دیکھی کتاب ہو یا اخبار ان عیوب سے مبرا نہ پایا۔ اُن سے اہل علم ہمیشہ کم علم مسلمانوں کو جو اپنے مذہبی علوم و اصول و فلاسفی سے واقف نہیں تو جیسے دھرم پال جی نو آریہ آریہ بنانے یا اپنے بھولے بھالے آریہ بھائیوں کو خوش کرنے کے غرض سے اسلام کی دشمنی میں

جس کا کوئی اصول خلاف عقل و قانون قدرت نہیں نہایت کجروی اور نفرت انگیز اور اشتعال طبع دلانے والے الفاظ میں دو نظم دکھلانے میں شہادت کے لئے منتہا رکھ پر کاش و تصانیف آریہ مسافر اور رسالہ بن جین مت سیکشا مصنفہ شمبھو دت آریہ اپدیشک پنجاب سبھا لاہور کافی ہے جب سوجینیوں کا منعقد سدہ دہلی میں جولائی ۱۹۰۴ء میں چل رہا تھا۔ باوجودیکہ یہ اپنے کو اصول عشرہ اور وید کا پابند ظاہر کرتے ہیں جس کا چوتھا نمبر اصول یہ ہے راستی گرہن کرنے اور راستی کے چھوڑنے میں ہمیشہ سرود اقدت رہنا چاہئے۔ پس دو حال سے خالی نہیں یا یہ اپنے اصول اور وید کے پابند نہیں یا اصول محض فریب ہیں۔ اور وید کی یہی تعلیم ہے

اس وقت آریہ مسافر جلد ۶ نمبر ۶ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء میرے سامنے ہے اس کے صفحہ ۵۲ سے ۵۸ تک ترک اسلام پر سرسری نظر کے عنوان سے ایک پرجوش مضمون لکھا ہے جس میں ناظر صاحب رام لال جیپوری نے ہمارے مندرجہ بالا خیالات کی تصدیق کی ہے۔ ہمیں کل مضمون کے لفظ بلفظ درج کرنے سے غرض نہیں۔ کیونکہ اس میں نصف سے زیادہ خارج از بحث طول ترانیاں ہیں۔ اس لئے ہم خاص خاص فقرے جو ہمارے خیال کے موید ہیں انتخاب کرینگے۔

رام لال آریہ سماج کے دروازہ اماپ شناپ کوئی کتاب طبع کرا کے ایک آنہ کی کتاب کی عوض قیمت قرار دیکر مطلب سدہ کیا جاتا ہے آریہ سماج کے زبردست اعتراض و دلایل کے جواب میں کوئی کتاب تصنیف کرا کے اپنے مذہب کے دریدہ و پوسیدہ گدڑیوں کو جا بجا نادیلوں اور لاطایل دلیلوں کے پیوند لگا کر ویدک لسان کے مطابق کرنے کی کوشش کر کے شکم پروری کی جاتی ہے۔ الخ۔

حال میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اپنی دینی جوش و خروش میں غیر روبرو شوہر نے کو بیشہ وہ اختیار کیا ہے کہ مہاشے دہرم پال جی نے جو اپنے وجوہات ترک اسلام میں ترک اسلام کتاب طبع کرائی ہے اسکے جواب میں آپنے ترک اسلام کتاب لکھی ہے جو ۱۱۸ ورق یا ۷ جزو سے کچھ زاید کی ہے جس کی نسبت عام دستور فی جزو آدہ آنہ کی حساب سے ۶ ہر یا ۷ ہر موزوں ہے مگر مصنف صاحب نے روپیہ کمانے کو ایک روپیہ رکھکر اول قرآن

کو مخاطب کرکے پرجوش اپیل اس مضمون سے کی ہے الخ۔

**موحد** غور فرمایئے کہ اس تحریر میں راستی سے کہاں تک کام لیا گیا ہے۔ ماشاء اللہ ماسوا اور علوم کے ہمارے دوست کو علم حساب میں بھی بڑا ملکہ ہے - ۱۰۸ ورق یا ۲۷ جزو سے کچھ زاید جس کی قیمت عام دستور فی جزو آدھ آنہ کے حساب سے ۲ ر ۷ ر ہوتی ہے

اے دہانت زلب و لب دہان شیریں تر
خندہ شیریں و سخن گفتن ازاں شیریں تر

شاید آپکو یہ بھی نہیں معلوم کہ کتنے ورق کا جزو ہوتا ہے اور عموماً کس حیثیت کی کتاب آٹھ آنہ جزو تک ہوتی ہے اور کئی اور مضمون کا آنہ سمجھ جاتا ہے مگر اعتراض کرنے کو ضبط مضمون نگاری کا شوق نہیں جینے دیتا کیا آپ ایسی موٹی بات بھی نہ جانتے ہونگے۔ ہم سنتے ہیں لالہ بھائی حساب میں بڑے مشاق ہوتے ہیں مگر آپنے تو یہاں لٹیا ہی ڈبو دی ہے آپکا قدی اثر ہے - اگر فی الواقعہ آپ حساب میں کورے ہیں تو کسی اسکول کے لڑکے سے دریافت کرلیا ہوتا - آیئے ہم آپکو سمجھا دیں آٹھ ورق کا ایک جزو ہوتا ہے اور عموماً آدھ آنہ شمار ہوتا ہے نہایت معمولی کاغذ چھپائی کی کتاب آدھ آنہ جزو کتب فروش دیتے ہیں - خیر آپ نے ترک اسلام کو معمولی ہی کتاب مان کر حساب تو لگائیں ۱۰۸ ÷ ۸ = ۱۳½ جزو آدھ آنہ فی جزو کے جس کی قیمت ۷۰ ر ہوتی ہے - سچ بتلایئے گا اس غلطی کا سبب لاعلمی ہے یا آریہ ہونے کا اثر ہے اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اب اسکے آگے کا فقرہ - مگر مصنف صاحب نے روپیہ کمانے کو ایک روپیہ رکھکر اہل قرآن کو مخاطب کرکے پرجوش اپیل اس مضمون سے کی ہے - کیسا صریح جھوٹ ہے - ترک اسلام کی قیمت ۲ ر ہے جس کو آپنے بڑھا کر ایک روپیہ تحریر کردیا اس جھوٹ کی بھی کچھ انتہا ہے جس قدر آپ ترقی مذہب میں ساعی ہیں اسی قدر ترقی جھوٹ میں بھی واقعی انسان جھوٹ بھی بولے تو تھوڑا کیوں بولے جس پرجوش اپیل پر آپ ڈگری لیا چاہتے ہیں اسی کے اس آخری فقرہ نے (دیکھئے میرے مالک (مصنف) کی حوصلہ مندی کہ باوجود اتنی لاگت اور عرق ریزی کے قیمت صرف ۲ ر رکھی ہے اس میں بھی رعایت یہ کہ مکفند،

نسخے کے خریدار کو ایک روپیہ کی تین ۳ آپ کے دعوی کو ڈسمس کر دیا۔ اگر آپ نے پوری اپیل نہیں پڑہی تو اس میں مولانا کی کیا خطا؟ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

شاید آپکو پیسہ اخبار سے دھوکا ہوا مگر اس میں بھی یہ الفاظ ہیں **اصلی قیمت** عہ/ **رعایتی** ۶/ یہ اختلاف قیمت بسبب اختلاف لاگت وغیرہ ہے جیسے راہ این للعہ/ کو بھی اور ۸/ کو بھی ملتی ہے۔ ترک اسلام کے جواب میں جس قدر کتابیں شایع ہوئی ہیں وہ اسی طرح کم قیمت پر فروخت ہو رہی ہیں۔ اسپر بھی اگر آریہ اپنی ناداری کا عذر کریں تو ہم انکو چالیسواں حصہ اپنی کتابوں سے بلا قیمت دیدینگے۔ اتبک ترک اسلام کے چار جواب تو شایع ہو چکے ہیں اور جہانتک مجھے علم ہے پانچ عنقریب شایع ہونیوالے ہیں۔ ان چاروں کی قیمت میں میں ایک نقشہ دکھلاتا ہوں اور آپکے صدق و کذب کی داد منصف مزاج ناظرین سے چاہتا ہوں ؎

تمہیں تقصیر اس بت کی ہے یا میری خطا نکلی
مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

| نام کتاب | صفحات | اوراق | اجزا | فی کتاب فی جزو | اصل قیمت | کیفیت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ترک اسلام | ۲۴۰ | ۱۲۰ | ۱۵ | ۰۷/ | ۶/ | [illegible] |
| نور الدین | ۳۲۶ | ۱۶۳ | ۲۰-۳ | ۱۱/ | ۸/ | |
| بتق اسلام | ۳۰۴ | ۱۵۲ | ۱۹ | ۰۹/ | ۴/ | |
| ترک اسلام | ۲۰۸ | ۱۰۴ | ۱۳ | ۰۶/ | ۸/ | |

اب ذرا آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے اُسکے مقابلہ میں اپنی کتابوں کی قیمت پر غور فرمایئے خبط احمدیہ کے ۳۵۲ صفحہ یعنی ۱۷۶ ورق جس کی ۲۲ جزو ہوئے آپکے مسلم نرخ کے اا/ قیمت ہوتی ہے مگر عہ یہ کتاب پر چھپی ہے اور اسی قیمت پر مجھے ملی ہے۔ نیز اسی آریہ مسافر کو دیکھو جسے آپکا ریویو ہے سالانہ قیمت ۳ سے ہے اور فی کاپی ۳/ ہے اس میں ۱۰۰ صفحہ یعنی ۵۰ ورق

جس کے وجہ اور رقیت ہوئی۔ کیسے سوائی اس کی بیعت کون لیتا ہے ع

میں الزام انکو دیتا تھا غلطی اپنی نکل آئی

مہاراجہ صاحب ٹیرہ دھن نے اپنی پُرزور اسپیچ میں یہ فرمایا ہے کہ آریہ صاحبان باتیں زیادہ اسکا منظور کرنے میں (پیسہ اخبار ۱۲ جلد ۷ ۱۹۰۱ء) میں اُمید کرتا ہوں کہ اگر آپ کی طبیعت کچھ بھی حق پسند واقع ہوئی ہے تو یہ اعتراضات واپس لیجئے ورنہ وہی الفاظ آپکی شان میں لکھنا مناسب نہیں کہ اسلام کے ورود سے آپ شناپ کوئی کتاب طبع کراکر اس کی کتاب یا ۳ سر کا پرچہ ۴ رقیمت قرار دیکر مطلب سیدھا کیا جاتا ہے۔ اسلام زبردست دلایل و اعتراضوں کے جواب میں کوئی کتاب تصنیف کر اپنے مذہب کی پرانی کتاب وید کے دریدہ و بوسیدہ گدڑیوں کو جابجا سے ادیلوں قاطل دلیلوں کا پیوند لگا کر عقل و قانون قدرت (اصول اسلامیہ) کے مطابق کرنے کی کوشش کر کے ملمع پوشی کی جاتی ہے الخ۔

# اعتراضات

رام لال۔ مثلاً اہل قرآن کا ایک یہ مسئلہ ہے کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو انسان وحیوانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ دوسرے ذات خدا سے متعلق ہیں خدا اپنے سے علاقہ رکھنے والے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔ مگر جب انپر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایک شخص جو ہمیشہ سے وہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا ہوں اور تمام جہان خدا ہے۔ ایسا کہنے سے کسی دوسرے انسان و حیوان کے متعلق وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ کہا جاوے تو وہ دوسروں کی بھلا کرتا ہے یعنی وہ سب کو اتنی بڑی عزت دیتا ہے کہ خدا تک پہونچا دیتا ہے۔ ہاں ایسا کہنے سے وہ جس قدر گناہ کرتا ہے وہ ذات باری سے تعلق رکھنے والے کرتا ہے وہ آپ کے خیال کے موافق بخشا جاوے گا یا نہیں تو جھٹ ڈاڑھی ہلا کر نہیں نہیں کر دیتے ہیں کیونکہ کلام پاک قرآن کے اس مسئلہ کے خلاف ہوتا ہے کہ خدا کا [illegible]

[illegible] پرچہ [illegible] خدمت میں [illegible] سے [illegible] کہ آپ [illegible] مسئلہ [illegible]

نہیں بخشے گا۔

**موحد** — وہ ظلم کرتے ہیں ہم پر تو لوگ کہتے ہیں × خدا بروں سے نہ ڈالی معاملہ دل کا۔ اہل قرآن کا یہ مسئلہ آپ نے کہاں دیکھا ہے کہ اپنے متعلق گناہ خدا معاف ہی کر دیتا ہے۔ اول تو اسلام میں توبہ کی شرط ہے اور توبہ کی نسبت قرآن شریف میں یہ حکم ہے کہ توبہ انہی لوگوں کی قبول ہوتی ہے جو بُرے کام غفلت سے کر گذرتے ہیں پھر فوراً توبہ کرتے ہیں نہ اُن لوگوں کی جو مرتے دم تک (جب اُن کو موت اور آخری سفر کے آثار معلوم ہونے لگتے ہیں) تو بُرے کاموں میں مشغول رہیں اور اُسوقت توبہ کرتے ہیں۔ اور نہ اُن کی جو کفر کی حالت میں مر جائیں۔ اگر قریب مرنے کے توبہ کریں تو قبول ہوگی جیسا کہ آپ کی صورت مفروضہ کا نتیجہ اب اس [illegible] نکل آیا۔ کیوں اب کیا اعتراض ہے۔ اگر تفصیل کی ضرورت ہے تو جوابات ترک اسلام وحق پرکاش بغور دیکھئے اور پھر [illegible] [illegible] اے پرمیشور مجھے سچا [illegible] چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت دو [illegible] جواب مجھ کو [illegible] نہ میرا یہ سچے دھرم کا آپکی عنایت سے پورا ہو [illegible] آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹی چلن سے [illegible] اختیار کرتا ہوں۔ ذرا دھوتی سنبھال کر کہئے گا۔ کہ اس عمل کے کیا [illegible] اسلامی اصطلاح میں توبہ کہتے ہیں — مہور طفلے و اندروش بیش بیخبر ست [illegible] عشق ما چہ کہ از حسن خویش بے خبر است۔ ہاں یہ آپ نے کس سے سنا کہ دہریہ [illegible] تمام جہان کو خدا کہتے ہیں۔ کسی دہریہ سے ملکر پوچھا تو ہوتا کہ جناب خدا کی نسبت آپ کے خیالات کیا ہیں پھر سنئے کیسا صاف جواب ملتا ہے —

نہ خدا ہی کچھ نہ جزا سزا یہ لغو ہیں دین کے مخمصے
عبث اہل مذہب نا سمجھ خود ہی دام فکر میں آ پھنسے
نہ خرد نہ علم نہ تجربہ اسی غم میں سینکڑوں چل بسے
گیا جو عدم کو وہ پھر نہ پھر اسے جزا سزا کی خبر کسے

اگر دہریوں کی جستجو میں وقت ہو تو ایسے آریہ مسافر میں نسخہ آگیان ناشک صفحہ ۹۵ سے ۹۸ تک دیکھ جائیے

رام لال شلاً دہرم پال جی کا یہ پر یہ اعتراض تھا کہ قرآن میں خدا کو مکار بتایا ہے جس کے جواب میں مکر کے من مانے معنے خفیہ تدبیر یا داؤ چلانے کے لئے ہیں۔ الا افسوس کسی لغت کا حوالہ درج نہیں کیا کرتے ہی کہاں سے کسی لغت میں ایسا ہوتا تو کرتے نہ کسی دیگر اصحاب کی معتبر شہادت بہم پہونچائی ہے کہ فلاں صاحب نے فلاں جگہ مکر کے یہ معنی استعمال کئے ہیں۔ پھر بلا ثبوت کوئی عقلمند کب تسلیم کر سکتا ہے کہ یہ معنے صحیح ہیں ۔ غیاث اللغات جو معتبر لغت ہے اور اہل قرآن کی تصنیف ہے اس میں معنے ہیں جو دہرم پال جی نے سمجھکر اعتراض کیا ہے ۔

**موحد**۔ دہرم پال جی کے یہ طبعزاد اعتراض نہیں ہیں بلکہ ستیا رتھ پرکاش کا دوسرا جنم ہے ؎

کیا ہوا اگر ذوق قندیل سخن کو مزہ لیا
ڈاپخ کی ہیں وہی اگلو برس کی تیلیاں

مکر کے معنے خفیہ تدبیر کے تمام کتب لغت عربیہ میں موجود ہیں۔ مولانا ثناء اللہ کی اصلی عبارت نقل نہیں کی کیونکہ آریہ پارٹی عموماً اور آپکے دہرم پال جی خصوصاً زبان عربی سے نا آشنا ہیں۔ آریوں میں بعض اردو دان ہیں اور جو نامی مباحث ہیں وہ کچھ شد بد فارسی ہیں لیاقت رکھتے ہیں۔ ان کے لئے عربی لغات کا ماحصل اردو میں لکھ دینا کافی معلوم ہوا۔ لیکن آپکے نامی دوست مولوی نورالدین صاحب کو غالباً آپ کی مشکوک طبیعت سے یہ اُمید نہ تھی کہ بلا اصل دیکھے ہوئے مانیگے۔ اس لئے اُنہوں نے دو چار عبارتیں بھی نقل کردیں...... نا تجانہ باید رسانید۔ گوش ہوش سے سنئے :۔

المکر صرف الغیر عما یقصدہ بحیلۃ مخالف کے مقاصد کو تدبیر سے روکدینا مکر ہے (مفردات راغب) مکر اللہ ایقاع بلایہ باعدائہ دون اولیائہ مکر الہی کے معنے ہیں مخالفان الہی پر عذاب کا ڈالنا اور مقربوں کو اُن عذابوں سے بچانا

(ابن الاثیر) المکر احتیال فی خفیۃ مخفی تدابیر کو مکر کہتے ہیں (لسان العرب) وذلک ضربان مکر محمود وھو ان یتحری بذلک فعل جمیل وعلی ذالک قال اللہ تعالیٰ واللہ خیر الماکرین ومذموم وھو ان یتحری بہ فعل قبیح قال اللہ تعالیٰ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ اور مکر کی دو قسمیں ہیں - ایک محمود ہے جس سے نیک اور عمدہ کام کا قصد کرنا مقصود ہے چنانچہ ان ہی معنوں سے خدا تعالیٰ نے اپنی نسبت فرمایا ہے واللہ خیر الماکرین اور دوسرے مکر مذموم ہے یعنی بُرے فعل کا ارادہ کرنا یہی معنے ہیں اس آیت میں ولا یحیق المکر السیئ المخ (مفردات راغب)

اگر اب بھی اطمینان نہ ہو تو آئیے میں کتاب کھولکر دکھلادوں - رہی غیاث اللغات اُسے آپ معتبر سمجھتے ہونگے ع مگر ہر کس بقدر ہمت اوست - ذرا مرزا غالب سے تو اُس کی تعریف سنئے ہاں آپکے بھرشٹے دھرم پال جی کے نزدیک تو واقعی یہ بڑے پایہ کی کتاب ہوگی کیونکہ چیونٹی کے نزدیک قطرہ ہی سمندر ہے - بیچارے عربی لغات کی کیا خبر ؎

گر یہی بے خبری حضرت والا ہوگی
تار و پود ابھی سب تہ و بالا ہوگی

مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے لفظ شریر کی مثال دیکر بھی سمجھایا ہے کہ اس کے معنے سنسکرت میں جسم کے ہیں مگر ہمارے محاورہ میں بد کار کو کہتے ہیں جس کا مادہ شر سمجھئے - پس اگر ہم آپکی زبان میں کہیں کہ دیانند صاحب شریر تھے یعنے جسم والے تھے تو آپ ناخوش ہونے والے کی غلطی ہے - ہاں اردو فارسی عربی محاورہ کے مطابق یہ کلمہ استعمال دیانندی تو اہل پسند نہ کرینگے بعینہ یہی مثال مکر کی ہے ؎

تو کہے غنچہ کہ اس لب پہ دھڑی خوب نہیں
جبکہ یہ چھوٹا ہے منہ بات بڑی خوب نہیں

**رام لال** صاحب پر یہ اعتراض تھا کہ خدا خالق بیماروں کی بیماریوں کو پیدا کرتا ہے اور پھر اوپر سے عذاب بھی دیتا ہے - بیشک یہ پرلے درجہ کی بے رحمی ظلم ہے - اسکا جواب

بہی کہ اصل میں بیماری تو اپنے ہی سبب سے بڑہتی ہے مگر علت العلل خدا کی طرف مسبب کیا جاتا چونکہ جائز ہے اس لئے خدا کی حکومت و جبروت بنانے کو ایسا کہا گیا ہے مولوی صاحب نے نہ معلوم اس جواب میں اعتراض کی تردید کی ہے یا تائید اگر بنظر غور دیکھا جاوے تو بالکل تائید پائی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے اصول موضوعہ ۱ میں صاف لکہا ہے۔ الخ
۹۵ پر اعتراض تہا کہ قرآن کی تعلیم ہے کہ خدا بدی کو ناپسند کرتا ہے مگر کتنے شرم کی بات ہے کہ اسکو بدی کا پیدا کرنے والا بہی مانا گیا ہے الخ دوسرے اگر بقول آپکے نعوذ باللہ بدی کا پیدا کرنا خدا کی طرف منسوب بہی کیا جاوے تو یہ سوال ہوتا ہے کہ خدا نے جس قدر شئے پیدا کی ہے وہ کسی نہ کسی مفاد پر ضرور مبنی ہیں فرمایئے یہ بدی کونسے فایدہ کے لئے ہے یا کونسے نیک کاموں میں کار آمد ہوسکتی ہے۔ میرے خیال میں اسکا جواب وہی دوگے جو ایک مولوی صاحب نے اسی مسئلہ پر گفتگو ہونے پر دیا تہا وہ یہ ہے کہ زہر ایک مہلک شئے ہے اسکو بہی خدا نے پیدا کیا ہے اگر بطریق ڈاکٹری استعمال کیا جاوے تو وہ فایدہ مند ہے جو اس کے خلاف عمل کیا جاوے تو ہلاکت کا باعث ہے اس میں استعمال کرنے والے کی غلطی ہے خدا پیدا کرنے والے کا قصور نہیں۔ اسی طرح بدی کے پیدا کرنے کا مسئلہ ہے اسپر راقم نے عرض کیا آپ اپنی دلیل کو مد نظر رکھکر فرمایئے کہ چوری بہی ایک فعل بد ہے اسکو بتلایئے خدا نے کس فایدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ کون فعل حسنہ میں کار آمد ہے۔ اگر ایسا نہیں تو چوری فعل بد کا پیدا کرنا خدا کی نسبت عبث ٹہرتا ہے جو تیریقین کے سدہانت کے سراسر خلاف ہے۔ چونکہ مولوی صاحب حق پسند تہے فرمایا بہائی اصل بات تو یہ ہے کہ قرآن کے اس مسئلہ پر آپ جس قدر اعتراض کریں وہ تہوڑے ہیں الخ بدی کے پیدا کرنیکا مسئلہ سراسر زبون ہے الخ۔

**جواب** - دہرم پال جی کے اصل اعتراض ۹۵ میں بڑہانے کا لفظ ہے آپنے پیدا کرنیکا لفظ بجائے اسکے لکہا ہے جس ۹۵، ۸۰ و ۹۰ ملکر ایک ہی اعتراض ہوا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس بنا پر آپ نے اسکے جواب کو تسلیم کر لیا ورنہ دوسرا پہلو اختیار کرنے کی کیا ضرورت اب بدی کے پیدا کرنے یا منسوب کرنے کی نسبت جس اسی نمبر کے مسافر کا ایک مضمون

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دیکھئے صث جس میں یہ عبارت ہے :-
اس متواتر حالت میں وہ اُس باطنی آواز کو بخوبی سننے سمجھنے اور اُس کی ہدایت پر چلنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ جس کو کہ کانشنس کی آواز یا مہرشی دیانند کے الفاظ میں ہم پرماتما کی ہدایت کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں ؎

کیا لطف کہ غیر پردہ کھولے
جادو وہ کہ سر پہ چڑھ کے بولے

باقی مفصل بحث ترک اسلام میں بغور دیکھئے۔ اگر تجربہ شکوک پیدا ہوں تو اُسکے سمجھانے کو ہر حیدر میں شاید پرماتما آپکو ہدایت دے۔ انصاف کیجئے کہ دیانند کے الفاظ میں پرماتما کی ہدایت کہہ سکتے ہیں مگر اسلامی اصطلاح میں خدا کی ہدایت یا اُسکے برعکس کہنا معیوب ہی ؎

رقیبوں کے لئے قند و شکر ہیں وہ لب شیریں
جو میں لیتا ہوں بوسہ زہر کی تاثیر ہوتی ہے

آپکے خیالی مولوی صاحب کوئی مکتب کے بھولے بھالے میانجی ہونگے جو اپنی لاعلمی و کم فہمی سے چونکہ تبدل آپکے حق پسند سے مانگنے گئے مگر جواب تو انہوں نے ہی نہیں دیا - اگر ابھی آپ غور کرتے تو یہ اعتراض پیدا نہوتا۔ چوری دراصل اشغال شئے کا نام ہے اور قوت مشتغلہ انسان میں منجانب خدا ہے پس اگر بدنیتی سے بلا اذن مالک اس قوت کا استعمال کیا جاتا ہے تو اسی کو ہم لوگ چوری کہتے ہیں جو سیئات سے ہے۔ اور اگر نیک نیتی سے باذن مالک ہی تو موجب حسنات۔ مولانا شاہ عبدنے تلو اسکی مثال دیکھ سمجھ نا چاہا تھا مگر ؎

حضرت ناصح اگر کل آئیں گے
ہم نہ گر سمجھے تو کیا سمجھائیں گے

راجم لال - مولوی عبدالغفور بی۔ اے - قرآن کی بانی کارکت پیروی چھوڑ کر دیانند کے شرن لیکر دھرم پال برہمچاری کہلاتے ہیں۔ گو اُن کے ایسا عمل کرنے سے آریہ کو کوئی

نخر نہیں۔

**موحد** - خیر آریہ بننے سے مولوی تو بن گئے - اب کچھ دنوں میں محدث اور مفسر مسلمانوں کے سمجھے جائیں گے ؎

اے ذوق بس نہ آپکو صوفی جنابیئے
معلوم ہے جو حق ہے حقیقت جناب کی
نکلے ہیں میکدہ سے ابھی منہ چھپکے آپ
داب ہوئے بغل میں صراحی شراب کی

اگر آریوں کو نخر نہیں تو **مسلمانوں کو کب خیال ہو** اگر یہ کیونکر مانا جائے آریہ پتری اپنے الفاظ میں عبد الغفور کے دہرم پال بننے کو ظاہر کرتے ہیں جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ضرورت سے زیادہ فخر و ناز ہے نمونہ کے واسطے نوحہ لیکھرام جو اسی نمبر کے آریہ مسافر میں ہے اُسکے صفحہ ۸ کا یہ فقرہ کافی ہے۔ جبتک دنیا قائم رہے گی وہ اور بھی لہلہاتا ہوا ہرا بھرا اور بار آور ہوتا رہے گا جس کے ساتھ دہرم پال جی بی - اے ایک تازہ پھل ہیں کیوں نہو قدرت کا اٹل نیم یہی ہے کہ سچی پرشارتھ کا بیج کبھی نشفل نہیں جاتا - ایک شاعر کا کیا اچھا کلام اس موقعہ پر یاد آیا ؎

یہاں تک باغباں نے گل کو سینچا خون بلبل سے
کہ آخر رنگ ہو کر پھوٹ نکلا عارض گل سے

نوحہ خوان کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ خون بلبل سے کون سینچتا ہے یا درخت کو - جائے اُستاد خالیست اصل شعر یوں ہے ؎

چمن سینچا یہاں تک باغباں نے خون بلبل سے الخ

شاید اعتراض ۳۸۳ و ۹ کا خیال آگیا۔

**راام لال** ۴۲ سے ۱۵ تک کے اعتراض کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ لاٹھی سے سانپ بن جانا اور پھر اسی طرح لاٹھی کی لاٹھی ہو جانا بالکل خلاف قدرت ہے الخ

**موحد** چونکہ معجزات انبیا کی بحث مطول ہے لہذا جوابات ترک اسلام و تحریر

خصوصاً نور الدین کی تقریر پر اکتفا کرتا ہوں۔ پہلے ان دلائل کی تردید آپ شائع کیجئے تب مزید ثبوت طلب کرنے کا حق پیدا ہوگا۔ سوانح عمری رسول اکرم صلعم کی نسبت لیکھرام سے متعصب مصنف کی تحریر آپ ہی کے نزدیک باوقعت ہوگی شاید آپ نے اسکے دندان شکن جواب نہیں دیکھے۔

**راہم لعل**۔ اخبار وکیل امرتسر کے پرچہ ۔۔۔ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۳ء میں اسکے لائق و فائق ایڈیٹر صاحب نے سرتاپا یہ دروغ درج کیا تھا۔ کہ منشی اجودھیا پرشاد صاحب کا بستھ نے جو مہاراجہ صاحب جے پور کے رشتہ دار ہونے کے علاوہ تین سو روپیہ کے ملازم بھی ہیں بطیب خاطر دین اسلام قبول کیا اور انجمن اسلام جاورہ نے اُن کا نام عبدالکریم رکھا۔ بقول مہیہ اخبار عبدالغفور سے دزنا و لائق و بزرگ ہیں۔ الخ

**موحد**۔ اس خبر کی صحت کا اڈیٹر ذمہ دار ہے (کیونکہ منشی صاحب آخر اس کی اصلیت کیا ہے) لیکن وکیل امرتسر کی یہ خبر تو غلط نہیں ذرا تحقیق کرکے مطلع فرمایئے گا کہ مکہ مسجد حیدر آباد دکن میں ۲۷ مئی کو ڈاکٹر کاشی کانت چٹوپادھیا صاحب پی ایچ ڈی سابق پروفیسر مہاراج کالج میسور نے بعد نماز جمعہ اس امر کا اعلان کیا کہ میں ہندو مذہب کو ترک کرکے بطیب خاطر مسلمان ہوتا ہوں ڈاکٹر صاحب کلکتہ کے رہنے والے ہیں ہندوستان میں تکمیل تعلیم کرکے ولایت تشریف لیگئے کچھ عرصہ تک لنڈن میں رہکر فلسفہ جدید کی تعلیم حاصل کرکے جرمنی گئے وہاں پی ایچ ڈی (ڈاکٹر آف فلاسفی) کی ڈگری حاصل کی جو ان سے پہلے ہندوستان میں کسی کو نہ ملی تھی۔ وہاں سے روس تشریف لے گئے اور پایہ تخت روس کی یونیورسٹی کالج میں دو سال تک پروفیسر رہے آپ کو سنسکرت اور انگریزی کے علاوہ جرمن اور فرنچ لاطینی یونانی زبانوں پر بھی عبور حاصل ہے تعلیم فلسفہ کی بعد چونکہ آپ کو ہندو مذہب سے تشفی نہ ہوئی اس لئے تحقیقات مذاہب شروع کی اور ۔۔۔ سال تک ۔۔۔ ہر مذہب کی چھان بین کرتے رہے اور بالآخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ سچا مذہب اسلام ہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں خاص عزت اور وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ۔۔۔ اخبار ۔۔۔ ۔۔۔ مئی ۱۹۲۳ء ۔۔۔ کوئی

اسلام لانا مسلمانوں کے لئے لائق مسرت ہے۔

رام لال۔ چونکہ ہمیں امید واثق ہے کہ مہاشے دہرم پال جی یا اسکوئی آریہ صاحب اس کا مکمل جواب لکھ رہے ہونگے یا لکھیں گے اس سے ہم مشتے نمونہ از خروارے دکھلا کر سمند قلم کو روکتے ہیں۔

**مواحد** ؎ کب نرگس جو خالی میرے تیر انداز نے مجھپر وہاں زخم چلائے کہ او سفاک بھر جایا۔ دہرم پال جی تو کسی شمتی پر قلم اٹھائیں گے۔ ہاں اگر آپ ہیں یا کسی آریہ میں جرأت ہو تو بسم اللہ یہ ہیں چوگاں ہیں میداں ہیں گو۔ ہم تو جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ پر ہیں نکلے تو سہی پھر دیکھیئے کیسے دھجیاں اڑتی ہیں ؎

ہم بھی ہیں سینہ سپر قاتل لگا جو ہو سو ہو

آج دیکھیں کاٹ تیرے ابروئے خمدار کا

عبدالخالق خاں موحد رائے بریلوے۔

# اثبات توحید ورد تثلیث کے بیان میں

لا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی ھی احسن الا الذین ظلموا منہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی رحمت کامل ہیں آئے جس کا جی چاہے
خدائے وحدہٗ سے دل لگائے جس کا جی چاہے
بڑی کی کوچہ بطحا سے سیدھی راہ جنت کی
ہوئے وحدہٗ لا بدحق محمدؐ ہیں رسولِ حق
ہیے رحمت للعالمین کا بج گیا ڈنکا

نہ آئے آتش و منع میں جائے جس کا جی چاہے
طریقہ احمدیت احمدؐ سے پائے جس کا جی چاہے
لے ہمراہ توشہ توحید جائے جس کا جی چاہے
کلام پاک قرآں دل میں لائے جس کا جی چاہے
در رحمت کھلا رہتا ہے آئے جس کا جی چاہے

شفاعت اسدو کالت کا محمدؐ ہی کو منصب ہر
بشارت ہو گنہگاروں کو حضرت کی شفاعت ہے
سراسر دین احمد کا جہاں میں ہو گیا غالب
کہاں ہیں صاحبان دعوے تثلیث بے معنے
یہ کہنا کوئی خالق اور مالک اس جہاں کا ہی
خدا واحد کو کہنا تین کیسی بے وقوفی ہے
الوہیت مسیح ناصری حق سے ہوئی باطل
مسیح جب ساتھ جا فرماویں میں خود ابن آدم ہوں
مسیحائے حقیقی کی نہیں ثابت ہے مصلوبی
ہوئی مومن کو حاصل دولت ایمان ای لوگو

بخوف نہی مسیحا پر جمائے جس کا جی چاہے
در رحمت کھلا رہتا ہے آئے جس کا جی چاہے
یہ تثلیث گوئی قرآں دل میں لائے جس کا جی چاہے
کہاں ہیں دہریہ ملحد بھی آئے جس کا جی چاہے
دلیل خام بے معنے پہ جائے جس کا جی چاہے
خدا انسان کا بیٹا بنائے جس کا جی چاہے
خدا ہیو جاب اسکو بنائے جس کا جی چاہے
تو پھر بار الوہیت اٹھائے جس کا جی چاہے
اگر سچ ہے تو ثابت کر دکھائے جس کا جی چاہے
تلاش زر میں عمر اپنی گنوائے جس کا جی چاہے

# نو مسلموں کی فہرست

عریضہ نیاز سید قطب الدین شاہ احمدی حسینی واعظ رد نصارے و رد آریہ از مقام اندور ملک مالوہ متصل تکیہ موتی لین پولیس سپشل السلام علیکم میں نے دو خریدار آپکے پرچہ مبارک انوار الاسلام کے لئے مہیا کئے ہیں انشاء اللہ چار ہ کو ایک ہفتہ کے بعد اُن سے سالانہ قیمت اس اسلام کے سچے غازی کی وصول کرکے روانہ خدمت کروں گا آج بتاریخ ۶ ر اکتوبر ۱۹۰۵ء مقام اندور بروز جمعہ جامع مسجد میں مسمی مرہاکرشن قوم برہمن عمر ۱۸ سال سکنہ جبلپور میرے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوا اسلامی نام فضل الرحمان رکھا گیا یہ شخص مذہب آریہ رکھتے تھے۔ ہندی اور انگریزی مسب عزت و اتفاقیت رکھتے ہیں انکے مسلمان ہونے کے بعد ایک مدینہ کے سید صاحب نے نہایت فصاحت و بلاغت سے خطبہ پڑھکر سنایا تمام مسلمان نہایت محظوظ ہوئے۔

عریضہ نیاز محمد شفیع چندوسی ضلع مراد آباد۔
جناب من السلام علیکم۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ بروز جمعہ ۳۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء جامع مسجد چندوسی میں پنڈت ہردیال آریہ ساکن علاقہ ملتان مشرف باسلام ہوئے اور پرزور دلائل سے اسلام کی صداقت اور مذاہب باطلہ کی تردید میں لکچر دیا۔ خدا تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔ یہ شخص انگریزی سنسکرت اور فارسی میں اعلیٰ مہارت رکھتے ہیں۔

---

عریضہ نیاز صدر الدین از کوٹلہ سلطان سنگھ ڈاک خانہ مجیٹھہ ضلع امرتسر۔
جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم۔ التماس ہے کہ بروز جمعہ اخیری ماہ رجب سنہ حال کو مسمی ہرنام سنگھ مذہبی نام دعا ربہ مشرف باسلام ہوا۔
عاجز سید ابو عبد الرحمٰن مقیم بر مکان جناب صدر تحصیلدار صاحب نجیبور۔
اخویم مکرم السلام علیکم۔ آپکو تکلیف دیتا ہوں کہ آپ اپنے فاضل اسلام چند روزہ رسالہ انوار الاسلام میں میرے اس خط کو جگہ دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ ایک عورت بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۰۵ء قوم چمار مذہب ہندو عمر ۴۰ سال وقت ۱۰ بجے جمعہ کی نماز کے بعد مذہب باطلہ سے خود بخود بیزار ہو کر ملکیہ پے در پے خوشامد کرکے اسلام لائی۔ کفری نام بتیشا اور اسلامی نام رحیما رکھا گیا اور اس کا اسلام لانا میرے ہاتھ پر ہوا۔

---

از مقام پرتواڑہ ضلع امراوتی صوبہ برار میر مجلس انجمن مشورہ اسلام۔
محبی و مکرمی کریم بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام
زاد لطفہٗ
بعد از سلام مسنون واضح ہو کہ مندرجہ ذیل اصحاب انجمن مشورہ اسلام پرتواڑہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئی ہے آپ اپنے رسالہ میں درج فرما کر انجمن کو مشکور و ممنون فرماویں۔ اور حصہ اول و دوم برف اسلام کی اشد ضرورت ہے بصیغہ وی پی بہت جلد ابلاغ کریں :-

| نمبر شمار | قوم | کفری نام | اسلامی نام | عمر |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | مرہٹہ | اُگڑلی عورت | گوہر بی | ۲۰ |
| ۲ | راجپوت | گنگا۔ رر | فاطمہ | ۳۵ |
| ۳ | تلنگن | پوجو۔ رر | کلثوم | ۱۸ |
| ۴ | گونڈ | داؤد۔ مرد | عبداللہ | ۳۰ |
| ۵ | رر | تلا ۔ | حسن | ۱۱ |
| ۶ | آریہ | بشن کول رر | معین المبین | ۴۴ |
| ۷ | برہمن | ناگو راؤ رر | دین محمد | ۴۰ |

صاحب سیکرٹری انجمن ضیاء الاسلام بمبئی سے تحریر فرماتے ہیں کہ اشخاص ذیل مشرف بشرف باسلام ہوئے:۔

(۱) امنوچہاجی - اسلامی نام محمد یوسف - قوم مرہٹہ - (۲) مسٹر ڈلیوڈ - اسلامی نام عبداللطیف رکھا گیا۔ مسٹر ڈلیوڈ پہلے مسیحی تھا۔ پھر تحقیقات ہوئے سے مذہب اسلام قبول کیا۔ الحمد للہ علی ذالک۔

**سردار دیال سنگھ صاحب** مان ساکن بوتالہ ایک نہایت معزز و سرگروہ جاگیردار رئیس کی پوتی نے جس کی عمر ۲۲ سال کی ہے گوجرانوالے کی صدر عدالت میں حاضر ہو کر برضا و رغبت خود اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ رائے امیر چند صاحب افسر مال نے اپنے مکان پر اسکا بیان قلمبند کیا۔ اس نے بیان کیا کہ میں عرصہ ڈیڑھ سال سے بصدق دل مسلمان ہو چکی ہوں اب اس کا اظہار کرتی ہوں۔

# بعض آریہ سماجیوں کی شرارت

میں پبلک کو علی العموم اور اہل اسلام کو علی الخصوص اس بات سے مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے **دین اسلام** قبول کر لیا ہے اور رسالہ "ترک ویدیزم" کے ذریعہ اس امر کی ایک معمولی رپورٹ بھی مشتہر کردی تھی جیسپر اخبار ست دھرم پرچارک جالندھر مورخہ ۲۰ - اکتوبر ۱۹۰۵ء

کے صفحہ ۱۱ اور ۱۲ پر بعنوان **مبلغ اسّی روپیہ کا بٹاؤ** و حضرم ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ میں نے ایک رقعہ دیکر اسّی روپیہ آریہ سماج دہلی والوں سے مانگا تھا اور روپیہ نہ ملنے میں مسلمان ہو گیا۔ پس چونکہ بالکل یہ بات بناوٹی ہے اس لئے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ ایسی بے بنیاد باتوں پر اعتبار نہ کریں میرے پاس اس کی نسبت مختلف مقامات سے خطوط آرہے ہیں اس واسطے اس تحریر کو شائع کرنا مناسب سمجھا گیا۔ مفصل کیفیت کہ میں کیونکر شدھ کیا گیا یہ واقعات گذرنے کے بعد میں عرض کی جاویگی۔ (مسٹر ملک ایڈیٹر صاحب میرے اس لاوارث مضمون کو درج اخبار کر کے ممنون فرماویں) ہاں ایسی ہی شریر لوگوں کو سزا دینے کے لئے عدالتیں بنائی گئی ہیں۔ پس ناظرین کو معلوم ہو کہ اس بات کا مناسب انتظام کیا جاویگا۔ لیکن مجھکو افسوس اس بات کا ہے کہ ان آریوں کو ابھی تک ایسی ...... چالوں کی پختہ مشاقی حاصل نہیں ہوئی۔ کیونکہ وہ پکڑے ہوئے ثابت ہو رہے ہیں۔ مبلغ مذکورہ بالا اسّی روپیہ کا انعام دینے والوں میں ابھی اسقدر عقل کی کمی ہے کہ وہ یہ نہ سوچ سکے کہ جو شخص پچاس اور ساٹھ روپیہ ماہوار کی ملازمت پر ہما امداد افریقہ میں کر چکا ہو اور جس کو ایک ساتھ ہی کئی کئی ملازمتوں کی افسریاں ملا کرتی ہوں ایسے شخص کے متعلق روپیہ دھرم پر اسلام لینے کو سننے والے ہرگز یقین نہ کرینگے۔ البتہ کوئی بہاری رقم کا رقعہ بنا ہوا ہوتا تو شاید کوئی اعتبار بھی کر سکتا۔ جن لوگوں نے اس مضمون کو ست دھرم پرچارک میں پڑھا ہے وہ ضرور سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی میری طرف سے پرچہ دفہرست ۸۰ روپیہ کی) ہوتا تو اس میں ایسے اندراج ہوتے کہ ایک شخص کا دینا ہے عہ ...... ایک شخص کا اور دینا ہے عہ۔ واہ کیا دہ دینے والوں کے نام نہ لکھ سکتا تھا۔ شاباش۔

اب میں اپنے آریہ سماجی بھائیوں سے اسقدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں نے بخیال انکی اسّی روپیہ پیا پاد دھرم پر اسلام کر دیا تو اس سے انکا چنداں نقصان نہیں ہوا۔ (اگر ہوا ہوگا تو میرا ہوا ہوگا) لیکن وہ ان لوگوں سے ہوشیار رہیں جو چودہ ہزار کا غبن کر رہے ہیں یا کمپنی کھولکر عوام کا اٹھائیس ہزار روپیہ لوٹ رہے ہیں (مفصل و بجھوا ریوں کا ہنگامی اخبار اختر) اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ رسالہ ترک و بدیزم میں جس نے مذکورہ بالا انعام اسّی روپیہ کا دلایا ہے) جو دس اعتراضات اور آریہ سماج کے اصولوں کی رد میں انکے نقلی حوالہ جات کے ذریعہ کئے گئے

ہیں اُنکی تردید کا کسی نے آجتک نام بھی نہ لیا۔

میں پوچھتا ہوں کیوں جی آریہ سماجیوں کا صرف یہی کام ہے کہ وہ ایسی ایسی..... باتوں سے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا کریں میں نے اُن کو چیلنج دیا ہے کہ جو صاحب چاہیں اُردو۔ ہندی خواہ انگریزی میں بھی اُن اعتراضات کے متعلق تحریری بحث کر سکتے ہیں دجوکہ ہر ایک شخص دور و دراز فاصلہ سے بھی کر سکتا ہے) لیکن آجتک کسی نے سانس تک نہیں لیا۔ اور اگر کچھ الجھن لی تو یہ کہ ایک طرف سے انکی روپیہ دھرم نیلام ہونے کی صدا کان میں آرہی ہے اور دوسری طرف سے دکلیج پارٹی کا آرگن آریہ گزٹ) سے یہ کہ اس شخص نے چونکہ ہمارے پاس ایک دفعہ ملازمت کی درخواست بھیجی تھی اس لئے وہ ضرور ملازمت کے باعث مسلمان ہوا ہوگا واہ خوب یہ عجب طرح کا دل سمجھو ہے کیا ایڈیٹری کی درخواست یا کسی ہی محکمہ کی نوکری کی تلاش کرنا کوئی گناہ ہوا ہے۔؟

پبلک کو معلوم ہو کہ رسالہ ترک وید ہزم میں دس ایسے اعتراضات پیش کر دیئے گئے ہیں جنکو اگر خود شری سوامی دیانند سرسوتی جہاراج بھی واپس آجاویں تو رد نہیں کر سکتے تاوقتیکہ وہ اپنی تصنیفات کو منسوخ نہ کردیں۔

مسلمان صاحبان کو خاصکر معلوم ہو کہ میں نے دوسری کتاب **آریہ سماج کی پول** تیار کرلی ہے یہ (۲۰ سے ۲۵ہم) کے ... صفحوں سے کم نہ ہوگی اور اس میں آریہ سماج کی تسلیم کردہ کتابوں کے ہی اقوال سے اُن کے اُصولوں کو رد کیا گیا ہے۔ اور اکثر مضامین انعامی ہوں گے یعنے یہ کہ اگر میرے دعوی کی کوئی آریہ پنڈت خود اپنی تصنیفات کے لفظی حوالجات سے رد کر سکے تو وہ انعام حاصل کر لیوے اس طرح پر جملہ نیزان انعامات کی غالباً دسہزار روپیہ تعداد ہوگی اور میرا یہ دعوی ہے کہ اگر کوئی مسلمان یا عیسائی اس کتاب کو شروع سے آخر تک پڑھ لیگا وہ ہرگز ہرگز بھی کبھی آریہ سماج کے دھوکے میں نہ آویگا۔ اس کتاب کی چھپائی کا انتظام ہو رہا ہے اگرچہ قیمت ابھی مقرر نہیں کی جا سکتی لیکن جو صاحب ابھی سے اپنا نام اس کی خریداری میں لکھا دیں گے۔ اُنکے ساتھ ڈاک محصول کی رعایت کی جاویگی۔ راقم خاکسار عبدالعزیز المعروف مکند بہاری پرشاد ورما سابق آریہ اوپدیشک ملک برہما مقام زینت محل شہر دہلی۔

# ختنہ

(از جناب ڈاکٹر رام انند صاحب جگادھری ضلع انبالہ)

میں آج اس سرخی کو یاد دلاتا ہوں کہ جو ایک ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ختنہ کے بارے میں چھپی تھی واضح ہو۔ کہ خداوند کریم نے خلقت میں کوئی ایسی چیز نہیں بنائی ہے۔ کہ جس کی بناوٹ میں انسان کو ترمیم و تنسیخ کرنے کی ضرورت پڑے۔ دل و دماغ۔ انتڑی۔ جگر۔ گردہ وغیرہ وغیرہ جیسے کہ سب کے سب اعضائے رئیسہ ہیں ویسے عضو تناسل بھی ایک عضو رئیس ہے۔ چونکہ سب کی بناوٹ مکمل ہے اس لئے آلہ تناسل کی بناوٹ بھی مکمل ہے۔ ہاں بعض ایسے دیکھنے میں آئے ہیں کہ جن کے حشفہ کا اوپر کا پردہ اگر ایام طفلی میں نہ کھلنے لگے۔ تو ایام جوانی میں ان کو اس پردے کے نہ کھلنے سے ازحد تکلیف ہوتی ہے جس کو زیادہ بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس لحاظ سے ہم یہ رائے تو نہیں دے سکتے۔ کہ اس پردہ کو کاٹ ڈالنا چاہئے۔ لیکن یہ رائے قائم ہو سکتی ہے کہ ایام طفلی میں اسے کھولتے رہنا چاہئے۔ جیسے کہ خداوند کریم نے آنکھ کے اوپر کا پردہ آنکھ کی حفاظت کے لئے بنایا ہوا ہے۔ ایسے حشفہ ایک نہایت ہی نرم جگہ ہے پس اس کی حفاظت کے لئے بھی بالضرور پردہ ہونا چاہئے تھا۔ اگر معترض کہے کہ ختنہ کرانے سے اہل اسلام کو کچھ نقصان کیوں نہیں ہوتا۔ ہمارا جواب ہے کہ اگر ایک انسان کی انگلی کاٹ دی جائے اور وہ پھر مندمل ہو جائے۔ پھر جب اس میں درد یا زخم نہ رہے تو کیا انسان کی صحت میں فرق پڑیگا۔ ہرگز نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہوگا۔ کہ ایک قدرتی چیز قطع ہو جائے گی۔ لیکن اگر یہ سوال اٹھایا جاوے کہ ختنہ کرانا مذہباً گناہ یا ثواب میں داخل ہے تو ہم ضرور کہینگے۔ کہ نہ تو کوئی گناہ ہے نہ ثواب ہے۔ یہ مسئلہ علم طب سے تعلق رکھتا ہے۔ نہ مذہبی اصول سے تعلق نہیں رکھتا۔ ہاں فروعات سے ہے۔ پس علم طب میں تو کسی حکیم یا ڈاکٹر یا وید نے اس مسئلہ کی تصدیق نہیں کی ہے۔ مذہبی فروعات کو جو لوگ ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ کس طرح منع ہو سکتے ہیں؟ * از اہل حدیث

# صراط مستقیم

صراط مستقیم ایسا لفظ ہے کہ جس میں حقیقی نیکی اور اخلاص بالعداور تزکیہ نفس تینوں شامل ہیں۔

اب اس جگہ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ صراط مستقیم جو حق اور حکمت پر مبنی ہے تین قسم پر ہے۔ علمی اور عملی اور حالی اور پھر یہ تینوں تین قسم پر ہیں۔ علمی میں حق اللہ اور حق العباد اور حق النفس کا شناخت کرنا ہے اور عملی میں اُن حقوق کو بجالانا۔

مثلاً حق علمی یہ ہے کہ اُس کو ایک سمجھنا اور اُسکو سبب تمام فیوض کا اور جامع تمام خوبیوں کا مرجع اور مآب ہر ایک چیز کا اور منزہ ہر ایک عیب اور نقصان سے جاننا اور جامع تمام صفات کاملہ ہونا اور قابل عبودیت ہونا اسی میں محصور رکھنا۔ یہ تو حق اللہ میں علمی صراط مستقیم ہے۔ اور عملی صراط مستقیم یہ ہے جو اُس کی طاعت اخلاص سے بجالانا اور طاعت میں اُس کا کوئی شریک نہ کرنا اور اپنی بہبودی کے لئے اُسی سے دعا مانگنا اور اُسی پر نظر رکھنا۔ اور اُسی کی محبت میں کھوئے جانا یہ عملی صراط مستقیم ہے اور حق العباد میں علمی صراط مستقیم یہ ہے جو اُنکو اپنا ہی نوع خیال کرنا۔ اور اُن کو بندگان خدا سمجھنا اور بالکل ہیچ اور ناچیز خیال کرنا کیونکہ معرفت حقہ مخلوق کی نسبت یہی ہے جو اُن کا وجود ہیچ اور ناچیز ہے اور سب فانی ہیں۔ یہ توحید علمی ہے کیونکہ اس سے عظمت ایک کی ذات کی نکلتی ہے کہ جس میں کوئی نقصان نہیں۔ اور اپنی ذات میں کامل ہے۔

اور عملی صراط مستقیم یہ ہے کہ حقیقی نیکی بجالانا یعنے وہ امر جو حقیقت میں اُن کے حق میں اصلح اور راست ہے بجالانا۔ یہ توحید عملی ہے کیونکہ موحد کی اس میں یہ غرض ہوتی ہے کہ اُس کے اخلاق سراسر خدا کے اخلاق میں فانی ہوں +

---

# نا امیدوں کو امید

آجکل بہت سے دوافروش اپنے اسم مبارک کے ساتھ سنیاسی یا وید حکیم کا لقب لگا کر پبلک کو عام طور
میں ڈالکر ہزار جانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں بعضوں نے تو اپنے اشتہاروں میں یہ الفاظ جلی قلم
سے تحریر کئے ہوئے ہیں کہ ہم پہلے اس لا علاج اور موذی بیماری میں خود مبتلا تھے ایک سنیاسی کی
عنایت سے یہ دوائی حاصل ہوئی اور ہمیں کلی صحت ہو گئی ہے اسلئے ہم عام پبلک کو مژدہ دیتے
ہیں کہ اسکے فیض سے محروم نہیں رہنا چاہئے صاحبان یہ سب اشتہاری الفاظ ہی ہوتے ہیں
اسلئے ہم تمام اشتہاری الفاظ کو چھوڑ کر بندگان خدا کو

## اطلاع

دیتے ہیں کہ ہمارے پاس ایک اس قسم کی دوائی ہے جو خداوند تعالیٰ
کے فضل و کرم سے نا امید مریضوں کو فرحت افزا طاقت بخشتی ہے کہ ایک انسان
نحیف بیمار سے طاقتور اور کمزور سے روز بروز ہی جوان بن سکتا ہے خوراک چالیس گولی قیمت
ایک روپیہ یا اصل نسخہ بغرض تحریر آنے پر کہ ہمیں کچھ فائدہ نہیں ہوا معہ ۱۲ کی بلا قیمت ارسال ہو سکتی ہے
دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ سے طلب کرو۔

منشی کرم الہی بخش سوداگر کے اہتمام سے مفید عام پریس لاہور سیالکوٹ سے چھپ کر شائع ہوا

# پیارے نبی کے پیارے حالات

## جلد اول عہ

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں
جسکو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو۔ اس
کتاب میں آنحضرت صلعم کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایسے
عجیب ڈھنگ سے لکھے ہیں کہ آجتک اسکی نظیر دنیا میں مل نہیں سکتی
شروع میں تمام انبیاء کے حالات شریح ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے۔ اس کتاب کو کیسا ہی
مخالف اسلام ایکدفعہ دیکھ لے تو ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت صلعم کی
نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے۔ بائبلات میں آنحضرت صلعم
کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توراۃ و انجیل و زبور سے جو بشارات
ذکر کی گئی ہیں وہ آنحضرت صلعم کے حالات سے صاف صاف مطابقت
رکھتی ہیں۔ الغرض ایکدفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ۔ سارا قرآن شریف
آپ کی سمجھ میں آجائیگا۔ بڑے بڑے علما فضلا نے اتفاق کر لیا ہے
کہ ایسی پیاری کتاب تا حال ابھی طبع نہیں ہوئی۔ ہر ایک مسلمان
کو اس کا دیکھنا فرض ہے۔ اگر پسند نہ آوے تو واپسی کا اختیار ہے
اس سے بڑھکر اسکی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے۔ حجم
۴۰۰ صفحہ کلاں — جلد دوم حجم ۳۰۰ صفحہ قیمت عہ

[illegible] ایڈیٹر و مالک رسالہ الاسلام شہر سیالکوٹ کے پتہ

بابت ۱۵ نومبر ۱۹۰۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# دھرم پال کی مباحثہ سے گریز

جناب ایڈیٹر صاحب۔ دھرم پال کی علم وفضل کا پورا پتہ تو انکی تہذیب الاسلام کے دیکھنے سے مل گیا تھا۔ مگر اب اتفاق سے دہرم پال جی آریہ سماج شملہ کے اس پارٹی کے سالانہ جلسہ پر جو ستمبر کے اخیر میں ہوا تشریف لے آئے اور پروگرام میں بھی آنجناب کا نام شائع ہو گیا اور چونکہ ہمیں پہلے سے آپکے دیکھنے کا کچھ کچھ شوق تھا ہمنے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا۔ اور ادہر ہمارے سماجی دوست بغلیں بجاتے پھر رہے تھے اور ہمیں بار بار کہتے تھے کہ دہرم پال جی آئے ہوئے ہیں انکے لیکچر میں ضرور آنا ضرور آنا۔ اور جس دن آپکا شام کو لیکچر تھا۔ اسی دن دہرم چرچا کا بھی ۱ بجے سے ۳ بجے تک وقت تھا۔ میں نے خیال کیا کہ اس سے بڑھکر دہرم کی پالنا کرنے کے لئے کونسا وقت ہے چلو آج دہرم پال ہی سے تلخ شدہ کرالو۔ میں وقت پر ٹون ہال میں پہونچ گیا اور جب پریذیڈنٹ

صاحب نے اجازت دی کہ جو چاہے سوال کرلے۔ میں نے تناسخ پر پہلا ہی سوال کیا۔ کہ قائلین تناسخ کا یہ اصول ہے کہ کرموں سے جنم ہوتا ہے ورنہ خدا بے منصف ٹھہرتا ہے کہ کسی کو ہاتھی گھوڑا گدھا وغیرہ پیدا کردیوے۔ اور کسی کو انسان۔ بالفاظ دیگر اسکے یہ معنے ہیں کہ انسان کے کرم اسکے پیدا ہونے سے پہلے ہونے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ وجود شئے نہ ہو۔ مگر اُسکے افعال ہوں۔ جیسے یہ غلط ہے کہ دھوپ ہو۔ اور سورج نہ ہو۔ کیا کوئی سماجی دوست اس بات کو ثابت کرسکتا ہے۔ کہ بغیر جنم کے بھی کبھی کرم ہوسکتے ہیں۔ میں وعوے سے کہتا ہوں کہ علت معلول سے ہمیشہ پہلے ہوگی خواہ سلسلہ کتنا ہی دراز کیوں نہ ہو۔ انسان کا وجود آلہ فعل ہے اور جبتک وہ نہ ہوگا فعل ایک بھی نہ ہوگا اور وہ ہر حالت میں افعال سے پہلے ہوا ہوگا۔ پس سماج کا یہ دعویٰ کہ کرم جنم کے لئے بطور علت ہیں اور جسم معلول ہے غلط ہے بلکہ کرموں کے لئے جنم علت ہے اور وہ ضرور ضرور پہلے خدائی مرضی سے ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ کرموں سے جنم نہیں ہے بلکہ جنم سے کرم ہوتے ہیں۔ اگر میں غلطی پر ہوں۔ تو سماج ثابت کرے کہ علت سے معلول پہلے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ایسا کہنے والا عقل سے عاری ہے وہ دنیا میں ایسی باتیں پھیلاتا ہے جو غلط بلکہ اغلط ہیں۔ بھلا یہ کیا بات ہے کہ جب تک کرم نہ ہوں کوئی پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ کیا یہ حکم صحیح ہے کہ جس قدر لوگ اس جگہ موجود ہیں ہرگز باہر نہ جاویں جبتک انہیں سے کوئی باہر نہ نکل لیوے۔ بھلا کون باہر جاویگا۔ ہر شخص یہی سوچتا رہیگا کہ وہ نکلے تو میں نکلوں اور اس طرح سب کے سب بیٹھے رہجاوینگے اسی طرح پر کوئی بھی پیدا نہیں ہوسکتا کیونکہ پیدا ہونے کے لئے کرم چاہئیں اور کرموں کے لئے جنم چاہیئے۔ اور جنم ہو نہیں سکتا تاوقتیکہ کرم نہ ہوں۔ تو اب کرم کہاں سے آئیں جبکہ کرم کرنیوالا ہی موجود نہیں پس پیدا ہونا کرموں سے نہیں بلکہ خدائی مرضی سے ہے اور تناسخ غلط ہے بلکہ سرے سے ابتداہی ناممکن ہے۔

اس سوال کو جب میں اچھی طرح سے بیان کرچکا تو میں نے کہا کہ مسٹر دھرم پال پر یہ ایک بڑا سخت دھبہ لگایا گیا ہے کہ وہ بلا سمجھے تناسخ اور نیوگ وغیرہ کے سماج میں داخل ہوگئے ہیں اور یہ الزام اہل افشاں میں بھی شائع ہوا تھا اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتاب ترک اسلام میں بھی نقل کیا گیا ہے۔ پس اب یہ موقع ہے کہ ہم کی خاطر دھرم پال جی اُٹھیں اور اسکی پڑتال کریں

اس طرح انکے چہرے سے یہ بدنما داغ بھی دور ہوجائیگا۔ جو اوپر ندکورہوا بشرطیکہ وہ معقول جواب دیں۔ فقط۔

دھرم پال جی تو دل میں مارے شرم کے گھل رہے تھے اُٹھتے کہا فوراً فرمایا میں تو بیمار ہوں اور شام ...سیر ایلکچر ہے اس لئے جواب دینے سے معذور ہوں ۔اسپر پریذیڈنٹ صاحب نے کہا کہ دھرم پال جو آپکے لئے خاص کر ناظر ہو کہ ہے کہ میری نیت میں فساد ہے۔[ل] اس لئے کوئی دوسرے صاحب آپکے لئے آئیں۔ اسپر ایک ڈاکٹر صاحب اُٹھے اور دس منٹ تک جواب دینے کی کوشش کرتے رہے مگر یونہی وقت ٹالنے کی کرتے رہے اور ڈیڑھ گھنٹہ تک اسی سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث ہوتی رہی۔ آخرکار وقت گذر جانے پر ہم چلے آئے لیکن اثنا بحث میں مقرین عجیب باتیں ہوئیں وہ ناظرین اخبار الاسلام کی دلچسپی کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ تمام بحث لکھنے کے لئے بہت سا وقت چاہئے ۔اس سے بڑی بڑی باتوں کو لکھ دیتا ہوں اور آخر میں دہرم پال نے جو لیکچر میں گلفشانی کی۔ اُس کی قلعی کھولوں گا۔

میرے سوال کے جواب میں مفصلہ ذیل بڑی بڑی باتیں تھیں :۔

(۱) کرم اور جنم کے سلسلہ کا کوئی آغاز نہیں یہ دور تسلسل ہے۔

(۲) اگر کرموں کے بغیر ہی جنم ہے تو خدا بے منصف ہے کیونکہ بلا وجہ کسی کو حیوان کسی کو نباتات اور کسی کو کچھ کسی کو کچھ بنا دیا۔

(۳) روح اور مادہ قدیم ہیں۔

میں نے تمام باتوں کا مفصل جواب دیا جسکا خلاصہ یہ ہے :۔

(۱) دور تسلسل باطل ہے کیونکہ علت کبھی معلول نہیں ہوسکتی۔ مگر تسلسل کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ معلول علت ہوجاوے اور علت معلول ہوجاوے۔ مثال ہم کہتے ہیں کرم جنم کی علت ہے

---

ل کیسی کج فہمی ہے کہ فوراً نیت میں فساد بتا دیا یہ نہ سمجھے کہ ایک شخص جس کے ساتھ کوئی نہیں کیا فساد کرسکتا ہے سب شہر کے سب ہندو گر میں فساد کا ارادہ رکھتا تھا کیا عجب بات ہے کیا یہ دہرم پال کی طرف داری نہیں اور اُنکے چہرے کے داغ کو ہیں الزام لگا کر چھپانا نہیں۔ کیا یہی سماج کی تعلیم کا اثر ہے۔ منہ

مگر تسلسل میں اگر جنم کرموں کی علت ہوجاتا ہے اور یہ محال ہے اگر محال نہیں تو پھر خدا جو علت فاعلی ہے وہ بھی کبھی معلول ہوکر مخلوق ہوجاویگا۔
(ب) یہ تسلسل خدا چلا رہا ہے یا خود ہی ہے اگر خود ہی ہے خدا کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اور اگر خدا چلا رہا ہے تو چونکہ وہ اپنے علم اور ارادے سے کرتا ہے اور اسکا علم اور ارادہ ازلی ہے لہٰذا فعل اس ازلی علم اور ارادہ کے بعد واقع ہوا اور وہ حادث ہوا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ فاعل فعل مفعول تینوں ایک ہی وقت سے نہیں ہو سکتے جو چیزیں ایک ہی وقت سے ہوں انمیں فاعل مفعول کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ اور ستیارتھ پرکاش میں سوامی دیانند یہی دعوی کی تصدیق کرتے ہیں دیکھو آستک ناستک کا مباحثہ۔
اگر تسلسل سے یہ مراد ہے کہ پہلے خدا نے اس سلسلہ کو شروع کیا اب وہ جاری ہے تو یہ اور بات ہے جو تناسخ کے خلاف ہے اور ایسا تسلسل باطل نہیں ہاں تناسخ کو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔
(ج) اس تسلسل کا ہر حصہ بذات خود فانی ہے۔ پس تمام حصے ہی فانی اور حادث ہوئے اور انکا مجموعہ حادث ہوا۔ جیسے صفر+صفر+صفر...... جہاں تک چاہو کہتے جاؤ نتیجہ صفر ہی ہے محدود کی مجموعی مقدار بھی محدود ہوتی ہے۔ پس پرواہ سے اناوی یا تسلسل کیا ہوا؟
یہ جواب تو ابطال تسلسل پر اسوقت پیش کئے گئے جنکے جواب میں دائرے کی مثال پیش کی گئی جیسے مینے کہا۔ کہ یہ مثال تمہاری غلط ہے کہ اسکا ابتدا کوئی نہیں ہر سرکل کا شروع اسکا نشان یا مرکز ہے اور وہ ہم تعاد دیو کھنڈ دریافت کر سکتے ہیں اور عدم عقل چاہتی ہے کہ انکی ابتدا ہو سوم سرکل یا دائرہ ایک فعل ہے جس کا فاعل انسان ہے اور فاعل سرکل سے پہلے ہے۔ ورنہ وہ دائرہ کس طرح کھینچ گیا پس اسی طرح کرم تو ایک فعل انسانی ہے وہ انسان سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر ازلی ہوں تو ناش ہی کیسے ہو سکے؟ پس ثابت ہوا۔ کہ کرم ازلی نہیں ہیں اور جب وہ ازلی نہیں تو ان سے پیدا ہونے والا سلسلہ کیسے پرواہ سے اناوی ہو سکتا ہے۔
(د) اتفاق سے میں بھی سانکھ درشن کو پڑھ رہا تھا اسکے ادھیائے اول میں ہی یہ ایک سوال صریح ہے کہ کیا کرم کے سبب دکھ بندھن پیدا ہوتا ہے جواب میں لکھا ہے کہ نہیں

کیونکہ ایسا کہنے سے تو انتہا یا دور تسلسل ماننا پڑتا ہے اور اسکے علاوہ دو اور وجہیں بھی ہیں چونکہ اس وقت میں دور تسلسل کے متعلق لکھ رہا ہوں اس لئے میں نے یہ اندرونی گواہ بھی پیش کردیا ہے اور یہ ترجمہ خود آریہ سماج کا ہی کیا ہوا ہے جسے کئی آریہ سماجیوں کو میں نے دکھایا مگر بیچارے شرمندہ ہو کر رہ گئے آخر ایک صاحب کو دکھایا وہ بھی کہنے لگا کہ یہ جو کچھ لکھا ہے یہ تو بالکل سماج کے خلاف ہے۔ اب بھی اگر کوئی سماجی چوں چوں کرتا رہے تو ستیارتھ درشن کو غلط کردے اور اپ دھرم پال جی ہی ہمت کریں۔ میں انکو متواتر جواب دینے کو طیار رہوں گا اس وقت تو وہ چپکے رہ گئے تھے۔ مگر گھر میں بیٹھے تو لکھنا آسان ہے اور اپنے دوستوں سے مدد مل سکتی ہے پھر بھی اگر نہ لکھیں تو شرم!

دوسرا سوال جو مجھ پر کردیا ہے کہ پھر خدا بے منصف ہے کہ کسی کو کتا اور کسی کو بلا بنا دیا کیوں سبکو یکساں نہ پیدا کیا اسکا جواب میں نے یہ دیا کہ سب کو یکساں نہ کیا یہ سوال علیحدہ ہے۔ میرا سوال تو یہ ہے کہ کرموں سے جنم کیسے ہو سکتا وہ آپ ثابت نہیں کر سکتے۔ اور یہ آپ مجھ پر اعتراض کرکے وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں سو معلوم ہوا کہ کرموں سے تو جنم نہیں ہو سکتا۔ مگر چونکہ خدا پر الزام آتا ہے اس لئے کرموں سے ہی جنم ماننا چاہئے۔ مگر جب یہ ثابت ہو گیا۔ کہ کرموں سے جنم نہیں تو لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ جنم سے کرم ہیں۔ اب یہ کہنا کہ یہ بے انصافی ہے۔ اول درجے کی گستاخی ہے کیونکہ خداوند کریم جو سب کا رب ہے وہ تو سواری کو گھوڑا دے اور بار برداری کو مختلف حیوان پیدا کرے اور آپ ایسے ناشکرے ہیں کہ خواہ مخواہ اسے بے انصاف بنا دیا کیا یہ انصاف ہے کہ وہ رب بندوں کو پیدا کرے اور پھر ربوبیت نہ کرے یعنی وہ ضروری سامان جو زندگی کا مدار ہے انہیں پیدا نہ کرے۔ درست تو انصاف یہ ہے کہ وہ تمام ضروریات انسانی و حیوانی کو پیدا کرے اور ایسا ہی اسنے کیا ہے اور دوسری طرز پر یوں ہے سمجھ لو کہ انسان چونکہ بلا معاوضہ پیدا کیا گیا ہے اس لئے جیسی جیسی حالت میں کوئی پیدا کیا گیا ٹھیک ہی کیونکہ خدا حکیم ہے اور ہمارا کوئی حق تو اسپر واجب نہ تھا کہ وہ ہمیں پیدا ہی کرے اور اگر پیدا کرے تو انسان ہی پیدا کرے۔

سب کا یکساں ہونا تو محال ہے مگر تناسخ سے ایسا ہو سکتا ہے۔ لہذا تناسخ ہی باطل ہے

کیونکہ یہ تو تجربہ ہے اور ہر شخص مانتا ہے کہ اگر یہ ضروری سامان نہ ہوں تو ہم زندہ ہی نہیں رہ سکتے تو یہ عجیب تناسخ ہے جو اس مانی ہوئی بات کے بھی خلاف ہی نتیجہ پیدا کرتا ہے۔

اے میرے سماجی بندو تھوڑی دیر سوچو کہ ہم لوگ اس جنم سے پہلے کچھ نہ تھے اور کوئی ہمارے کرم تھے اب خالق نے ہمیں ہست کیا اور ہمارے تمام سامان ضروری مہیا کئے۔ سواری کو گھوڑے ہل جوتنے کو بیل۔ دودھ کو گائے وغیرہ وغیرہ کسی کو امیر کے گھر کسی کو غریب کے گھر کسی کو افریقہ میں کسی کو امریکہ میں۔ مگر کیا یہ فعل ظلم ہے۔ ہرگز نہیں ظلم کیا ہے ظلم تو یہ ہے کہ آپکا کوئی حق تلف ہو جاوے مگر حق کو تم ثابت ہی نہیں کر سکتے ہو یہ جس قدر بھی آپکو دیا گیا ہے وہ بھی عنایت و مہربانی ہے پھر ظلم کیا ہوا تاک۔ کیا منعم مختار نہیں کہ جس طرح چاہے انعام دیوے کیا یہ ظلم ہے کہ میں بلا معاوضہ کسی پر رحم کروں۔

اب تیسرا سوال یہ ہے کہ روح مادہ چونکہ قدیم ہے اسلئے اُن کے کرم بھی قدیم ہیں اور انہیں کے عوض میں انسان پیدا کیا جاتا ہے۔ میں نے اس سوال کو بھی وضاحت سے حل کیا مگر خبیث طبیعتیں چمگادڑ کی طرف اندھیرا ہی پسند کرتی ہیں۔ میں اپنے صاحبوں کی خاطر پھر کچھ لکھتا ہوں اور اُمید ہے کہ دھرم پال صاحب یا جواب لکھیں گے یا ایسے گندے عقیدے کو سلام کہیں گے۔

## سُن اے دھرم پال

تمہارا مذہب یہ ہے کہ روح مادہ قدیم ہے گویا یہ بھی خدا کی صفت قدامت میں شریک ہیں اور خدا لاشریک نہیں بلکہ بعض صفات میں ایسا ہے مگر اس سے میرے سوال کو تو کوئی بھی جنبش نہیں پہونچتی۔ اور اس سے مجھے اس بات پر چند ال رد و بدل کی ضرورت نہیں کہ روح مادہ حادث ہے بلکہ اس لئے کہ مباحثہ طویل نہ ہو اور امر زیر بحث سے ہم دور

ط ڈاکٹر صاحب نے بھی اس بات کو مان لیا تھا کہ ہاں واقعی یہ خوراک وغیرہ انسان کے ساتھ لازم ملزوم کا تعلق رکھتی ہیں مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ لازم و ملزوم کی علت بھی لازمی ہوتی ہے نہ یہ کہ دن کا ہونا تو لازمی ہو مگر سورج کا ہونا ضروری نہ ہو۔ ہمارے بندکرم ضروری نہیں ہیں پھر اُن سے پیدا ہونیوالی خوراک کیوں ضروری ہوگی۔ منہ

نہ جا پڑیں۔ میں اسے فرضاً مان بھی لیتا ہوں اور اب کہتا ہوں کہ تمہارے مذہب میں روح اکیلی کوئی کام نہیں کر سکتی اور نہ ہی مادہ کوئی کام کر سکتا ہے تو پھر اب بتاؤ کہ یہ دونوں خواہ قدیم ہی ہیں جبتک علیحدہ علیحدہ ہیں کیونکر کرم کرتے ہیں۔ جنہیں قدیم مانتے ہو۔ سوامی دیانند تو بڑے زور سے کہتے ہیں کہ مرکب حادث ہے تو کیا انسان جو کرم جونی ہے اور روح مادہ کے ملاپ کا نام ہے حادث نہیں ضرور ہے تو کرم خود حادث ہوئے۔

مثال جیسے کو قدیم مان لو اور دھرپانی کو بھی قدیم مان لو مگر ان دونوں سے ملکر پیدا ہونیوالا شربت حادث ہوگا اور شربت سے جو کچھ پیدا ہوگا وہ بھی حادث ہوگا۔

اور یہ بھی جانتے ہو کہ جو چیزیں ایک ہی وقت سے ہوں انہیں کارن کاریہ یعنی علت و معلول کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ مگر انسان کو تو بنانے والا خدا ہے پس وہ خدا کے بعد ہے اور اسی لئے حادث ہے جب حادث ہے تو افعال خود حادث ہوئے۔ کیا اب بھی قدیم ہی کہو گے۔ اگر قدیم ہے تو ہمارے دلایل کو توڑ دو۔

اس وقت میں حدوث روح مادہ پر بھی ایک دلیل قرآن مجید سے لکھتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سماجی کہاں تک سچ کو قبول کرتے ہیں اور اس دلیل سے قرآنی فلاسفی اور ویدک فلاسفی کا بھی موازنہ ہوجاویگا۔

سن اے دھرم پال! اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اللّٰہ خالق کل شیء وھو الواحد القہار یعنی اللہ پاک تمام اشیا (ارواح ہنوں یا پرمانوں) سب کا خالق ہے اور اس دعوی پر دلیل یہ ہے کہ تم کیا سب مانتے ہیں کہ اللہ واحد ہے اور سب پر غالب ہے ہر شے اسکے ماتحت ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ جو واحد اور قہار ہو وہ ضرور سب کا خالق ہوگا۔

وحدانیت خدا کے کیا معنے ہیں سوائے اسکے اور کوئی معنے نہیں ہیں۔ کہ اپنی ذات میں صفات میں واحد ہے اکیلا ہے یکتا ہے بے مثل ہے۔ اگر یہ معنے ٹھیک نہیں تو پھر ہر ایک شخص ہر ایک مرکب اور مفرد واحد ہی ہے کیونکہ ہر چیز علیحدہ علیحدہ شکل و صورت رکھتی ہے اور وہ اس وقت واحد ہوئی۔ جیسے کہ آریہ سماج کا ہی قول ہے

کہ خدا احد ہے مگر روح بھی اسی طرح قدیم اور واجب الوجود ہے۔ لیکن اس سے خدا کی وحدت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ کیونکہ خدا اور ہے روح اور۔ جیسے لکڑی بھی سخت ہے لوہا بھی مگر لوہا علیحدہ ہے اور لکڑی علیحدہ۔ پس اس کے بموجب تو ہر شئے واحد ہے مگر یہ وحدت خاک ہے اور خدا کی اس میں کیا برائی اور خوبی ہے۔ ہم تم سب واحد ہیں مگر یاد رکھو خدا کی وحدت اس قسم کی نہیں ہے اسکی صفات ایسی ہیں کہ وہ دوسرے میں پائی ہی نہیں جاتی اس لئے تو واحد کہلاتا ہے واحد بھی ایسا کہ احد ہے۔ قہار کے یہ معنے ہیں کہ وہ سب پر غالب اور حکمران ہے کوئی شئے بھی اسکی طاقت سے باہر نہیں جا سکتی۔

اب جبکہ واحد اور قہار کا مطلب سمجھ میں آگیا۔ تو اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا روح مادہ مخلوق ملنے بغیر وحدت اور قہاریت باقی رہتی ہے ہرگز نہیں۔ اگر روح مخلوق نہیں تو قدیم ہے۔ جب قدیم ہے تو خدا کی صفت قدامت میں روح شریک ہوئی اور یہ شرک فی الصفات باری ہے جس سے شریک باری پیدا ہوتا ہے۔ جو بقول دیانند اور ہر عقلمند ممتنع اور محال ہے کیونکہ جس خدا کی ایک صفت میں ہم شراکت حاصل کر سکتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کی باقی صفات کو ہم اس قسم کی نہیں کہ ان میں کوئی شریک نہ ہو سکے جس کے صفات اس قسم کے ہیں کہ ان میں ہم شریک ہو سکیں۔ وہ خدا کیا ہے۔ آریوں کا خدا ہو گا اہل اسلام کا خدا تو وہ خدا ہے کہ جس کی ایک صفت میں بھی کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور ہو کیونکر جس کی ایک صفت قدیمہ میں کوئی شریک ہو سکتا ہے تو اس کی دوسری قدیم صفات پر بھی یہی حکم لگے گا کیونکہ اسکی سب صفتیں ایک جیسی ہیں۔ اگر قدامت کی صفت روح میں ہے تو ممکن ہے کہ ہماری پہونچ سے باہر کہیں کوئی ایسی ارواح یا اجسام ہو جو صفت خالقیت میں شریک باری ہوں پھر کہیں کوئی ایسی ہستی ہو جو قدیر ہو۔ علیٰ ہذا القیاس اس کی ہر صفت مختلف ہستیوں میں ہو سکتی ہے اور سب کو اکٹھا کر کے ایک دوسرا خدا پیدا ہوا۔ جو بالکل غلط ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ روح مخلوق ہے۔

**مثال۔** ایک جماعت میں گیارہ طالب علم ہیں اور ایک معلم ہے معلم گیارہ علوم سے

ستانے ماہر ہے اور انہیں سے ہر ایک کو ایک ایک علم سکھاتا ہے۔ اب اُن میں سے ہر ایک
طالب علم بعد حصول علم اس معلم کی ہر ایک صفت میں اسکا ہمسر ہے۔ مگر اکیلا اُستاد
اُن میں سے ہر ایک سے بڑھکر ہے لیکن اگر وہ تمام لڑکے ملکر استاد کی مدد کریں تو
اُستاد کے برابر ہیں اور اُس کے شریک ہیں پس اسی طرح پر آریہ مت کے مطابق خدا ایک
معلم ہے اور باقی تمام بمنزل طلباء ہیں اور ان میں سے روح مادہ تو خود آریوں کے نزدیک ازلی ابدی
اور واجب الوجود ہونے میں برابر ٹھیرا اور یہ ظاہر ہی ہے کہ جس کی ایک صفت دوسری
چیزوں میں ہو سکتی ہے تو دوسری صفات کا بھی یہی حال ہے وہ کسی اور میں ہو سکتی اور اس سے
شریک الباری لازم ہوا۔ اور یہ باطل ہے پس روح اور مادہ مخلوق ہیں نہ ازلی ابدی واجب الوجود۔
اس جگہ پر اس بات کا بھی حل کر دینا بھی ضروری ہے کہ جس قدر میں نے لکھا ہے اس سے بظاہر ظاہر
ہوتا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ خدا کی دوسری صفات کسی دوسری شے میں ہوں یا یہ کہ یہ جائز ہے
کہ کوئی اور ایسی چیز بھی یونیورس میں ہوں جنمیں خدا کی باقی صفات ہوں۔ مگر اس سے
یہ ثابت نہ ہوا کہ ضرور ہی ایسا ہے کہ ارواح اور مادہ کے سوائے کوئی اور شے بھی ہے جو
خدا کی باقی صفات میں شریک ہیں جیسے کہ روح ہی اور خدا ہی [illegible]
کوئی [illegible] ایسی چیزوں کے وجود کا ثبوت [illegible]
[illegible] کا ہونا اور صفات خدا میں شریک ہونا [illegible]
بات [illegible] لیکن فی الحقیقت یہ ناممکن ہے کہ خدا کا شریک بھی
کوئی ہو لہذا یہ غلط ہے کہ خدا خالق ارواح نہیں ہے۔ بلکہ یہ ثابت ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ
خدا ضرور خالق ہے۔

یہ قرآن شریف کی خوبی ہے اب وید سے بھی کوئی دلیل پیش کرو کہ خدا باوجود خالق
ارواح نہ ہونے کے واحد ہے اور ہماری مذکورہ بالا دلیل کو توڑ دو اور میں دعوے سے کہتا ہوں
کہ تم اگر تمام عمر بھی تحقیقات کرتے ہوئے مر جاؤ تو بھی یہ خدا کی پیش کردہ دلیل نہیں ٹوٹے گی۔ اور اگر
کوئی انعام لینا مقصود ہو تو پانچسو روپیہ نقد ہے لیلو اور وہ بھی آسانی سے۔ جناب مرزا صاحب
قادیانی کی پرانی تحریروں کی ایک کاپی منگوانے میں قادیان سے منگوا لو [illegible] ہیں [illegible]

چھ دلایل قرآنی فی الحدوث روح مادہ کو توڑ دو اور یاد رکھو کہ مذکورہ بالا دلیل اُن میں سے پہلی دلیل ہے اور دوسرا حصہ اس دلیل کا میں نے چھوڑ دیا ہے اور یہ دلیل میرے اپنے الفاظوں میں ہے اصل دیکھنا ہو تو کتاب جناب مرزا صاحب کی پُرانی تحریریں ملاحظہ فرمایئے۔

**پچاس روپے انعام** ] میں اقرار کرتا ہوں کہ جو شخص مذکورہ بالا ایک ہی دلیل کو توڑ دیگا میں اسے پچاس روپے انعام دیدونگا۔ اگر وہ نہ توڑ سکے تو میں زیادہ نہیں چاہتا فقط اس فضول عقیدے کو ہی چھوڑانا چاہتا ہوں۔ اور اگر خدا توفیق دے تو اسلام قبول کرلیوے

# آریہ مت سے روح و مادہ کی قدامت کا ابطال

سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہ شے جس کے صفات تغیر پزیر ہوں وہ حادث ہے اور نیز یہ کہ جو چیز قدیمی ہو وہ کبھی زائل نہیں ہوتی نہ وہ تغیر پزیر ہوتی ہے اور یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو پھر قدیم اور حادث میں فرق ہی کیا ہوا۔ اس دیانند جی کی دلیل کو یاد رکھ اب سوچو کہ روح جو اصلی معہ اپنی قوتوں کے ہے تغیر پزیر ہے یا نہیں اگر ہے تو یہ حادث ہوئی اگر نہیں تو قدیم۔ تجربتاً یہ بات ثابت ہے کہ روح پر نشہ اپنا اثر کر جاتی ہے اور کسی کو پرشیر کتا بنا کر مادہ فہم بالکل اُڑا دیتا ہے یا یوں کہو کہ مادہ فہم جو روح کی ایک طاقت ہے وغیرہ غشی کی حالت میں کمزور ہو جاتی ہے اور ایسی کمزور کہ بظاہر النظر میں تو مفقود ہی معلوم ہوتی ہے اور ایک یہی طاقت نہیں بلکہ اس کی ہر طاقت کا یہی حال ہو جاتا ہے اور یہ تغیر ظاہری ہے۔ پس اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا قدیم صفات یہی ہیں جو اس قدر تغیر پزیر ہیں۔ نہیں یہ روح بمعہ تمام قوتوں کے حادث ہے اور دیانند جی بھی لکھتے ہیں کہ جو تغیر پزیر ہے وہ حادث ہے گویا وہ ہم سے متفق ہیں۔ وہو المقصود۔

**روح کا علیم نہ ہونا اُس کے مخلوق** ہونے کی دلیل ہے منجملہ صفات روح کے

دیانند نے ذی شعور ہونا بھی روح کی صفت میں لکھا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ قدیم کے صفات قدیم ہوتے ہیں۔ پس اگر ذی شعوری ازلی صفت ہے تو روح کو اپنا ہی علم نہیں۔ اسے تو اتنی بھی خبر نہیں کہ وہ کیا بلا ہے۔ ہاں مجھے خیال آیا۔ کہ دیانند تو روح کو پرمیشر کی طرح ہی علیم مانتا ہے پھر کیا پرمیشر کا بھی یہی حال ہے کہ اُسے بھی اپنی صفات کا ہی پتہ نہیں۔

روح کا مخلوق ہونا ہر طرح ثابت ہے عقل اسبات کو مانتی ہی نہیں کہ روح جو اسقدر کمزور اور محتاج ہے قدیم ہو سکے۔ ہاں اگر کوئی سماجی دوست اسقدر عقلی دلایل کو بھی نہ مانتے ہوئے یہ کہدے کہ میں روح کو اس لئے مخلوق نہیں مانتا کہ مجھے یہ فہمیں سمجھ میں آتا۔ کہ خدا نے کہاں سے کس طرح اور کب روح کو پیدا کیا۔ سو وہ بے وقوف ہے ذرا سوچے تو وہ کیونکر پیٹ میں پیدا ہوا اور ایک بوند پانی سے کیونکر اتنا بڑا ہو گیا۔ خدا کی قدرت اُس کی سمجھ سے باہر ہے۔ اور یہی خدائی ہے۔ اور کیا خدا کی قدرت انسانی فہم سے بالاتر نہیں ہے؟

اب جبکہ تسلسل بھی باطل ہوا اقدامت روح مادہ بھی غلط ہوئی اور بلا اعمال پیدا ہونا بھی کوئی ظلم نہ نکلا تو تناسخ کا وسب تانا بانا ہی اُدھڑ گیا اگر دھرم پال میں طاقت ہے تو اس تانی کو پھر جوڑ دے مگر یاد رکھے کہ کہانتک جوڑیگا یہاں تو تانی ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور پھر اس کی چالاکیوں کو ہم حشت اِلزام کرنے کو ملیار ہیں۔ ذرا اندرؔ کو باہر تو نکالے۔ اور پہلے میرے ہی سوال کو حل کر دے کہ کرموں سے بھی جنم ہو سکتا ہے اور اس کے خلاف جس قدر میں نے دلایل لکھے ہیں حل کر دے اور کسی بات سے رنجیدہ نہ ہو اور یہ کہکر کہ سخت زبانی کرتا ہوں جواب سے ہی نہ جواب دیں جیسے کہ **برق اسلام کا جواب نہ بن سکنے کی حالت میں کیا ہے**۔ کیا تم ہمارے خدا اور اُس کے برگزیدوں سے بھی بڑھکر ہو۔ دیکھو تم نے خدا کی شان میں لکھا کہ وہ مکار ہے اور مفسد ہے اور انبیاء کو بے وقوف بنایا مگر ہمنے تمہیں دھتیوں جواب دیئے۔ مگر تم نے پھر بھی اپنی جبلی عادت دکھائی کہ باوجود مکار وغیرہ کا

---

لہ اندرؔ ایک اہواری رسالہ دھرم پال کی طرف سے نکلا کریگا اور یکم جنوری سے شروع ہوگا۔ اور بلو ہر غازئی اسلام المعروف بہ انوار الاسلام ایسے مخالفین کا سر توڑنے کو ملیار ہے بہت عرصہ سے اس غازی کو کوئی مخالف ملا نہیں تھا۔ سو اندر کا انتظار ہے۔ منہ

مطلب سمجھنے کے لئے پھر مدد کی۔ اور پھر اب سچ جواب دیا گیا۔ مگر تعصب نے اندھا کر رکھا ہے جس کا علاج محال ہے۔ غرض میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جواب دو ہی گا اگر تو اس سوال پر ذرا بھی غور کرے گا مگر یاد رکھ کہ یہ سوال پوچھ کر تو نے آریوں کا منہ بند کر دیا ہے۔ اور تو ہرگز اسکا جواب نہ دے سکے گا۔ جس قدر جواب جلسہ میں دیا تھا اس سے بڑھ کر کبھی کسی سماج نے ایک لفظ بھی نہیں لکھا مگر یہاں تمہارے دوست ہی کہتے ہیں کہ آریوں نے مسلمانوں کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ علاوہ ازیں تم نے شام کو بجائے اپنے آگے سے مجنونوں کی طرح بے جا شور اپ شروع کر دی مگر سوائے بے وقوفوں کے اور کسی نے کون خط اٹھانا تھا دیکھو تو نے حضرت یوسف پر یہ الزام لگایا کہ ان کا چلن اچھا نہ تھا کہ اپنے بھائیوں کو چور کہا اور خود ہی اپنے بھائی کی بوریا میں پیمانہ چھپایا اور پھر کہا کہ تم چور ہو اور اسی الزام میں اپنے بھائی کو قید کر لیا۔ اور تو نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کا بلا باپ کیسے پیدا ہوئے۔ اور حشر اجساد کیونکر ہو سکتا ہے یہ قرآن مجید کی غلط تعلیم ہے۔ کیا تجھے پہلے حکیم نور الدین صاحب نے جواب نہ دیا تھا جو تجھے منہ میں کف بھر آئی۔

ناظرین دھرم پال نے مذکورہ بالا اعتراض پیش کر کے لیکچر کو اس بات پر ختم کیا کہ جن مسلمانوں کی یہ عقل ہو کہ برسوں کے بعد مردوں کا زندہ ہونا اور عیسیٰ کا بلا باپ پیدا ہونا مان لیا ہے وہ کیسے تناسخ کو سمجھ سکتے ہیں سو جو کچھ ہم تناسخ کو سمجھتے ہیں اسکا نمونہ تو مضمون ہذا کے پڑھنے والے دیکھ لینگے۔ باقی اعتراضوں میں سے ایک اعتراض ہے جس کا اس وقت جواب دینا مجھے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مجھے ہرگز اسوقت جواب دینے کی ضرورت نہ ہوتی اگر دوسرے دن دھرم پال شملہ میں ٹھیرتا اور ہمارے نوٹس کے بموجب آکر شریک جلسہ ہو کر جواب سن لیتا **مولوی محمد دالدین صاحب بی۔ اے** نے دوسرے دن شام کو پانچ بجے پہلے سوال کا جواب مکمل طور پر دیا اور دوسرے اتوار کو باقی سوالوں کا بھی جواب دیا اور آخر میں کچھ آریہ سماج کا بھی نقشہ کھینچا۔

اب میں دھرم پال کے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق اعتراضوں کا مختصر سا جواب دیتا ہوں کیونکہ مجھے اسوقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں ہے۔ ہاں اگر دھرم پال جی کی خواہش

اور انہیں یہ یقین ہو گیا کہ واقعی خدا ہے اور وہ دعاؤں کو سننے والا ہے - اور حضرت یوسف تو اعلےٰ درجہ کے علوم نظریہ میں ماہر تھے چاہئے کہ ان کی اصلاح کریں آخر وہ ہو گئی۔ اب بتاؤ کیا یہ جرم او غلط فعل تھا اور حضرت یوسف پر کوئی اعتراض کی بات ہے نہیں بلکہ حکمت اور دانائی کی بات ہے - مگر دھرم پال کی آنکھوں میں تعصب ہی تعصب ہے - فقط الراقم عمرالدین از شملہ ❖

# رسالہ انوارالاسلام جلد ۶ نمبر ۱۲ بابت یکم مارچ ۱۹۰۵ء

## صفحہ ۱۱ دوسرا اعتراض

اگرچہ جواب مفصل دلچسپ چھپا ہے - لیکن بفحوائے تکلم الناس علیٰ قدر عقولھم بندہ سے تبرکاً وجہاد فی سبیل اللہ - مزید براں محض مختصر تحریر کرتا ہوں اگر مطبوع ہو تو بعد ترمیم ضروری چھاپ دیویں عین مہربانی ہو گی۔

## حج

ہر نماز خالص لوجہ اللہ - عبادت واحد لاشریک کے لئے مخصوص ہے اور نماز کے اقسام ہیں (۱) نماز پنجگانہ ہر جگہ پڑھنے سے ادا ہو سکتی ہے مگر بمقابلہ اپنی جگہ کے مسجد میں اور مسجد میں باجماعت ادا کرنے سے درجہ بدرجہ فوقیت ثواب ہے - چنانچہ آیت واركعوا مع الراكعين اور دیگر احادیث بہت سی وارد ہیں - (۲) نماز جمعہ - بہر کیف مسجد مصر میں باجماعت نماز جمعہ ادا کرنا لازم ہے - فرداً اپنی جگہ پر ادا نہیں ہو سکتی - آیت شریف اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع - پس کیا مسجد کو بت کدہ کہنا یا مراحتاً کوئی ذی شعور انصاف پسند کہہ سکتا ہے ہرگز نہیں - (۳) نماز عرفات جس کو حج کہا جاتا ہے اور اس کا ثواب بکرچی ملاقات معقولی و منقولی - جمیع دیگر عبادات سے اکبر ہے - اور جس کے لئے صاف حکم ہے کہ اتموا الحج

والعمرۃ للہ۔ جب کہ اللہ کا حکم صریح ہے۔ پس معترض صاحب شاید کہ فہم اور ادراک و انصاف سے صریح بے بہرہ ہیں۔

اور چونکہ یہ حکم واسطے تمام اہل اسلام روئے زمین کے واسطے ہے۔ خداوند کریم بہ ثبوت علیم و حکیم ہونے ذات اپنی کے یہ ارشاد بھی صادر فرمایا۔ کہ من استطاع الیہ سبیلا کہ یعنے بہ حج ادا کرنا اس شخص اہل اسلام پر فرض ہے کہ جو شخص بہ نگہداشت جمیع امور متعلقہ مسافت سبیل و خرچ لازم رہ حج ہونے وغیرہ کے استطاعت رکھتا ہو۔ ماسوائے ان کے باقیوں پہ فرض نہیں۔ بسبب عرفات و کعبہ تمام دیگر مقامات ارضی سے بدلائل قاطع متبرک ہیں پس بعید از داشت چندیں رنج و خرچ و فرو گذاشت تعلقات دنیاوی ادائے عبادت الٰہی متبرک مکان میں امتثال بامر احکم الحاکمین کس قدر ثواب و اجر اور اشغال ذکر الٰہی بامن اس زمانہ آمد و رفت میں ہو گا۔ پس کون شخص اسکو بجائے عبادت و اطاعت امر واحد لاشریک کے بُت پرستی کہہ سکتا ہے۔ دیکھو مفصل احکام مناسک حج۔

# کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا

اگر عقل و انصاف ہے تو دیکھو پہلے ہماری نیت نماز کو نویت ان اصلی للہ تعالےٰ اربع رکعات فرض الی جہۃ کعبۃ الشریفۃ یعنے نماز پڑھتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے چار رکعت نماز فرض منہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔ کوئی عبادت نماز کسی قسم کی ایسی نہ ہوگی جس میں پہلی نیت میں واسطے اللہ تعالیٰ کے خاص نہ ہو۔ اور تکبیر اللہ اکبر نہ کہی جاوے۔ انصاف کرو کوئی گنجایش شرک وغیرہ کی ہے۔

اب باقی رہا صرف نیت کعبہ شریفہ کا۔ اگرچہ بفحوائے کلام مجید اینما تولوا فثم وجہ اللہ ہر طرف وہر جگہ ذات خداوند کریم بہ صفات سمیع و بصیر و علیم۔ حاضر و ناظر ہے لیکن جہت کعبۂ شریفہ کے لئے عقلی دلیل صاف ہے۔ اگر جہت کعبہ شریفہ کی مقرر نہ ہوتی تو واسطے ادائے نماز کے جہت میں کسقدر بھاری اختلاف اور تنازعہ و جھگڑے نسخ و استہزا پیدا ہونے۔ کہ روئے زمین کے اہل اسلام کوئی شرق کوئی غرب کوئی

صاحب کرامات کے تعویذ یا قدوم وغیرہ اشیاء کو تبرک جان کر بوسہ دینا یا جو منافت پرستی
ہرگز نہیں ہے الفاظ بت پرستی پر بخوبی غور فرما کر خود فیصلہ فرماویں کہ یہ کس موقعہ پر اس کا ذوق جائز
ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ راقم منشی حامد علی قریشی امیدوار ڈیرہ غازیخاں

# دیانندیوں کو چیلنج

نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

بعد حمد رب العالمین اور درود لا معدود سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ہو۔ کہ
اس وقت مذہبی دنیا ایسی گوگو حالت میں ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں کیا جاتا۔ ہر ایک
اپنے کو راستی پر سمجھتا اور دوسرے پر طعنہ زن ہے۔ باوجود اس کے سب نے توحید کا سبق
اس نبی امی عربی (فداہ ابی و امی) سے سیکھا ہے۔ مگر ہٹ کو نہیں چھوڑتے۔ بلکہ طرہ تو
یہ ہے کہ الٹے بہتان اور اعتراضات کو جمع کر کے توحید اپنی کتابوں سے گھڑتے ہیں۔ مگر کاٹھ کی
ہنڈیا کب تک چڑھے گی۔ یا یوں کہو بکرے کی ماں کب تک خیر منائیگی۔ آخر ایک نہ ایک
دن اسلامی تعلیم کے آگے سب کو سر بسجود ہونا پڑیگا اور ضرور ہونا پڑے گا۔ ان سب سے
زیادہ جوشیلا گروہ دیانندی فرقہ ہے۔ جو اور سب تالوں کے علاوہ اپنی بدزبانی میں سب پر
فوقیت لے گیا ہے۔ مگر ہم اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ ہرگز ترکی
بہ ترکی بد تہذیبی کے ساتھ جواب نہ تحریر کریں۔ تاکہ اس آیہ قرآنی کو ہر وقت خیال میں رکھیں
ادع الیٰ سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ پکارو لوگوں کو اپنے رب کی
طرف نصیحت اور حکمت کے ساتھ۔ ہاں اگر وہ دشنام دہی یا بد تہذیبی کو روا رکھیں
تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ان کا مایہ فخر ہے۔ ان کی مثال تو ایسی ہے ؎ حجت
تمام جفا جوئے را بہ پیکار کردن کشتہ بودے را مگر مسلمانوں کو ایسا ہرگز جائز نہیں۔ بلکہ
وجادلھم بالتی ھی احسن یعنے نیک روش سے ان کے ساتھ بحث کرو۔ نیز

اس تمہید کے بعد میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ کہ پنڈت دیانند نے الہام کے واسطے آٹھ شرطیں لگائی ہیں۔ اب ہم وزن کرتے ہیں اور ویدانندیوں کو نوٹس دیتے ہیں۔ کہ آپ بھی ان آٹھ شرائط کے مطابق اول وید کو ثابت کریں۔ وگرنہ شرم کو کام میں لائیں شرط اول جو کہ میں نے بیان کی [illegible] الہام کا ابتدائی عالم میں ہونا لازم ہے اور شرط (۵) الہام میں کسی کی [illegible] رعایت نہ ہونی چاہئے۔

اب ہم ان دونوں شرطوں کے مطابق وید کو وزن کرتے ہیں۔ رگوید۔ پاک کرنے والے اعمال کو ظاہر کرنے والا جس میں قابل تعریف گیان (علم) کا وصف ہے۔ ایسے اعلیٰ جملہ علوم و فنون کا دینے والا جو وید کا کلام ہے وہ جملہ فنون کی ماہیت سے ہم کو باخبر کرتا ہے۔ رگوید منذرجہ آریہ مسافر حصہ [illegible] بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۹ء۔

اور سنئے سلطی سے مراد اجمالی علوم کا مخزن جو ویدشاستر ہے غیر متناہی طاقت سے پرمیشور نے ظاہر کیا۔ حاصل مطلب یہ کہ وید جملہ علوم و فنون کی ماہیت سے باخبر کرنے والا اور اعمال کو پاک کرنے والا ہے۔ مگر ساتھ ہی خیال یہ ہو کہ وید الہام اُسی پر ہوتا ہے جو اپنے پچھلے اعمالوں کے ذریعے الہام کا مستحق ہو۔ اسی واسطے ویانند صاحب نے شرط ۵ اختراع کی ہے کہ الہام میں کسی کی رورعایت نہ ہونی چاہئے اور اس بات کے بیان کرنے میں ویانندی سرشٹیوں کا ذکر کرکے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اب ہم اس بحث کو اور طرح سے اٹھاتے ہیں۔ سماجی دوست دیکھئے اسکا کیا جواب دیتے ہیں۔

(۱) یہ تو ویانندیوں کا مسلمہ امر ہے کہ وید ایشور کا گیان ازلی اناد ی ہے۔

(۲) یہ بات ان کو ماننی پڑے گی۔ مخلوق کا فعل یعنی مخلوق کا نیک و بد عمل حادث ہے اگر حادث نہ مانیں گے تو انادی ہوگا۔ جب انادی ہوگا تو پھر الہام کی کیا ضرورت ملہم کی ضرورت نہیں۔ فہو المراد۔

(۳) وید کا گیان (علم) ایمان کو پاک کرنے والا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

اب ہم دریافت کرتے ہیں۔ نیک و بد اعمال جو کہ حادث ہیں اگر بغیر تعلیم وید کے ظہور ہوئے تو بعد ازاں بھی وید کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ وید الہامی کتاب ہو سکتی ہے۔ اور برعکس اگر حادث اعمال کے ظاہر ہونے سے اول وید الہام کئے گئے۔ تو جس کو الہام ہوئے اُس کا کوئی حق نہ تھا۔ پس اُس کی خاص رعایت کی گئی۔ جس نے شرط ۵ کو اکاش میں پھینک دیا۔ کیونکہ شرط ۵ کا مدعا ہے۔ کہ الہام میں کسی کی رو رعایت نہ ہو۔ فافھم پس بنا فاسد علے الفاسد۔ اور وید مطابق ... شرائط دیانندجی کے الہامی ثابت نہ ہوا۔

ناظرین اور خاصکر سماجی دوستوں کی خدمت میں نوید ہے۔ کہ اس جگہ تنسیخ سے ہماری کوئی بحث نہیں ہے۔ صرف وید کے اناد ی اور اعمال کے حادث ہونے پر ہماری بحث ہے۔ حاصل مطلب یہ کہ وید بقول دیانندیاں خدا کی طرف سے ہدایت نامہ ہے جو کہ انادی ہے۔ پس اول ہدایت نامہ ہونا ضروری ہے۔ جس کے مطابق نیک اعمال کئے جاویں۔ مگر مصنف وید کی عجیب حالت ہے کہ میں ہدایت نامہ ہی اُسکو دونگا جو اول نیک اعمال کر کے دکھاوے۔ بھلا کوئی پوچھے۔ کہ اسے عقل کے دشمن جب اُس کا ہیں علم ہی نہیں کہ اعمال ہوتے کیا ہیں۔ تو عمل کیا خاک کریگا۔ مگر مصنف وید کی حالت اُس حکیم کی ہے کہ جو کہے کہ میں تو دوا کی پڑیہ دونگا ہی اُسکو۔ جو اول شفایاب ہووے۔ جب وہ شفایاب ہے تو اُسکو حکیم کی دوا کی ضرورت ہی کیا ہے۔ فتدبر۔

پُرافلک کو ابھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردیں تو داغ نام نہیں

پس اگر اعمال اول اور وید بعد میں الہام ہوا تو وید کی ضرورت نہیں۔ اگر وید اول اور اعمال بعد میں ظہور ہوئے۔ تو جس کو الہام ہوا اُس کی خاص رعایت ہے۔ آٹھ شرائط الہام دیانندی کی تردید دیکھنی ہو۔ تو ۲ کے ٹکٹ بھیجکر ہم سے رسالہ تردید شرائط الہام مطالعہ کریں۔

الراقم محمد فضل الدین اول مدرس مدرسہ ... ضلع گورداسپور ... ۵

# مسئلہ توبہ

ہمارے آریہ دوست اکثر نافہمی سے اعتراض کردیا کرتے ہیں۔ کہ اگر خدا تعالیٰ نے توبہ سے گناہ معاف کردیئے تو اس کے عدل کے خلاف ہے۔ اور علاوہ بریں توبہ سے گناہ معاف ہوجانا باعث ازدیاد معاصی ہے۔

واضح ہو کہ آسمانی یا الہامی بلکہ خدا کے مقررہ کردہ مذاہب کل میں توبہ کا وجود ہے اور ہر گروہ اس کا قائل ہے البتہ خود تراشیدہ مذاہب خصوصاً آریہ سماج والے جو کہ خدا کو محدود القدرت مانتے ہیں (نعوذ باللہ) وہ توبہ کے قائل نہیں۔ اصل وجہ ان کے نہ قائل ہونے کی توبہ و عدل کے مفہوم و مصداق کا نہ سمجھنا ہے۔ اگر وہ عقل سے کام لیں۔ تو جلد سمجھ جائیں لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قبل از جواب توبہ۔ عدل۔ رحم وغیرہ کے معنے مشرح بیان کر دیئے جاویں۔

عدل کے معنے ہیں وضع الشئ فی [illegible]۔ کسی چیز کو اس کے محل مناسب پر رکھ دینا۔

رحم کے معنے ہیں ارادہ خیر (یہ صفت سوائی دیانند جی بھی خدا کی نسبت مانتے ہیں [illegible])۔

**توبہ**۔ اگر کوئی بندہ خدا تعالیٰ کی حضرت میں دلی اخلاص سے بصد عجز و نیاز اپنے معاصی سے پشیمان اور رنجیدہ ہو کر اسکی مغفرت اور معافی کی درخواست بلکہ التجا کرے۔ اور آئندہ کے لئے پورے طور پر گناہوں سے حتے الامکان پرہیز کرنے کا اقرار ہو۔

سنئے قرآن شریف اپنے معنے توبہ کے خود بتلاتا ہے:۔

والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وہم یعلمون (ترجمہ) معافی انہیں لوگوں کے واسطے ہے جنکو گناہ کر کے خدا یاد آجاتا ہے

(خدا کا خوف آیا شرمندہ ہوتے ہیں) اور اپنے گئے پر بخشش مانگتے ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کے اور کوئی گناہ کو بخش نہیں سکتا۔ اور اپنے کئے پر دانستہ اڑے نہیں رہتے ہیں۔

اب ذرا غور سے کام لیجئے کہ اگر کوئی بندہ اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر بارگاہ حضرت جل وعلا میں سر نیاز آستانہ عبودیت پر رکھدے اور توبہ کرے تو خداوند کریم کا عدل اُس کی توبہ کے واسطے کون ٹھکانا تجویز کریگا۔ کیونکہ عدل کے معنے ہم وضع الشئ فی محلہٖ اوپر بیان کر چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ توبہ کا محل عفو خطا ہے اگر عفو خطا نہ ہوئی۔ تو تائب کے ساتھ عدل نہ کیا گیا۔ اب عدل کے معنے بھی نہیں سمجھتے والا توبہ کے واسطے کوئی نتیجہ ضرور نکالئے۔

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ خطاکاری پر سزا دینے کا اختیار تو خدا کو ہے۔ اور عفو کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ پرمیشور انہیں ضوابط کا پابند ہو جنکو آپ مقرر کرویں۔ یا یوں کہا جاوے کہ آپ کا پرمیشور جو آپ پر حکومت کر رہا ہے اور جس فیصل کا چاہتا ہے آپکو بنا دینا چاہتے ہو آپ کا محکوم ہو جاوے۔ گر پرمیشور کے لئے اسکا قانون تو بنایا ہے نہیں۔ جرموں پر لابدی سزا ہونوں کا بدلتا تو آپنے مقرر کردیا۔ پرمیشور کے لئے قانون بناتا تو آپ بھول گئے کہ کس جرم پر وہ کیا سزا دے اور کس صورت کا بنا دے وہاں بہ نشاپ اس کی مرضی اور اسے پر چھوڑ دیا ہے۔ پھر عفو اور سزا اس کے اختیار پر چھوڑتے ہوئے آپ کیوں جھجکتے ہیں۔ اگر آپ پرمیشور کو حاکم مطلق جانتے ہیں۔

پنڈت دیانند جی بھی ستیارتھ پرکاش باب ہفتم میں لکھتے ہیں۔ کہ عدل و رحم خداوندی باہم متضاد ہیں۔ اسد سنئے پنڈت جی بھومکا میں فرماتے ہیں:۔

**ایشور کے ہدایت کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر ایک پر فرض ہے چونکہ اسکی مدد کے بغیر سچے دھرم کا علم اور پابندی تکمیل اور کامیابی نہیں ہو سکتی اس لئے اس طرح ایشور سے مدد مانگنی چاہئیے :۔**

"ہے اگنی پرمیشور عہد وعدہ انفت کے مالک وحافظ میں سچے دھرم پر چلوں گا۔

اسے پرمیشر جب سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو۔ آپ مجھکو ہمت دیجئے کہ میرا سچے دھرم کا عہد آپکی عنایت سے پورا ہو (عہد یہ ہے) کہ میں آج سے سچے دھرم کی پابندی کروں گا اور جھوٹ کھوٹے چال چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرونگا (یجروید ادھیا منتر ۵۰)"

اب کئی حضرات یہ عہد جس کو اسلامی محاورہ میں توبہ کہتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی یہ عہد پرمیشور سے کرے تو کیا فائدہ۔ پرمیشور سے جواب ملا۔ کہ نہیں تمہارے سابق کے گناہ بدستور باقی ہیں جس کی پاداش میں کرم پاخانہ وغیرہ ضرور بنائے جاؤگے۔ کیونکہ اس کے بغیر میرا عدل بگڑتا ہے۔ کیونکہ یہ بھیرپن ہو کہیں نے اواگون کے چکر میں ڈالی ہیں اگر کئی خانے میں سب چلی جاوینگی۔ تو پھر حکومت کس پر کروں گا (مصیبت ہے)۔

دوسرے واضح الفاظ میں کون سمجھے۔ کہ اگر کوئی شخص آریہ مت میں داخل ہو توبے سود ہے کیونکہ پچھلے گناہوں کی وجہ سے ضرور سزا ہوگی۔ آیندہ کی امید موہوم۔ ہاں تعجب معلوم ہوتا ہے جب لوگ کہتے ہیں کہ توبہ موجب ازدیاد گناہ ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو عین مقتضائے عدل اور آیندہ گناہوں کی روک ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ ساہوکار بنئے وغیرہ اپنی نوکر کی ایک دو خطاؤں سے درگذر کرتے ہیں حالانکہ وہ دلی خلوص سے ناواقف ہیں مگر پرمیشور حالانکہ دلی اخلاص بندہ کا جانتا ہے مگر خطا کو معاف نہیں کرسکتا۔ کیا پرمیشور کو اتنا بھی اختیار نہیں وہ معمولی دوکاندار سے بھی گیا گذرا ہوا۔ سنئے توبہ بھی قبول ہوتی ہے جو خلوص نیت سے ہو اور مصمم ارادہ ترک خطاکاری کا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ایسی حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب اچھی طرح دلی ندامت پیدا ہو جاوے پھر ایسی حالت میں گناہ کم ہونگے۔ یا ذرا غور سے سنئے کلام پاک یعنی قرآن مجید خود بیان کرتا ہے:۔

انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم وكان الله عليما حكيما۔ وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال اني تبت الآن ولا الذين يموتون وهم كفار اولئك اعتدنا لهم عذابا اليما۔

(ترجمہ) اللہ توبہ انہی لوگوں کی قبول کرتا ہے جو بھولے سے کوئی گناہ کر بیٹھے۔ پھر جلدی سے توبہ کی۔ اللہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور اللہ سب کا حال جانتا ہے (یعنی صدق دل سے توبہ کرنے والوں کو) اور حکمت والا ہے۔ اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو برابر برے افعال کے مرتکب ہوتے اور جب کوئی مرنے لگے تو کہنے لگے اب میری توبہ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ ہیں جو کفر کی حالت میں مر گئے۔ اُن لوگوں کے واسطے ہم نے سخت عذاب تیار کیا ہے۔"

ذرا غور کا مقام ہے کہ توبہ کی قبولیت کا وعدہ کن اشخاص سے کیا گیا ہے کیا یہی حالت باعث ازدیاد گناہ ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ سمجھ کر مرتکب گناہ ہونگے۔

ایک بات یہ بھی ہے کہ ہمارے آریہ دوستوں کو حق العباد اور حق اللہ میں دھوکا پڑ گیا ہے۔ حق العباد میں ہم لوگ بھی توبہ کے قبول کے قایل نہیں۔ جبتک جس شخص کا نقصان ہوا ہے وہ معاف نہ کرے مگر صورت اول میں قایل ہیں۔

ہاں یہ تو ہم بھولے جاتے ہیں آپکو یہ بھی بتلاویں کہ جو لوگ گناہ کرتے ہیں اور دل میں ارادہ رکھتے ہیں کہ توبہ سے گناہ معاف کرا لیوینگے اور دیدہ دانستہ اپنے کئے پر اڑے رہتے ہیں وہ قابل قبول توبہ نہیں ہیں۔

فی الجملہ بیان مذکورہ بالا سے عیاں ہے کہ توبہ کا قبول کرنا مقتضی عین عدل ہے اور در صورت خلاف خلاف عدل۔ الراقم آبیل کا رہبر انور از عیناپور۔

# شیطان کے سیکرٹری کو دوستانہ صلاح

ناظرین عنوان بالا دیکھکر آپ متعجب ہونگے۔ کہ عیسائی اور مسلمان تو شیطان کو ایک جسمانی بدروح یا ملکوت مانتے ہیں جس کو دفتر کی ضرورت اور نہ سیکرٹری کی حاجت کلرک کی خواہش ہے۔ جو انسان کے دل پر ایک تحریک پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ اپنے میلان طبع کی وجہ سے اسکا مطیع ہو جاتا ہے۔ مگر خدا کے نیک بندے اس کی

تخریب کا اثر نہیں لیتے۔ یہ سیکرٹری کیسا؟۔

کل ایجانب سے ایک نئے پوسٹ مین سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی تنو کی
گرد آلودگی اور چہرہ کی پریشانی دیکھکر دریافت کیا کون؟ جواب ملا پوسٹ مین
مزید استفسار پر بیان کیا میں شیطانی دفتر کا خاص پوسٹ مین ہوں۔ میرے پاس
ایک خط ہے جس کا سرنامہ **شیطان کا پہلا خط بنام انجیلی خدا**
ہے میں نے تمام احاطہ بمبئی مدراس۔ بنگال و پنجاب اور ممالک متحدہ۔ اودھ و آگرہ چھان
مارا۔ مگر انجیلی خدا کا پتہ نہیں ملتا جس سے دریافت کرتا ہوں وہ کہتا ہے کہ خواہ خدا
کہلاو یا اللہ یا گاڈ یا ایشور یا پرمیشور سب کا ماحصل ایک ہی ہے۔ جو اس کائنات
کے بنانے والے کے قائل ہیں وہ سب ایک ہی فاعل کو مختلف ناموں سے پکارتے
ہیں۔ رہے دہریہ وہ نہ بنانے والا مانتے ہیں اور نہ کسی فاعل کا نام رکھتے ہیں اس لئے
وہ خدا نہیں رکھتے۔ اب میں اس خط کو کس کے پاس لیجاؤں۔؟

ایجانب نے کہا خط دکھا شاید مضمون سے پتہ چلے۔ خط دیکھکر حیرت ہوئی۔ کہ ایک قصور
پر تو شیطان مردود بارگاہ ایزدی ہوا۔ اسکو یہ جرأت کہاں۔ کہ خدا کی شان میں گستاخانہ الفاظ
استعمال کر سکے اور تحریراً کر توہین موعدین کر سکے یہ خط تو جعلی ہے تعجب سے پوچھا لکھا کس نے؟
جواب دیا کہ میں اسکو شیطانی آفس خاص آگرہ سے لایا ہوں۔ غالباً سیکرٹری صاحب نے
خود لکھا ہو یا کسی محرر کی تحریر ہو۔

جب میں نے بلٹ (یعنی ۲) پر نظر کی کندہ دیکھا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ سیکرٹری صاحب سے
دوستانہ عرض کرتا ہوں کہ آئندہ وہ انہیں الفاظ کو تحریر کریں جنکو شیطان استعمال کرے اور جو
اُس کی اور اُس کے متبعین کی شان کے شایاں ہے جعلی تحریر اور ذاتی دخل اندازی کرکے
پبلک کی دلآزاری کیلئے تمسخر کر کے اور توہین مذہبی سے نام نہ لیں تو کیا عجب ہے کہ کسی دن سکر کی نظر
سے یہ تحریر گذری اور وہ مکتوب الیہ کی عزت سے آپ پر لائبل کیس قائم کرکے دشمن عالمیں کو شاد کرے
نیز شیطان بھی آپکا اس عہدہ جلیلہ سے معطل کر دیگا اور آپ دوسری کشمکش میں پھنس جاویں گے
آئندہ آپکو اختیار ہے۔ فقط عرض لازم

# شمائل شریف مترجم

طول ۶ ½ انچ عرض ۴ انچ

یہ شمائل شریف وہی ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں قریب دو ہزار کے طبع ہو کر بہت ہی قلیل عرصہ میں فروخت ہو گئی تھی تاجروں سے دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے اسی کو دوبارہ عمدگی سے طبع کیا ہے۔ اس شمائل شریف میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں:۔

(۱) کاغذ عمدہ سفید چکنا۔

(۲) لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔

(۳) صحت میں کامل و مکمل۔

(۴) ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔

(۵) ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل لگی ہوئی ہے جس سے ہر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں پارہ شروع ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ اردو با محاورہ از جناب شاہ عبد القادر صاحب مرحوم دہلوی جس کو تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہوئے ہیں جس کے ساتھ کا تاحال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا۔

(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی حنا کرا دیا گیا ہے۔

(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی روپہلی بمعہ بیگی اس وقت ہمارے پاس چودہ سو کاپی موجود ہے اور ہم نے وعدہ کیا ہوا کہ

**تمام ناظرین انوار الاسلام کو**

بہت ارزاں قیمت پر

دیویں گے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تک طلب فرماویں۔ ورنہ بعدہٗ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملیگی

اس وقت

قیمت مجلد معہ بیگی صرف [illegible]

**تمام درخواستیں بنام محمد اسحٰق اینڈ برادرس شہر سیالکوٹ کے ہوں۔**

# پیارے نبیؐ کے پیارے حالات

## جلد اول عہ

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہو۔ اس کتاب میں آنحضرتؐ کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایسے عجیب ڈھنگ سے لکھے ہیں کہ آجتک اسکی نظیر دنیا میں مل نہیں سکتی۔ شروع میں تمام انبیا کے حالات مندرج ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے۔ اس کتاب کو کیسا ہی مخالف اسلام ایک دفعہ دیکھ لے تو ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرتؐ کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے۔ بات بات میں آنحضرتؐ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اور توراتؔ و انجیل وزبور سے جابجا بشارات ذکر کی گئی ہیں۔ جو آنحضرتؐ کے حالات سے صاف صاف مطابقت کھاتی ہیں۔ ایک دفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ۔ سارا قرآن شریف آپ کی سمجھ میں آجائیگا بڑے بڑے علما و فضلا نے اتفاق کر لیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تا حال طبع نہیں ہوئی۔ ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے۔ اگر پسند نہ آوے تو واپسی کا اختیار ہے۔ اس سے بڑھ کر اس کی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے۔ حجم ۴۰۰ صفحہ کلاں۔ جلد دوم حجم ۳۰۰ مفصل قیمت عہ

کل درخواستیں بنام اڈیٹر و پروپرائیٹر رسالہ انوار الاسلام کے نام ہوں

## قطع رحم کی بُرائی اور عفو و احسان کی خوبی

اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ جو لوگ قطع رحم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سخت قہر اور غضب کے نیچے آجاتے ہیں۔ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخسرون جس بات کی نسبت اللہ تعالیٰ نے وصل کرنیکا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان پانیوالے ہیں۔

جب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے لا تنزل الرحمۃ علی قوم فیھم قاطع رحم اُس قوم میں رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں ناطے کا کاٹنے والا ہو۔ اور ایک حدیث میں آپنے فرمایا ہے۔ ناطے کا رشتہ عرش میں لٹکا ہے۔ کہتا ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اُسے اللہ جوڑے اور جس نے مجھے کاٹا اُسے خدا کاٹے۔ ایک حدیث میں فرمایا۔ کہ جو شخص چاہے کہ اس کے رزق

میں وسعت اور عمر بڑھائی جائے۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے +

ان حدیثوں سے ظاہر ہے۔ کہ رشتہ داری کو توڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ جو ناطہ کا رشتہ توڑتا ہے۔ گویا خدا سے توڑتا ہے +

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم رشتہ داروں سے تعلق قطع کرنا نہیں چاہتے۔ وہ لوگ خود ہم سے بدسلوکی کرتے اور رشتہ توڑتے ہیں۔ ہم کیا کریں +

لیکن یہ بات کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ مومن کا یہ کام ہے کہ خواہ دوسرا لاکھ رشتہ داری توڑے اور بدسلوکی کرے۔ یہ ہرگز قطع تعلق اور بدسلوکی نہ کرے۔ بلکہ آپ جا کر اس سے جوڑے اور طبیعت پر جبر اور صبر کرکے اس سے موافقت کرے۔ کہ صابر کو اللہ تعالٰی کیطرف سے صبر کا اجر بے حساب ملتا ہے۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب ؀

اگر دوسرا آدمی خوش سلوکی کرے اور یہ بھی بالعوض ویسی ہی خوش سلوکی کرے۔ تو اس میں شرف اور فضیلت کی کیا بات ہے؟ ایسا تو معمولی اور عام انسان بھی کر سکتے ہیں۔ خوش سلوکی کے بدلے خوش سلوکی بدلے کا بدلا ہے۔ اس میں اجر اور خوبی کی کوئی بات نہیں۔ فضیلت اسی بات میں ہے۔ کہ جو شخص بدسلوکی کرے اس کے ساتھ سلوک کیا جائے جو توڑے اس کے ساتھ جوڑا جائے۔ جو محروم رکھے اس کو دیا جائے۔ جو شخص خوش سلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی کرنے پر فخر کرتا ہے اس کا فخر بالکل بیجا ہے۔ کیا اگر وہ خوش سلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی نہ کریگا۔ تو بدسلوکی کریگا۔ ایسی حالت میں پھر اُسے انسان ہی کون کہے گا؟ وہ تو انسان سے گیا گذرا ہوگا۔ ہاں بدسلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی کرے تو اعلیٰ خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔ اور ایسی حالت میں اُسی ایک با اخلاق اور باخدا انسان کہہ سکتے ہیں۔

جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ یا ابن آدم قد جاء کم الحق من ربکم لا اٰیۃ فانکم لم تحسنوا الا لمن احسن الیکم ولم تصلوا الا من وصلکم ولم تتکلموا الا من اطعمکم ولم تکرموا الا من اکرمکم فلیس لاحد علی احد فضل ان المؤمنٰت

الذین امنوا باللہ و رسولہ الذین یحینون الی من اساء الیھم و یصلون علے من قطعھم و یطعمون علے من احرمھم و یامنون من خان بھم و کلموا من ھاجرھم و اکراموا من اھانھم ÷

اے آدم کی اولاد تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے حق آچکا ہے (لیکن تم نے اُس کی قدر نہ کی۔ نہ شریعت کے مغز اصلی تک پہنچے۔ تم نے کسی سے سلوک نہ کیا۔ مگر اُسی کے ساتھ جس نے تم سے سلوک کیا۔ اور تم کسی سے نہ ملے۔ مگر جو تمہارے ساتھ آکر ملا۔ اور تم کسی سے نہ بولے۔ مگر جو تم سے آکر بولا۔ اور تم نے کسی کو کھانا نہ دیا۔ مگر جس نے تمکو آکر کھلایا۔ پس کسی کو کسی پر فضیلت نہیں (بلکہ یہ سب بدلے کا بدلا ہے) حقیقی مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے وہ لوگ ہیں جو اس شخص سے نیکی کریں جو ان سے بُرائی کرے۔ اس شخص سے جاکر ملیں۔ جو ان سے توڑے۔ اور اس شخص کو کھلائیں۔ جو ان کو محروم رکھے۔ اور اس شخص سے امانت داری برتیں۔ جو اُن سے خیانت کرے۔ اس شخص سے بولیں جو ان سے بولنا چھوڑ دے اور اس شخص کی عزت کریں۔ جو انکو ذلیل کرے ÷

سبحان اللہ یہ ہے اخلاق اعلے جو شریعت کا مغز اور خدا کی کتاب برحق کا لب لباب ہے۔ انہی میں بھلائی اور انہی کی پیروی کرنے سے انسان سچا مومن بنتا ہے۔ ورنہ بدلے کا بدلا تو ایک معمولی اور عامی بات ہے ÷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلھا۔ جو ملنتوں سے ملتا ہے۔ وہ ملنے والا نہیں ہے (یعنی اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے) ملنے والا وہ ہے کہ جب کوئی اس سے قطع رحم کرے۔ آپ جاکر اُس سے ملے

اور ایک حدیث میں آں حضرت صلعم نے شریعت کا مغز اس طرح پیش کیا ہے
امرنی ربی تبسع خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضا

والقصد فی الفقر والغناء وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکراً ونطقی ذکراً ونظری عبرۃ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے (۱) ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا (۲) غصہ اور خوشی کے وقت انصاف ہی کی بات کہنی (۳) فقر اور غنا دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنا (۴) جو مجھ سے توڑے اُس سے جا کر جوڑوں (۵) جو مجھے محروم رکھے اس کو عطا کروں (۶) جو مجھ پر ظلم کرے اُس سے معاف کروں (۷) خاموش رہوں تو ہمیشہ قدرت الٰہی میں غور کرتا رہوں۔ (۸) بات کروں تو ہمیشہ ذکر یاد الٰہی میں مصروف رہوں (۹) نظر ڈالوں تو خدا کے کاموں میں عبرت سے نظر ڈالوں ؛

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صبر عفو۔ اور بُرائی کے بدلے نیکی کرنے کو افضل اور ہمت کا اعلیٰ کام بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی واصلح فاجرہ علی اللہ ان ذلک لمن عزم الامور۔ قانون فطرت کے رو سے تو بیشک بدی کا بدلہ اُسی قدر بدی ہے لیکن جو شخص معاف کردے اور معافی سے اُس کی غرض اصلاح ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اُسے بے نہایت اجر عنایت فرمائیگا۔ یقیناً یہ بات بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور پھر بدسلوکی اور بُرائی کے بدلے نیکی اور بھلائی کی تعلیم یوں فرمائی۔

ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقھا الا الذین صبروا وما یلقھا الا ذو حظ عظیم۔ برائی اور نیکی یکساں نہیں ہے۔ تو بُرائی کے بدلے ہمیشہ نیکی کیا کر۔ اگر تو ایسا کیا کریگا۔ تو جس شخص اور تجھ میں بیر ہے۔ گویا وہ غمخوار دوست بن جائیگا۔ مگر یہ عادت انہی کو نصیب ہوتی ہے۔ جنکی طبیعت میں سہار ہے۔ اور یہ فضیلت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے خوش نصیب ہیں۔ پھر غصہ کو پی جانے لوگوں کو معاف کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے محسنین میں شمار فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ؛

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین غصہ پی جانیوالے اور لوگوں کو معاف کرنیوالے اور خدا اس قسم کے محسنین کو دوست رکھتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کسی مومن کو مناسب نہیں ہے کہ کسی دنیاوی معاملہ کے لئے اپنے مومن بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اور صلح اور سلام کرنے میں ابتدا نہ کرے ؁

# ویدک زمانہ کی تہذیب و عقاید

کلوخ انداز را پاداش سنگ ہست

دیانندیوں نے ایک اُدہم مچار کھا ہے۔ کہ ویدک زمانہ کے عروج کے وقت ویدہی ایسے تھے۔ اور ویسے تھی۔ اور کہ موجودہ جہالت صرف ۵ ہزار سال کی بُت پرستی کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ دیانند اپنی کتاب ایڈیشن منجری صفحہ ۲۰ پہ لکھتا ہے۔ کہ ساری دنیا میں ودیا اسی ملک آریہ ورت سے گئی۔ گو اسے ثبوت کرنا ذرا کارے دارد۔ والا معاملہ ہے۔ کیونکہ یہ مانا جاچکا ہے۔ کہ اودیا یعنی جہالت۔ بُت پرستی۔ آتش پرستی۔ تو ضرور اس آریہ ورت سے باہر گئی ہیں۔ ہم نے جہاں تک دیانندیوں کی کتب دیکھی ہیں۔ ان میں اسی جہالت کا اثر پایا جاتا ہے۔ نیوگ ویدک باپ بیٹی کے جماع کے استعارے تثلیث مون پرستی وغیرہ سے ان کی کتب پُر ہیں۔ اس جہالت کے مخزن کی پوری حقیقت ہم کسی اور وقت بیان کرینگے اس وقت ہمیں دیانند کی بیان کردہ ویدک۔ زمانہ کی تہذیب کی حقیقت ظاہر کرنی ہے۔ ہم اس کے لئے کوئی خود ساختہ اصول قرار نہ دیں گے۔ بلکہ دیانند کے مسلمہ اصول کو معیار صداقت ٹھہرا کر اسی کے مطابق ویدک تہذیب کو مفصل بیان کرینگے۔ اصول یہ ہے

"منو بھگوان نے آٹھویں ادھیا میں سمندر پہ چلنے والے جہازوں پر محصول"

لگانے اور وصول کرنے کی اجازت لکھی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ "سمندر یا سمندر میں چلنے والی سواریاں زمانہ گذشتہ میں ہمارے لوگ بناتے تھے۔ شلوک" "۵ احسب ذیل ہے"

(ترجمہ از منوسمرتی۔ ترجمہ کرپارام جگراؤنوی دیانندی صفحہ ۲۷۰) سمندر کے رستے میں خیروعافیت ملک وقت مطلب ان چاروں کے دیکھنے والے جو سود قرار دیں۔ اس مقام پر وہی سود لینا۔ مطلب یہ کہ

سمندر کے رستہ کا مجمل بیان منوسمرتی میں ذکر آجانے سے یہ ظاہر ہوا۔ کہ منو کے وقت سمندر میں (دیانندیوں کے باپ دادوں کے) جہاز چلا کرتے تھے۔ یعنی۔

منوسمرتی میں جس جس معاملہ وغیرہ کا مجمل یا مفصل بیان آچکا ہے۔ وہ معاملہ منو کے وقت ہو گذرا ہے۔ جسے کئی کروڑ سال گذر چکے ہیں۔

اب ہم اس اصول کے مطابق منوسمرتی سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ منو کے وقت یا یوں کہو۔ کہ ویدک تہذیب کے زمانہ کے عروج کے وقت ویدیوں میں مندرجہ ذیل تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ ہمارے دعاوی کرپارام عرف درشنانند دیانندی کی ترجمہ منوسمرتی پر مبنی ہیں۔ جس کو کچھ شک ہو وہ اس دیانندی کی اصل ترجمہ منوسمرتی سے ہمارے دعاوی کا مقابلہ کرے۔ جہاں جہاں ستیارتھ پرکاش کا حوالہ ہوگا اس سے مراد اردو مستند ترجمہ اڈیشن دوم منجانب پرتنی ندھی سبھا پنجاب ہے۔ اپدیش منجری سے مراد دیانند کے ۱۵ الکچر ۱۸۷۵ء جن کو منشی رام جالندہری دیانندی نے ست دھرم پرچارک پریس میں چھاپا۔

## ویدک تہذیب و عقائد

منوسمرتی ادھیائے ۱۔ شلوک ۷۔ جو کمت جیو اندریوں سے الگ و باریک و پوشیدہ و ہمیشہ بے فکر و سب مخلوقات کی جان

ہے۔ آپ سے آپ سانکلپک (یعنی ماں باپ کے بغیر پیدا ہونے والے آدمیوں اشریوں میں داخل ہو گئے۔

اس کے خلاف موجودہ دیانندی عقیدہ ہے کہ جیوا تشور کی تحریک سے جسم میں داخل ہوتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۷)

منوسمرتی ۱-۸- اور اس کے دل میں یہ خواہش ہوئی۔ کہ اپنے بدن سے ایک قسم کی خلقت پیدا کرنا چاہئے۔ تو اس نے پہلے پانی یعنی رج کو پیدا کیا۔ پھر اس پانی میں بیج ڈالا۔

دیانند۔ ایڈیشن منجری صفحہ ۸۵۔ ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹۔ اور رکت پر کرتی۔ یعنی شوبینہ سے وایو پیدا ہوا۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی۔ دیانند کا عقیدہ منو سے بالکل مختلف ہے۔

منوسمرتی ۱-۹- تب وہ بیج مثل طلاو آفتاب کے بصورت براٹ کی گولائی کو انڈا بنگیا۔ پھر اس نے برہماجی یعنی ویدوں کے جاننے والے ابوبخ رشی جو تمام مخلوقات کے پیدا کرنیوالے ہیں۔ آپ سے آپ پیدا ہوئے۔

دیانند کا عقیدہ آپ سے آپ پیدا ہونے کا نہیں۔ اور نہ وہ برہما کو تمام مخلوقات کا خالق مانتا ہے۔

منوسمرتی ۱-۱۱- جو پرماتما سب کا باعث و پوشیدہ و ہمیشہ قائم و فاعل مطلق ہے اس نے جس شخص کو دنیا میں سب سے پہلے چاروں ویدوں کا جاننے والا پیدا کیا۔ اسی کو سب لوگ برہما کہتے ہیں۔

دیانند نے ایڈیشن منجری صفحہ ۸۵ و ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲۳ پر اس سے بالکل مختلف خیال ظاہر کیا ہے۔ اور برہما کو دوسروں کا شاگرد قرار دیا ہے۔

منو ۱-۲۳- پھر یگیہ کے پورا کرنے کے واسطے اگنی بایو آدی مانک دیوا شیو کے دل میں وید کا پرکاش کیا۔

منو ۴-۱۲۴- رگوید کے دیوتا دیو ہیں۔ یجروید کے دیوتا منشیہ ہیں۔ شام وید کے دیوتا پتر ہیں۔ اس سے سام وید کا شبد پوتر نہیں ہے۔

منو ۴-۱۲۳- سام وید کو سنکر رگوید اور یجروید کو نہ پڑھے۔ وید کا انت اور اپنیک پرکرن ان دونوں میں سے کسی کو پڑھکر اندھیائے کرے۔

منو ۷-۳۷- راجہ صبح کے وقت اٹھکر ایسے برہمنوں کا جو رگوید یجروید سام وید کو اتہت ٹھیک طور پر جانتے ہوں۔ ان کا درشن اور پوجن کرے اور حکم کے تابع کرے۔

منو ۱۱-۲۶۲- بفکر ہو کر رگوید یجروید۔ سام وید کی سنگھتا میں سے ایک ایک سنگھتا کو تین دفعہ مزاولت کرکے سب پاپوں سے چھوٹتا ہے۔

منو ۱۱-۲۶۴- رگ یجر سام ان تینوں ویدوں کی منتر مع برہمن بھی تین قسم کا وید جاننا چاہئے جو اس کو جانتا ہے وہی وید کا جاننے والا ہے۔

منو ۱۲-۱۱۲- رگ یجر سام ان تینوں ویدوں کی سنگھتاؤں کو معہ ارتھوں کے پڑھنے والے اور ان کا مطلب و معنی جاننے والے تین برہمن دہرم شک کو دور کریں

دیانند منو کے ان صریح حوالجات کے خلاف چار ویدوں کا قایل ہے گو اس نے اپنی کتب اپدیش منجری صفحہ ۹۲ اور ستیارتھ صفحہ ۳۱۲ پر منوسمرتی کو بہت بڑا درجہ دیا ہی یہانتک کہ ویدوں کے بعد پہلی کتاب دھرم کی منوسمرتی شمار کی گئی ہے جسمیں سے ۱/۴ حصہ ستیارتھ کا بھرا پڑا ہے۔ مگر منوسمرتی کا مصنف تین ویدوں کا قایل معلوم ہوتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اتھروید کا اس وقت نام و نشان تک نہ تھا۔ ورنہ ایکدفعہ تو منو کسی جگہ اس کا حوالہ یا نام دیتا۔ دیانند نے اپنی کتاب وید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۳ پر منوسمرتی کا حوالہ دیا ہے کہ منو بھی چار وید کہتا ہے۔ مگر ہمیں ایسا کوئی حوالہ منوسمرتی سے نہیں مل سکا۔ کہ ہم دیانند کو سچا خیال کریں۔ بعض دیانندی مضامین کے لحاظ سے ویدوں کی تقسیم تین طرح پر بتاتے ہیں۔ مگر منو کے مندرجہ بالا حوالجات پر وہ بات صادق نہیں آتی۔

کیونکہ اگر منو تینوں وید نام بنام نہ شمار کرتا۔ اور صرف وید کا لفظ ان شلوکوں میں لکھتا تو ان کے مضامین مراد ہوتے۔ مگر تینوں کو نام بنام شمار کرنا اور چوتھے کا ذکر تک نہ کرنا ہماری تائید کرتا ہے۔ عام فہم کے لئے اس طرح سے کہہ سکتے ہیں کہ آدمی موجود ہیں۔ اور یا عمرو۔ بکر۔ زید موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ آدمی کی نوعیت میں سب داخل ہیں جیسی وید کی نوعیت میں سب وید داخل ہیں۔ مگر زید۔ عمرو۔ بکر کہنے سے تخصیص مراد ہے یعنی ان کے سوائے اور کوئی نہیں۔ اسیطرح رگ یجر سام کہنے سے انکی تخصیص ہوگی نہ کہ چوتھا وید ان میں شامل ہے اگر دیانندی کہیں کہ چوتھا وید ان ہرسہ سے مختنب ہے۔ تو اس کی ضرورت کالعدم ثابت ہوئی۔ کیا ویدک ایشور چبے ہوئے بار بار چبایا کرتا ہے۔ بہرحال دیانندی نینہ کا چوتھا وید منوسمرتی سے ثابت نہیں ہوتا۔ جو وید کے بعد سب سے پہلی کتاب دیانندیوں کے پاس ہے صرف چار کا اعتقاد رکھنا فائدہ نہیں دیتا۔ جبتک تواتر اور قدیم کتب سے ثابت نہ ہو۔ دیانندیوں کے دوسرے بھائی وید کی بت پرستی پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ تو صرف اعتقاد رکھنا یا کہنا کہ یہ ہمارا مسلمہ ہے۔ فائدہ ندارد۔ پہلے مسلمہ کا پرکھنا ضروری ہے۔

# کیا لالہ دیانند تہذیب کا حامی تھا

ناظرین میں سے جن احباب نے لالہ دیانند کی کتب حمایت نیوگ میں دیکھی ہیں ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ لالہ صاحب اصلی اور حقیقی تہذیب سے بالکل بے بہرہ اور نیوگ جیسی بدکاری کے پرچارک تھے۔ ان کے چیلے چانٹے بجائے اس کے کہ اس بری رسم اور احکام کو دیانندی وید سے خارج کرکے کبھی تہذیب کے حامی بنتے۔ الٹے نیوگ کے دلدادہ بن رہے ہیں۔ اخبار پرکاش کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے اخبار ۹۔ مئی ۱۹۰۵ء میں لالہ دیانند کی بریت ثابت کرنے کے لئے بہت زور لگایا

ہے۔ اور ناواقف دیانندیوں کو بجائے ایسی تعلیم کو خیرباد کہنے کے اسے اچھا سمجھنے کی از حد تاکید کی ہے۔ مگر عاقل خوب جانتے ہیں۔ کہ نیوگ کا مسئلہ کس لئے اور کن وجوہات کی بناپر گھڑا ہے۔ ہم سب سے پہلے ایڈیٹر صاحب کی دُرافشانی کی حقیقت ہدیہ ناظرین کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ لالہ دیانند اور ان کے چیلوں کی سچائی عوام پر ظاہر ہو۔

**دیانندی**۔ آریہ سماج کی دلیلوں سے تنگ آکر اور اپنے تئیں مباحثہ کے لائق نہ دیکھکر مخالف مذاہب نے اب یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ کہ موقعہ بموقعہ آریہ سماج کو نیوگ کے مضمون پر کوسا جاوے۔

**مسلمان**۔ لالہ جی افسوس ہے۔ یہ منہہ اور مسور کی دال۔ آپ بھی بات کیوں نہیں کہتے جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ۔ لوگ دیانندیوں کی دلیلوں سے تنگ ہرگز نہیں آتے بلکہ ان کی بدتہذیبیت۔ ضدیت۔ تعصب اور بیجا نکتہ چینی اور بزرگوں کو کوسنے سے اُن سے نفرت کرتے ہیں۔ جو ہر شریف ایسے موقعہ پر کرتا ہے۔ دیانندی کہتے کچھ ہیں۔ اور کہتے کچھ ہیں۔ پرچار کچھ کرتے ہیں۔ اور ان کی کتب کچھ اور ہی راگ گارہی ہیں۔ بتلایئے۔ ایسے آدمی کے ساتھ جو چکنے گھڑے کیطرح ہر وقت پھسلتا رہے۔ کوئی کیسے بحث کرسکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دیانندی اپنے اخبار۔ رسالے کتب کے ترجمہ شایع کرتے ہیں۔ مگر جب ان پر اعتراض کیا جاوے۔ تو جواب دیا جاتا ہے۔ کہ یہ فلاں آدمی کی شخصی رائے ہے۔ یہ ترجمہ غلط ہے۔ وغیرہ وغیرہ اس پر فرمایئے۔ مباحثہ کیا ہو اور مخالف کس بات پر اعتراض کرے اور دیانندیوں سے سوائے گالی کے کیا جواب ہے۔ اگر آپ ایسے ہی جاندار دیانندی ہیں تو میں آپ سے نقلی بحث کرنے پر حاضر ہوں۔ آپ اپنی کتب سے باہر نہ جاویں۔ اور میں اپنی کتب سے باہر نہ جاؤنگا۔ جو اعتقاد آپ پیش کریں۔ یا میں کروں۔ اس اعتقاد کے دلائل بھی ہم اپنی اپنی کتب الہامی سے دیں۔ پھر آپ کو حقیقت معلوم ہو جائیگی۔ کہ ہمارے پاس کیسے لوہے کے ہتھیار ہیں۔ چونکہ آپکی

ج نے وید کا کوئی ترجمہ نہیں کیا۔ اس لئے ہم دیانندیوں کی مختلف کتب و رسالہ
ت سے وید کے منتروں کے ترجمہ و عقائد بیان کرکے جرح کریں گے۔ اور سماجی
انیف کے مستند ترجموں سے باہر نہ جاوینگے۔ ہمت ہے تو ہماری دلیلوں کو بھی
ھیئے۔ اور مباحثہ کا مزہ بھی چکھ لیجئے۔
رنا نیوگ پر سماج کو کوسنا۔ سولالہ جی یہ کوسنا نہیں۔ یہ سچی نصائح ہیں۔ تاکہ آپ
ل ایسی خلاف تہذیب تعلیم کی اشاعت کو بند کردیں اور دنیا میں حرامکاری نہ
یلائیں۔ کیونکہ ہم ابھی ثابت کرینگے۔ کہ نیوگ فی الحقیقت حرامکاری ہے۔
یانندی۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ انہوں نے نیوگ کی جگہ حرامکاری کا لفظ لکھکر
یوں کے دلوں کو دکھانے کا نرالا ڈھنگ اختیار کیا ہے۔
سلمان۔ لالہ جی نیوگ فی الحقیقت حرامکاری ہے۔ اگر نہیں تو آپ کسی وید
کے روسے حرامکاری کی تعریف کریں۔ ہم آپ کو مقابلہ کرکے ثابت کردیں گے۔
یوگ حرامکاری کا مترادف ہے۔
یانندی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے مریدان پارسا کا تو کہنا ہی کیا ہے
نکہ انہوں نے تو سب کو مات کر رکھا ہے۔
سلمان۔ سچ ہے۔ جو آدمی دیانندی مضر اور زہریلی تعلیم کی ہوا سے لوگوں
بچنے کی سب سے زیادہ کوشش کرے۔ وہ سماج کے نزدیک بُرا ہے۔ فرمایئے مرزا صاحب
ن کے کسی مرید نے کونسی تحریر بلا حوالہ سماج کے خلاف شائع کی ہے۔
یانندی۔ یہ اخلاق کے حامی آریہ سماج کو ایسی بے نکت سنا رہے ہیں گویا
آریہ سماجیوں میں اخلاق کا مادہ ہی نہیں رہا۔
سلمان۔ حرامکاری کی اشاعت کرنے والی سوسائٹی اگر اپنے آپ کو اخلاق
دار سنے والی ہونے کا دعوے کرے تو نہایت تعجب خیز امر ہے۔
یانندی۔ آریہ سماج ہے کہ سب کچھ بُرا بھلا سن کر بھی ان کے درمیان

پرچار کرنے کو تیار ہے ❖

**مسلمان**۔ اصل میں دیانندی بالکل ہی بے زبان ہے۔ لالہ دیانند و مقتول و مختون دیانندی وغیرہ اخلاق مجسم کے پتلے اور نہایت درجہ کے نرم گفتار ہیں۔ پھر لوگوں کا خواہ مخواہ انہیں کو سنا نازیبا معلوم ہوتا ہے ستیارتھ پرکاش لالہ دیانند نے بھنگ کے نشہ میں مقتول نے اپنی کتب بقول منشی رام دیانندی تعصب کے جنون میں اور مختون نے تمام کتب دیانندیوں کی کوشش سے لکھی ہیں۔ ان بیچاروں کا اسمیں ذاتی قصور کوئی نہیں۔ ❖

**دیانندی**۔ ناظرین دریافت کرینگے۔ کہ اس قدر مخالفت کی وجہ کیا ہے۔

**مسلمان**۔ صرف دیانندیوں کی بدزبانی اور سخت کلامی۔ سچ سے نفرت۔ تعصب اور رعونت و نخوت ❖

**دیانندی**۔ دیگر مذاہب کو اگر کوئی ایک ماتر جینی جاگتی شکتی نظر آتی ہے۔ تو وہ آریہ سماج ہے ❖

**مسلمان**۔ بیشک بدزبانی اور سخت کلامی کی شکتی دیانندیوں میں سب سے بڑھ کر نظر آرہی ہے۔ اس لئے غیر مذاہب بھی مجبور و معذور ہیں۔

**دیانندی**۔ تمام طاقتیں اس کو دبانے کے لئے لگائی گئی ہیں۔

**مسلمان**۔ یہ ضروری اور لابدی تھا۔ کہ با اخلاق سوسائٹیاں ہند سے نیوگ جیسی حرامکاری روا رکھنے والی سوسائٹی کی بیخ و بن اکھاڑ پھینکیں۔ اس لئے ہر طرح اس نیوگ کی رسم کو بند کرنے کیلئے سب نے زور لگایا۔

**دیانندی**۔ آریہ سماج تو سچائی کے اٹل چٹان پر کھڑا ہے۔

**مسلمان**۔ مگر یہی چٹان اندر سے کھوکھلی ہو رہی ہے۔ اور صرف غلاف ہی غلاف نظر آرہا ہے۔ آج نہ گری کل گری۔ اس کا کھڑا رہنا دشوار ہے۔

**دیانندی**۔ آریہ سماج کو ویدوں کا آسرا ہے۔

**مسلمان**- مگر وید بیچارے خود ہی بباعث عدم ثبوت گر رہے ہیں۔ ان کے آسرا لینے والے بھی چاروں میں منہ کے بل گرینگے +

**دیانندی**- آریہ سماج کو رشی دیانند کی بھکتی پر بھروسہ ہے۔

**مسلمان**- مگر لالہ دیانند خود ہی بھنگ کیحالت میں سرمست ہے۔ اور اسکے پاؤں خود ہی لڑکھڑا رہے ہیں۔ اس پر بھروسہ کرنیوالا شرمساری اٹھائیگا۔

**دیانندی**- ان تین چیزوں کی موجودگی میں آریہ سماج کسی سے خوف نہیں کھتا۔

**مسلمان**- بیشک ایسی بداعتقادی کے ہوتے ہوئے سماج کو خدا سے بھی کیوں خوف لگا تھا۔ یہ تینوں چیزیں قائم رہیں۔ تو سماج کو خدا کی بھی ضرورت نہیں۔ مگر تجربہ نے بتادیا ہے۔ کہ تینوں ہی بودی و کمزور ثابت ہوچکی ہیں۔ پھر سماج کی خیر نظر نہیں آتی۔ خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کا سہارا لینا پرلے درجہ کی نالائقی اور شرک پن ہے۔

**دیانندی**- لوگ کہتے ہیں۔ کہ آریہ سماجی جھگڑالو ہوتے ہیں۔

**مسلمان**- لوگ سچے ہیں۔ کیونکہ لالہ دیانندی بھی ایسی بات کو سچا ماننے کی تاکید کرتا ہے جسے ہزاروں کروڑوں لوگ سچا سمجھیں۔ (ستیارتھ صـ۶۹۷)

**دیانندی**- جھگڑالو کیسے نہ ہوں۔ جبکہ وہ پاپ اور پاکھنڈ کے ساتھ راضی نامہ نہیں کرسکتی

**مسلمان**- آپنے اس بات کو مان لیا۔ کہ وہ ضرور جھگڑالو ہیں۔ اور کہ لوگوں کا خیال ان کی بدزبانی کی نسبت بالکل سچ ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ وہ پاپ سے راضی نامہ نہیں کرسکتے۔ تو یہ ایسا دعوےٰ ہے جس کے لئے دلیل اور مثال کی ضرورت ہے۔ ہم بخوبی طور پر ثابت کرسکتے ہیں۔ کہ دیانندی تو خود پاپ کے بھائی ہیں۔ مگر خود رانفیسیت و دیگراں رانصیحت پر ہمیشہ کاربند رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ وہ خود پاپی اور پاکھنڈی ثابت ہوں۔ ان کا جھگڑالو اور بدزبان ہونا ان کے لیڈروں کے اخلاق فاضلہ کا نتیجہ ہوگا۔

**دیانندی**- ان کا پورن وشواش ہے۔ کہ تمام سچائیوں کا بھنڈار وید بھگوان ہے۔

**مسلمان**- سچائیوں کی بجائے گپوں کا لکھنا بہت زیبا تھا۔ بھلا آپ دو چار دیانندیوں

کے نام تو بتائیں۔ جنہوں نے وید کو پڑھ سمجھکر حق الیقین کے درجہ تک اس وشواش کو پہنچایا ہو۔

**دیانندی۔** جسقدر سچائی دیگر کتب مذہبی میں پائی جاتی ہے۔ وہ ویدوں سے لیگئی ہے

**مسلمان۔** یہ ایسا دعوے ہے جو دلیل کا محتاج ہے میں دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ وید گنواروں اور پہاڑیوں کی معاشرت کے واقعات سے مملو ہے۔ جب آپ اپنے دعوے کی دلیل دیں گے۔ اس وقت میں بھی پوری پورے دلایل سے وید کی حقیقت ظاہر کردونگا

**دیانندی۔** اس کے بانی رشی دیانند کی لوگوں نے سر توڑ مخالفت کی اینٹیں اور پتھر برسائے ۔

**مسلمان۔** یہ صرف اس کی بدزبانی کا نتیجہ تھا۔ لوگوں کا قصور نہیں۔

**دیانندی۔** لیکن دیانند بال برہچاری تھا۔

**مسلمان۔** یہ دعویٰ بھی بے دلیل ہے۔ دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ دیانند بھرو سید لینے سے پہلے عورت رکھتا تھا۔ اگر نہ رکھتا ہوتا تو کم از کم اپنے والدین و گاؤں کا پتہ تو بتا دیتا۔ ہندوستان میں بچپن کی شادی کا عام رواج ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ لالہ دیانند کی شادی ہوچکی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ عورت کی بدسلوکی سے گھبرا کر ایسا رفو چکر ہوا کہ مرتے دم تک کسی کو اپنے حال کی اصلی خبر نہ کی۔ مرنے کے بعد اس کے چیلوں نے گپتیں ہانک ہانک ایک نامعلوم الاسم کو اس کا باپ بنایا۔ اور خود ہی اُسے برہمن اور کیا اور کچھہ بتا دیا۔ جس کا ثبوت بعد دریافت ذرا بھر نہ مل سکا۔ پھر بغیر معلوم ہونے اصل حال کے دیانند کو بال برہچاری کہنا سخت نادانی ہے۔

**دیانندی۔** اس نے سب کچھہ سرما تھے پر لیا۔ لیکن اپنے اودیش سے نہیں ٹلا۔

**مسلمان۔** لوگ تو لالہ دیانند کی جڑوں تک سے واقف ہو چکے ہیں۔ ہاں سماج کیطرح گپتیں ہانک کر دیانند کو کوہ ہمالہ کی چوٹی پر چڑھانا۔ اور غبارہ کی طرح پھلانا وہ نہیں جانتے ۔

**دیانندی۔** دیانند نے تو نیوگ کا پرچار بھچار روکنے کے لئے کیا تھا۔

**مسلمان۔** مگر اپنی اُلٹی سمجھ سے بھچار کا ایک نیا طریق ایجاد کر دیا اور نام اس کا نیوگ رکھدیا۔

**دیانندی۔** اُس کو نیوگ کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر ضرورت تھی تو اور لوگوں سے لیکر

**مسلمان۔** اس دعوئے بلادلیل کا ثبوت درکار ہے۔ ورنہ راماباُی کے کلکتہ سے میرٹھ کرایہ اپنی گرہ سے اداکر کے بلانے سے بہت لوگوں نے عجیب عجیب چہ میگوئیاں کی تھیں۔ اور پھر پان چبانا مرغن کھانے کھانا۔ نواڑ ی پلنگ پر سونا۔ برہمچاری کے کام نہیں۔ بلکہ اول درجہ کے دنیادار ی عملے انسان کے ہیں۔ بہرحال ناظرین ہماری کتاب تفسیر نیوگ کے منتظر رہیں۔ جو انشاء اللہ جلد طبع ہو کر ساچی نیوگ کی حقیقت ظاہر کرے گی۔ فی الحال اتنا لکھنا ہی ہم کافی سمجھتے ہیں۔　(محمد منظور الٰہی)

# تنقیہ دماغ دیانندی نمبر (۲)

بجواب

آریہ مسافر ماہ ۱۹۰۵ء صفحہ

کرتکیہ پروانہ را چوں موت سے آیۂ فراز چہ مے فتد بر شمع سوزاں با صد شوخی و ناز

پیارے ناظرین۔ آیئے اور ہمارے لائق آریہ مسافر کے مضمون نگار کو جس لیاقت کا ڈپلومہ عطا فرمایئے۔ ہم انوار الاسلام ۲۳ جلد ۶ میں واضح طور پر لکھ چکے ہیں۔ کہ لالہ پانی پتی کو عارضہ دماغی ہے جس کے باعث اُسے نسیان کا مرض ہو رہا ہے۔ اور بیچارہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ ہماری مضامین کا جواب تو اُس نے کیا دینا ہے۔ خود اپنے گذشتہ مضامین پر ہاتھ صاف کر رہا ہے بے بنیاد چیز کی حمایت میں اپنی تحریر کی بنیاد بھی کھلی کرا رہا ہے۔ شاید بیچارے نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس کی فضول تحریر کا کون نوٹس لے گا۔

مگر لالہ جی گوش ہوش سے سنئے۔ کہ یہاں مسافر میگزین کی دال نہیں گلنے کی۔ خواہ آپ اسے ...۲ صفحہ کا کردیں۔ اور اس کا سارا چہرہ بے بنیاد اعتراضوں سے سیاہ کردیں۔ مگر اپنی ہر تحریر کا جواب جلد یا بدیر ضرور لیں اور ضرور لیں۔ اب اپنی تازہ تحریر کی حقیقت بھی سُنیں ؛

(۱) ناظرین ہم نے انوارالاسلام جلد ۶ نمبر ۵ میں لالہ پانی پتی کی کتاب ملہان وید و قرآن کی سوانحعمری و تعلیم کی مختصر تردید کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ سب سے اول کس نے دیانندی پنتھ سے چھیڑ خوانی شروع کی۔ اس کا جواب دیانندی خود ہی دیں۔ ہمارے اس فقرہ کو لالہ پانی پتی نے آریہ مسافر ماہ نومبر ۱۹۰۴ء صفحہ ۲۲ میں لکھکر اس کا جواب دیا تھا۔ کہ جہانتک یاد ہے۔ پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اور ہند میں مولوی عبداللہ نے۔ اس کے جواب میں ہم نے انوارالاسلام جلد ۶ نمبر ۲۲ صفحہ ۱۴ میں واقعات کے رو سے ثابت کردیا تھا۔ کہ مولوی عبداللہ صاحب نے ہندوؤں کی تردید کی تھی۔ جنکی تردید میں خود ستیارتھ پرکاش بھری پڑی ہے۔ اور جناب مرزا صاحب نے بعد طبع ستیارتھ پرکاش جسمیں لالہ دیانند نے اسلام پر دریدہ دہنی کی تھی۔ دیانندیوں کی تردید شروع کی۔ اب آریہ مسافر ماہ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۷۰ میں لالہ صاحب کے ہوش و حواس گم ہو گئے ہیں اور آپ پنتھ کی تردید کو چھوڑ کر طرز تحریر پر آگئے ہیں۔ شکر ہے۔ کہ صبح کا بھولا اگر شام کو گھر آجائے۔ تو بھولا ہوا نہیں کہتے۔ کیا ہوا۔ لالہ جی آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۴ء میں غلطی سے پنتھ سمجھ بیٹھے تھے۔ مگر اب تو آپ کو ہوش آگیا ہے۔ خیر لالہ جی اب طرز تحریر ہی پر بحث کر لیجئے۔ ہم تو ہر طرح تیار ہیں۔ مگر آپکے عارضہ دماغی کا ہمیں سخت افسوس ہے اور آپ سے ایک قسم کی ہمدردی پیدا ہو گئی ہے۔ طرز تحریر کی سختی یا نرمی کے لئے انوارالاسلام جلد ۶ نمبر ۵ ملاحظہ کرکے جواب لائے اور اپنی سابقہ تحریر مندرجہ آریہ مسافر نومبر ۱۹۰۴ء پر اپنے ہاتھ سے لکیر مار دیں۔

(۲) مجھے لالہ جی پر سخت افسوس ہے۔ کہ وہ اصل مدعا سے چشم پوشی کرکے ادہر ادہر

بی بانک کرنیوالیوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی صداقت باطنی اسی سے ظاہر ہے۔ کہ آپ
نے اصل منشا چھپا کر آئیں بائیں کرکے ٹالنا چاہتے ہیں۔ ہم نے انوار الاسلام جلد ۶ صفحہ ۲۴
میں لکھا تھا۔ کہ قرآن مجید کا دلیل کی کسوٹی پر کسا جانا اس جاہل مطلق کو نہیں پہنچتا۔
شخص اس زبان سے ہی محض لا بلد ہو جس میں وہ کتاب ہو۔ یعنی لالہ دیانند جو عربی سے محض جاہل
مطلق تھا۔ قرآن پر اعتراض کرنے کا اسے کوئی حق حاصل نہ تھا۔ مگر لالہ جی ہمارے اعتراض
سے پہلو بچاتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ جو لوگ ایمان میں عقل کا دخل گناہ سمجھتے ہیں۔ وہ ایسا
ہی کہا کرتے ہیں۔ لالہ جی کہتے ہونگے۔ مگر ہم قرآن پر لکھا ہوا صفحہ ۱۰۱-۱۰۲ ترجمہ ثنائی کا
کہ وید وشاستر دلیل کرنے کے لائق نہیں ہیں اور نہ شک کرنے کے لائق ہیں۔ اور جو دھرم
چھوڑ کر دوسرا دھرم اختیار کرے۔ یعنی وید کا مذہب چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرے۔ اسے
باہر نکال دینا چاہئے۔ یعنی جیتے مار کر [illegible] صفحہ ۱۲ [illegible]
[illegible] آپکی [illegible] اگر آپ قرآن مجید سے کوئی ایسی آیت
[illegible] کہ ایمان میں عقل کو دخل [illegible] ورنہ جھوٹے کے منہ
میں خاک [illegible]

(۱۰) لالہ جی کہتے ہیں کہ ایک لفظ [illegible] ایک اصول
اور [illegible] واقفیت پیدا نہیں ہو سکتا۔
[illegible] تمام ترجمے غلط ہوں۔ لالہ جی ہم آپکی خاطر سے اتنے کو تیار ہیں۔ اور
یہی جواب آپکے وید کے ایک ایک لفظ پڑھنے کا دیں گے۔ جس کے لئے سنسکرت کی
واقفیت پیدا نہیں ہو سکتا۔ بشرطیکہ موجودہ تراجم جو ودوانوں اور سماج کے لیڈروں
نے کئے ہیں۔ تمام تر غلط نہ ہوں۔ اگر آپ کا یہی خیال ہے۔ تو پھر اپنا ترجمہ شائع کیجئے
اور پہاڑی کوؤں کی بولی کی درگت دیکھئے کیا بنتی ہے۔ ورنہ وید کو بغل میں دبا کر
کوہ ہمالہ کی سب سے اونچی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھ کر ایشور کے ہاتھ میں دے
آئیے۔ اور اسے کہہ دیجئے۔ کہ مہاراج اس جنگلی اور پہاڑی بولی کو سنسار میں کوئی سمجھ ہی

سکتا۔ دہرادون نے اسے کوک شاستروں کا باوا قرار دیا ہے۔ بیج بچا کر ایک دوارب سال کے بعد لالہ دیانند کا اپنے بھیجا۔ اُس نے ہمارے ذمہ نیوگ لگا دیا۔ جو کوک شاستر کا خلاصہ مطلب ہے۔ اب آپ اس وید کو واپس لے لیں۔ اور اپنی بیویوں شری لکشمی کو نیوگ کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہاں ہند میں مسلمان لوگ علم قرآن لئے اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور نیوگیوں کو دم نہیں لینے دیتے۔ اس پر امید ہے۔ نیوگ کا دلدادہ ویدک مصنف اپنی اس فضول کتاب کو واپس لے لیگا۔ اگر آپ میں ہمت نہ ہو۔ تو ہم کو دیدیجئے۔ ہم اس اگنی دیوتا کے ذریعہ سے بذریعہ ہون کنڈ ویدک ایشور کو پہنچا دیں گے۔ اور آپ کی طرف سے نیوگ منتے نہیں نہیں منتے جو نیوگ منتے کا مصنف ہے۔ اس کی خدمت میں عرض کر دیں گے۔

---

# خبط دیانندی

یا

## پانی پتی دیانندی کی اغلاط

---

## بجواب آریہ مسافر ماہ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۷

ناظرین ہم حیران ہیں۔ کہ ہمارے مخاطب لالہ پانی پتی صاحب سچ کی طرف سے کیسے متنفر ہو رہے ہیں۔ ہم نے انکی ایک بیہودی تحریر مندرجہ آریہ مسافر اکتوبر ۱۹۰۴ء کا جواب مدلل انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۲۲ میں شائع کیا تھا اور ہر جواب عقلی اور نقلی ہر دو طرح پر دیا تھا۔ مگر دیانندی اصول کے مطابق پانی پتی صاحب اصل بحث سے گریز کر کے ادھر ادھر کونوں میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری عبارت سے نامکمل فقرات چن چن کر ان پر اعتراض کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ جو انکی ایمانداری اور دیانندی شرافت ظاہر کر رہا ہے۔ چونکہ ہمارا ارادہ دروغگو را تا بخانہ بپایہ رسانید کا ہے۔ اس لئے ہم دیانندی صاحب کی خاطر کچھ اور لکھنا چاہتے ہیں اور اس کی تحریرات مندرجہ آریہ مسافر اکتوبر ۱۹۰۴ء و اپریل ۱۹۰۵ء کے تناقض دکھاتا۔ اور

ں کی دیانتداری کا پردہ فاش کرنا چاہتے ہیں۔ ناظرین خوب غور سے ان کے مضامین
اور ہماری تردید کا مقابلہ کر کے حق و ناحق کو پرکھ لیں۔

لالہ صاحب نے آریہ مسافر اکتوبر صلا پر لکھا تھا۔ کہ ہم چاہتے ہیں۔ کہ سوبدر دی یعنی راقم
سب اعتراضوں کو ترتیب دیکر ایک ایک مضمون کے متعلق مسلسل طور پر پھر سے دہرانا شروع کر
دیں۔ تاکہ یادداشت تازہ ہوجانے سے پبلک کو بھی لطف آوے۔

اس کے جواب میں راقم نے لکھا تھا۔ کہ اگر کسی بات کا جواب دینا ہے تو بسم اللہ لایئے۔
ادھر اُدھر کی فضول باتوں سے کیا فایدہ اور یہ کہ کیا لالہ جی پہلے خواب خرگوش میں پڑے تھے۔
اب خمار اُترا ہے۔ بسم اللہ کیجئے اور انوار الاسلام کے پچھلے سال کے فائل دیکھکر ہمیں شروع
سے جواب دینا شروع کیجئے۔ انعامی مضامین کا جواب دیجئے۔ اور باقیوں کا جواب الجواب لیجئے
ہمارے اس جواب پر آپ اپریل کے نمبر میں لکھتے ہیں۔ کہ راقم اصل امر سے قطعی انکار کرتا ہے
اب ناظرین غور کریں۔ کہ کیا یہ مناسب ہوگا۔ کہ اگر میں آریہ مسافر یا بانی پتی سے
یہ درخواست کروں۔ کہ اپنی رطب ویابس تحریرات میں جو اعتراض انہوں نے اسلام پر
کئے ہیں۔ اور چھلاوے کی طرح ادہر سے۔ اُدھر سُبد کتے رہے ہیں۔ پھر انہیں ازسرِ نو
ترتیب دیکر چھپوادیں۔ اور ان کے جواب لیں۔ اور پھر اس صورت میں کہ میں ان اعتراضات
کو باقاعدہ دیکھتا رہا ہوں۔ میری دانست میں کوئی اخبار یا رسالہ اپنے مضامین کو دہرا
کر دوبارہ شائع کرنا منظور نہ کریگا۔ ہاں اگر مجھ میں ہمت ہے۔ تو میں ترتیب وار ہر رسالہ
کو دیکھکر اعتراضات کا جواب دیتا جاؤنگا۔ خواہ وہ کیسی بے ترتیبی سے کئے گئے ہوں جیسے
کہ اکثر آریہ مسافر میں ہوتے ہیں۔ تم سے ایک ایسی درخواست میں نے آجتک آریہ
مسافر کو جواب دینے میں اس بات کا خیال تک نہیں۔ کیا کہ کیسے فضول لایعنی اعتراضات
ہیں۔ یا کیسے بے ترتیبی سے کئے گئے ہیں۔ یا ان میں کس ایمانداری سے کام لیا گیا ہے
بلکہ میں نے ایک سرے سے خدا کا نام لے کر اس کے دانت کھٹے کئے ہیں۔ ایسی فضول
درخواستیں کرنا جہالت اور نادانی ہے۔ لالہ صاحب نقلی تو بہت لیتے ہیں۔ مگر اصل اعتراض

ہمیشہ بچا جاتے ہیں۔ کبھی اُردو کتب کی پناہ لیتے ہیں۔ کبھی ناگری میں جا گھستے ہیں اور پھر کبھی منتوا منتویہ کا جھگڑا کھڑا کر دیتے ہیں۔ مگر بہر حال کچھ ہی کیوں نہ کریں۔ ہم ہر طرح انکی خاطر کرنے کو حاضر ہیں۔

پھر آریہ مسافر اکتوبر ۱۹۰۸ء میں لالہ صاحب نے پالیسی کے تحت میں لکھا تھا۔ کہ وقت آگیا ہے ہی ہمارا سامنا عقیلے اور چٹیلے نوجوان سے ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس کا جواب ہم نے یہ دیا تھا۔ کہ انوار الاسلام کی پالیسی جیسا آپکے دل میں چبھتی ہے۔ وہی ہے جسکو آپنے خود بیان کیا ہے۔ اور جس نے آپ جیسے کئی مخالفوں کو نیچا دکھایا ہے۔ اور کہ یہ پالیسی آغاز اجرا رسالہ سے ہی ہے نہ کہ آج سے۔

آپکے دل پر ہمارے مقولہ کلوخ انداز را پاداش سنگ ہست نے بہت چوٹ لگائی ہے جس سے آپ سنبھل نہیں سکے۔ اور پتھر اور روڑوں کے نیچے سر دبا کر ہماری اعتراضات سے بچنا چاہتے ہیں۔ لالہ جی ذرا ایک دفعہ سکول میں جا کر تعلیم پا آؤ۔ پھر تمہیں اس مقولہ کا مطلب آئیگا۔ گو پتھر ڈھیلے سے سخت ہوتا ہے۔ مگر وہ شروع کرنیوالے یعنی ڈھیلا مارنے والے کی پاداش میں چلایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارے مضامین ہمیشہ تردیدی ہوا کرتے ہیں اور ان کا سخت ہونا دیانندیوں کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ وہ انکی کتب کی بال کی کھال ہوا کرتے ہیں۔ افسوس کہ لالہ صاحب آئیں بائیں شائیں کرکے وقت ٹالنا چاہتے ہیں۔ اور اعتراضات کو چھونے تک نہیں رہا۔ کسی کی ناحق جان لینا اور پھر بلا تحقیق تو وہ اس مذہب میں جائز ہو سکتا ہے۔ جو یہ حکم دے کہ جو انسان ویدکی پیروی چھوڑ دے اُسے بلا تامل مار دیں۔ یعنے پہلے مار کر بعد ازاں سوچیں (ستیارتھ صفحہ ۱۹۵ سمنو ۸ - ۲۵) افسوس ہے لالہ جی کی عقل پر۔ میرے مہربان ہمارے مقولہ کی اور تشریح سنئے اور عقل کیجئے۔ ناداں نہ بنئے۔

چو کردی با کلوخ انداز پیکار
سر خود را بنادانی شکستی

اُمید ہے آپ اب فضول یاوہ گوئی کو چھوڑ کر اصل اعتراضات پر غور کر کے جواب دیں گے۔ اور جواب دیتے وقت انصاف اور شرافت و سچائی کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ اور اپنی تعلیمات کے خلاف کوئی جواب نہ دیں گے۔

شکریہ کہ دیانندی مسلمہ کتب کی فہرست آپ نے دے دی ہے۔ انشاء اللہ آپکے مسلمات پر اعتراضات کرتے وقت یا جواب دیتے وقت میں ان سماجی مصنفوں کی کتب سے باہر قدم نہ رکھونگا۔ پھر میں دکھاؤنگا۔ کہ یہ تصانیف خود سماج کے رونے کا باعث ہیں۔ یا دوسروں کو رلا رہی ہیں۔ مگر لالہ جی بات تو سنتے جائیے۔ آپنے میگزین صفحہ ۲۷ پر ہمارے وغیرہ کا لفظ اڑا کر تشریح کرنے کے لئے لکھا تھا۔ اور آپ ایکدفعہ چھوڑ دو۔ دو دفعہ وغیرہ کی ٹانگ توڑ رہے ہیں۔ مہربانی کر کے وغیرہ کا لفظ اُڑا کر آپ بھی تشریح کر دیں۔ بہرحال آپکی یہ تحریر ہمارے آیندہ مضامین میں کام آئے گی۔ جہاں آپکے مضامین کو بھی ہم بطور یادگار پیش کریں گے۔

آگے چل کر آپ جم پر اڑ بیٹھے ہیں۔ لالہ جی بزرگی بہ عقل ہست نہ بہ سال۔ اور ہر چہ بقامت کہتر بہ قیمت بہتر والی مثال آپنے نہیں سُنی۔ آریہ مسافر خواہ اس سے بھی دُگنا ہو جاوے۔ ہمیں اس سے کیا۔ جب اس میں ایک بھی محققانہ یا سچی بات نہ ہو۔ اور اناپ شناپ کر کے آپ جیسے لائق نامہ نگاروں کی فضول اور بیہودہ تحریرات سے پر کر دیا گیا ہو۔ میں نے صرف آپ کو آزمانے کے لئے کہ آپ کہانتک ہیری تحریرات کے جواب معقول دے سکتے ہیں۔ اپنے مضمون کے آخر میں ایک معمولی اعتراض زیر عنوان "پانی تیجی دیانندی سے آخری التماس دیا تھا۔ جس کو آپ شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔ اور ہماری معقول تحریر پر آمین بائیں کر کے رہ گئے ہیں۔ اس اعتراض کے جواب کے نزدیک تک نہیں پھٹکے۔ کیا اسی برتے پر آپ کہتے ہیں۔ کہ آریہ مسافر ۱۰۰ صفحہ کا ہے۔ اور اس میں سچے مضمون ہوتے ہیں۔ سچائی کا مزہ تو آپ کو تب آتا۔ جب آپ اس اعتراض کا جواب بھی اسی تحریر میں دے دیتے۔ مگر دے کون۔ لالہ دیانند تو چولہ بدل چکے ہیں۔ جبتک ان کا پتہ نہ مل سکے۔ اعتراض اٹھائیے

کون۔ شرم۔ شرم۔ ایسے جواب پر۔ آپنے ہم سے بھی اپنی مسلّمہ کتب کی فہرست مانگی ہو۔ سو جناب میں اسے آپکے الفاظ میں ہی ادا کرتا ہوں۔ کہ سورج کی اصلی روشنی وہی ہو گی جو سورج سے براہ راست حاصل ہو۔ نہ کہ وہ جو مصنوعی ہو۔ ہمیں ان کتب سے اتفاق ہے۔ جو اسلامی صداقت کے مطابق ہوں۔ اور قرآن پاک کی تعلیم کے خلاف نہ ہوں۔ قرآن مجید کے تراجم صحیح ہیں۔ مگر میری ترجموں کیطرف کم رغبت ہو۔ قرآن مجید کا صحیح مفہوم معلوم کرنے کے لئے اہل زبان کے محاورات وگفتگو و استعمال الفاظ کا مدّنظر رکھنا ضروری ہے تفاسیر کی بابت عرض ہے کہ ہمارے پیغمبر کے زمانہ میں کوئی مستقل بسیط تفسیر نہیں لکھی گئی۔ اور نہ تابعین کے زمانہ میں ایسی تفسیر کا ظہور ہوا۔ جو تفاسیر لکھی گئیں۔ وہ بہت عرصہ کے بعد لکھی گئیں۔ اس لئے ایسی تفاسیر پر من کل الوجوہ اعتماد کر لینا اور ان کو غیر متنزلزل اور غیر متبدّل ٹھہرا کر اپنا ملجاو ماوا قرار دینا عاقلوں کا کام نہیں۔ ہاں جو باب نص قرآنی کے عین مطابق اور احادیث صحیحہ کے موافق ہو۔ اس کو ماننا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے لیکن اُن کی طب و یابس کو مان لینا شایان عقل نہیں۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید منزّہ من الخطا اسوتہ برہان (مستند بالذات) ہے اسکو کسی دوسری کتاب کی احتیاج نہیں۔ احادیث تفاسیر وغیرہ بطور قرآن کی شرح کے اور مستند بالغیر ہیں۔ یعنے ان میں جتنی باتیں نص قرآنی کے مطابق ہوں۔ وہ قابل تسلیم اور جو قرآن کے خلاف ہوں وہ صحیح نہیں۔

لالہ صاحب دیوانہ بکار خود ہوشیار کیطرح بنکر فرماتے ہیں۔ کہ دیانندیوں کا طرز تحریر جوابی ہے۔ اس پر ہم نے لالہ دیانند کی ستیارتھ کا حوالہ دیا تھا کہ وہ ہماری کس تحریر کا جواب ہے۔ اور کہ درشتانند کے ٹریکٹ ہماری کس تحریر کا جواب ہیں۔ اس پر لالہ جی ابھی تک فرماتے ہیں۔ کہ ہم نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ جب ہم نے ایک خاص کتاب کے کئی سالم ابواب کا حوالہ دیدیا ہے۔ تو پھر لالہ جی کا یہ کہنا عجب نادانی ہے۔ ہماری تشریح کو لالہ جی وجوہات بنا بیٹھے ہیں۔ حالانکہ اس کا وجوہات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ لالہ جی فرماتے ہیں۔ کہ لالہ دیانند نے اسلام کے خلاف ذرا بھی ناواجب نہیں

کھا۔ مگر یہ وہ کہہ سکتا ہے کہ جو عقل کا اندھا ہو۔ اور جس کی آنکھیں تعصب کے باعث بند ہو رہی ہوں۔ لالہ جی سُنئے۔ بطور نمونہ از خروارے۔

ستیارتھ پرکاش مستند سمِلا میں چودہواں اعتراض ع۵۷ لالہ دیانند لکھتا ہے کہ کہیں تو قرآن میں لکھا ہے۔ کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو۔ اور کہیں لکھا کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کرو۔ اب کہئے کونسی بات سچی اور کونسی جھوٹی ہے؟ ایک دوسرے کی متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بات سہواً خلاف نکل جائے۔ تو چنداں مضائقہ نہیں"۔

اب پانی پتی سے التماس ہے کہ کوئی قرآنی آیت پیش کرو جسمیں لکھا ہو۔ کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو"۔ اگر ثابت نہ کر سکے تو یہ اعتراض کرنیوالا کس طرح کی بکواس کر رہا ہے اور ایسے فضول اور بے بنیاد اعتراضوں کی اشاعت کرنیوالے پانڈی کس ڈپلومے کے مستحق ہیں۔ سچ ہے آگے پیچھے کی نہ سمجھنے والے جاہلوں کو کافی علم نہیں ہوتا۔ (کھومکا ص۵۲)

ہم نے نیوگ کی تردید میں ہندؤں کا اس لئے ذکر کیا تھا۔ کہ لالہ دیانند نے ان پر سب عیب شرعی ستیارتھ میں ثابت کئے ہیں۔ اور ان کو بہت ذلیل بیان کیا ہے ہمارا اس سے مدعا یہ تھا۔ کہ ایسی سوسائیٹی بھی نیوگ جیسی بے غیرتی کی تعلیم کو اپنی مسلمہ کتاب پر چسپاں کرانا نہیں چاہتی مگر لالہ جی اسے دوسرے پیرائے میں لے گئے ہیں خیر این ہم غنیمت است۔

لالہ جی فرماتے ہیں۔ کہ جو سنیاسی مباحثے کر کے پھیلاوے۔ اس کے لئے پلان چبانا۔ دوشالے اوڑھنا۔ مرغن کھانے کھانا۔ نواڑ کے پلنگوں پر سونا کوئی عیب نہیں مگر لالہ جی نے ستیارتھ کو آجتک دیکھا تک نہیں ص۱۴۰ پر لکھا ہے کہ دنیا میں شہرت یا فایدہ دولت سے عیش یا عزت اور اولاد وغیرہ کی محبت سے الگ ہو کر سنیاسی لوگ بھکشک ہو کر رات دن نجات کی تدابیر میں مشغول رہیں۔ پھر ص۱۴۹ پر سنیاسیوں کا

# حمایل شریف مترجم

## طول ۶½ انچہ عرض ۴ انچہ

حمایل شریف وہ ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں
یب دو ہزار کے طبع ہو کر بہت ہی قلیل عرصہ میں
وخت ہو گئی تھی۔ تاجروں سے دستیاب نہیں
ہو سکتی تھی۔ اس لئے اُنھوں نے اسکو دوبارہ عمدگی سے طبع کیا ہی
ں حمایل شریف میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

۱) کاغذ سفید چکنا اور لطیف۔

۲) لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔

۳) صحت میں کامل و مکمل۔

۴) ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔

۵) ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل کی ہوئی ہے جس سے
ر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں سے سیپارہ شروع ہوتا ہی۔

(۶) ترجمہ اردو با محاورہ از جناب شاہ عبد القادر صاحب
مرحوم دہلوی جس کو تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہوئے
ہیں جس کے ساتھ کا تا حال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا۔

(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی خنا کرا دیا گیا ہے۔

(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی روپہلی بمعہ بینی اسوقت ہمارے
پاس چودہ سو کاپی موجود ہے۔ اور ہم نے وعدہ کیا ہی کہ

## تمام ناظرین انوار الاسلام کو

بہت ارزاں قیمت پر

## دیوینگے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تک طلب

فرماویں ورنہ بعدہٗ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملے گی۔

اس وقت

قیمت مجلّد معہ بینی صرف عـہ

## تمام درخواستیں بنام محمد اسحاق اینڈ برادرس

## شہر سیالکوٹ کے ہوں

منشی کریم بخش اینڈ سنز پرنٹر و پبلشر کے اہتمام سے چھپ کر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ سے شایع ہوا

# پیارے نبی کے پیارے حالات

## جلد اول عہ

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں
جسکو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو۔ اس
کتاب میں آنحضرت صلعم کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایسے
عجیب ڈھنگ سے لکھے ہیں کہ آجتک اسکی نظیر دنیا میں مل نہیں سکتی
شروع میں تمام انبیاء کے حالات مندرج ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے۔ اس کتاب کو کیسا ہی
مخالف اسلام ایکدفعہ دیکھ لے تو ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت صلعم کی
نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے۔ بات بات میں آنحضرت صلعم
کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توریت و انجیل و زبور سے جابجا بشارات
ذکر کی گئی ہیں جو آنحضرت صلعم کے حالات سے صاف صاف مطابقت
کھاتی ہیں۔ ایک دفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ۔ سارا قرآن شریف
آپ کی سمجھ میں آجائیگا۔ بڑے بڑے علما و فضلا نے اتفاق کر لیا ہے
کہ ایسی پیاری کتاب تاحال کہیں طبع نہیں ہوئی۔ ہر ایک مسلمان
کو اس کا منگانا فرض ہے۔ اگر پسند نہ آوے تو واپسی کا اختیار ہے
اس سے بڑھکر اسکی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے۔ حجم
۳۰۰ صفحہ کلاں ۔ جلد دوم حجم ۴۰۰ صفحہ قیمت عہ

کل درخواستیں بنام ایڈیٹر و پروپرائٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے بھیجو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

# رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

## تاویل القرآن

پر

## ریویو

ہمارے کرم فرمائے جناب مصنف مولوی محمد ابراہیم صاحب نے تاویل القرآن پر
سرسری نظر ڈالکر ریمارک کیا ہے۔ ہم اس کو بڑی خوشی کے ساتھ کسی قدر اصلاح کے
بہ ناظرین کرتے ہیں۔

ایڈیٹر

اس رسالہ میں مصنف صاحب نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے کہ قرآن شریف کتب سابقہ

برگزیدہ ہیں۔ دھیاکہ واقعی امر ہے) اس لئے مسلمان عیسائیوں کے خلاف سخت
زبانی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مذہبی طور پر سخت زبانی اسی کا نام ہے کہ کسی فرقہ کے بزرگ
لوگوں اور اُن کی مقدس کتابوں کی ہجو و توہین کی جائے۔ اور اگر (خدانخواستہ باشند
کسی سے ایسا سرزد بھی ہو گیا۔ تو دین اسلام اور تہذیب و ادب کی کوڑ قرآن شریف
اس سے بری ہے پس خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ہم بھی ہدایت قرآنی کے
مطابق اس ریویو میں جو کچھ تحقیق و تدقیق سے لکھیں گے اُسے تہذیب و متانت سے
مزین کریں گے۔ تاکہ ہماری رائے تعصب کے الزام سے پاک رہے میں امید کرتا ہوں۔ کہ
اگر ہمارے ملک میں آپس کے مذہبی مباحثات و مناظرات مہذب طریق پر ہوں اور ان میں
کسی فریق کی دل آزاری نہ کی جائے۔ اور تعصب سے کنارہ کشی کیجائے تو علاوہ مذہب
اور مذہبی تحقیق پر مفید اثر پڑنے کے ملک کی سب قوموں میں اتفاق و اتحاد قائم ہو جائے اور
اس ملک کے باشندے جو آجکل آپس کے تنازعات کے سبب ترقی میں سب سے پیچھے
ہیں کسی دن پھر اپنے اقبال کا مشاہدہ کر لیں۔ ربنا افتح بیننا وبین قومنا
بالحق وانت خیر الفاتحین ”اے ہمارے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم
میں حق کا فیصلہ کر۔ کیونکہ تو ہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے“

**ریویو** اس رسالہ **تاویل القرآن** کے دیباچہ میں اِن **عنوانوں**
پر بحث کی گئی ہے۔

## عنوان اول۔ قرآن فہمی و مسلمان۔

اس عنوان کے ذیل میں مصنف نے یہ ذکر کیا ہے۔ کہ تمام جہان میں جن لوگوں
نے سب سے زیادہ قرآن شریف کو سمجھنا چاہا اور سب سے کم سمجھا وہ مسلمان ہیں“
تاویل القرآن کے اس مضمون سے ہم اتفاق نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ کس طرح ہو
سکتا ہے کہ کوئی فرقہ اپنی مذہبی کتاب کے سمجھنے میں جس پر اُن کی شبا روزی عبادت الٰہی
کا مدار ہو اور جو اُن کے دیگر دینی امور و دنیوی معاملات کا مرجع ہو۔ باوجود اس میں
از حد کوشش کرنے کے اور ان علوم میں مہارت کاملہ رکھنے کے جن پر اس کتاب

کا سمجھنا موقوف ہو قاصر رہیں۔ اور دوسرے لوگ جو اس کتاب کے معتقد بھی نہ ہوں۔ اور اپنے دینی و دنیوی امور میں ان کا اس کی طرف رجوع بھی نہ ہو ان سے زیادہ اسے پڑھ کر صحیح سمجھ لیں۔ اس کی مثل تو یہ ہے "کہ گھر سے کوئی آ سکے اور پیغام کوئی دے"

اس کے بعد قرآن شریف کی کثیر التعداد تفسیروں کا ذکر بہت حیرانی سے کیا ہے اور ان کے متعلق لکھا ہے "کہ علم تفسیر پر جو کتابیں انہوں نے لکھوا لیں وہ رنگ دریا سے سوا ہوں۔ مگر قرآن فہمی میں ہنوز روز اول رہا" ہم دیکھتے ہیں کہ لائق مصنف نے قرآن شریف کی تفاسیر کی لم پر غور نہیں کی۔ اور نہ ان کی اغراض پر نظر کی ہے۔ اور نہ قرآن شریف کے اس کمال کو دیکھا ہے۔ جس کے سبب سے تفاسیر اس کثرت تک پہونچیں کہ روئے زمین پر کسی دینی یا دنیوی کتاب کو یہ مرتبہ نہ ملا +

خالق حکیم نے انسان کے دماغ میں ایسی قوتیں پیدا کی ہیں کہ اسے ان قوتوں کے بدلے ہر علم و صنعت سے مناسبت ہے۔ جس فن کی طرف توجہ کرے۔ اس کا حصول اس کے لئے آسان کیا گیا ہے۔ اور جس علم کی طرف طبیعت لگائے۔ اس میں کمال حاصل کر سکتا ہے۔ خواہ وہ علم دین کے متعلق ہو۔ خواہ دنیا کے۔ خواہ زمین کے متعلق ہو۔ خواہ آسمان کے خواہ زمین کے اندر کے حالات معلوم کرنے کے متعلق ہو۔ خواہ پہاڑوں اور دریاؤں اور سمندروں کی تہ کے۔ خواہ طبیعات کے متعلق ہو۔ خواہ حیوانات و نباتات و معدنیات کے۔ غرض انسان کو ہر علم کے سیکھنے اور سمجھنے اور حاصل کرنے کے اسباب و ذرایع عطا کئے گئے ہیں۔ اور اس بات کو زیادہ وضاحت سے ثابت کرنے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ ہم اپنی نوع میں ہر قسم کا علم اور ہر طرح کا فن مشاہدہ کرتے ہیں۔ خواہ بنی نوع میں سے کوئی خاص شخص کسی خاص علم یا خاص فن میں کامل ہوتا ہے۔ اور دوسرا کسی دیگر میں مگر تاہم وہ سارے کے سارے علوم و فنون نوع انسانی میں ضرور پائے جاتے ہیں۔ خاص خاص علوم اور صنایع میں خاص خاص شخصوں کا ماہر اور کامل ہونا اس سبب سے ہے۔ کہ خالق حکیم نے ہر شخص کے دماغ اور طبیعت پر ایک خاص

قسم کا مذاق غالب کیا ہے۔ بالاطبعی جب کوئی چیز اپنے مذاق کے موافق پاتا ہے۔ تو اس کی طرف میلان کرتا ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کے درپے ہوتا ہے۔ اس عالم اسباب میں خالق خیر و شر اس کے اس ارادے کے مطابق اس کے لئے اسباب مہیا کرتا ہے اور انسان ان اسباب کے وسیلے اس امر مقصود میں ایک حد تک کمال حاصل کرتا ہے۔ انہی معنوں میں کیا خوب۔ کہا گیا ہے + شعر

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا غم ہم کو دیا جو سب سے مشکل نظر آیا

کسی کے دماغ میں توحید الٰہی اور قدرت کے کرشمے سما رہے ہیں۔ اور وہ اپنی اسی دھن میں لگا ہے۔ اور اسے ہر طرف سے توحید الٰہی کے ثبوت اور اس کی قدرت کے نظارے نظر آ رہے ہیں اور زبان حال و قال سے یہی ورد زبان ہو رہا ہے۔ شعر

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے تجلے تیرے نور کی سو بسو ہے

اسی طرح کسی کو اسباب پرستی اور طلب منفعت میں ایسا انہماک ہے کہ وہ مسبب حقیقی ہی سے غافل پڑا ہے۔ مگر وہ دیوانہ بکار خود ہوشیار اپنے موافق مذاق علم کے متعلق ایسے اصول و قواعد وضع کرتا ہے۔ کہ دوسرے جو اس مذاق میں سکے ہم پلہ نہیں ہیں۔ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں۔ غرض اسی طرح ہر کس بخیال خویش خبطی دارد اسکے مطابق ہر کوئی کسی خاص مذاق میں ہے۔ اور یہ امر کچھ چنداں محتاج تفصیل نہیں۔ مگر مزید تحقیق کے لئے ہم اتنا جتا دیتے ہیں کہ ہر علم و فن و صنعت کے متعلق شروع سے اب تک اپنے اپنے زمانے میں خاص خاص شخص کامل و مسلم استاد مانے گئے ہیں۔ پس اس سے بیان بالا کی پوری پوری تصدیق پائی جاتی ہے +

اوپر کے بیان سے واضح ہو گیا۔ کہ خالق حکیم نے دماغ انسانی میں جسقدر قوتیں اجمالاً رکھی ہیں۔ ان کے استعمال کے لئے اس کارخانہ دنیا میں اتنے ہی اسباب و چیزیں بھی بالتفصیل پیدا کی ہیں۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہئے کہ خالق حکیم نے اپنی قدرت کے کارخانہ میں جسقدر چیزیں پیدا کی ہیں۔ ان کے سمجھنے اور ان کے فوائد متعلقہ کے جاننے کے لئے دماغ انسانی میں اتنی قوتیں بھی پیدا کی ہیں جس سے

صاف ظاہر ہے کہ انسان اور دیگر اشیا سب کا خالق ایک ہی ہے۔ جیسا کہ اس نے قرآن شریف میں فرمایا۔ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ۔ یعنی خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز کا کارساز و آسرا ہے۔ پس نہایت ضروری ہے کہ خدا کا کلام جو انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہو وہ بھی اس کارخانہ دنیا کی طرح انسانی دماغ کی قوتوں کے لحاظ سے اُسکے مناسب علوم و فنون کا مجمع ہو۔ گویا اس کلام الٰہی اور اس کارخانہ قدرت کو آپس میں قول و فعل کی نسبت ہو۔ وہ کلام العد کالج آلہٰی کا علمی کورس ہو اور یہ دنیا اس کی مشق کے لئے۔ Practical School پریکٹیکل سکول

## آمدم بر سر مطلب

بیان بالا سے انصاف پسند حق طلب طبیعتوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے کہ قرآن شریف کی تفسیروں کی کثرت اس سبب سے ہے کہ وہ ان سب علوم کے اصول کا مجمع ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ابتک رائج ہوئے اور انسانی دماغ میں آ گئے یا آئندہ کو ظاہر ہوں گے پس کسی عالم نے جس کو مادۂ تفقہ میں بہت کمال تھا اپنے مذاق طبعی کے موافق قرآن شریف کو اصول و مسائل فقہیہ میں امام پایا تو اس نے اس میں سے استخراج مسائل اور استنباط احکام کی غرض سے تفسیر لکھی اور کسی کو جس کو علم فصاحت و بلاغت سے طبعی مناسبت تھی۔ اس کے حسن بیان اور تناسب کلمات اور حسن استعارات و تشبیہات اور مجازات امثال پر فریفتہ ہو کر اس لٹریچر ......... یعنی علم ادب کے متعلق عجیب غریب نکات و لطائف بیان کئے اور کسی نے جس کو تحقیق لغت اور تصحیح اعراب کی لو لگی تھی اس کے مفردات کی فصاحت اور اس کے مرکبات کی بلاغت جزالت پر شیدا ہو کر علم لغت و علم نحو کے متعلق نہایت بیش قیمت خزانے جمع کئے اور کسی کو مخارج حروف اور ان کی ہیئت ترکیبی کی مناسبت کا مذاق تھا۔ اس کے کلمات کے حروف پر جان قربان کر کے علم قرأت کے متعلق عجیب تحقیق کی اور مفید اصول دریافت کئے

اور کسی نے جس کو حفظ کلام و کلمات کی دُھن تھی۔ اپنے مذاق کے مطابق اپنا وقت اس کی سورتوں اور آیتوں اور کلمات اور حرفوں بلکہ حرکات یعنی زیر۔ زبر۔ پیش اور سکنات اور شدات و مدات۔ کی گنتی میں لگایا۔ اور اُس کے متعلق کتابیں لکھ کر اسکی حفاظت اور عصمت کو ثابت کر دکھایا۔ اور دعوٰے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ یعنے بیشک ہم ہی نے اس نصیحت نامہ (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم خود اُس کے حافظ ہیں۔ اس کو سچا کر دکھایا۔ اور کسی نے جس کو علوم عقلیہ میں درک تھا۔ اس کے میزان استدلال کی عدالت اور براہین و دلایل کی پختگی کا شیدا ہو کر علم منطق وغیرہ کے متعلق عجیب عجیب دقایق حل کئے۔ اور کسی نے جسے طبیعیات اور فلسفہ سے مناسبت تھی اس کے نیچرل فنامینا Natural Phenomena یعنے نظارۂ قدرت میں محو ہو کر خدا تعالےٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مشاہدہ کیا۔ اور اس گلشن میں دوسرے اپنے ہمجنس کی سیر کے لئے اُس کی تفسیر لکھی۔ اور اپنے علوم کو ظاہر کیا۔ اور کسی نے جسے احکام و افعال کی علتیں اور حکمتیں دریافت کرنے اور سلسلۂ کلام میں تناسب اور ارتباط پیدا کرنیکا ملکہ حاصل تھا۔ اور اس کا مذاق طبعی اسی رنگ میں تھا۔ اس کی قسم کی حکمتوں اور اس کی آیات بلکہ کلمات میں ایسا خوب تناسب اور محکم ارتباط دیکھ کر بس اسی مقصود کو پیش نظر رکھ کر اسکے اسرار و معارف کو ظاہر کیا۔ اور کسی نے کہ جسے علم مناظرہ میں توغل تھا۔ اس کو اپنی حجت کے بیان کرتے اور مخالفین کے خیالات و مقالات کی تردید کرنے اور معقولیت سے اُن کے اعتراضات کے دور کرنے اور نہایت تہذیب و شایستگی سے ان پر الزام قایم کرنے میں اور مغالطہ و سفسطہ اور مبالغہ شعری سے نہایت پرہیز کرنے اور حسن خطاب میں امام پایا۔ تو اس میں اس طور پر اپنے مذاق طبعی کی مشق کی۔ اور کسی نے جسے محسوس و معقول میں مناسبت دینے میں مہارت تھی۔ اس کی تعلیم و طریق بیان میں اپنے مطلب کو پایا۔ تو اسی امر کو مد نظر رکھکر اس کی تفسیر لکھنی شروع کر دی اور اس عالم اکبر کے مقابلہ میں انسان کا عالم اصغر ہونا ثابت کر دکھایا۔ اور کسی نے جسے علم تعبیر رؤیا سے خاص اُنس تھا۔ اس کے بیان

# تنویر الاسلام

مصنفہ ڈاکٹر نور حسین صاحب بر شہر جھنگ سیال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# آریہ سماج اور اُس کی حقیقت

## باب اوّل ـ منبع و عقاید آریہ سے افریقی مسلمانوں کو آگاہی

اے مسلمانان جنوبی افریقہ رحمکم اللہ ـ چونکہ آپ لوگ آریہ لوگوں اور اُن کے عقاید و اصول سے ناواقف ہیں اور اس افریقی امن میں کبھی مذہبی جھگڑا و فساد کا خلل نہیں پڑا ـ عیسٰی بدین خود ـ اور موسٰی بدین خود کا معاملہ رہا ہے ـ ہندو اور مسلمان آپس میں ملے جلے رہے ہیں ـ مگر چند ایک گوار پنجابی بابو لوگوں کی آمد سے ہوائے فساد و فساد چل پڑی ہے ـ اس واسطے مجھ پر فرض ہوا ہے کہ آپ لوگوں کو ان کے حالات سے کچھ خبردار کر دوں تاکہ ان لوگوں کے عناصری خیالات سے بچے رہیں ـ اگر کوئی شخص منع بد میں آئے تو اُس کے سامنے یہ میری کتاب برائے ملاحظہ پیش کر دیں ـ

(الف) اس فرقہ کے عقیدے فرقہ سبائیہ سے ملتے ہیں ـ یہ فرقہ ہندوؤں سے الگ ہو گیا ہوا ہے ـ

(ب) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خدا تعالٰی بذات خود مادہ پیدا کرنے سے عاجز (تیرہ) ؟

تینوں اناوی یعنی ازلی اور ابدی ہیں۔ مادہ اور روح مخلوق نہیں اور خالق بھی نہیں۔ لیکن ان دونوں کا ابتدا اور انتہا نہیں مادہ اور روح کو صرف خدا نے ملایا جس سے یہ دنیا قایم ہوئی۔ اگر یہ دونو چیزیں پہلے موجود نہ ہوتیں تو خداوند کریم دنیا کو ہرگز نہ بناتا۔ خدا تعالیٰ نیستی سے ہستی اور عدم سے وجود ہرگز نہیں کرسکتا۔ اور نہ دنیا کو کلمہ کُنْ سے پیدا کیا۔

ب اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مادہ جڑ (غیر متحرک۔ بغیر صفت) اور روح چیتن یعنی متحرک اور دیکھنے بھالنے چلنے والا ہے۔ یہ دونوں چیزیں خداوند کریم کے خزانہ میں رہتی ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں خود بخود کوئی طاقت نہیں رکھتیں کہ کوئی چیز بن جائیں۔

خداوند کریم ان دونوں چیزوں پر حکمران ہے اور یہ دونوں اسکی اپنی ملکیت کی نہیں۔ جیسا کہ اس جنوبی افریقہ میں امریکن۔ اٹالین۔ ڈچ۔ جرمن۔ ٹرکش۔ فرینچ بستے ہیں یہ سب رعیت برٹش گورنمنٹ کی ہیں۔ لیکن در اصل یہ انکی ملکیت میں نہیں۔ کیونکہ یہ لوگ امریکہ۔ اٹلی۔ ہالینڈ اور جرمنی۔ ٹرکی۔ فرانس سے آئے ہوئے ہیں۔ ایسا ہی مادہ و روح کہیں سے آئے ہوئے ہیں۔

(ج) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم مالک رازق زمین و آسمان سب دنیا بنا نیوالا ہے مگر بغیر مادہ اور روح کے کوئی چیز نہ بنا سکتا ہے نہ بنائیگا۔ اور نہ اپنے قوانین توڑ سکتا ہے

(د) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا ایک ارب سے زیادہ سال سے چلی آتی ہے اور چلی جائیگی دوزخ۔ بہشت۔ قیامت۔ نبی۔ پیغمبر کوئی بھی نہیں۔

(ہ) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ لوگ مرکر اپنے اپنے اعمال کے موافق جون یا تناسخ بھگتینگے۔ کوئی گدھا بن جاتا ہے کوئی کتا۔ کوئی سور۔ کوئی پتھر۔ کوئی کچھ کوئی کچھ۔ اپنی سزائے اعمال کے بھگت کر پھر دوسری جون میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح چکر میں رہتا ہے۔ اور جو نیک لوگ ہیں وہ مکت یعنی خدا کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اس جون چکر سے چھوٹ جاتے ہیں۔ بعدہ پھر چکر پر چڑھ جاتے ہیں اسی طرح دنیا کا سلسلہ قایم رہتا ہے۔ قیامت بھی ہمیشہ آتی رہتی ہے۔

(و) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ دنیا کو بنی ہوئی کئی ایک ارب سے زیادہ سال ہوئے ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی ہزارہا انسان دنیا پر موجود تھے۔

(ز) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جس وقت دنیا پیدا ہوئی اُسی وقت چار کتابیں ایشور نے حرفت صنعت اور خانہ داری۔ انتظام ملکی و جنگی۔ زراعت۔ خوراک پوشاک وغیرہ کیواسطے ایکدم چار اشخاص پر اُتاریں اور وہی کتابیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ چلی جائیں گی۔ کتابوں کا نام یہ ہے یجر وید۔ رگ وید۔ شام وید۔ اتھروَن وید۔ اور رشیوں کے نام یہ ہیں شری اگنی۔ شری وایو۔ شری ادت۔ شری انگرہ۔

(ح) اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام دنیا میں چاروں وید پہلے اُن کی تعلیم ہوتی رہی جتنی قومیں آجکل دنیا پرستی ہیں اُنھوں نے ویدوں سے تعلیم حاصل کی۔ یہ وید تبت میں نازل ہوئے۔ اس ہندوستان کا نام آریہ ورت تھا۔

(ط) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ ہندوستان کا نام پہلے آریہ ورت تھا۔ مسلمان بادشاہوں نے اسکا نام بگاڑکر اور لوٹ مارکر ہندوستان رکھ دیا۔ یعنی چوروں۔ قزاقوں۔ غلاموں اور جادوگروں کی جگہ۔ لغوی معنے یہی ہیں۔ ہندو کہنے سے یہ لوگ چڑتے ہیں۔

(ی) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ چاروں ویدوں کے سامنے اور آریہ دھرم کے سامنے باقی جتنے مذاہب ہیں سب ناحق پر ہیں اور کوئی خدا نے نہ تو نبی پیدا کیا اور نہ کوئی کتاب بھیجی اور خدا کو چاروں ویدوں کے سامنے اور کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ ویدوں میں سب کچھ ہے

(ک) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ جتنے ہندو دھرم کے لوگ ہیں یہ سب جھوٹے ہیں اُن کے شاستر پوتھیاں سب جھوٹی ہیں۔ پہلے سب آریہ تھے۔ اُنہوں نے ویدوں کو چھوڑکر نیا مت نکالا۔ برہمنوں۔ پنڈتوں سناتن دھرم والوں کو نہیں مانتے۔ یہ لوگ مورتی پوجک نہیں ہونے سے اُن پر ان کا پوجا رضرور ہیں۔ جس کا مشرکانہ اثر شرعاً ایمان یقینی اعتقاد پر پڑتا ہے۔ جو بہ نسبت مورت کی عملی پوجا کے سخت کفر و شرک ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

(ل) ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے باواجداد وسط ایشیا سے آئے اور ہند میں آکے تمام ممالک پر لڑائی جنگ و جدل کرکے اصلی باشندوں کو بھگا دیا۔ اور ملک پر قابض ہو گئے۔ اور اس ہند میں ہزارہا سال آریہ ورت رہا۔

(م) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ سنسکرت علم کل علوم سے بڑھکر ہے۔ اور سنسکرت زبان سب زبانوں کی مائی ہے۔ سب زبانیں اسی سے نکلی ہیں اور کل دنیا کی یہی زبان اول ہو چکی ہے۔

(ن) اس فرقہ کا عقیدہ ہے کہ مہابہارت کی لڑائی اور مسلمانوں کے فتوحات سے آریہ ورت کو زوال آیا۔

(ق۔ آریہ اُصول۔ خدالا شریک فی الصفات نہیں۔ خدا انادی ہے مگر اکیلا انادی نہیں۔ مادہ و روح بھی ساتھ ہیں۔ خدا خالق کل نہیں۔ قادر مطلق نہیں۔ صرف معمار یا بڑھئی ہے اگر بڑھئی کے پاس ہتھیار و لکڑی ہو تو مکان بنا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح خدا بھی بغیر مادہ اور روح کے نکما و عاجز ہے۔

(ر) خداوند کریم عادل ہے لیکن رحیم نہیں اور نہ وہ کسی کی سفارش سنتا ہے۔ خداوند کریم توبہ کو بھی قبول نہیں کرسکتا۔ جبریہ اور قدریہ اور معتزلہ فرقہ کے عقاید کے موافق یہ فرقہ بھی اپنے عقاید و اُصول رکھتا ہے۔

(ش) وید عمل کو پڑھنا پڑھانا۔ سچ کو ماننا اور جھوٹ کو چھوڑ دینا ان کے زبانی اُصول ہیں اور مسلمانوں کے دین کی ہتک کرنی اور جناب محمد رسول اللہ صلعم کو گالیاں دینا شرافت اور تہذیب سے کام نہ لینا۔ جواب کے مقابلہ میں گالیاں اور فحش بکنا۔ خاص مسلمانوں سے عناد و قلبی رکھنا اور جہانتک ہو سکے مسلمانوں کے ساتھ بُرا سلوک کرنا۔ اُن کے مہا لیعنی اصلی اُصول ہیں۔ حضرات ثبوت کے واسطے دیکھو (براہین احمدیہ کی تکذیب ہر دو حصہ و خبط احمدیہ) اگر مسلمان ہزارہا ثبوت دیں مگر ہٹ دھرمی کرنا اور ضد کرنا ان کا اُصول ہے۔

(ت) گائی کی تعظیم کرنا اور اُس کی حفاظت کرنا اور اُسکو ماتا جاننا ان کا اُصول ہے۔

(ص) خیرات و صدقات کا نہ دینا۔ برہمنوں کو گالیاں دینا۔ برت۔ سراد وغیرہ موافق ہندو دھرم نہ کرنا ان کا اصول ہے۔ باقی دس اُصول خیالی من گھڑت ہیں۔

---

# (۲) عبادت آریہ سماج

(الف) اتوار کو یا جب فرصت ملے۔ڈھولک۔طنبورہ۔طبلہ بجا کر بھجن گانا۔بھجن منڈلی کرنا انکی عبادت ہے۔

صبح و شام کچھ گن گن کرنا۔راگ گانا انکی عبادت ہے۔سندھیا گایتری جس کو نجگر کرتن کہتے ہیں۔تمام شہر کے گرد پھرنا اور گانا بجانا بھجن سنانا انکی عبادت ہے۔

عورت اگر بانجھ ہو تو دوسرے غیر مرد سے نطفہ لینا ان کے معاملات سے ہے جس کا نام **مسئلہ نیوگ** ہے۔

# (۳) آریہ سماج اور اُس کا بانی

آریہ صاحبان کوئی ٹھیک پتہ نہیں بتا سکتے اور نہ کوئی دلیل یا تاریخ بتا سکتے ہیں۔کہ آریہ ورت کو کیوں زوال آیا جب کہ آریہ ورت کا دور دورہ تمام دنیا میں ہو چکا۔بموجب عقاید آریہ۔آریہ ورت لاکھوں کروڑوں برس سے دنیا میں ہے۔آریہ لوگ امریکہ اسٹریلیا۔افریقہ۔یوروپ۔ایشیا تمام براعظموں کے مالک رہے۔پھر یکایک دنیا سے ایسے مٹے کہ اُن کا نام لیوا بھی نہ رہا۔صرف اتنا خیالی پلاؤ پکاتے یا شیخ چلی کی ہوائی قلعی بناتے ہیں کہ پانڈو کورو کی لڑائی میں ویدک عالم فاضل مارے گئے۔اور برہمنوں نے ویدوں کو چھوڑ دیا اور من مانے شاستر پران بنا لئے (کیوں نیائی سچائی کو چھوڑ کر گمراہی کون اختیار کر سکتا ہے) دوسرا سبب بتلاتے ہیں کہ مسلمانوں کے آنے سے اور اُن کی لوٹ مار اور ہندوؤں (ذریوں) کے کتب خانے جل جانے سے ویدوں یا آریہ ورت کو زوال آیا۔اس کے بعد جس کی لاٹھی اسکی بھینس کا معاملہ ہو گیا اور ہزاروں مذہب نکل پڑے۔خاص کر سناتن دھرم یعنی ہندوؤں کی بنیاد وہیں کی جم گئی اور ویدوں نے آریہ ورت کو الوداع کہا اور کہیں پہاڑوں یا غاروں میں چھپ گئے۔پانڈو کورو کے زمانہ یا مسلمانوں کے تیرہ سو زمانہ تک آریوں پر تاریکی چھائی رہی

اور یہ برہمنوں کے ڈنڈوت اور بت پرستی میں مصروف رہے۔ گویا ایک تنگ تاریک شرک وبدعت کفر وضلالت میں دبے رہے۔ آخر کار سمت ۱۹۲۰ کے بعد پنڈت **سوامی دیانند صاحب نے ان لوگوں کو** گیان کے عمیق و تنگ و تاریک گڑھے سے نکالکر گیان کے ویدان پر بٹھادیا۔ اور ویدوں کے اپدیش سے پرانی جوش آریہ ورت کو تروتازہ کردکھایا۔

ان لوگوں کو ظاہری بت پرستی۔ سورج۔ چاند ستارہ۔ ہولی۔ دیوالی۔ رام لیلا پتھروں کے رگڑنے۔ برہمنوں کی شکم پروری اور گڑپوران شاستر۔ پوتھی وغیرہ سب سے چھڑایا اور صرف چار وید کا سبق پڑھایا۔ لیکن افسوس ساتھ تثلیث کو بھی سکھا کے مشرک با الصفات اللہ بنایا۔ ایک تنگ وتاریک کنوئیں سے نکالکر دوسرے بحر عمیق میں ڈبایا۔ اس روز سے اس فرقہ نے دن بدن ترقی شروع کی۔ کئی سماج سکول۔ کالج بنائے گئے۔ ہر ایک جگہ لکچرار کھڑے ہوگئے۔ ٹڈی دل کی طرح وید وید پکارتے ہوئے نکل پڑے۔ تمام ہند میں شور وشر مچادیا۔ کہیں مسلمانوں سے جھگڑا ہے۔ تو کہیں عیسائیوں سے رگڑا۔ کہیں برہمنوں۔ ہند ودھرم والوں کو ناستک ومورتی پوجک بناتے ہیں۔ تو کہیں گرونانک جی اور اس کے پیروں کو گالی دے رہے ہیں۔ ہند میں کوئی مذہب ایسا اُن کے فساد اور شر سے نہ بچا۔ ہر کمالے را زوالے باشد۔ چند سال کے بعد ہی اُن میں خود پھوٹ پڑگئی۔ **ایک فرقہ تو ویدک پرچارک بن گیا۔ دوسرا معاون دیانند کالج۔ تیسرا بھراتری سبھا۔ چوتھا گھاس خور۔ پانچواں ماس خور۔** غرض جب ان لوگوں میں خوب جوتی پیزار چلنے لگی۔ تو باقی مخلوق خدا اُن کے شر وفساد سے امن میں رہی۔ مگر افسوس **دین حقانی اسلام** کے یہ لوگ **ابوجہل کی مانند ہمیشہ مخالف رہے اور ہمیشہ رہیں گے تاہم نور ربانی کو ہرگز ہرگز نہ مٹا سکیں گے۔ مگر خود دنیا سے مٹ جائیں گے۔**

# مختصر سوانح عمری پنڈت سوامی دیانند صاحب

سوامی صاحب جنکا نام دیانند ہے سمت ۱۸۸۱ میں پیدا ہوئے۔ سکونت علاقہ راجہ
موروی ملک کاٹھیاواڑ ہے۔ اُن کے خاص گاؤں کا پتہ آریہ صاحبان کو نہیں ملا۔ صرف
علاقہ پر تسلی کی گئی ( تکذیب صفحہ ۲ ) اُن کے والدین برہمن مشرک اور بت پرست تھے۔
۲۱ سال کی عمر کے بعد بارادہ تحصیل علم گھر سے نکلے۔ اور متھرا میں سوامی برجانند
سے تحصیل علم وید وغیرہ حاصل کیا۔ بعدہٗ ہندوں میں وید پر چارک شروع کئے۔ سالہا
سال تک مسلمانوں۔ عیسائیوں اور اصل دہرم ہندو سناتن والوں سے بحث مباحثہ کرتے
رہے۔ کئی دفعہ شکست کھائی۔ انہوں نے ویدوں کی شرح کی اور ایک کتاب بنائی۔ ستیارتھ پرکاش
جس کا نام ہے۔ اُن کے سامنے سب مذہب ہیچ تھے اسواسطے اس کتاب میں ہر ایک
مذاہب پر حملے کئے گئے ہیں خاصکر دین حقانی اسلام کے نور کو بجھانا چاہا۔ لیکن
افسوس دیوالی کی رات تاریخ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء ۶ بجے شام مقام اجمیر میں شرکت الصفات
لیکر جونی چکر میں جا نکلے۔ گو کہ دنیا کے چراغ جلتے رہے۔ اسلامی انوار منور رہے۔ محمدی
آفتاب غروب نہ ہوا۔ مگر سوامی صاحب کا چراغ عناصری آناً فاناً بجھ گیا۔ جس مشن کو شروع
کیا تھا اُسکو پورا نہ کرسکے۔ اُن کی مفصل سوانح عمری بہت طویل ہے۔ اور اُنکی سوانحعمری
پرسنگھ سبھا دیو دھرم کی طرف سے سطر بسطر نکتہ چینیاں بھی ہوچکی ہیں۔ کہ ایک معمولی پنڈت
تھے رشیوں اور مہارشیوں جیسے صفات اُن میں نہ تھے۔ کاشی جی میں اُن سے ہزارہا
بڑھ چڑھ کر پنڈت موجود ہیں اور موجود تھے۔ لیکن بمصداق پیراں نمی پرند مریداں می پرانند۔
آریہ صاحبان سوامی صاحب کو آسمان پر لے اُڑے۔ اندھوں میں کانا راجا۔ اسی جہالت
کے زمانہ میں جب کہ سب کی تعلیم انگریزی ہوچکی تھی اور علم سنسکرت صرف پنڈتوں
تک ہی محدود تھا۔ تو سوامی صاحب کا دم غنیمت تھا۔ مگر افسوس کہ ایک معمولی پنڈت
صاحب کا مقابلہ نبیوں اور پیغمبروں اور مہارشیوں کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا ہے۔ جو
آریہ بھائیوں کی سرسر تعصب کی شہادت ہے۔ کیا سوامی صاحب جیسا دنیا میں

ہیں کوئی موجود نہ تھا۔ اگر اُن کو خطاب مہرشی کا دیا گیا ہے تو اُن کے اُستاد سوامی برجانند صاحب کو تو کوئی خطاب بڑھ کر دو۔ آخر سوامی دیانند صاحب تو شاگرد اُن کے تھے افسوس ہے کہ سوامی صاحب کی تو یادگاریں بناتے ہو۔ اور ان کے اُستاد صاحب کو ایسی ہی نا ایکی میں ڈال رکھا ہے

ہر کہ شاگرد شد و خدمت اُستاد نہ کرد

کان ابلیس لدیہ و لد بہ و لد بہ

چونکہ پنڈت سوامی دیانند صاحب کے چیلے پنڈت لیکھرام نے۔ ایک مقدس و برگزیدہ نبیؐ کے ساتھ پنڈت صاحب کی سوانحمری کا مقابلہ کیا ہے۔ اور بہت سی واہیات خرافات تحریر کی ہیں اور دھرم سے ہرگز کام نہیں لیا۔ میں اسکا مقابلہ انشاء اللہ دوسرے حصہ **تردید تکذیب** میں کر کے دکھاؤں گا۔ ایک انصاف پسند آنکھ خود دیکھ لے گی کہ مقابلہ اس کا نام ہے ۔ ورنہ ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

# انعامی سوال

یا

# تکذیب تثلیث و وید

یہ سوال استھہ دھرم پرچارک اخبار میں شایع ہوچکا ہے جس کا جواب نہیں ملا۔

(۱) خداوند کریم واحد لاشریک فی الذات والصفات ہے یا نہیں۔

(۲) پاک پروردگار۔ خالق کل۔ رازق کل ومالک کل وقادر مطلق ہے یا نہیں۔

(۳) اللہ تعالیٰ کسی چیز کے بنانے میں کسی خاص اشیاء یعنی مادہ وروح وغیرہ کا محتاج ہے یا نہیں۔

(۴) پرمیشور نرانکار۔ ازلی۔ ابدی۔ حی قیوم۔ دایم قایم سب سے نیاز و بے پرواہ ہے یا نہیں کیا مادہ وروح بھی اِن صفات الٰہی میں شریک ہیں یا نہ۔

(۵) کیا ایشور دہا گرونیتی سے ہستی کرسکتا ہے یا نہیں یا وہ بھی مانند گمہاروں سنجاروں۔ معماروں وغیرہ کے کسی چیز خاص کا محتاج ہے۔

(۶) فلاسفہ کا مسئلہ ہے کہ اعلیٰ چیز ادنےٰ نہیں ہوسکتی۔ غیر محدود۔ محدود نہیں ہوسکتا جو کل کا مالک ہو اور خالق ہو وحاجت مند و محتاج نہیں ہوسکتا۔ کیا ذات پروردگار بھی مخلوق کی طرح سرشٹی یا دنیا بنانے کے واسطے مادہ وغیرہ کا محتاج ہوا۔

(۷) مادہ وروح کی حقیقت۔ اصلیت۔ بناوٹ اجزا کا نام لیں اور کیا چیزیں ہیں۔ اور ان کا کیا اثر ہے وہ خود بخود قایم بالذات ہیں یا کسی اور طاقت کے ذریعہ قایم یا دایم ہیں۔ انکا ٹھکانا مکان وصفات بیان کرو یعنی اُن کے گن وتت کیا ہیں اور کیا رکھتے تھے۔

(ب)

(۸) آریہ دھرم کے عقاید کے موافق خدا۔ روح اور مادہ تینوں انادی و (ازلی ابدی) ہیں۔ گویا تمام صفات میں تینوں شریک ہیں یا یوں کہو کہ یہ دونوں خدا تعالیٰ کی صفات لامکانی انادی (حاضر وناظر) میں شریک ہیں مطابق اُصول عیسائی۔ باپ۔ بیٹا۔ روح القدس سب انادی ہیں (ان تینوں سے خدا کامل ہے۔ اسی طرح بغیر مادہ اور روح کے بھی خدا کامل نہیں۔ کیونکہ اگر یہ دو چیزیں نہوتیں۔ تو خدا خالق نہ کہلاتا۔ دنیا نہ بناتا تو مالک کہاں سے ہوتا تو رازق کہاں کا رہا۔ وغیرہ وغیرہ) تو ان عقاید سے خداوند کریم وحدہٗ لاشریک ہرگز نہیں ٹھیرا (بلکہ شریک فی الصفات وذات رکھتا ہے) ہر ایک صفت میں روح اور مادہ موصوف اور شریک ہیں تو اگر خدا تعالیٰ کو نہ بھی مانا جائے۔ صرف مادہ اور روح کو مان لیا جائے تو دہریوں کا اصول ٹھیک ہو جاتا ہے مادہ اور روح اپنی صفات کے ذریعہ خود بخود مل گئے اور سرشٹی قایم ہوئی تو پھر خداوند کریم کی کیا ضرورت ہوئی جیسا کہ طبعی کا مسئلہ ہے کہ گیسو یا زیو الکٹرسٹی کے ملنے سے شرارہ پیدا ہوتا ہے (ہائیڈروجن وآکسیجن سے پانی بنتا ہے)۔

(۹) آیا خدا اور مادہ اور روح تینوں چیزیں پاک ہیں یا ناپاک یعنی کام کرودھ۔ موہ۔ لوبھ ہنکار سے اگر روح اور مادہ پاک ومبرا وطاہر ہیں تو سرشٹی (دنیا) قایم ہونے سے یہ ناپاکی کہاں سے آئی۔

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

دو خالص اشیا کے ملنے سے نتیجہ بھی صاف و خالص ہوگا۔ دنیا میں انسان، و حیوانات و نباتات جمادات کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں (ہائیڈروجن و آکسیجن سے پانی پیدا ہوتا ہے کتا، بلا۔ اونٹ) اگر روح و مادہ دونوں میں ناپاکی کے گُن موجود تھے (یا انکے فعل سے یا ملاوٹ) تو دنیا قایم ہونے سے ناپاکی پیدا ہوئی۔ تو پھر ویدوں اور رشی منیوں کے آنے کی کیا ضرورت تھی پاک و ناپاک ہر حالت میں ثواب و عذاب و مکتی و نجات سے بری الذمہ ہے۔ جس نے اُس ناپاکی کو پیدا کیا وہی ذمہ وار ہے۔

**مثال**۔ (ایک شیشہ میں ایک کیمچر ہے جو زہر دار ہے اور ایک آریہ ڈاکٹر صاحب نے کسی کو پلا دیا اور وہ شخص مر گیا تو اُس کا ذمہ وار کون ہے۔ شیشہ یا کیمچر یا آریہ ڈاکٹر صاحب) (خود سے ذرا سوچنا)۔

**نتیجہ**۔ اگر یہ اصول مان لیا جائے اور عیسائیوں کی طرح ویدک تثلیث پر خیال کیا جائے تو خداوند کریم کی واحدانیت۔ بے نیازی۔ بے پرواہی۔ ازلی۔ ابدی۔ حی قیوم۔ قادر مطلق۔ لامکانی۔ تا [illegible] عالم الکل [illegible] بے محتاجی میں فرق آجاتا ہے۔ یہ اصول ہالو انسان کو دہریہ بننے کا سبق سکھلاتا ہے یا [illegible] سکھاتا ہے۔ ثابت ہوا کہ آریہ سماجیوں کے یہ اصول (دو غفا بدیں) تمام غلط ہیں اور [illegible]۔

## جوابات آریہ بابو گنگا رام صاحب جالندھری

## جواب الجوابات صابری

(۱) جواب **قولہٗ** (گنگا رام) بغیر مادہ کے نہیں ہے سنت ہے مگر یہ نہیں کہ خود ہی مختلف شکلیں بدل جاتا یا بن جاتا ہے یا نیستی سے ہستی کرتا۔

**اقول** (جواب در جواب صابر) مرحبا۔ سوال کو دیکھو (کہ خداوند کریم واحد لاشریک ذات و ذی الصفات ہے یا نہ) آپنے کیا جواب دیا۔ کہاں ہستی و نیستی کا ذکر تو آپنے جواب دیا۔ کہ

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

خداوند کریم کے ذات و صفات میں مادہ و روح دونوں شریک ہیں پھر تو خدا وحدہ لاشریک ۔
یعنی سر ریپ اور نرنکار رشریب لسکتیماں ندہ اور بغیر ان تینوں کے خدا مکمل بھی نہ ہوا۔ اور یہ
اجزا خدا کے آپ نے مقرر کئے او نہیں خدا بنا دیتے ۔ ذاتی و صفاتی اوصاف جب مادہ و روح میں
موجود ہیں تو پھر خدا کی کیا ضرورت رہی تو اب آپ فرمایئے کہ دنیا کس طرح قایم ہوئی ۔ کس جزو
نے کس جزو کو ملایا ۔
اول آیا روح نے مادہ اور خدا کو ملا کر دنیا قایم کی ۔
دوم آیا مادہ نے خدا اور روح کو ملا کر سرشٹی پیدا کی ۔ یا تینوں نے کمیٹی کر کے پیدائیش
شروع کی ۔ع بریں عقل و دانش بباید گریست ۔ آپ تو خود اقراری ہو گئے ۔ کہ نہیں خدا ہیں
نوٹ (۱) جب خدا ۔ روح اور مادہ تینوں انادی ہوئے ۔ تو خدا کی ریگ گکنت ۔ وحدت ۔
تنہائی کہاں رہی عجب عقل و سمجھ دھرمی ہے کہ جس سے باز نہیں آتے ۔
نوٹ (۲) متعلق سوال اول ۔ بابو صاحب ایک لفظ (رہے) بھی دعوے کا دینے
کے واسطے لکھ دیا ہے ۔ یعنی واحد لاشریک فی الذات و فی الصفات ہے ۔ بابو صاحب
خداوند کریم اپنی صفات میں کامل اور انادی ہے ۔ تو آپکے قول کے موافق روح اور مادہ انادی
نہ ہوئے ۔ کیونکہ وہ خود یکتا واحد ہے ۔ اس کی صفات کاملہ میں کوئی شریک نہیں ۔ پھر ساتھ
کی غرض لگائی اس کے کیا معنے ۔ ذرا بیں ۔

(۲) **قولہ** ۔ خالق کل بھی ہے ۔ مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ نیستی سے ہستی میں لاوے
بلکہ مادہ و پرکرتی سے کل عالم مخلوق بنا دی ۔

**اقول** ۔ افسوس کہ یہاں بابو صاحب جواب اول کو بالکل بھول گئے ۔ بابو صاحب
اپنا جواب دوبارہ پڑھو ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ خالق کے معنے ہی نہیں جانتے ۔ خالق کے
معنے پیدا کرنے والا اور کل کے معنے تمام ۔ یعنی جو اجزا و ذرات و نقشہ عالم دیکھتے ہیں اسکو
اسنے پیدا کیا اور آپکے جواب کے مطابق ذرات و ارواح کل میں شامل ہیں تو خود اقراری ہوئے
کہ وہ خالق کل ہے ۔ دو چیزوں کو صرف ملانیوالے کو خالق نہیں کہتے بلکہ صناع یا معمار یا نجار

بابو صاحب کہتے ہیں۔ چونکہ آپنے خداوند کریم کی صفت خالق کل مان لیا ہے۔ ساتھ ہی پہلی مادہ و روح کو شریک فی الذات و الصفات مانا ہے تو مادہ و روح بھی جناب خالق کل ہیں۔ دوسرا آپ یہ فرماویں کہ کل سے مادہ و روح باہر ہے یا کل میں شامل ہے۔ اگر مادہ و روح کل میں شامل ہے تو خداوند کریم اُن کا بھی خالق ہے اگر کل سے باہر ہیں تو خداوند کریم خالق جزو ہے کل نہیں۔ مگر آپ خالق کل مانتے ہیں۔

تیسرا خالق کے معنے بنانے کے کس لغت میں آپنے دیکھے ہیں۔ بابو صاحب ہمارے ساتھ دھوکا بازی۔ آپکے پنڈت کی کتاب غیاث اللغات سے معنے ثابت کیجئے [illegible] - کریم اللغات - لغات سرودی - فرہنگ انندراج غیاث اللغات - منتخب اللغات - صراح و قاموس وغیرہ وغیرہ - حضرت سیدنا و مولانا جناب سید عمر صاحب القادری العزیزی گرگنی جہانگیر کے ہاں موجود ہیں۔

**قولہ** - رازق کل ہے اور قادر مطلق بھی ہے مگر جیسے کہ وہ خود مرنے اپنے قانون توڑنے جھوٹ بولنے پر قادر نہیں ویسے ہی نیستی سے ہستی (ورنہ نیستی سے ہستی کچھ چیز نہیں۔ بلکہ محض فضول بات ہی) کرنے میں قادر نہیں ہے۔ (بابو صاحب نے یہ جواب پنڈت کی کتاب سے نقل کیا ہے۔ دیکھو تکذیب جلد اول صفحہ ۳۴۲ مطبوعہ ست دہرم پرچارک)۔

**اقول** - اول رازق کل و قادر مطلق کے معانی لغات سے دیکھئے۔ پھر ہمکو قوانین قدرت کی ایک فہرست بنا کر دکھا دیجئے۔ اسکے کیا قوانین ہیں۔ تب تو ہم مانیں۔ سن لیجئے۔ قادر مطلق توانا۔ طاقت ور۔ قادر مطلق کا خاصہ بالکل ہو لیکن سے ہستی حیوان سے انسان۔ جمادات سے درخت اور نباتات کو پتھر بنا دے۔ کل کارخانہ قدرت کو طرفۃ العین میں درہم برہم کر دے مردہ کو زندہ اور زندہ کو مردہ بنا دے۔ جمادات سے آگ اور آگ سے پانی نکالے وہ چیزیں جو انسانی عقل سے بعید ہوں اسکو ظاہر کرے۔ کسی کا محتاج نہ ہو۔ نہ کسی کو اپنے کاموں میں مدد کے واسطے شریک کرے۔ نہ اُسے سرشٹی بنانے کے واسطے مادہ اور کی ضرورت پڑے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ قوانین قدرت کو توڑنے پر قادر نہیں۔ سن لیجئے

**قوانین قدرت** ہے کہ مرد اور عورت سے انسانی بچہ پیدا ہو۔ کل اعضاء مؤافق والدین ہوں۔ آپ نے ہزاروں جنین اخباروں میں مشتہر کیجیے ہونگے۔ کہ کسی کی دو ٹانگ کسی کے دو ہاتھ کی جگہ کسی کے سر میں چار آنکھیں اور دو سر۔ اگر آپکو ابھی طرح یقین نہ آئے۔ تو ہند کے آریہ صاحبان لاہور میں موزیم میڈیکل کالج میں جاکر معاینہ فرمائیں آپ جناب بابو صاحب پریچر ڈسٹرکٹ جہانزیرگ میں مسٹر کنگ اینڈ سن کی دوکان کے ساتھ مچھلی کا ملاحظہ فرماویں آدھا جسم زجیوانی اور اوپر کا حصہ تمام انسانی ہے۔ کانہ کا پچہ لاہور میں عورت سُورنی کا بچہ جنی۔

**ہزارہا درخت** پہاڑوں پر سے اُگتے ہیں اور مدت کے بعد تمام تنے اُسکے پتھر ہو جاتے ہیں۔ پتھروں سے آتش فشانی۔ دریاؤں سے آگ کی طغیانی۔ یہ سب اُس کی قدرت کے برخلاف ہیں بقول حضور۔

**قوانین قدرت** ہے کہ جو چیز آگ میں جاوے جل کر بھسم ہو جاتی ہے۔ آپ آتشکدوں میں جاکر دیکھیں کہ بلی کے برابر ایک جانور آگ ہی میں رہتا ہے۔ وہ جلتا نہیں ہے۔

**قانون قدرت** ہے کہ مرد اور عورت سے لڑکا یا لڑکی پیدا ہو مگر مخنث میں مرد اور عورت کے اندام نہانی دونوں پائے جاتے ہیں۔ وہ کہاں سے اور کیوں؟ سوسمار اور سانپ کی جنفنی آسمانوں سے پتھر برسنا جہانزیرگ میں عجیب لڑکے کا پیدا ہونا اور اُس کے سامنے چھاتی پر عبارت لکھی ہونا۔

**قانون قدرت** ہے کہ جہاں مقعد لگی ہے اُسی جگہ ہمیشہ لگی رہے۔ مگر میڈیکل کالج لاہور میں جاکر دیکھیں یا اپنے آریہ ڈاکٹر صاحبان سے دریافت فرماویں کہ کئی بچوں میں مقعد ہوتی ہی نہیں۔ اسکے بجائے بائیں طرف گردہ کے مقام کے نیچے مصنوعی مقعد بنانی پڑتی ہے۔

---

ملہ نمرغ انڈا دیتا ہے۔ دیکھو پیسہ اخبار کی عجیب عجیب باتیں۔ تا کہ آپ کو قوانین قدرت معلوم ہوں ۱۲

**قانون قدرت** ہے بقول آپکے کہ کل اعضاء واحشا انسانی جس جس موقعہ پر چلے آتے ہیں وہی ہوں یعنی دل بائیں جانب ہو۔ جگر دائیں جانب اور طحال بائیں جانب معدہ کے ساتھ۔ مگر جاؤ اور پوچھو میرے اُستادی و مکرمی جناب رائے بہادر ڈاکٹر بیلی رام صاحب پروفیسر اناٹمی سے۔ کہ ڈسکشن روم میں ایک مُردہ کے احشا قوانین قدرت کے برخلاف پائے گئے۔ کئی روز لکچر ہوتا رہا۔ قوانین قدرت کے برخلاف بقول آپ کے کسی عجائب گھر یا تجربا خانہ میں جا کر ملاحظہ فرمائیں تب تو جناب کی چشم روشن ہوں۔ تنگ و تاریک کوٹھڑی میں بند رہکر تمام زمین و آسمان کے قلابے ملانا اور کارخانہ قدرت میں دخل دینا سراسر جہالت و ضلالت ہے۔

**شتر مرغ** امداد ونگٹن کا ملاحظہ فرما کر ہمکو سمجھائیں کہ یہ کیسے۔ کیا شتر مرغ کسی پرندے اور اونٹ کی پیدائش ہے یعنی اونٹ نے پرندے سے جفتی کھائی یا پرندے نے اونٹ سے جو ہر دو محال ناممکن ہیں تو پھر شتر مرغ کہاں سے آیا۔ ویل معلوم ہیں سائینس کو نکالیں یا ویدوں سے ثابت کردیں۔ قربان جائیں قدرت پاک پروردگار واحد لاشریک کی قدرتیں پر اُسکی قاعدہ مطلقی پر کہ دنیا میں کیا کیا کارخانے چلائے کہ عقل انسان حیران و سرگردان ہے جب ہم مخلوق کی ماہیت نہیں پا سکتے تو بھلا ذات و صفات الٰہی میں دم ماریں۔ توبہ توبہ۔ **جناب بابو صاحب** گدھا و گھوڑی سے ہمیشہ خچر پیدا ہوتا ہے کیوں۔ کیا قانون قدرت ہے۔ **قوانین قدرت کا پابند دنیا اور اُس میں کبھی بھی رد و بدل نہ کرنا۔ خداوند کریم کی طاقت کو محدود کردیتا ہے۔ اُس کی قدرت کاملہ میں فرق آجاتا ہے**

بھلا آپ ہی فرما دیں کہ ابتداء آفرینش عالم میں جب خداوند کریم لایزال نے بقول آپکے مادہ اور روح کو ملاکر یہ سرشتی پیدا کی۔ ایکدم ہزارہا مخلوق بلکہ لاتعداد دنیا میں از قسم انسان۔ حیوانات۔ جمادات۔ نباتات پیدا ہوگئے اور انتظام للکبھی قرار پاگیا۔ پھر مرد اور عورت اور حیوانات کی صحبت اور وطی سے پیدائش کیوں جاری کی۔ کیا بغیر اسکے دوبارہ مخلوق مثل اول نہیں کرسکتا تھا۔ تو گویا اول قاعدہ توڑا یہ دوسرا باندھا۔ اور کیا اب پھر دوبارہ وہی قاعدہ نہیں برت

سکتا یا پہلی طاقت زایل ہوگئی یا اتنی ہی پونجی تھی۔ اس گورکھ دھندے سے تو وہی عمدہ
قاعدہ تھا جب چاہا ذرات عالم اور ارواح کو ملا دیا اور لوگوں کو دنیا میں پھیلا دیا اور حکم دیا
جاؤ کھاؤ میوے چرو چگو عیش کرو۔ نہ دنیاوی مخمصے ہوتے نہ یہ جھگڑے نہ فساد۔ نہ سناتن
نہ آریہ۔ نہ زراعت نہ صنعت نہ دکھ نہ درد۔ نہ بغض نہ کینہ۔ ہم تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے
کہ **حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام** ۔ برگزیدہ و مقدس
نبی اولوالعزم تھے وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ چونکہ آپ لوگوں نے عقل کو کام میں نہ لایا۔ اور
شرافت اور تہذیب کو سوں بھاگ گئے۔ اسواسطے **جناب صدیقہ حضرت**
**مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام** کی عصمت اور پاکدامنی پر داغ لگایا۔ افسوس
ہے کہ اگر اپنے ہی عقاید کو مد نظر رکھ لیتے تو اتنی یاوہ گوئی کی تکلیف نہ فرماتے۔

**ذرا کان سے سنئے** ۔ آپ کے قول کے مطابق خدا کے خزانہ میں روح و
مادہ موجود اور خدا قادر مطلق بھی۔ اور خدا نے اول ہی اول سب ذرات عالم یا مادہ
یا پرکرتی کو ارواح سے ملا دیا تب سب کچھ ظہور ہوا۔ کیا جب **جناب صدیقہ حضرت**
**بی بی مریم صاحبہ** علیہا الصلوٰۃ والسلام موجود یعنی روح اور مادہ دونوں۔ خدا
بھی قادر مطلق موجود۔ کیا اُس میں اتنی طاقت نہ تھی۔ کہ وہی ذرات اور ارواح دوبارہ
ملا کر انسان پیدا کرتا۔ اگر یہ نہیں تو پہلی ابتدا غلط ہے کل ثبوت مفوات کے بغیر کچھ نہیں۔
اگر یہ ثبوت قانون کو نہیں توڑ سکتا تو میں پیشتر بیان کر آیا ہوں۔ دوبارہ پڑھو۔

اگر یہ سوال کرو کہ کیسے ملایا۔ جواب ہے کہ ویسے ملایا جیسے روح اور مادہ اول میں۔
آپ ہی فرمائیے کہ خدا کے ہاتھ تھے کہ دونو بھاگے پھرتے تھے اور پکڑ کر ملا یا۔ تو ہاتھ ثابت
ہوئے یا خدا نے روح کو حکم دیا۔ کہ مادہ سے مل جاؤ یعنی **کن فیکون** ہو تو پھر ہو گیا۔ تو خدا کا
منہ ثابت ہوا۔ یا خدا نے پہلے روح سے کیمسٹی کی سو یہ کام کو خداوند کریم نے کس طرح ملایا۔
اسکو ثابت کیجئے۔ جو جواب آپ مادہ و روح کو ملایا کس طرح ہاتھ سے زبان سے **خیال سے**
وہی جواب **کن فیکون** کا سمجھ لیجئے۔ باقی رہا نیستی سے ہستی ابھی آگے ثبوت دیتا ہوں
**بابو صاحب سمجھ لیں کہ ستیارتھ تکذیب پنڈت لیکھرام**

بھی ہوتی جاتی ہے جس کی کتاب سے انہی عبارت چرائی ہے۔

**رازق کل** اس پر جناب نے تشریح نہیں فرمائی۔ صرف اتنا لکھا کہ خداوند کریم رازق کل ہے یعنی یہ کہ کل میں مادہ اور روح شامل ہیں یا نہیں۔ اگر کل میں نہیں تو پہلے لکھ چکا ہوں۔ خداوند کریم مالکِ کل نہیں ہے۔ بلکہ سوائے مادہ اور روح کے مالک سب کا ہے۔

**دوسرا**۔ اگر مادہ اور روح کل میں داخل ہیں تو خداوند کریم اُن کا بھی رازق ہے۔ غور سے سُننا کیا مراد ہے۔ میسّر تو جڑ ہے اور روح چیتن ہے۔ کیا ان دونوں کو بھی اول ہی اوّل غذائے لطیفہ یا کثیفہ کی ضرورت تھی یا نہیں یا یہ بھی خداوند کریم کی طرح نہیں کھاتے نہ پیتے تھے۔ اگر آپ فرماویں انکو انادی ہونے سے کھانے کی ضرورت نہیں۔ جب دونوں مادہ و روح کو ملایا۔ تو کھانے اور پینے۔ ہگنے اور موتنے کی ضروریات کہاں سے آئیں۔ کیونکہ ذرات اور ارواح میں ازل سے ہی یہ صفات نہ تھیں۔ وہ پاک و منزہ و طاہر ہے۔ اگر خدا نے ڈالیں تو وہ کہاں سے لایا۔ کیا اُس کے خزانے میں کھانے کی حرص۔ پینے کی خواہش جماع کی ضرورت پہلے موجود تھی یا نہیں دمیشر یا مادہ جڑ روپی ایک سڑنے والی چیز ہے جب تک اُس پر غذا کا اثر نہ ہو۔

(۲) **قولہ**۔ بھائی صاحب محتاجگی کے معنے کمی یا نہونے کے نہیں۔ یہ نہیں کہ چیز یا موجود نہ ہو اور اُسے کمی یا محتاج کہا جاوے۔ پس اس کے گھر میں سب کچھ موجود ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ خلاف اسکے آپکے خیالات کے بموجب اگر مانا جائے تو اُسے نیستی کا مالک مانا جاتا ہے۔ اور یہ وہی مثال ہے جیسے کہ بھوکے و ننگے کو شہنشاہ کہا جاتا ہے۔

(۳) **اقول**۔ صابر۔ جناب بابو صاحب اول آپ غیاث اللغات یا کریما اللغات یا قاموس و صراح دیکھئے۔ کہ محتاج کے کیا معنے ہیں ایک معمار اینٹ و مصالحہ کا محتاج ہے۔ ایک نجار۔ لکڑی و ہتھیار کا محتاج ہے۔ ایک معشوق برقِ مختلف رنگ کا محتاج۔ ایک گداگر مفلس روٹی کا محتاج ہے۔ ایک تو تو گر افرکیا اوقی

# حمائل شریف مترجم

طول ۶½ انچ عرض ۴ انچ

یہ حمائل شریف وہ ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں قریب دو ہزار کے طبع ہوکر بہت ہی قلیل عرصہ میں فروخت ہوگئی تھی تاجروں سے دستیاب نہیں ہوسکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے اسی کو دوبارہ عمدگی سے طبع کیا ہے۔ اس حمائل شریف میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں :۔

(۱) کاغذ عمدہ سفید چکنا۔

(۲) لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔

(۳) صحت میں کامل و مکمل۔

(۴) ہر ایک پارہ ۲۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔

(۵) ہر ایک پارہ کے نمبر میں بیل لگی ہوئی ہے۔ جس سے ہر ایک شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں پارہ شروع ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ اردو بامحاورہ از جناب شاہ عبد القادر صاحب
مرحوم دہلوی جس کو تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہوئے ہیں
جس کے ساتھ کا تا حال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا۔
(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی خط کرا دیا گیا ہے۔
(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی روپہلی بجہ بینی اس وقت
ہمارے پاس چودہ سو کاپی موجود ہے اور ہمنے وعدہ کیا ہے کہ

**تمام ناظرین انوار الاسلام کو**

بہت ارزاں قیمت پر
دیویں گے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تک
طلب فرماویں۔ ورنہ بعدہٗ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملیگی

اس وقت
قیمت مجلد معہ بینی صرف ۲؎

**تمام درخواستیں بنام محمد اسحٰق اینڈ برادرس**
**شہر سیالکوٹ کے ہوں۔**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

# اسلام کی حقیقت

اسلام کیا ہے؟ خدا کے حکموں[1] کی اطاعت اور خدا کے بندوں سے پیار اور شفقت۔ یہی سارا دین اور یہی سارا ایمان ہے۔ خدا کے حکموں کی اطاعت اور اسکی سچی عبادت کے بعد عمر بھر خدا کی مخلوق سے نیک برتاؤ۔ اور شفقت یہی سچا اسلام اور یہی کل انبیا کی تعلیم کا مغز اور لب لباب ہے۔ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔ ساری خلقت اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے۔ پس سب سے زیادہ پیارا اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو اس کے کنبے کے

[1] التعظیم لامر اللہ والشفقۃ علیٰ عباد اللہ

کے ساتھ زیادہ خوش سلوک ہے +

اس ارشاد نبوی سے معلوم ہوا کہ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ خدا کی مخلوق کے ساتھ عمدہ برتاؤ کرے۔ شفقت اور محبت سے پیش آئے۔ جو شخص خدا کی مخلوق کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھے گا۔ وہی خدا کے نزدیک سب سے پیارا ہوگا ہر ایک انسان پر واجب ہے کہ مخلوق الٰہی کے ساتھ حسن مدارات سے پیش آئے۔ بنی نوع انسان کی ہمدردی اور شفقت ہر وقت ملحوظ رکھے۔ یہی انسان کی فضیلت اور یہی اس کا شرف ہے اور اسی خوبی کی وجہ سے وہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ اللہ تعالے نے انسان کو صرف ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیرخواہی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور یہی امانت الٰہی کا ایک بڑا بھاری بوجھ اس کے سر پر ہے۔ جسکا اٹھانا اس کی عین سعادت ہے + ؎

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو۔
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

جناب رسول خدا صلعم نے بار بار فرمایا ہے۔ کہ الدین النصح دین کیا ہے ؟ صرف اہل دنیا کی خیرخواہی۔ اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔ لا یؤمن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہٖ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی بات نہ چاہی جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ اور وہ بات ناپسند نہ کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ اس حدیث سے بنی نوع انسان کا حق انسان پر نہایت ہی بڑا پایا جاتا ہے۔ کہ کوئی انسان مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے آرام اور تکالیف کو اپنا آرام و تکالیف نہ سمجھے۔ اور ہر ایک بھائی کی آسائش و رفع تکلیف کے لئے اس طرح مصروف نہ ہو کہ گویا اُس کی اپنی ہی تکلیف ہے +

ایک حدیث میں آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام بنی آدم ایک انسان کی طرح ہیں۔ جس طرح ایک انسان کے اگر کسی جوڑ میں درد ہو۔ تو سارے

جسکو آرام نہیں رہتا اسی طرح اگر ایک انسان کو کوئی تکلیف ہو تو تمام انسانوں کو اس کا درد محسوس ہونا چاہئے۔ اور سب کو رفع تکلیف میں سعی کرنی چاہئیے۔ حضرت شیخ سعدی رحمہ مرحوم نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا ہے۔ جسکا اردو ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے
بنی آدم اعضا ہیں ایک دوسرے کے + کہ ہیں آفرینش میں وہ اک گہر سے
جو اک عضو کو درد ہوتی کہیں ہے + قرار اور جوڑوں کو رہتا نہیں ہے

ایک حدیث میں آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کریگا۔ اور فرمایا۔ کہ من لا یرحم لا یرحم جو رحم نہیں کرتا۔ اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اور فرمایا کہ من کان فی حاجتہ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا ہو۔ اللہ اس کی حاجت روائی کرتا ہے +

ان تمام احادیث نبویہ صلعم سے ظاہر ہے۔ کہ تمام بنی نوع انسان کی خیر خواہی اور ہمدردی شرط ایمان ہے جسکے بغیر کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا +

# بندوں کی حقوق نہ ادا کرنے پر وعید

حقوق عباد کا تلف کرنا بڑا خطرناک ہے۔ اس سے بہت ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالے اپنے حقوق معاف کرسکتا ہے۔ لیکن بندوں کے حقوق معاف نہیں کرتا۔ جب تک وہ آپ معاف نہ کریں۔ لوگوں کا مال ناحق کھانا۔ رشوت لینی چوری کرنا حرام ہے۔ اس بات سے بہت ڈرو۔ کسی کا پیسہ اور حرام کمائی اپنے مال میں نہ ملاؤ + کہ وہ خنزیر سے بدتر ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ لوگ خنزیر کے گوشت سے سخت نفرت رکھتے ہیں۔ جب ان کے سامنے خنزیر یا کسی اور ناپاک چیز کا نام لیا جائے۔ بڑی کراہت ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن اس خنزیر سے کراہت نہیں کرتے جو وہ لوگوں کا مال ناحق۔ ناروا اور رشوت وغیرہ کے طور پر کھا جاتے ہیں +

سچا ایمان یہی ہے۔ کہ ہر ایک گناہ اور حرام کے مال کو بھی خنزیر ہی خیال کیا جائے۔ اور اسکے کہانے سے پرہیز کی جائے +

ہر ایک مومن کو مناسب ہے۔ کہ وہ غیر کے مال سے سخت پرہیز کرے اور اُسے لحم خنزیر ہی سمجھے۔ بزرگان دین حرام کے مال کو پیچ پچ نظر باطنی سے خنزیر ہی دیکھتے ہیں۔ حرام کہانے والوں کی دعا اللہ تعالےٰ منظور نہیں کرتا۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ دعا کرنے والے آدمی کو شرم نہیں آتی۔ کہ خدا سے وہ دعا کرتا ہے۔ حالانکہ اس کا کہانا حرام۔ پہننا حرام اور جسم حرام کا پلا ہوا ہوتا ہے +

کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ کسی کو مارو نہ قتل کرو۔ نہ گالیاں دو۔ نہ کوسو۔ نہ کسی کو بیعزت کرو۔ چغلی اور عیب چینی نہ کرو۔ نہ بدعہدی کرو۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ نہ جھوٹ بولو۔ نہ دغا فریب سے کسی کا مال کہاؤ۔ نہ رشوت لو نہ ماپ تول میں کمی بیشی کرو۔ حق دار کا حق فوراً اپہنچا دو +

کسی سے قرض مت لو۔ اگر ایسی ہی ضرورت پڑے سے ادا کرنے کا فکر کرو۔ آنحضرت صلعم کسی قرضدار کا جنازہ نہ پڑہتے۔ جب تک اس کا قرضہ ادا کر دیا جاتا۔ یغفر للشھید کل ذنب الا الدین شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر قرضہ معاف نہیں ہوتا +

عورتوں کے مہر خوشدلی سے دو۔ مزدور کو مزدوری اُس سے پیشتر دو۔ کہ اسکا پسینہ خشک ہو۔ بلکہ احسان کے طور پر کچھ زیادہ دو +

ذمی[1] کفار کے حق مسلمانوں کی طرح سمجھو۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے۔ جو شخص ذمی پر زنا کی تہمت لگاتا ہے۔ قیامت کے دن آگ کے دُرّوں سے اُسے حد لگائی جائے گی +

اور فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص ذمی پر ظلم کرے یا اس کے حق میں سے کچھ دبائے یا اُسے دکہہ دے۔ یا اس کی طاقت سے بڑھ کر اس سے کام لے۔ یا اس کی رضامندی

---

[1] ذمی وہ کافر جو مسلمان کی پناہ میں ہو۔ جزیہ گذار۔ (از لغات فیروزی)

کے بغیر کوئی چیز چھین لے۔ قیامت کے دن اس کی طرف سے میں مقابل ہو کر جھگڑونگا
آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ دنیا میں ہی اپنے بھائیوں کے حق حقوق بخشالو۔ کہ
قیامت کے دن سخت مشکل پڑے گی۔ اگر ظالم کے عمل نیک ہوں گے۔ تو بقدر ظلم اس
سے چھین کر مظلوم کو دیئے جائینگے۔ اور اگر اعمال صالح نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ
ہٹا کر ظالم کے سر پر رکھ دیئے جائیں گے + (بخاری)
آنحضرت صلعم نے ایک دن صحابہ رضہ سے فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو۔ قیامت کے
دن میری امت میں سے سب سے بڑھ کر مفلس کون ہوگا۔ صحابہ رضہ نے عرض کی جس
کے پاس روپیہ پیسہ کچھ نہ ہوگا۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ نہیں سب سے بڑھ کر مفلس
وہ ہوگا۔ جس نے نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ وغیرہ سب کچھ ادا کیا ہوگا۔ لیکن کسی کو گالی
دی ہوگی۔ کسی کو تہمت لگائی ہوگی۔ کسی کا مال کھایا ہوگا۔ کسی کو مارا ہوگا۔ قیامت
کے دن اس کی سب نیکیاں برائیوں کے بدلے مظلوموں کو دیدی جائیں گی۔ اور جب
کوئی نیکی نہ رہے گی۔ تو اوروں کی برائیاں اس کے ظلم و ستم کے بدلے اس کے سر پر رکھدی
جائیں گی۔ اور پھر اسے دوزخ کیطرف ہانک دیا جائیگا۔ یہہ سب سے بڑھ کر مفلس ہے +
آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ دنیا میں کسی نے ناحق اپنے غلام کو نہ مارا ہوگا۔ مگر
کہ قیامت کے دن اُس کا عوض اس سے لیا جائیگا +
اور حضور علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں کسی کو سور یا کتا۔ یا
گدہا کہا ہوگا۔ قیامت کے دن خدائے تعالےٰ اُسے عتاب فرمائیگا۔ کہ تو جانتا ہے
کہ میں نے اسے سچ مچ سور یا کتا یا گدھا پیدا کیا تھا ؟ +
ہر مسلمان کو مناسب ہے کہ دنیا ہی میں موت سے پیشتر اپنے سب حقوق ادا کرے
اور قصور بخشوا لے۔ ورنہ قیامت کے دن اسکا کوئی ٹھکانا نہیں ہوگا +
اگر مظلوم پہلے ہی مرگیا تو اس کے بعد اس کے ورثا کو حق ادا کرنا چاہئے۔ اگر
اس کا کوئی وارث نہیں تو اس کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔ اس کی طرف
سے صدقات و خیرات دینا چاہئے +

# قطع رحم کی برائی اور عفو احسان (کی خوبی)

(مکرر ناظرین اس مضمون کو ملاحظہ فرمایئے)

اللہ تعالےٰ نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ قطع رحم کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے سخت قہر اور غضب کے نیچے آجاتے ہیں +

ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولٓئک ھم الخٰسرون۔ جس بات کی نسبت اللہ تعالےٰ نے وصل کرنے کا حکم دیا ہے اسے قطع کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد مچاتے ہیں۔ یہی لوگ نقصان پانے والے ہیں +

جناب رسول خدا نے فرمایا ہے۔ لا تنزل الرحمۃ علےٰ قوم فیھم قاطع رحم اس قوم میں رحمت نازل نہیں ہوتی۔ جس میں ناطے کا کاٹنے والا ہو۔ اور ایک حدیث میں آپ نے فرمایا ہے۔ ناطے کا رشتہ عرش میں لٹکا ہے کہتا ہے کہ جس نے مجھے چھوڑا اُسے اللہ چھوڑے۔ اور جس نے مجھے کاٹا۔ اُسے خدا کاٹے۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اُس کے رزق میں وسعت اور عمر بڑھائی جائے اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے +

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ رشتہ داری کو توڑنا کبیرہ گناہ ہے۔ جو ناتا رشتہ توڑتا ہے۔ گویا خدا سے توڑتا ہے +

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم رشتہ داروں سے تعلق قطع کرنا نہیں چاہتے۔ وہ لوگ خود ہم سے بدسلوکی کرتے اور رشتہ توڑتے ہیں۔ ہم کیا کریں؟ +

لیکن یہ بات کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ مومن کا یہ کام ہے۔ کہ خواہ دوسرا لاکھ رشتہ داری توڑے اور بدسلوکی کرے یہ ہرگز قطع تعلق اور بدسلوکی نہ کرے۔ بلکہ آپ جاکر اُس سے جوڑے۔ اور طبیعت پر جبر اور صبر کرکے اس سے موافقت کرے۔

کہ صابر کو اللہ تعالٰی کی طرف سے صبر کا اجر بے حساب ملتا ہے۔ انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب +

اگر دوسرا آدمی خوش سلوکی کرے۔ اور یہ بھی بالعوض ویسی ہی خوش سلوکی کرے تو اس میں شرف اور فضیلت کی کیا بات ہے؟ ایسا تو معمولی اور عام انسان بھی کر سکتے ہیں۔ خوش سلوکی کے بدلے خوش سلوکی کا بدلہ ہے +

اس میں اجر اور خوبی کی کوئی بات نہیں۔ فضیلت اسی بات میں ہے۔ کہ جو شخص بدسلوکی کرے اس کے ساتھ سلوک کیا جائے۔ اور جو توڑے اس کے ساتھ جوڑا جائے۔ جو محروم رکھے اس کو دیا جائے۔ جو شخص خوش سلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی کرنے پر فخر کرتا ہے۔ اس کا فخر بالکل بے جا ہے۔ کیا اگر وہ خوش سلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی نہ کرے گا۔ تو بدسلوکی کرے گا۔ ایسی حالت میں پھر اسے انسان ہی کون کہے گا؟ وہ تو انسان سے گیا گذرا ہو گا۔ ہاں بدسلوکی کے بدلے میں خوش سلوکی کرے۔ تو اعلٰے خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔ اور ایسی حالت میں اُسے ایک بااخلاق اور باخدا انسان کہہ سکتے ہیں +

جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ یا ابن آدم قد جاء کم الحق من ربکم الآیۃ فانکم لم تحسنوا الا لمن احسن الیکم و لم تصلوا الا من وصلکم و لم تکلموا الا من کلمکم و لم تطعموا الا من اطعمکم و لم تکرموا الا من اکرمکم فلیس لاحد علی احد فضل امن المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ الذین یحسنون الی من اساء الیہم و یصلون علی من قطعہم و یطعمون علی من اجرمہم و یامنون لمن خان بہم و کلموا من ھاجرھم و اکرموا من اھانہم +

(ترجمہ) اے آدم کی اولاد تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ہے (لیکن تم نے اس کی قدر نہ کی نہ شریعت کے مغز اصلی تک پہنچے) تم نے

کسی سے سلوک نہ کیا۔ مگر اسی کے ساتھ جس نے تم سے سلوک کیا اور تم کسی
سے نہ ملے مگر جو تمہارے ساتھ آکر ملا۔ اور تم کسی سے نہ بولے۔ مگر جو تم سے آکر
بولا۔ اور تم نے کسی کو کھانا نہ دیا۔ مگر جس نے تم کو آکر کھلایا۔ پس کسی کو کسی پر فضیلت
نہیں (بلکہ یہ سب بدلے کا بدلا ہے) حقیقی مومن جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان
لائے وہ لوگ ہیں جو اُس شخص سے نیکی کریں۔ جو اُن سے برائی کرے اس شخص سے
جاکر ملیں۔ جو اُن سے توڑے۔ اور اس شخص کو کھلائیں۔ جو اس کو محروم رکھے۔ اور
اُس شخص کو کھلائیں۔ جو اُن کو محروم رکھے۔ اور اس شخص سے امانت داری برتیں جو
ان سے خیانت کرے اس شخص سے بولیں جو اُن سے بولنا چھوڑ دے۔ اور اس شخص
کی عزت کریں جو اُن کو ذلیل کرے +

سبحان اللہ یہ ہے اخلاق اعلےٰ جو شریعت کا مغز اور خدا کی کتاب برحق کا لب لباب
ہے۔ انہی میں بھلائی اور انہی کی پیروی کرنے سے انسان سچا مومن بنتا ہے۔ ورنہ
بدلے کا بدلہ تو ایک معمولی اور عامی بات ہے +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لیس الواصل بالمکافی
ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ وصلہا + جو ملتوں سے ملتا ہے
وہ ملنے والا نہیں ہے (یعنی اس کی کوئی فضیلت نہیں ہے) ملنے والا وہ ہے
کہ جب کوئی اس سے قطع کرے آپ جاکر اس سے ملے + (بخاری)

اور ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے شریعت کا مغز اس طرح پیش کیا ہے
امرنی ربی بتسع خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب
والرضاء والقصد فی الفقر والغناء وان اصل من قطعنی واعطی من
حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکرا ونطقی ذکرا ونظری
عبرۃ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم دیا ہے (۱) ظاہر و باطن میں اللہ سے
ڈرنا (۲) غصہ اور خوشی کے وقت انصاف ہی کی بات کہنی (۳) فقر اور غنا دونوں
حالتوں میں میانہ روی اختیار کرنا۔

# آریہ سماج شملہ سے
# ایک مباحثہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب ایڈیٹر صاحب براہ مہربانی مفصلہ ذیل مضمون اپنے رسالہ انوار الاسلام میں درج فرما کر مشکور و ممنون فرماویں۔ اس مضمون کے لکھے جانے کا یہ باعث ہوا کہ آریہ سماج ماس پارلی شملہ کا سالانہ جلسہ بروز ہفتہ و اتوار بتاریخ ۲۳۔ اور ۲۴ ستمبر قرار پایا۔ اور ہفتہ کے روز ایک گھنٹہ دہرم چرچا کیلئے بھی خاص کیا گیا تھا۔ اور میرے ایک آریہ دوست نے مجھے کہا کہ آپ کل کو ہماری سماج میں آیئے۔ اور کوئی سوال کیجئے۔ ہمارے بڑے بڑے لایق آدمی آئے ہوئے ہیں۔ وہ آپ کو خاطر خواہ جواب دیں گے۔ میں نے کہا کیا فائدہ ہے تم لوگ کبھی ماننے والے تو ہوئے ہی نہیں اور دوسرے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو کس طرح خبر کروں گا۔ اس نے کہا ہمیں کیا ضرورت ہے۔ آپ اکیلے ہی چلے آیئے۔ بس اس دوست کے کہنے پر دوسرے دن بند دفتر سے ایک بجے ہی سماج میں بیٹھ گیا۔ اور قریب سوا دو بجے کے آریہ سماج کے سیکرٹری نے کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اس وقت دہرم چرچا کا وقت ہے۔ اگر کسی مترنے کوئی سوال پوچھنا ہو وہ پوچھ لیں۔ اسکا اتنا کہنا تھا۔ کہ میں اُٹھا اور سٹیج پر جا کر کھڑا ہوا۔ اور خدا تعالےٰ کی تعریف کرنے اور محمد صلعم پر درود بھیجنے کے بعد سوال کیا جو درج ذیل ہے۔ اور اس پر بہت سا مباحثہ ہوتا رہا۔ جو ناظرین انوار الاسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہوں +

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

**اما بعد۔** حاضرین جلسہ پر واضح ہو کہ میں اس وقت ایک سوال پوچھے

کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ میری غرض مجادلہ سے نہیں۔ بلکہ احقاق حق اور ابطال باطل مدنظر ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ میرے پیارے آریہ دوست بھی اسباب مدنظر رکھکر تسلی بخش جواب دیں گے۔ اور اپنی مذہبی کتابوں کو مدنظر رکھیں گے اور کسی سوال سے بچنے کیلئے میری مذہبی کتابوں پر اعتراض کرنے سے اجتناب کریں گے اور جواب عقلی دیں گے تو ہم مشکور و ممنون فرمادیں گے +

**مسلمان**۔ آریہ سماج تناسخ کا لازمی نتیجہ اصلاح خلق اللہ بتاتی ہے۔ مگر یہ نتیجہ تناسخ سے حاصل کرنا ایسا ہے۔ جیسے چیل کے آشیانہ میں گوشت تلاش کرنا۔ تفصیل اس اعتراض کی اسطرح پر ہے۔ کہ ہم کسی ایک جانور کو بطور مثال لے لیتے ہیں۔ اور پھر تجربتہً دیکھتے ہیں کہ کیا واقعی اس کی اصلاح ہورہی ہے۔ یا پہلے سے بھی بگڑ رہا ہے۔ آپ شیر کی حالت کو ہی سوچیئے کہ کیا واقعی اسکی اصلاح ہورہی ہے۔ اور اگر ہورہی ہے تو کیسی۔ میرے خیال میں تو اس شیر کی کچھ اصلاح نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ گوشت کھاتا ہے اور اپنی روح کو بھی خراب کرتا ہے اور بے شمار جانوروں کا نوستیاناس ہی کردیتا ہے۔ اور ایسا ستیاناس کرتا ہے کہ جسکی اصلاح کرنا بشر کی طاقت سے باہر ہے۔ اسی طرح پر جسقدر جانور ذبح کئے جاتے ہیں ان کی بھی اصلاح محال ہے۔ فرض کیجئے کہ آج ہم نے ایک بکری کو ذبح کرلیا اور کھا گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بکری کسی کرم کیوجہ سے ذبح کی گئی یا یہ اس پر ظلم ہوا اور قبل از یں کہ وہ منزل مقصود کو پہنچتی راستے میں ہی مار ڈالی گئی۔ بصورت اول گوشت خوری جائز بھی ہے۔ کیونکہ ہر چیز اپنے وقت پر ہی کاٹ لیجاتی ہے۔ اور اسے ظلم کوئی نہیں کہتا۔ اور بصورت ثانی یعنی اگر ہم یہ مان لیں کہ وہ قبل از وقت ماری گئی ہے۔ تو اب اسکی اصلاح کیونکر ہوسکتی ہے؟ . . . . . . . . کیونکہ جن حالات کے ماتحت اس نے رہنا تھا۔ وہ اب باقی نہیں رہے۔ اور دوسرے اب دوبارہ پیدا ہونیکی تکلیف پرمیشر کیطرف سے اس پر زاید ہوگی اور یہ ظلم کہلائے گا کیونکہ یہ سیدھی بات ہے کہ اگر ہم اس بکری کو نہ کاٹتے تو ضرور ضرور وہ دوبارہ جنم لینے کی تکلیف نہ اٹھاتی۔ پس اب اس کی

اصلاح کے لئے کونسا طریقہ ہو سکتا ہے +

آریہ سماج کیطرف سے یہاں کی سماج کے واعظ صاحب اٹھے اور جواب دینا شروع کیا +

**آریہ:-** ہمارے مسلمان دوست نے جو کچھ کہا ہے وہ ایک معمولی بات ہے۔ خواہ مخواہ انہوں نے اسے بڑھا دیا ہے۔ خیر اب جواب سنئے ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جب تک کسی کے کرم نشٹ نہ ہوں۔ تب تک ہر ایک کرم کنندہ اسی جون میں رہتا ہے جسکے وہ لایق ہے۔ خواہ کوئی شخص بیس دفعہ اسے کاٹ دے اس کی رہائی نہیں ہو لی اور یہ ضرور ہے کہ کاٹنے والا بھی سزا پا دے۔ کیونکہ وہ پرمیشر کی مرضی کے خلاف کر رہا ہے۔ اور ایک چیز کو قبل از وقت کاٹ رہا ہے +

اور یہ جو آپ نے کہا کہ دوبارہ پیدا ہونے میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ ظلم ہے سو یہ تو ضرور ہے۔ کہ جب تک اس کے کرم باقی ہوں وہ بار ہا اسی جون میں پیدا ہووے۔ خواہ تکلیف ہی کیوں نہ ہو اور یہ ظلم نہیں ہو سکتا۔ اسکی بھلائی کیطرف سے دو جنم دیا جاتا ہے۔ اور دوسرا اگر ظلم ہی مانا جاوے تو بھی پرمیشر پر کوئی الزام نہیں کیونکہ قتل کا فعل انسان نے کیا جسکی وجہ سے اُسے دوبارہ جنم لینا پڑا۔ ایشر نے تو انتظام کرنا ہی ہے۔ اور دوسرے آپ کا یہ اعتراض کہ اب وہ حالات جنکے ماتحت وہ رہتا تھا۔ دوبارہ نہیں مل سکتے۔ سو یہ کوئی ضروری نہیں کہ ایک شخص جن حالات کے ماتحت ایک دفعہ رہتا تھا۔ دوبارہ بھی انہیں حالات کے ماتحت پیدا ہو۔ دوبارہ پیدا ایشر کی مرضی ہو گی پیدا کر دے گا +

**مسلمان:-** صاحبان جو کچھ میرے سوال کے جواب میں کہا گیا وہ تو میری ہی تائید کی گئی ہے۔ اور میرا سوال بہت مضبوط ہو گیا۔ آپنے اقرار کیا ہے کہ جب تک کرم باقی ہیں ضروری ہے کہ وہ جو اُسی جون میں جنم لیوے۔ لیکن آپنے یہ نہ سوچا کہ جب تک کرم باقی ہیں تب تک وہ تمام حالات جنکے لایق اس کے کرم تھے۔ ضرور باقی رہنے چاہئیں۔ بلکہ آپنے تو یہ کہہ دیا تھا۔ کہ ان حالات کی ضرورت ہی نہیں۔ گویا اپنی

بات کو آپ ہی کاٹتے ہیں۔ اور درپردہ میری تائید کرتے ہیں جبکہ آپ نے یہ مان لیا کہ ان تمام حالات کا ہونا ضروری نہیں جنکے ماتحت وہ رہنے کے لایق ہے تو یہ کہاں دلیل ہے کہ جب ملک کرم ہی وہ جون ضرور ہوگی۔ کیا جون تمام حالتوں میں سے ایک حالت نہیں۔ آپ کے کلام سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ جیسے کرموں کے لحاظ سے خاص کتے وغیرہ کی جون کا ہونا ضروری ہے ویسے ہی ان تمام باقی حالتوں کا ہونا بھی ضروری ہے کہ جنکے ماتحت رہنے کے وہ قابل ہے۔ مثلاً ایک بکری کا جیسے بکری ہونا لازمی ہے۔ ویسے ہی یہ بھی تو ضروری ہے کہ وہ جنم لینے کے لئے کسی خاص بکری اور بکرے کے ذریعہ کسی خاص مالک کے گھر کسی خاص وقت میں پھر کسی خاص شہر میں پیدا ہو ورنہ آریہ سماج کو ستیارتھ اور اثبات تناسخ کو خیرباد کہنا پڑے گا۔ جنہیں انہیں حالتوں سے ہر ایک کے ساتھ یکساں نہ ہونے کو ہی تناسخ کی جڑھ قرار دیا ہے اور اسی بات سے تو آپ تناسخ کو مان رہے ہیں۔ لیکن آپ کہتے ہو کہ مذبوحہ بکری کا دوبارہ بکری ہونا تو ضروری ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ باقی تمام مذکورہ بالا حالتیں بھی ہوں گویا آپ نے تناسخ کے ⅔ حصے کو تو خود ہی جواب دیا باقی ⅓ حصہ کی میں صفائی کر دیتا ہوں۔ اور وہ ابھی اپنے ہی ہتھیاروں سے سنئے جیسا کرموں کے مطابق کتا یا بلا ہونا (بقول دیانند) ضروری ہے ویسے ہی کرموں کے لحاظ سے ہی Circumstances (حالات یا حالتیں) میسر آتی ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک روح جو اس قابل ہے۔ کہ سوامی دیانند کے گھر بیٹی بن پیدا ہو۔ وہ میرے گھر یا آپ کے گھر میں جنم لیوے +

میں چونکہ آپنے صاف اقرار کر لیا ہے کہ کسی کا کسی خاص گھر میں خاص باپ کے صلب سے اور خاص ماتا کے رحم سے پیدا ہونا ضروری نہیں۔ جو سب ضروری امور ہیں۔ لہذا بقاعدہ آریہ متنا سبہ کسی کا کسی خاص جون میں بلحاظ کرموں کے پیدا ہونا ضروری نہیں۔ پس تناسخ باطل ہوا۔ وهو المقصود +

اب رہا یہ کہ قاتل مجرم ہے سو اس سے ہمیں کوئی جھگڑا نہیں۔ ہاں اس

جرم سے بری بھی کوئی نہیں +

اور آپ کا یہ فرمانا کہ دوبارہ پیدا ہونا ظلم نہیں سراسر باطل ہے۔ کیونکہ سوامی دیانند جی پیدا ہونے کو تکلیف مانتے ہیں۔ جو کرموں کا نتیجہ ہے۔ پس جو تکلیف بلا وجہ یا کسی کے باعث دوسرے کو ہوتی ہے۔ وہ یقیناً ظلم ہے۔ ورنہ ظلم کیا ہے پس جب یہ ظلم ہے۔ تو ایشر تو عادل ہے۔ وہ ایسا کام ہرگز نہیں کرتا۔ لہذا یہ ثابت ہوا کہ یا تو پیدا ہونا بلا کرموں کے ہے یا یہ کہ پرمیشر بھی مطلب کیلئے خواہ مخواہ اور دل پر ظلم روا رکھتا ہے یا یہ کہ جو ایک دفعہ قتل کیا جاتا ہے۔ وہ دوبارہ اس جون میں نہیں آتا خواہ کرم باقی ہوں یا نہ ہوں + پس بصورت اول ہم آپ کے ساتھ متفق ہیں۔ اور باقی ہر دو حالتیں ناممکن الوقوع ہیں۔ کیونکہ وہ پرماتما کے منشاء کے خلاف ہیں۔ کیونکہ نہ پرمیشر ظلم ہی کرتا ہے۔ نہ وہ گناہ معاف ہی کر سکتا ہے +

اور آپ کا یہ فرمانا کہ اگر ظلم مان بھی لیا جائے تو پرمیشر پر کوئی الزام نہیں آتا۔ بلکہ ملزم تو قاتل ہے" یہ بھی دعویٰ بلا دلیل ہے۔ قاتل قتل کے لئے مجرم ہو سکتا ہے۔ نہ کہ اس کے پیدا کئے جانے کے لئے۔ کیونکہ وہ فعل اسکا نہیں پیدا کرنا پرمیشر کا کام ہے۔ پس اگر پیدا ہونا ظلم آپ مانتے ہیں تو یہ تو ایشر کا ہی قصور ثابت ہوا اور قتل ہونا الگ بات ہے۔ اور پیدا ہونا الگ۔ ہاں یہ خوب سوچی کہ جہاں پرمیشر چاہے گا پیدا کرے گا۔ کیا یہ سچ ہے۔ یفعل ما یشاءُ۔ ہاں سچ ہے تناسخ باطل ہے +

(اب سماج کیطرف سے پہلے سپیکر کو روکا گیا۔ اور لالہ دوارکا داس ایم۔ اے ایڈیٹر D. A. V. College magazine منتخب ہو کر سٹیج پر آئے)

آریہ:۔ ہمارے دوست نے بڑا زور اس بات پر دیا کہ ایک بکری جو قتل کی گئی ہو چاہئے کہ وہ دوبارہ اپنی اسی ماتا اور پتہ کے گھر میں پیدا ہو۔ اور پھر وہ بالتابتہ بھی اس مالک کے پاس ہوں۔ پہلے پیدا ہونے کے وقت جسکے پاس تھے۔ سو یہ اعتراض تناسخ کے مسئلہ کو کما حقہ نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ سو آپ یاد

رکھیں کہ یہ ضروری نہیں کہ ایک مقتول دوبارہ بیٹے ماں باپ کے ہی گھر میں جنم لیوے اور نہ یہ ضروری ہے کہ وہ دوبارہ اسی* جون میں پیدا ہو جس میں سے قتل کیا گیا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ورنہ بکری کچھ کرموں کے پھل بھوگ چکی ہے۔ اور کچھ اصلاح کر چکی ہے۔ اور اس کے بہت سے کرم زایل ہو چکے ہیں +

اور دوسرے حیوانات میں بہت سے حیوانات اچھے بُرے کرم کرنے کی تمیز رکھتے ہیں۔ اور اسطرح پر اپنے نیک کرموں کی وجہ سے ان کی جون کبھی پلٹ جاتی ہے لیا ہوا مقتول بکری بسبب اپنے بدکرموں کے کم ہونے اور نیکیوں کے بڑھ جانے کے کسی دوسری جگہ جنم لیگی۔ اور یہ محال نہیں۔ پس تناسخ کیسے باطل ہو سکتا ہے* اور دوسرے یوں بھی ہو سکتا ہے کہ قتل کئے جانے کے بعد وہ اس جون میں ہی نہ آئے۔ بلکہ کسی اور میں چلی جاوے۔ اور پھر کسی وقت اس جون کی سزا بھگت لیوے کیونکہ سلسلہ قطع ہو جانا ہم مانتے نہیں** +

ہمارے دوست نے ایک یہ بھی غلطی کی ہے۔ کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جو روح دوبارہ اسی جون میں جاتی ہے وہ دوبارہ اتنا ہی عرصہ اس جون میں رہتی ہے۔ جتنا پہلے اس نے رہنا تھا۔ حالانکہ یہ سماج کا عقیدہ نہیں۔ اور نہ ایسا ہونا چاہئے ورنہ یہ تو بے انصافی ہے کہ ایک قیدی جو چار ماہ کیلئے قید کیا جائے اور دو ماہ کے بعد اُسی کو چھڑا دیوے۔ اور پھر دوبارہ پکڑے جانے پر اُسے پھر چار مہینے ہی قید رہے۔ غرض جتنی اصلاح ہو چکی ہوتی اب اس میں کوئی فرق نہیں آسکتا۔ اور دوبارہ وہ باقی حصہ کی اصلاح کر کے رہا ہو جاوے گی پس یہ ظلم نہیں۔ اور پھر آپکا یہ فرمانا کہ وہ دوبارہ پیدا

---

* کیا علمی اور عقلی دلیل ہے "ہم مانتے ہیں" آپ کے ماننے سے کون مان سکتا ہے کہ کوئی دلیل لائیے۔ محض شیخی بگھارنا کیا فائدہ دیتا ہے کیا انقطاع تناسخ کے خلاف نہیں ضرور ہے ذرا غور سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے مگر تعصب نے ان کو انکار کیا ہے اور تعصب کی مہر ان پر ایسی لگی ہے کہ سوچنے کی قوت نہ رہی ۱۲ منہ +

** کیا خوب تناسخ ہے کیا پہلے صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تناسخ کیا ہے ۱۲ منہ

ہونے کی تکلیف جو اس اٹھاتا ہے تو وہ آپ کی وجہ سے ہے۔ نہ آپ قتل کرتے اور نہ وہ دوبارہ جنم لیتی۔ ہاں آپ کا یہ کہنا کہ پیدا کرنا خدا کا فعل ہے۔ اس لئے اسکا ذمہ دار وہ ہی ہے۔ یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ پرماتما اسے دوبارہ پیدا نہ کرتا اگر آپ اُسے قتل نہ کرتے +

• اس کا پیدا کرنا چونکہ آپکے قتل کرنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا آپ مجرم ہیں نہ پرمیشر الغرض نہ بکری مذبوحہ کے لئے ایک ہی گھر میں جنم لینا ضروری ہے نہ ایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا ضروری ہے۔ پس تناسخ پر ان باتوں کی وجہ سے کیا اثر ہو سکتا ہے ۔

مسلمان۔ صاحبان میرے خیال میں تو تناسخ کا فیصلہ ہی ہو گیا۔ کیونکہ خود لالہ صاحب نے اپنے ہی برخلاف دلائل پیش کئے ہیں۔ دیکھئے پہلے ہی آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ مذبوحہ بکری چار سال تک بھوگ جونی میں رہ چکی ہے۔ لہٰذا کچھ کرم ہی کٹ گئے ہوں گے۔ اور دوسرے کچھ کم ہو گئے ہوں گے۔ اسلئے اب وہ اپنے موجودہ کرموں کے لحاظ سے دوسری جگہ جنم لیگی۔ اور اس طرح تناسخ میں کوئی فرق نہیں آتا مگر میں لالہ جی سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ بکری کے مارے جانے پر تو اس کے لئے یہ رعایت ہے۔ کہ سزا میں فرق آجاتا ہے۔ یا وہ دوسری جون میں بسبب کچھ سزا کے بھگت چکنے کے چلی جاتی ہے۔ لیکن وہ بکری جو پورا عرصہ اپنی سزا بھگتی ہے اس کے لئے پانچ سال تک ہی سزا کا بھگت لینا کوئی فرق پیدا نہیں کر سکتا۔ گویا اول الذکر کے لئے قتل کیا جانا مفید ہوا۔ اور قاتل نیکی کرنے والا ٹھیرا۔ حالانکہ آپ اسے مجرم قرار دیتے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مذبوحہ بکری کے لئے اسی ماں کے پیٹ سے اسی گھر میں پیدا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ سماج کا اصول یہ ہے کہ ہر ایک جو کسی ماتا کے پیٹ سے جنم لیتا ہے۔ وہ بسبب کرموں کے ہے۔ جیسے کو سوامی جی بھی ستیارتھ میں اسی دلیل کو اثبات تناسخ میں پیش کرتے ہیں۔ اور ستیارتھ موجود

ہے۔ سمجھ لیجئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس کی تو ہی ماں نہیں ہے وہ اس سے
ہی پہلے ذبح ہو چکی ہے۔ بعد از تناسخ کے ذریعہ اصلاح باطل ٹھیری۔ اصلاح
تو تب ہو سکتی ہے جب کسی کے لئے کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ مگر یہاں رکاوٹیں
پہ رکاوٹیں پڑی ہیں جنہیں پرمیشر بھی دور نہیں کر سکتا۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک حکیم کسی کو دوائی دیتا ہے مگر مریض کو
کوئی دوسرا شخص وہ نسخہ بھی استعمال نہیں کرنے دیتا۔ پس فائدہ ہو تو کیونکر ہو
اور بلا استعمال کامل نسخے کے فائدہ کی کیا امید ہو سکتی ہے اور یہ بھی ظاہر
ہے کہ پرمیشر نے جیسے آٹھ برس کے لئے کسی خاص جون کی سزا مقرر کی ہو
تا وقتیکہ وہ سزا پوری پوری نہ اٹھا لیوے اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور
ایسی حالت میں کہ آدھی ہی اصلاح ہو چکی ہو اور آدھی باقی ہو اور اس وقت
کوئی درمیان میں حائل ہو جاوے۔ تو پھر از سر نو اسکی اصلاح کرنی پڑیگی۔ جیسے کہ
موجودات کے تجربوں سے ظاہر ہے۔ فرض کرو کہ کوئی شخص ایک گڑھے میں
گر گیا جب وہ چڑھتے چڑھتے نصف تک آ گیا تو کسی نے پھر گرا دیا۔ پھر اس
گڑھے سے نکلنے کے لئے اسے سارا رستہ طے کرنا پڑیگا۔

یہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک ہی سماج کے ممبر ایک ہی پارٹی کے
دو معزز ممبر ایک دوسرے سے متفق نہیں ہیں۔ پہلے سپیکر نے کہا کہ اس
جون میں جانا ضروری ہے لیکن جب یہ پوچھا گیا کہ پیدا ہونے کی تکلیف
کیوں ہوئی اسکا تو کوئی تصور نہیں ہے تو دوسرے صاحب جھٹ
پلٹ گئے اور یہاں تک پہنچے کہ حیوانوں کو بھی کرم جونی بنا دیا اور اس طرح پر
پنڈت لیکھرام کو بھی جس نے اثبات تناسخ میں لکھا ہے کہ سوائے انسان
کے سب جونیں بھوگ جونیں ہیں کیا یہ ایمانداری ہے کہ بوقت بحث
اعتراض سے بچنے کے لئے عقیدہ ہی پلٹ لیا جاوے۔ اب رہا آپ کا
یہ جواب کہ چونکہ قاتل ہم ہیں اس لئے دوبارہ پیدا ہونے کے دکھ کے لئے

ہم دہ ہوا ہیں۔ سو میری سمجھ میں تو یہ بات آتی نہیں۔ کہ کسطرح سے خدا ہی بلا وجہ کسی کے دکھ پہنچانے میں حصہ لیتا ہے۔ یہ تو مانا کہ ہم نے اسے قتل کیا ہے۔ مگر پیدا کنندہ تو خدا ہی ہوگا۔ لہذا وہ ہی مجرم ہوا۔ ہاں یہ بات کہ ہمارے قتل کرنے کے باعث اسے پیدا کرنا ہی پڑتا ہے۔ ایک عجیب خیال ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم خدا کو مجبور بھی کر دیتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ جب انسان ظلم کر گذرتا ہے۔ تو خدا بھی اسی مظلوم پر ظلم کرتا ہے۔ جیسے کہ سوال زیر بحث سے ظاہر ہے جسے ہم نے قتل کر کے دکھ پہنچایا۔ اسے ہی خدا نے پیدا کر کے دکھ پہنچایا چلو خدا اور ہم برابر ہوئے۔ نہ وہ مجرم نہ ہم لیکن افسوس کہ مظلوم مقتول کو خواہ مخواہ تکلیف ہوئی۔

یاد رکھو کہ اگر کسی کا کسی خاص ماتا کے پیٹ سے پیدا ہونا اور کسی خاص شہر میں پیدا ہونا اور خاص خاص لوگوں کی تربیت میں رہنا کرموں کی وجہ سے ہے۔ تو جو شخص مقتول ہوگیا۔ دوبارہ ہرگز ہرگز اصلاح پذیر نہیں ہوسکتا۔ فرض کرو۔ آج کوئی شخص بسبب اپنے اچھے کرموں کے کسی راجہ کے ہاں جنم لیوے اور اس کے لیے یہ مقدر ہو۔ کہ ۲۰ سال تک اس راجہ کے گھر کے ساز و سامان سے مستفیض ہو۔ مگر جبکہ سات برس میں قتل کیا جاوے۔ یا وہ سلطنت بجبر کوئی چھین لیوے۔ تو اس شخص کو وہ تمام نعمتیں کسی طرح مل نہیں سکتیں۔ اور یہ کہنا۔ کہ اسے کسی اگلی جون میں مل جائینگی۔ غلط ہے۔ ہر کام کے لیے علیحدہ وقت ہے۔ اور پیدا ہونا بھی خاص خاص وقت پر ہوتا ہے۔ بھلا پرمیشر نے تو یہ تجویز کیا۔ کہ پہلے کتے کی جون میں رکھے پھر بلی کی جون میں پھر چوہے کی جون میں اور پھر انسان کی جون میں لاوے مگر کتے کی جون میں وہ مارا گیا۔ حالانکہ ابھی اس کی وہ سزا پوری نہیں ہوئی تھی۔ اب آپ کہتے ہیں کہ دوبارہ وہ کسی اور جون میں پیدا ہو جائیگا۔ اور کبھی آئیندہ کتے کی جون کی سزا بھگت لیگا۔ گویا پرمیشر کی ترتیب سزا بلا فائدہ تھی اور پرمیشر کا وہ حال ہوا۔ جو کسی حکیم کا ہو اگر وہ پہلے کسی کو مسہل کرائے مگر مسہل کی حالت میں دوسرا مسہل کا الٹ کر دے۔ اور حکیم صاحب کوئی مقوی دوائی کھلا دیں اور پھر مسہل کرا دیں۔ کیا عجیب حکمت ہے۔ پس سوچ کر جواب دیا جاوے یونہی ادھر ادھر کی ہانک کر وقت کو ضائع

نہ کیا جاوے:۔

**آریہ**۔ پہلے تو ہمارے دوست نے اس بات پر زور دیا کہ عقلی جواب دیا جاوے اب کتاب کے حوالہ کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں کسی کتابی حوالہ کی کیا ضرورت ہے جبکہ یہ مشاہدہ ہے کہ بعض جانور بھی کچھ کچھ تمیز رکھتے ہیں۔ بس وہ کرم جونی بھی ہے اور بھوگ جونی بھی۔ اور دوسرے اگر کوئی جانور کرم جونی نہ بھی ہو۔ اور مقتول ہو جاوے۔ تو یہ ظاہر ہے کہ اس کے کرموں میں خود بخود فرق آگیا ہے۔ چار یا پانچ سال کی سزا بھگتنے سے اس کے کرموں کا بوجھ اس سے ہلکا ہوگیا لہذا وہ دوسری جگہ جنم لیگا۔ اب نہ اتنے ہی گناہ موجود ہیں نہ اسی ماتا کے حمل سے پیدا ہونا ضروری رہا۔ اور یہ بھی یاد رہے پیدا ہونا کوئی ظلم ہی نہیں ہے اگر دوبارہ پیدا ہو تو کیا ظلم ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہی نہیں۔ کہ جنم مرن سے ہی کوئی دکھ ہوتا ہے۔ اور جب دکھ نہیں تو ظلم ہی کیسا:۔

آپ کا یہ اصرار کرنا کہ دوبارہ اسی جون میں اسے اتنی ہی دیر رہنا پڑتا ہے۔ جتنا پہلے رہنا تھا۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ اگر ایک چور چار مہینے کی سزا بھگتنے کے بعد بھاگ جاوے تو تو دوبارہ اسے پوری سزا نہیں دیجاتی بلکہ چار مہینے کی کمی کی جاتی ہے:۔

**مسلمان**۔ اب کی دفعہ تو معاملہ ہی گاؤخورد ہوگیا۔ کیونکہ نہ پیدا ہونا دکھ ہے نہ مرنا حالانکہ سوامی دیانند جی ان کو دکھ مانتے ہیں۔ اور ضرور یہ دکھ ہے جیسے کہ تجربۃً ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ عجیب بات کہی کہ میں عقلی دلائل چاہتا تھا۔ اس لئے کتابی حوالے کی ضرورت ہی نہیں۔ چہ خوش کیا میرا یہ مطلب تھا کہ جو کچھ آپ کے دل میں آئے وہ کہئے اور کتابوں کو چھوڑ دیں اگر کتابوں میں ہو کہ کرموں کی وجہ سے ہی کوئی کسی ماتا کے حمل سے پیدا ہوتا ہے کوئی کسی ماتا کے پیٹ سے تو آپ کہیئے یہ کوئی ضروری نہیں کہ سیتا رام فلاں گھر سے ہی پیدا ہو خواہ اس کے کرم اسے اس قابل کرتے ہوں کہ وہ وہاں سے ہی پیدا ہو اور اس طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ ہندوستان ہی پیدا ہو یا انگلستان میں غرض یہ تو آپ نے خود اپنے مذہب کی مخالفت کی ہے نہ ہماری تردید:۔

آپ کی چور کی مثال بھی خوب ہے کیا چور بھاگنے سے زیادہ مجرم ہی نہیں ہوجاتا۔ اور بجائے

سال بھر کی سزا کے دو سال کی سزا نہیں پاتا۔ اور دوسرے میں نے جو مثال دی تھی ۔ اس میں کیا غلطی تھی ۔ جو دوسری مثال کی ضرورت پیش آئی ۔ کیا ایک دیوار جو آدھی بن چکنے کے بعد گرا دی جاوے دوبارہ تمام کی تمام نہیں بنائی جاتی اور وہ زخم جو آدھا اچھا ہو چکنے کے بعد دوبارہ ویسا ہی کر دیا جاوے ۔ تو پھر اتنا ہی عرصہ اصلاح کے لئے نہ لیگا۔ ضرور لیگا مگر ذمہ وار زائد سزا کا کون ہے ۔ اچھا قاتل تو مجرم ہوا سزا لیگا ۔ خدا پر تو کوئی گناہ ہی نہیں ۔ مگر مقتول کے نقصان کا کیا معاوضہ ہے ۔ پس دوبارہ پیدا ہونا محال ہے اور اصلاح کا ہونا خیال باطل ہے اور تناسخ کا فیصلہ ہو گیا۔

اب دھرم چرچا کا ٹائم گذر چکا تھا سو میں بیٹھ گیا تو لالہ صاحب نے پانچ منٹ کی اجازت لے کر پھر بولنا شروع کیا ۔ مگر وہی اناپ شناپ ۔ اور ہم ان کی تقریر کے اختتام پر چلے آئے :۔

**پیارے ناظرین** ۔ تناسخ کا ایسا گورکھ دھندا ہے کہ جس میں پڑ کر ہمارے ساجیوں کی سمجھ میں ہی فرق آگیا ہے ۔ جو دعوے کرتے ہیں ۔ عجیب دعوے ہوتے ہیں اور اس پر تعجب یہ کہ جب انہیں کے دعوے کا الٹا نتیجہ نکال کر ثابت کر دیا جائے کہ وہ دعوے باطل ہے ۔ تو مانتے ہی نہیں اور ہٹ دھرمی کی ان کی یہ نصیحت ہے کہ دشمن سے شکست کھانے کی حالت پر دم دبا کر بھاگ جانا چاہئے ۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۶۳) پر خوب عمل کرتے ہیں ۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے آریہ مہاشے اس مسئلہ کے قائل ہیں ۔ کہ ہر شخص جو پیدا ہوتا ہے ۔ وہ اپنے کرموں کے باعث ہے ۔ اور اس کا کسی خاص جون میں جنم لینا بھی کرموں کے باعث ہے ۔ اور کسی خاص جون میں مقررہ وقت تک رہنا ضروری ہے ۔ لیکن جب ان پر اعتراض کیا جاتا ہے ۔ تو پھر ان کو یہی چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ یہ صاف بات ہے ۔ کہ اگر کوئی شخص کسی جون میں گیا ہو ۔ اور وہ مقررہ سزا کے پانے سے پہلے ہی اس جون سے بذریعہ قتل رہا کر دیا جاوے ۔ تو ضروری ہے کہ دوبارہ اس جون میں جاوے کیونکہ کرم باقی ہیں ۔ اور ان کا پھل بھوگنا بھی ضروری ہے اور جب پھل کا بھوگنا ضروری ہے تو پھلوں کے بھوگنے کے تمام ذرائع کا ہونا بھی ضروری ہے ۔ وہ ذرائع مفصلہ ذیل ہیں (۱) ماں

باپ کا ہونا (۲) ماں باپ کے تمام حالات کا ہونا جن کے ماتحت اس روح نے رہنا ہے۔

اب مثال کے طور پر ایک شخص کو لے لو۔ جس کے کرم ایسے ہیں۔ کہ وہ بکری کی جون میں جاوے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس روح کے اس جون میں جانے کے لئے پہلے ایک بکری اور ایک بکرے کا ہونا لازمی اور ضروری ہے مگر جس وجہ سے ایک بکری یا بکرا پیدا ہوتا ہے وہ لازمی نہیں ہے گویا ایک لازمی امر کے لئے غیر لازمی یا اتفاقیہ امر کو شرط ٹھہراتا ہے جو صریح باطل ہے۔ خیر اب ہم مان لیتے ہیں کہ یہ شرط پہلے سے موجود ہے۔ اور جن جن حالات کی اس بکری کی جون میں جانے والی روح کو بہ سبب اپنے کرموں کے ضرورت ہے۔ وہ تمام موجود ہیں۔ اس خاص روح کے کرم اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ ایسی بکری سے پیدا ہو۔ جو کسی امیر کے گھر رہ کر اچھی اچھی اشیاء کھاتی ہو (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۴۲) اور یہ حالت میسر ہے لیکن جب وہ روح جنم لے چکی تو کسی نے اول تو اس کی ماں کو ذبح کیا اور پھر اس کے باپ کو اور پھر اس بچے کو اب یہ تو ظاہر ہے کہ اس روح کی سزا پوری نہیں ہوئی اور نہ اصلاح ہوئی جو سزا ملنے کا نتیجہ ہے۔ پھر اب کیا ہوگا؟ سو وہ یہ ہے کہ وہ ضرور ضرور اسی جون میں جاوے مگر کس جون میں جانے کے لئے باقی سب لوازمات مذکورہ بالا بھی ہونے چاہئیں لیکن وہ اب میسر نہیں ہیں۔ پھر پیدائش روح کیونکر ہوئے۔ یہ سوال ہے جس کا جواب سماج سے کچھ نہیں ملتا۔ بلکہ تناسخ کا تانا بانا ہی ادھڑ جاتا ہے۔ بس اب میں اپنے سماجی دوستوں سے ملتجی ہوں کہ وہ اس سوال کے تمام پہلوؤں کو سوچ کر تحریری جواب دیں۔ اور اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ شملے کی آریہ گھاس پارٹی بالاتفاق اس بات کی شاقی ہے۔ کہ ماس پارٹی نے اس دھرم چرچا میں کوئی جواب نہیں دیا۔ جو دیا وہ ناکافی ہے۔ بلکہ خود اپنے ہی اصولوں کے خلاف ہے ملفوظ۔

الراقم عمر الدین ۔۔۔۔ از شملہ

# انعامی اشتہار مبلغ پانچ سو روپیہ

## آریوں کے لئے انعام

تعصب کو یکطرفہ مذہبی محبت کو دور کر کے محض خدا کے ڈر کو مدّ نظر رکھکر ہمیں جواب دو۔ کہ اگر وید کلام الٰہی ہے۔ تو اس کی نیوگ والی تعلیم انسانی فطرت و کانشنس سے کیوں خلاف ہے۔ اگر کہو کہ یہ انسانی ضمیر و انسانی غیرت کے مخالف نہیں۔ تو آؤ ہم کسی غیر ملت عالم کو ثالث مقرر کر کے اس آریہ کو جو نیوگ کی تعلیم کو ایسا ثابت کر دکھاوے۔ ثالث کے فیصلہ پر مبلغ پانچ سو روپیہ نقد انعام دیتے ہیں۔ لیکن اگر نہ کرو۔ اور ہرگز نہ کر سکو گے۔ تو پھر ایسی لغویات سے جلد کنارہ کرو۔

الراقم محمد اسحاق ہاسپٹل اسسٹنٹ سٹیشن ہاسپٹل کوہون ہانگ کانگ

## آئینہ ہستی

واہ کیا ہے شان تیری اے میرے پروردگار
تیری قدرت کے ہیں صدقے تیری رحمت کے نثار

کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائیں واہ وا
باغ عالم میں تیری گلکاریاں ہیں آشکار

قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایاں کیا
ایک مشت خاک کو تو نے یہ بخشا افتخار

کیسے کیسے تو نے انساں دہر میں پیدا کئے
کوئی فاقکش۔ کوئی مفلس۔ کوئی ہے تاجدار

فقر کے جامہ میں کوئی مست ہے سرشار ہے
زیب سر کوئی ہے اک کلاہ زر نگار

تنگ اور ناچار ہے افلاس کے ہاتھوں کوئی
مال و زر رکھتا ہے کوئی پاس اپنے بے شمار

دیکھ کر نیرنگئ عالم کی حالت سربسر
ہو رہے ہیں انقلاب دہر میں ہم شرمسار

حال دنیا نے کیا ہے دل کو برسوں پائمال
گلشن ہستی میں یوں شبنم کو گریاں دیکھ کر
سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں

کیوں نہ چہرے سے ہجوم یاس و غم ہو آشکار
حضرت غالب کا پڑھتا ہوں میں مطلع بار بار
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

## کس نے؟ شراب نے

سبب دل کو دبا دیا کس نے؟ شراب نے
[illegible] نشان سے [illegible] نشاط سرور کو
[illegible] ستان کی شمع ترقی کو شام سے
[illegible] دورِ شی کے جو کہ تھے مخدوم فخر قوم
[illegible] اسلام کے [illegible]
[illegible] معشر فی
[illegible] ناز تھا
[illegible] اخلاق [illegible]
[illegible] صدمہ [illegible]
اسے [illegible] کی توقیر [illegible] کی

منہ یاس کا دکھا دیا کس نے؟ شراب نے
دارالمحن بنا دیا کس نے؟ شراب نے
افسوس ہے بجھا دیا کس نے؟ شراب نے
خادم انہیں بنا دیا کس نے؟ شراب نے
نادان انہیں بنا دیا کس نے؟ شراب نے
روبہ انہیں بنا دیا کس نے؟ شراب نے
نیچا اسے دکھا دیا کس نے؟ شراب نے
[illegible] ہند کو بنا دیا کس نے؟ شراب نے
داغ سینہ لگا دیا کس نے؟ شراب نے
دل سے اسے بھلا دیا کس نے؟ شراب نے

اثر

## اسلام کا بول بالا حاسدوں کا منہ کالا

**لاڑکانہ سے خط** آریہ بھائیوں کے واویلا سے شاید آپ کو یہ خیال ہو کہ کام کو بند کر دینا چاہئے۔ مگر نہیں۔ ہماری کسی سے نہ ضد ہے۔ اور نہ عناد۔ صرف دین محمدی کی اشاعت کرنا ہمارا کام ہے۔ جو شخص اپنی خوشی سے دین محمدی میں آ جاوے اور کلمہ توحید پڑھے ہمیں پڑھانے میں کوئی عذر نہیں۔ البتہ اتنی بات ہم آریہ بھائیوں سے کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اب پیشتر کس واسطے وہ [illegible] کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ صرف وعظ اور وعظ ہی اسکے

سید سے سنا دے اور عالون فطرت کے مطابق اصول جسکے کان میں پہنچے۔ انہوں نے دین
محمدی میں داخل ہونیکی کوشش کی بہت سے احباب کے خطوط ہمیں اس مضمون کے بھی
پہونچے ہیں کہ کام بند کر دینا چاہیئے مفتریوں نے اپنے افترا کا مزا خوب طرح چکھ لیا ہے ہم بڑے
ادب سے ان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہمیں کسی سے عداوت نہیں بغض نہیں عناد نہیں صرف
دین حق کا دکھانا منظور ہے اگر کوئی جلے تو جلتا رہے تاہم اپنے بھائیوں کی تحریروں پر خیال
کر کے ہندو صاحبان کی طرف سے بالکل خیال کو اٹھا لیتے ہیں اور اور شخصوں کو دین محمدی
میں داخل کرنے کی خوشخبری سناتے ہیں جس سے صاف طور پر ظاہر ہو جاوے کہ ہمارا کسی خاص
فرقہ سے عناد نہیں بلکہ ہمارا کام اشاعت اسلام ہے ہمنے یہ خیال کیا تھا کہ یہ لوگ بیچارے کسی نیچ
قوم کی ہونگے کیونکہ یہ بیچارے غریب لوگ ہیں اور کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں اور اپنی ملکیت کی زمینیں بھی رکھتے ہیں
اور بعض ملازم پیشہ بھی ہیں اور بعض تجارتی کا کام کرتے ہیں مگر انکی ذات اور گوت تو ہندو صاحبان کی سی
معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ قریشیوں کی اولاد معلوم ہوتی ہیں جب ہمارے ساتھ یہی معاملہ ہوا۔ پکڑ اچھو رنگلا جولاہا سبحان اللہ ہم
تو کچھ اور خیال کرتے ہیں مگر جب اصلیت پر نظر پڑتی ہے تو ٹھیک مندرجہ ذیل شعر کا نقشہ آنکھوں کے سامنے جم جاتا ہے

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش من انداز قدت را می شناسم

بیچارے اڈیٹران لوگوں نے خود درخواست کی کہ ہمیں مسلمان کیا جاوے کیونکہ اسلام سب سے عمدہ اور سچا مذہب ہے ہم نے
انکے اسلامی شوق کو دیکھکر انکی درخواست کو منظور کیا سبحان اللہ انکا مسلمان ہونا عجیب نظارہ تھا ہمنے تین دن انکی
درخواست کے مطابق انکے مختلف مواضعات میں وعدہ کیا اور انکو ہزارہا مسلمانوں اور ہندوؤں کے سامنے دین محمدی میں
داخل کیا۔ انکی دینی جوش نے ہمیں حیرت میں ڈالدیا جب انکے ننھے ننھے بچے اور مستورات مسلمان ہونے کے لئے عام
مجمع میں ہمارے سامنے آتیں اور بڑی خوشی میں ایسی عید ہوتی تھی اگر ہمارا بس چلتا ہم ان پر سوال کرتے کہ ان کی مسلمان
نصیبوں والی مسلمان ہونگی؟) جواب میں بڑی محبت بھری لہجہ میں جواب دیتی کہ حضرت ہم ضرور نصیبوں والیاں حضرت
میں ضرور ہونگی) انکے ننھے ننھے بچے جب الدین کو کلمہ توحید پڑھتے دیکھتے تو بڑی بھولی بھالی زبان سے اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ
سے لا الہ الا اللہ پڑھتے اللہ جانتا ہے انکے محبت بھرے الفاظ اور رسول کریم کی محبت نے ہمیں اور عام مسلمانوں کو
رلا دیا اور ہمارے پر ایک حالت وجد طاری ہو گئی بعض صوفی منش اس نظارہ کو دیکھکر اسقدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی عام
مجمع میں جب اسلام کا اقرار کرنے بعد کلمہ توحید پڑھتے تو مسلمانوں کی خوشی کے باغ باغ ہو جاتے۔ انکی مستورات بھی ان نے

نکاح کو گئیں انکے بزرگ گلی کوڑا ہو گئے ۔ برتنوں کا توڑنا گیا تھا ایک خاص تشبازی تھی انکی مستورات پر آج کا دن
عید کا دن تھا ان لوگوں نے پلاؤ دیگیں پکوائیں اگی فی سبیل اللہ خود کھائیں اور لوگوں کو کھلائیں ۔

سبحان اللہ یہ نظارہ قابل دید تھا خدا ان لوگوں کو ہمت و برکت دے جنہوں نے دین محمدی کو رونق بخشی
جزاہم اللہ فی الدارین خیراً ہم انکی فہرست مختصر آپکو روانہ کرتے ہیں اعدہی طرز پر روانہ کرتے ہیں ۔ جو بہت
تھوڑی تکلیف سے صحیح ہو جاویگی :-

موضع لیدہ متصل لاڑکانہ ۔ نو گھر مسلمان ہوئے جنکی تعداد ۴۴ ہے ۔
موضع غربیا " " ۴ گھر مسلمان ہوگئے ۔ جنکی تعداد ۱۸ ہے ۔
موضع تعمیدکری " " ۱ گھر " " ۶ ہے ۔

میزان ۶۸ ہوئی ۔

سابقہ میزان معدہ کس راجپوت ویری پوتری ۱۳۴۹ اتنی رحمدار ابراہیم و میزان کل ۱۴۱۷ ات
(نبی بخش از لاڑکانہ)

# نوٹس (۱)

## بنام لالہ دھرمپال

افسوس ہے کہ لالہ دہرمپال صاحب نے **اہلحدیث** تک کو اپنا رسالہ اندر نامی ریویو کے لیے ارسال فرمایا مگر اپنے قدیمی خیرخواہ اور ہمدرد دلی رسالہ **انوار الاسلام** کو یاد نہیں فرمایا ۔ امید ہے کہ لگاتار برابر **اندر مہاراج** کے درشن کراتے رہیں گے تاکہ اسپر مناسب ریویو کیا جایا کرے؟

## نوٹس (۲)

اپنے مسافر مبلغین کی خدمت میں گذارش ہے کہ ازراہ مہربانی ایک رسالہ **منشی محمد منظور الٰہی** صاحب اسسٹنٹ ماسٹر ریلوے سٹیشن مجھنڈ سندھ کے نام جاری فرما کر اسکی قیمت ہم سے وصول کریں اور ایسا ہی ایک رسالہ ماسٹر بشیر احمد صاحب بشیر مشن سکول سیتاپور کے نام جاری فرما کر قیمت ہم سے وصول کریں ۔ ایڈیٹر

(۶) ترجمہ اردو بامحاورہ از جناب شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم دہلوی جس کو تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہوئے ہیں جس کے ساتھ کا تاحال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا۔

(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی خشا کرا دیا گیا ہے

(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی روپہلی معہ بینی اسوقت ہمارے پاس چودہ سو کاپی موجود ہے۔ اور ہم نے وعدہ کیا ہے

## تمام ناظرین انوار الاسلام کو

بہت ارزاں قیمت پر

دینگے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تک طلب فرماویں ورنہ بعدہ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملے گی۔

اس وقت

قیمت مجلد معہ بینی صرف عہ

## تمام درخواستیں بنام محمد اسحاق اینڈ برادر

## شہر سیالکوٹ کے ہوں

# پیارے نبیؐ کے پیارے حالات

## جلد اول عمر

اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں
جسکو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو۔ اس
کتاب میں آنحضرت صلعم کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایسے
عجیب ڈھنگ سے لکھے ہیں کہ آجتک اسکی نظیر دنیا میں مل نہیں سکتی۔
شروع میں تمام انبیاء کے حالات مندرج ہیں۔ اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے۔ اس کتاب کو کیسا ہی
مخالف اسلام ایکدفعہ دیکھ لے تو ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت صلعم کی
نبوت کی صداقت پر گواہی دے اٹھے۔ بات بات میں آنحضرت صلعم
کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توراۃ و انجیل و زبور سے جابجا بشارات
ذکر کی گئی ہیں جو آنحضرت صلعم کے حالات سے صاف صاف مطابقت
کھاتی ہیں۔ ایک دفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ۔ سارا قرآن شریف
آپ کی سمجھ میں آجائیگا۔ بڑے بڑے علما و فضلا نے اتفاق کر لیا ہے
کہ ایسی پیاری کتاب تاحال کہیں طبع نہیں ہوئی ہر ایک مسلمان
کو اس کا منگانا فرض ہے۔ اگر پسند نہ آوے تو واپسی کا اختیار ہے
اس سے بڑھکر اسکی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے۔ حجم
۳۲۳ صفحہ کلاں * جلد دوم حجم ۲۰۲ صفحہ قیمت عہ

کل درخواستیں بنام ایڈیٹر و پروپرائیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ کے ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یا اللہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
یا اللہ

افمن شرح اللہ صدرہٗ للاسلام فھو علیٰ نور من ربہٖ

رسالہ

انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

# اسلام کی حقیقت

(سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۲۰ صفحہ ۱)
(گذشتہ اشاعت سے آگے)

(۴) جو مجھ سے توڑے اس سے جا کر جوڑوں (۵) جو مجھے محروم رکھے اس کو عطا کردوں (۶) جو مجھ پر ظلم کرے اس سے معاف کروں (۷) خاموش رہوں تو ہمیشہ قدرت الٰہی میں غور کرتا رہوں (۸) بات کروں تو ہمیشہ ذکر (یاد الٰہی میں) مصروف رہوں۔ (۹) نظر ڈالوں تو خدا کے کاموں میں عبرت سے نظر ڈالوں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں صبر عفو۔ اور برائی کے بدلے نیکی کرنے

کو افضل اور ہمت کا اعلیٰ کام بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَجَزاءُ سیّئةٍ سیّئةٌ مثلها فمن عفا واصلح فاجره علی الله ان ذالك لمن عزم الامور قانون فطرت کے رو سے تو بیشک بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے۔ لیکن جو شخص معاف کردے اور معافی سے اس کی غرض اصلاح ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے یعنی اللہ تعالےٰ اُسے بے نہایت اجر عطا فرمائیگا۔ یقیناً یہ بات بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور پھر بدسلوکی اور برائی کے بدلے نیکی اور بھلائی کی تعلیم یوں فرمائی ؛

وَلا تستوی الحسنة ولا السیئة ادفع بالتی هی احسن فاذا الذی بینك وبینه عداوة کانه ولی حمیم وما یلقها الا الذین صبروا وما یلقها الا ذو حظٍ عظیم۔ برائی اور نیکی یکساں نہیں ہے تو برائی کے بدلے ہمیشہ نیکی کیا کر اگر تو ایسا کرے گا۔ تو جس شخص اور تجھ میں بیر ہے۔ گویا وہ غمخوار دوست بن جائیگا۔ مگر یہ عادت انہیں کو نصیحت ہوتی ہے۔ جن کی طبیعت میں سہار ہے۔ اور یہ فضیلت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے خوش نصیب ہیں۔ پھر غصہ کو پی جانے اور لوگوں کو معاف کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے محسنین میں شمار فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس والله یحب المحسنین۔ غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور خدا اس قسم کے محسنین کو دوست رکھتا ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مومن کو مناسب نہیں ہے کہ دنیاوی معاملہ کے لئے اپنے مومن بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے اور صلح اور سلام کرنے میں ابتدا نہ کرے ؛

# انسان کے فرائض

انسان اگرچہ اشرف المخلوقات ہے۔ لیکن اس پر جس قدر حقوق اور فرائض ہیں اگر ان کیطرف خیال کیا جائے تو وہ ایک عجیب طرح کے شکنجہ میں کھچا ہوا ہے اس پر حق ہیں اللہ کے۔ رسول کے۔ ماں باپ کے۔ استاد کے۔ بھائی کے بہنوں کے قرابت والوں کے۔ یتیموں کے۔ مسافروں کے اور تمام بنی نوع انسان کے۔ جب تک وہ ان سب حقوق کو پوری طرح ادا نہ کرے اپنے فرائض انسانیت سے عہدہ برا نہیں ہو سکتا اور نہ اُسے اشرف المخلوقیت کا عالیشان خطاب زیب دیتا ہے +

اللہ تعالےٰ کے حق تو انسان پر یہ ہیں کہ وہ خلوص دل سے اس کی بندگی کرے اس کے سوا کسی غیر کو معبود نہ جانے۔ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھیرائے۔ خواہ قتل کیا جائے یا جلایا جائے۔ یا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جاویں خدا کے کلام پر سچے دل سے ایمان لائے اس کے حکموں کو مانے۔ منع کی ہوئی باتوں سے باز رہے۔ سارے جہان سے بڑھ کر اس سے پیار کرے۔ والذین اٰمنوا اشد حبًا للّٰہ۔ ایمان والوں کی سب سے بڑھ کر محبت اللہ ہی سے ہوتی ہے " فرائض الٰہی بجا لائے۔ نماز پڑھے۔ روزہ رکھے۔ زکوٰۃ دے۔ حج کرے۔ اور ہر وقت خدا کو یاد کرتا رہے۔ یہی انسان کا شرف اور اسی میں اس کی سعادت ہے +

اگر کوئی انسان شامت اعمال سے حقوق الٰہی کے بجا لانے میں کسی قسم کی کوتاہی بھی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ توبہ انابت تضرع اور استغفار سے اپنے حقوق اس کو بخش سکتا ہے۔ لیکن حقوق العباد میں اللہ تعالےٰ کا یہ قانون ہے۔ کہ جب تک وے لوگ معاف نہ کریں جنکے حقوق تلف کئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا سو واقعی یہ بڑے خطرے کا مقام ہے۔ اور اس سے ہر ایک انسان کو حقوق العباد سے واقف ہونا۔ اور ان کا بجا لانا نہایت اعلےٰ درجہ کا فرض ہے۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فاٰت ذا القربیٰ حقہ والمسکین و

وابن السبیل ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللہ واولئک ھم المفلحون۔ تو قرابت والوں کا حق دے اور مسکین مسافروں کا حق ادا کر۔ یہ ان لوگوں کے لئے جو خدا کی رضامندی کے طالب ہیں بہت بہتر ہے۔ اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے حق اللہ و حق العباد کا یک جا ذکر فرمایا ہے واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئًا وبالوالدین احسانًا وبذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالًا فخورًا ہ الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اٰتاھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکٰفرین عذابًا مہینًا (نساء ع ۶) اور اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک عبادت نہ کرو۔ ماں باپ سے نیکی کرو اور قرابت والوں۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی ہم صحبت اور مسافر سے اُن لوگوں سے جو تمہارے زیر حکم ہیں۔ خوش سلوکی اور احسان سے پیش آؤ۔ خدا کو کوئی شیخی مار متکبر پسند نہیں آتا۔ (جو شیخی اور تکبر میں آ کر حق الناس ادا نہیں کرتا) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں (اور روپیہ خرچ کر کے حق العباد ادا نہیں کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دے رہے ہیں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنے فضل سے عطا کیا ہے۔ اُسے چھپاتے ہیں ہم نے ایسے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تعبدون الا اللہ وبالوالدین احسانًا وذی القربیٰ والیتٰمیٰ والمسٰکین وابن السبیل وقولوا للناس حسنًا۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔ ماں باپ۔ قرابت والوں۔ یتیموں اور مسافروں سے نیکی کرو اور تمام لوگوں سے بھلی بات کرو۔

اور سورہ بقرہ رکوع ۲۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب کوئی پورب اور پچھم کی طرف ہی منہ کرنا نیکی نہیں ہے بلکہ

حقیقی نیکی وہ ہے جو خدا اور روز جزا اللہ کے فرشتوں آسمانی کتابوں اور
نبیوں پر ایمان لائے اور باوجودیکہ ہر طرح خود بھی ضرورت رکھتے ہوں۔ محض
رضائے الٰہی کے لئے قرابتیوں۔ یتیموں۔ مسکینوں۔ مسافروں۔ سوالیوں۔
اور گردن آزاد کرنے میں روپیہ صرف کریں۔ اور نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ دیں جب
عہد کریں تو اس عہد کو پورا کریں۔ تنگی اور تکلیف اور خوف کی حالت میں صبر
کریں۔ یہی لوگ راستباز اور یہی لوگ متقی ہیں۔
چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں اور جناب رسول خدا صلعم نے اپنی
احادیث متبرکہ میں حقوق العباد پر کمال زور دیا ہے۔ اسی لئے ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اور رسول ؐ نے جو بندوں کے حقوق بیان فرمائے ہیں۔ اُن
میں سے کسی قدر اختصار کے ساتھ بیان کئے جائیں۔ سب سے پہلے خدا کے
حقوق بیان کئے جاتے ہیں۔ اور اُس کے بعد رسول صحابہ۔ علمائے دین والدین
وغیرہ سب کے حقوق مفصل بیان کئے جائینگے۔

# اللہ تعالیٰ کا حق

اگر کوئی شخص تھوڑا سا احسان دوسرے کے حق میں کرے تو وہ کس قدر احسان
اُس کا مانتا ہے۔ اور اُس کو ہر وقت یاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کی
کوئی حد نہیں اُس نے انسان کی پیدائش سے پیشتر ہی زمین کا سا فرش
اُس کی بود و باش کے لئے بچھایا۔ آسمان کو اُسکے لئے ایک سقف نورہی
بنایا۔ سورج کو سورج کا لیمپ جگایا۔ رات کو چاند کا سا چراغ چمکایا۔ آسمان سے
زمین پر مینہ برسایا۔ قسم قسم کی سبزی اور غلہ اُگایا۔ اور وہ وہ کچھ عطا فرمایا کہ
انسان اُسکے شمار کرنے سے قاصر ہے۔ وان تعدوا نعمت اللّٰہ لا تحصوہا
انسان اپنی ذات کی طرف ہی غور کرے تو اپنے آپکو سراسر احسان

کا پتلا پائے گا۔ انسان کی اصلیت کیا ہے؟ ایک حقیر پانی کی بوند جس کے دیکھنے سے بھی نفرت آتی ہے پھر قدرت الٰہیہ نے ایک بوند سے کیا سے کیا بنا دیا۔ ماں کے پیٹ میں یہ بوند جا کر خون بن گئی۔ اور اس کے اثر نے حیض کے خون کو اپنی جانب کھینچنا شروع کیا۔ وہ خون رحم میں جمع ہونے لگا۔ اور جمع ہونے کے بعد اس میں غلظت آگئی۔ غلیظ ہو کر ہڈیاں گوشت کے ساتھ بننی شروع ہوئیں اور ایک ہی چیز نہیں بلکہ عجیب حکمت اور صناعی سے صدہا چیزیں اپنے اپنے موقعہ پر اُسی نطفہ اور خون حیض سے بننی شروع ہو گئیں۔ جن سے دیکھنے والے کو نہایت ہی تعجب پیدا ہوتا ہے۔

وہی مرد اور عورت کا خون ہے۔ جس سے ہڈیاں علیحدہ بن رہی ہیں۔ بال علیحدہ۔ دانت۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ پاؤں۔ سر۔ ناخن وغیرہ۔ اعضا ظاہری اور دل جگر۔ دماغ وغیرہ اعضا اندرونی علیحدہ علیحدہ بن رہے ہیں۔ جن میں سے ایک کی شرح کے لئے دفتر چاہئے۔ اور پھر کس قدر جلد کے تو مہینے کے اندر یہ مضغہ گوشت اچھی طرح سے بن سنور کر رحم کے دم میں سلامتی کے ساتھ صاف ستھرا عالم شہود میں جلوہ گر ہو گیا۔

| | |
|---|---|
| الحمد لواھب العطایا | جس نے ہمیں آدمی بنایا |
| والشکر لصانع البریہ | اس شور نے کیا مزہ چکھایا |

یا تو یہ حالت تھی کہ اس کی اصلیت کو کوئی دیکھ بھی نہ سکتا تھا۔ یا اب یہ کیفیت ہے کہ گود میں لیتے ہیں چومتے ہیں۔ چاٹتے ہیں۔ آنکھوں سے لگاتے ہیں۔ اور سب پیار کرتے ہیں ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین ۔ ثم جعلنہ نطفۃ فی قرار مکین ۔ ثم خلقنا النطفۃ علقۃ فخلقنا العلقۃ مضغۃ فخلقنا المضغۃ عظاما فکسونا العظام لحما ۔ ثم انشانٰہ خلقا اخر فتبارک اللہ احسن الخالقین ۔

سبحان اللہ انسان کی اصلیت کیا تھی اور پھر کیا سے کیا بن گیا۔ یہ اللہ

تعالیٰ کی کمال رحمت کا نشان ہے جس میں انسانی عقل بالکل حیران ہے۔
پس ایسا خدا جس نے انسان کو نابود سے اس طرح بود کیا اور اُسے تمام اعضاء
جوارح عطا فرما کے سب مایحتاج مہیا فرمایا کس قدر شکریہ کے لائق ہے۔ اب کون
اُس کا شکریہ ادا کرسکتا ہے؟

عطائے است ہر موئے زد برتنم چگونہ بہ ہر موئے شکرے کنم
از دست وزبان کہ بر آید کز عہدہ شکرش بدر آید

بیشک وہ خدا تعالیٰ ایسا ہی مربی و محسن ہے کہ اُس کے احسانات کا
کوئی شخص ایک شمہ بھی بیان نہیں کرسکتا۔ اُس کے شمار کا حق ذرہ بھی ادا
نہیں کیا جاسکتا لیکن تو بھی انسان کا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اُس کا شکریہ
ادا کرے۔ اُس کے احسانات کا دم بھرے ہر وقت تمام اعضاء جوارح کو
اُس کی اطاعت میں لگائے رکھے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا
ہے کہ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ ان اشکر اللہ ہم نے لقمان کو حکمت عطاء
فرمائی۔ وہ یہ تھی کہ اللہ کا شکر ادا کرو۔

واقعی تمام حکمت اور تمام دانش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے۔
اللہ تعالیٰ کا شکر کیا ہے؟ دل زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں اور تمام اعضاء کو اللہ تعالےٰ
ہی کی مرضیات میں اُس کے ارشاد کے موافق لگا دینا۔ اور اپنے جسم و جان
کو اسی کے حوالہ کر دینا یہی امانت الٰھی ہے جس کے اُٹھانے کے لئے
انسان مخلوق ہوا۔ یہی امانت تھی جسے آسمان نہ اُٹھا سکے۔ زمین نہ اُٹھا سکی
پہاڑ نہ اُٹھا سکے۔ مگر انسان نے اُٹھا لیا۔ انہ کان ظلوما جھولا انسان
ہی کی فطرت ایسی تھی کہ وہ نفس پر ظلم کرسکے۔ ریاضات شاقہ و عبادات عظیمہ
کا بوجھ اُٹھا سکے۔ اور محبت الٰھی میں خدا کے ماسوائے ہر شئے کا نقش دل کر
محو کر دے۔ اور ماسوائے اللہ سے بکلی جاہل بن جائے۔
اسی امانت آلہی کا دوسرا نام اسلام ہے یعنے اللہ تعالیٰ کے آگے سر تسلیم

جھکا دینا اور اپنے جسم و جان اور تمام اعضاء کو اُس کے حوالہ کردینا۔ وہ
اُس کی مرضی کے مطابق اُس کی راہیں لگا دینا۔ یہی اسلام یعنے انسان کا
فرض منصبی (ڈیوٹی) ہے۔ جس کے یاد دلانے اور ادا کرنے کے لئے تمام
انبیا و مرسلین مبعوث ہوئے۔ آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔ اور ہدایت
کا سلسلہ جاری ہوا۔ ہر ایک شخص کو مناسب ہے کہ وہ دوسری راہیں چھوڑ کر
جادہ مستقیم اسلام پر قایم ہو جاوے۔ اور خدا تعلے کے ساتھ اپنی جان
مال۔ اولاد اور ہر شے سے بڑھ کر محبت کرے۔

والذین امنوا اشد حبا للہ۔ مومنوں کی محبت سب سے بڑھ چڑھ کر۔ اللہ
ہی کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور خلوص دل سے اُس کی اطاعت کرتے ہیں
(مخلصین لہ الدین) مومن اور پاکباز لوگ سچے دل سے اُسی کی عبادت
کرتے ہیں اور اُن کا ہر ایک قول و فعل اور حرکت اللہ ہی کے لئے ہے
فقط والسلام علے من اتبع الھدیٰ

# رسول کا حق

چونکہ خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کی ٹھیک ٹھاک پہچان اور خدا تعالیٰ کی
خوشنودی کی راہ پیغمبروں کی وساطت کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور انبیاء
لوگ روح کی اصلاح اور تربیت کرنے والے اور ابدی زندگی کی راہ دکھانے
والے ہیں اس لئے جسقدر اُن کا احسان دنیا پر ہے۔ اور کسی فرد بشر کا نہیں
ہر ایک مومن پر واجب ہے کہ وہ صدق دل سے انبیاء پر ایمان لائے۔ اُن کی
احسانات کا تہ دل سے اعتراف کرے اور اُن کی بزرگی اور عظمت کو مانے
اور جب کبھی کسی نبی کا نام آئے نام سنتے ہی علیہ السلام کہہ دے +
سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے باقی آئندہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چھیڑ چھاڑ [?] نمبر ۱

چونکہ نوزائیدہ پنتھ کے فدائی یعنے ہمارے دیانندی بھائی عموماً محدود واقفیت رکھتے ہیں اس لئے فوارہ کی طرح ایک ڈیڑھ چلو پانی ہی ہیں جو وہ اچھلتے پھرتے ہیں۔ جو ... چھیڑ چھاڑ جسکو دیکھا اسی پر اعتراضوں کی بوچھاڑ۔ غرض اتنی سی جان پر ڈیڑھ گز کی زبان کی پھبتی کچھ انہیں پر ٹھیک اترتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کے ساتھ جو وقتاً فوقتاً ہمارے مکالمات ہوتے رہے ہیں۔ ان کو مختصر تحریر میں لا کر ناظرین انوار الاسلام کے ... دلچسپی بنائیں

**آریہ مت** یار تمہارے دھرم میں یہ بڑی خرابی ہے کہ اس میں ماس کھانا فرض ہے۔

**اینجانب** اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر تو کوئی قباحت نہ ہوگی نہ؟

**آریہ مت** تو کیا آپ کے مذہب میں گوشت خوری ضروری نہیں ہے۔

**اینجانب** نہیں جسکو مضر ہو وہ نہ کھائے ہمارا مذہب زبردستی تو کسی کے حلق میں ٹھونسنا نہیں پھرتا۔

**آریہ مت** پھر تم لوگ مت کھایا کرو۔

**اینجانب** کیوں نہ کھایا کریں۔

**آریہ مت** اس لئے کہ یہ صریح ظلم ہے۔ کہ ایک جاندار چیز کو جو ہماری طرح دکھ سکھ محسوس کر سکتی ہو۔ محض اپنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے واسطے ذبح کر ڈالا جائے اس بچاری کی بوٹی بوٹی جدا کر دیجائے۔ اور اس کے تڑپنے اور تلملانے پر بھی رحم نہ کھایا جائے کیا اس میں تمہاری طرح زندگی کی خواہش نہیں ہے۔ یہ جانور دودھ وغیرہ اچھی اچھی چیزوں سے تمہاری خاطر کرتے ہیں اور تم ان کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے

ع آنچہ برخود نپسندی بر دگراں مپسند

**اینجانب** آپ نے ماشاء اللہ حق وکالت تو خوب ادا کیا۔ مگر اس کو کیا جائے کہ بعینہٖ یہی اعتراض آپ پر عائد ہوتا ہے۔ دیکھئے! ابھی چند بچاری مولیاں سرسبز وشاداب کھیت کے درمیان کس تروتازگی کے عالم میں ہمارے سامنے لہلہا رہی تھیں۔ اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک شور بیر آریہ بندھو نے دیکھئے! کس بیدردی سے ان معصوموں کو ان کی بھومی ماتا کی گود سے کھینچ لیا۔ پھر ان کی نازک کھال اتاری اور کاٹ کاٹ کر سب کی سب ہڑپ کر گئے۔ اور اب کس مزے سے ڈکاریں لے لے کر ہوا خراب کرتے پھرتے ہیں۔ کیا انہوں نے صرف اپنی نفس پروری کے لئے یہ کھلم کھلا ستم نہیں ڈھایا۔ کیا ان مظلوموں کو وہ امن وچین کی حالت جو ایک گھڑی پہلے ان پر تھی دو بھر معلوم ہوتی تھی۔ کیا ان میں اپنی طبعی عمر تک پہنچنے کی خواہش نہیں تھی کیا یہ نباتات ہمارے لئے تصفیہ ہوا وغیرہ خدمات انجام نہیں دیتیں۔ مگر افسوس تم نے ان خدمتوں کا یہ اجر دیا۔ وقس علےٰ ہذا البواقی۔

**آریہ متر**۔ واہ جی! یہ بھی کوئی جواب ہے۔ یہ تو منہ چڑانا ہے۔ مولیوں کی طرف سے دکھڑا تو تم نے بھی خوب رو دیا۔ مگر افسوس کہ الزامی جواب دینے کے شوق نے اتنی بھی ہوش نہ رہنے دی کہ نباتات تو رنج وراحت کو محسوس ہی نہیں کر سکتیں۔ سچ ہے

حب الشئی یعمی ویصم

**اینجانب**۔ مہربانی فرما کر پہلے ہماری دو باتیں آرام سے سن لیجئے پھر جو جی چاہے کہہ لیں۔ **شعر**۔

وہ دو باتیں اگر سن لیں تو ہم سو گالیاں سہہ لیں

ہمیں مطلب ہے مطلب سے وہ جو چاہیں کہہ لیں

**آریہ متر**۔ اچھا کہئے کہئے بہت شعر بازی نہ کیجئے۔

**اینجانب**۔ حق گو کڑوا ہو۔ مگر اس کے اظہار میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ اور چونکہ یہ عرض معروض محض نیک نیتی اور اظہار حق کی بنا پر ہے۔ لہٰذا امید ہے کہ آپ بھی گستاخی پر محمول نہیں فرمائینگے۔ میرے عزیز دوست! در حقیقت آپ لوگوں میں اگر

تک اپنے مذہبی عقائد پر وچار کرنے کا مادہ ہی پیدا نہیں ہوا۔ آپ حضرات نے فقط اسی قدر اپنا مذہبی فرض سمجھ رکھا ہے۔ کہ چند اوٹ پٹانگ اعتراضات کا مجموعہ جو چند مہاشاؤں نے آپکے ہاتھوں میں دیدیا ہے۔ اسکو ازبر کرلیا۔ اور ہر ایک فرقہ کے بزرگان دین کی شان میں جوجی چاہا کہدیا۔ حالانکہ کئی دفعہ صرف اس بدزبانی کی وجہ سے سزائیں بھی پائیں۔ مگر اب تک ہوش نہ آئی ؎

گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر
کی بات جس سے اس نے شکایت ضرور کی

بھلا دیکھئے تو۔ آپ کا یہ ارشاد۔ کہ نباتات تو رنج و راحت کو محسوس ہی نہیں کر سکتیں،، رشی کے اصولوں کے کس قدر و رُدھ ہے۔

**آریہ منتر**۔ رشی نے کہاں ایسا لکھا ہے۔ کہ کر سکتی ہیں۔

**اسلامی جواب**۔ یہی تو آپ کے قلت تدبر کی دلیل ہے۔ دیکھئے سوامی جی مہاراج اس منتر کا کیا ترجمہ فرماتے ہیں۔

द्वासुपर्णा सयुजा सखाया समानं वृक्षं परिषस्वजाते।
तयोरन्यः पिप्पलं स्वाद्वत्त्यनश्नन्नन्यो अभिचाकशीति॥ ऋ० म० १। सू० १६४। मं० १०

جو پرمیشور اور جیو دونوں ذی شعور اور جن میں پرورش کرنا وغیرہ صفات یکساں ہیں اور جن میں باہم محیط و محاط کا تعلق ہے اور جو باہم مانوس اور قدیم اور ازلی ہیں۔ ویسے ہی (ورکش) درخت مشتمل بر جڑین بصورت ازلی علت اور شاخیں بصورت معلول یعنی جو حالت کثیف میں آکر پھر پرے ہیں ذروں میں بن جاتا ہے تیسری ازلی شے ہے۔ ان تینوں کے اوصاف افعال اور عادات بھی ازلی ہیں۔ جیو اور پرمیشور ان دونوں میں سے ایک یعنی جیو اس درخت کائنات میں پاپ اور پن کے پھل کو اچھی طرح بھوگتا ہے۔ اور دوسرا یعنی پرماتما اعمال کے پھل کو نہیں بھوگتا۔ اور چاروں

طریقے یعنی اندر باہر سب جگہ جلوہ گر ہے"

جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ جیو مع اپنے گن کرم سبھاؤ کے انادی ہے اور یہ تو آپ مانتے ہی ہیں۔ کہ نباتات وغیرہ میں بھی ایک ایسی ہی روح ہے جیسی ہمارے تمہارے جسموں میں ہے۔ کیونکہ انسان ہی اپنی بدکرداری کی وجہ سے یہ مختلف جونیں بھوگ رہا ہے۔ تو نتیجہ صاف ہے۔ کہ روح خواہ پیکر انسانی میں رہے خواہ نباتات یا حیوانی اجسام میں کسی صورت میں بھی اسکے صفات خواص اور افعال اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ سب آثار اس کے ذاتی ہیں۔ عطائے غیر و مستعار نہیں۔ تو اب فرمائیے کہ جب کسی مہاتما پرش کی روح ایک مولی کا روپ دھار کر دنیا کی سٹیج پر نمودار ہوگی تو علم و شعور وغیرہ جو اسکی ذاتی صفتیں ہیں۔ اس سے کس طرح منفک اور جدا ہو جائینگی اور شعور و احساس کے ہوتے ہوئے بھی رنج و راحت کا ادراک نہ ہونا ایک ایسا دعوےٰ ہے جو نہ دھرا جائے نہ اُٹھایا جائے۔

**آریہ مستر**۔ اجی آپ تو خواہ مخواہ کی کج بحثی کر رہے ہیں۔ صاف بات ہے۔ کہ چونکہ روح کا نظام عصبی اور جسمانی ہی ایسی وضع پر نہیں ہوتا۔ کہ مکمل طور پر دُکھ سُکھ معلوم کر سکیں۔ لہذا نہیں کر سکتیں۔ جیسے اس وقت نیند کی حالت میں پڑ سکے ہے۔

**اینجانب**۔ جائے استاد خالی است۔ ماشاء اللہ بہ صنعت ذی الجوانبین جناب نے ہی خوب فرمایا کہ ایک ہی بات میں ادھر تو بندہ نے اپنے اعتراض کا جواب پا لیا اور ادھر کسی نے صحت کو بھی جواب مل گیا۔ مصرع: چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ واقعی آپ کی جودت طبیعت کے صدقے ہے۔ فنون بلاغت میں یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

لالہ جی! پہلے تو یہ فرمائیے۔ کہ جیو۔ ان نباتات وغیرہ کی جونوں میں سزا بھگتنے کے لئے جاتا ہے یا آرام فرمانے کیواسطے۔ اور جب علم و شعور ادراک کے قدیم اور ذاتی خواص ٹھہرے۔ تو پھر یہ بے علمی و بےشعوری چہ معنی دارد۔ مصرع: من ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔ اور وید منتر " اور سوامی جی مہاراج کی الفا

(ترجمہ) کا پرمان جو بندہ نے ابھی عرض کیا ہے۔ باآواز بلند پکار رہا ہے۔ کہ پاپ اور پن کے پھلوں کو بھوگنے والی اور ذی شعور ہستی جیو ہے۔ اور مادہ کیول ایک جڑ پدارتھ ہے۔ جس میں کسی پرکار کا احساس نہیں ہے۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ نظام اعصابی اور جیو یعنی روح دونوں مل کر چیتن ذی شعور ہیں۔ اگر اس مضمون کا کوئی منتر آپ کو مل بھی گیا۔ تو یاد رہے۔ کہ وہ منتر منتر مذکور کے بالکل ورُدھ (مخالف) ہوگا۔

**آریہ مبشر**۔ افسوس ہے۔ کہ آپ نے تحقیقی جواب تو ایک بھی نہ دیا۔ الزامی جواب دے کر ہم سے تو عہدہ برآ ہوگئے۔ مگر اس جواب سے اس شخص کی کیا تسلی ہو سکتی ہے۔ جو آواگون کا قایل ہی نہ ہو ؎

زورِ آریش مے رود باما	باخداوند غیب داں نرود	باقی آئندہ

**عبدالحق عباس طالبعلم از بستی دانشمنداں۔ جالندھر**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# عدم نجات مذہب پولوسی

اے عیسائی صاحبان آپ کی نجات صرف مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے ہوگی۔ یا اعمال حسنہ مندرجہ بائبل کے بجا لانے سے۔ یا کفارے اور اعمال حسنہ کے اجتماع سے۔ اگر عیسائی صاحبان فرمائیں کہ محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے سے اور بدوں اعمال صالح کے نجات حاصل ہو سکتی ہے جیسا کہ پولوس صاحب اپنے خط رومیون باب ۳ آیت ۲۸ میں فرماتے ہیں کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہر سکتا ہے۔ انتہٰے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو حضرت یعقوب حواری اپنے خط کے باب ۲ آیت ۲۴ میں فرماتے ہیں کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھہر جاتا ہے۔ صرف ایمان سے نہیں۔ دیکھئے حضرت پولوس کے نزدیک مجرد ایمان سے آدمی راستباز ہو سکتا ہے۔ یعنی نجات حاصل کر سکتا ہے۔ برخلاف پولوس کے حضرت یعقوب حواری فرماتے ہیں۔ کہ محض ایمان سے راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایمان کے ساتھ اعمال حسنہ کا ہونا ضروری ہے۔ اب دونوں صاحبان سے کس کا اعتبار کیا جاوے اور کس کی تکذیب کریں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ دو قول متضاد میں سے صرف ایک ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر محض مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدوں اعمال حسنہ کے نجات ہونی تسلیم کیجاوے تو بائیبل کی یہ تعلیم کہ جس میں اعمال حسنہ کی تاکید شدید پائی جاتی ہے جتنے کہ اعمال نیک ہی پر نجات کا انحصار ٹھہرایا ہے۔ قائلین کفارے کا تعلیم اعمال حسنہ کو نظر انداز کرنا درحقیقت بائیبل کا اعتبار کھونا ہے۔ دیکھئے انجیل متی باب ۱۶ آیت ۲۷ کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھ آویگا تب ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دیگا۔ پھر خط رومیوں باب ۲ آیت ۶۔ وہ ہر ایک کو اس کے کاموں کے موافق بدلہ دیگا۔ اور خط یعقوب حواری باب ۲ آیت ۲۰ پر اے واہی آدمی کب تجھ کو معلوم ہوگا کہ ایمان بے اعمال مردہ ہے کہ ہمارا باپ ابرہام اعمال سے راستباز نہیں ٹھہرایا گیا۔ جس وقت اس نے اپنے بیٹے اسحاق کو قربانگاہ پر چڑھایا تو دیکھتا ہے کہ ایمان نے اس کے اعمال کے ساتھ کام کیا اور اعمال سے ایمان کامل ہوا۔ اور وہ نوشتہ پورا ہوا جو کہتا ہے۔ ابرہام خدا پر ایمان لایا اور یہ اس کے لئے راستبازی گنی گئی۔ اور وہ خلیل اللہ کہلایا۔ تم دیکھتے ہو کہ آدمی اعمال سے راستباز ٹھہرایا جاتا ہے صرف ایمان سے نہیں۔ اسی طرح راحب بھی جو فاحشہ تھی۔ جب اس نے جاسوسوں کی مہمانی کی اور انہیں دوسری راہ سے باہر کر دیا۔ کیا اعمال سے راستباز نہ ٹھہری۔ پس جیسا بدن بے روح مردہ ہے

ویسا ہی ایمان بھی بے اعمال مردہ ہے۔ اور کتاب مکاشفات باب ۲۰ آیت ۱۲
پھر میں نے دیکھا۔ کہ مردے کیا چھوٹے کیا بڑے خدا کے حضور کھڑے ہیں۔ اور
کتابیں کھولی گئیں۔ اور ایک دوسری کتاب جو زندگی کی ہے۔ کھولی گئی۔ اور
مردوں کی عدالت جس طرح سے ان کتابوں میں لکھا تھا۔ ان کے اعمال کے مطابق
کی گئی۔ اور کتاب ایضاً باب ۲۲ آیت ۱۴ مبارک وے ہیں۔ جو اس کے
حکموں پر عمل کرتے ہیں۔ تاکہ زندگی کے درخت پر اُن کا اختیار ہو اور وے ان
دروازوں سے شہر یعنی بہشت میں داخل ہوویں۔ علاوہ ان حوالہ جات کے
اور بھی اس قسم کے حوالہ بائیبل میں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً یرمیاہ باب ۱۷
آیت ۱۰۔ ایضاً باب ۲۵ آیت ۱۴۔ ایضاً باب ۳۲ آیت ۱۹۔ اور زبور
۶۲ آیت ۱۲۔ اور اول سموئیل باب ۲ آیت ۳۔ خوبی یہ کہ سموئیل میں اعمال
کا وزن کرنا بھی لکھا ہے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان مقامات مذکورہ بالا
سے بخوبی معلوم ہوگیا۔ کہ روز حشر میں جزا اور سزا ہر ایک شخص کو اس کے اعمال مطابق
ہوگی نیکوکار خدا سے جزا پائینگے۔ یعنی نجات ابدی کے وارث ہوں گے۔ اور
بدکردار سزا پائینگے۔ چنانچہ انجیل لوقا باب ۱۶ آیت ۱۹ سے ۲۶ تک میں جو ذکر لعازر
اور دولتمند کا مندرج ہے۔ اس ہمارے بیان پر شاہد ہے۔ جائے غور ہے۔ کہ
جب اعمال حسنہ کے باعث نجات ابدی کا حاصل ہونا اور بداعمالیوں کے بدلہ میں
عذاب میں گرفتار ہونا الہیٰ قانون سے ثابت ہوچکا تو کیا مسیح کا کفارہ الہیٰ قانون کو
توڑکر ان تعلیمات کی جن میں عملوں پر جزا و سزا کا انحصار ٹھیرایا گیا ہے۔ باطل و عاطل
کردیگا۔ اور خوبی یہ کہ بدوں اعمال صالحہ مطلق ایمان کو حضرت یعقوب حواری مردہ
قرار دے چکے ہیں۔ کیا مردہ ایمان الہیٰ اٹل قانون کو توڑ سکتا ہے۔ حاصل مطلب
اعمال نیک و بد پر جزا و سزا کا منحصر ہونا جو خداوندی قانون سے ثابت ہوچکا ہے
بمفت کی نجات جس کا قیام مسیح کے کفارے پر ایمان لانے اور بدوں اعمال
حسنہ کے عیسائی خیال کرتے ہیں۔ سراسر متضاد اور صریح خلاف ہے۔ اور یہ بات

فیصلہ شدہ ہے۔ کہ دو امر متضاد میں سے صرف ایک ہی امر صحیح ہو سکتا ہے۔ لا۔ محالہ یا تو مفت کی نجات جو مجرد ایمان بدون اعمال صالحہ کے تجویز کی گئی ہے۔ باطل ٹھیرے گی۔ یا اعمال حسنہ پر جزا اور سزا مقرر ہونا غلط متصور ہوگا۔

ہاں اگر کسی عیسائی کے دل میں یہ خیال گذرے۔ کہ کوئی بنی آدم تمام احکام الٰہی مندرجہ بائیبل پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ حضرت پولوس کا قول ہے۔ کوئی نیکوکار نہیں ایک بھی نہیں۔ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ اس قاصد خیال مذکورہ بالا کے متعدد جواب ہیں۔ پہلا جواب پولوس کے خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی فرد بشر نیکوکار ہو ہی نہیں سکتا۔ اور بشری طاقت سے بالاتر اور غیر ممکن ہے۔ کہ کلی احکام الٰہی پر عمل ہو سکے۔ خلاف اس خیال خام کے حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵ آیت ۳ میں فرماتے ہیں۔ کیونکہ خدا کی محبت یہ ہے۔ کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں۔ اور اس کے حکم بھاری نہیں یعنی شریعت الٰہی پر عمل کرنا غیر ممکن بات نہیں بلکہ ممکن ہے۔ جواب دوم تمام افراد انسانی میں سے کوئی فرد کلی احکام مندرجہ بائیبل پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں۔ شق اول اگر کر سکتا ہے۔ تو جو بندگان خدا الٰہی قانون پر کلیتہً عمل کر سکتے ہیں۔ ان کے نجات یافتہ ہونے پر کلام ہی کیا ہے۔ شق دوم۔ اگر کہو کہ تمام بنی نوع انسان میں سے کلی احکام الٰہی پر عمل کر ہی نہیں سکتا تو اس پر کہا جا سکتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کو یہ تکلیف مالایطاق کیوں دی۔ انسانی قوت سے بالاتر تکلیف دینی خدا کی ذات مقدس سے بعید ہے۔ اور نیز حضرت یوحنا حواری کے فرمان مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵۔ آیت ۳ کے بھی صریح خلاف ہے۔ جواب سوم۔ احکام الٰہی کلی مندرجہ بائیبل پر عمل کرنا صرف امر موہوم ہی نہیں۔ بلکہ بعض بندگان خدا کا بے عیب و بے قصور احکام الٰہی کا بجا لانا بائیبل سے بخوبی ثابت ہے اور نیز بعض پاک بندوں کا مس شیطانی سے محفوظ رہنا اور ان کی معصومی بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت یوحنا حواری اپنے خط اول باب ۵۔ آیت ۱۸ میں فرماتے

میں۔ ہم جانتے ہیں جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا بلکہ وہ جو خدا سے
پیدا ہوا ہے اپنی حفاظت کرتا ہے اور وہ شریر یعنی شیطان اس کو نہیں چھوتا۔ خدا
سے پیدا ہونے کے یہ معنی ہیں کہ انسان کے حکم آسمانی سفلی حالت سے ترقی دے کر مراتب
علیا پر ممتاز کرنا ہے اور روحانی پیدائش بھی کہتے ہیں اسی مقربین اللہ کی وجہ سے کہ وہ
پاک بندوں کو بشیر دینی کے خطاب سے پکارا جاتا ہے۔ یہ پاک بندے بموجب نصّ
بقول حضرت یوحنا حواری کے ہم سے یا شیطان یعنی اغوائے شیطان سے محفوظ کئے جاتے
ہیں اور نہ گناہ کی وجہ سے معصوم مانے جاتے ہیں اور حضرت یوحنا حواری یہ بھی فرماتے
ہیں کہ جو گناہ کرتا ہے وہ شیطان کا ہے دیکھو خط اول یوحنا باب ۳ آیت ۸ اگر بموجب
قول پولوس مندرجہ خط رومیوں باب ۳ آیت ۱۲ کے صرف چند منٹ کے لیے ہم تسلیم
کرلیں کہ تمام بنی آدم گنہگار ہیں۔ ایک بھی نیکوکار نہیں اور حضرت یوحنا حواری گنہگاروں
اور بدکرداروں کو گروہ شیطانی فرماتے ہیں۔ اب حضرات عیسائی صاحبان کو اس
امر کے تسلیم کرنے میں کوئی چارہ نہیں کہ تمام بنی نوع انسان جن میں انبیاء کرام اور حواریین
بھی داخل ہیں۔ گروہ شیطانی ثابت ہوئے۔ اس تسلیم کے بعد اول تو عیسائیوں کو
پیشینگوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ عورت کی نسل سے پیدا ہونے والا
شیطان کا سر کچلے گا۔ یعنی شیطان کو مغلوب کر کے بندگان خدا کو اس کے قبضہ سے
آزاد کردیگا غلط ٹھہرانی پڑیگی۔ دوم حضرت یوحنا حواری کا فرمانا کہ جو خدا سے پیدا ہوا
ہے وہ گناہ نہیں کرتا اور نہ شیطان اس کو چھو سکتا ہے اس کی بھی تکذیب ہوتی
ہے۔ ہمارے نزدیک بہتر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرات عیسائی صاحبان نہ تو
پیشینگوئی مندرجہ کتاب پیدائش باب ۳ کو غلط ثابت ہونے دیں اور نہ حضرت
یوحنا کے قول مندرجہ خط اول یوحنا باب ۵ آیت ۱۸ کی تکذیب کریں۔ سب سے
اچھی اور عمدہ یہی بات ہے۔ کہ حضرت پولوس کے قول مندرجہ خط رومیوں باب ۳
آیت ۱۲ ہی کو غلط ٹھہرا دیا جاوے اور پولوس کی غلط بیانی پر ہم ایک اور شہادت
انجیلی پیش کرتے ہیں۔ دیکھو انجیل لوقا باب اول آیت ۵ یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس

کے دنوں میں ابیاہ کے پاریداروں میں سے ذکریا نامی ایک کاہن تھا اس کی جورو ہارون کی بیٹیوں میں سے تھی اور اس کا نام الیبات تھا وے دونوں خدا کے حضور راستباز اور خدا کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔ کیوں حضرات عیسائی صاحبان خداوند تعالیٰ جلشانہ کے کلی احکاموں اور قانونوں پر بے عیب و بے قصور عمل کرنا حضرت ذکریا علیہ السلام کا معہ اپنی بیوی صاحبہ کے انجیل ہی سے ثابت ہوگیا۔ اب ان کی پاک بازی اور معصومی یعنی بیگناہی کا قائل نہ ہونا درحقیقت انجیل کی تکذیب کرنا ہے اور ایسے ہی اور پاک بندوں کی معصومی کا ثبوت بائیبل میں موجود ہے۔ دیکھو خط دوم پطرس باب ۲ آیت ۵ سے ۹ تک اور کتاب دوم سلاطین باب ۲۰ آیت ۳ و کتاب ایوب باب اول آیت اول ایضاً باب ۱۳ آیت ۱۹۔ ایضاً باب ۳۳ آیت ۹ کتاب حزقیل باب ۱۴ آیت ۱۴ اور کتاب دانیل باب ۶ آیت ۴۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا معصوم ہونا بائیبل سے بخوبی ثابت ہے۔ اور انجیل متی باب ۹ آیت ۱۲ میں لکھا ہے۔ کہ بھلے چنگوں کو حکیم درکار نہیں۔ یعنی بے گناہوں اور معصوموں کو کسی کے فدیہ و کفارے کی کوئی حاجت نہیں

پس احکام کلی مندرجہ بائیبل کا بجا لانا بقول حضرت یوحنا حواری ممکنات سے ہے اور انبیاء کرام کی بیگناہی اور معصومی کلی احکام الٰہی کے بجا آوری کی دلیل ہے۔ اور انبیاء کی بیگناہی اور معصومی اُن کے نجات یافتہ ہونے کا ثبوت ہے جس سے کفارے کا ابطال بخوبی ہوگیا۔ رہی تیسری بات یعنی مسیح کے کفارے پر ایمان لائے اور اعمال حسنہ مندرجہ بائیبل کے اجتماع سے نجات حاصل ہوسکتی ہے۔ تو گذارش یہ ہے کہ ایمان کے ہمراہ جو اعمال حسنہ شامل ہوں گے۔ آیا کل احکام مندرجہ بائیبل۔ یا بعض خاص حکم۔ شق اول اگر کلی احکام مندرجہ بائیبل پر عمل کرنا ہمراہ ایمان کے ضروریات سے تسلیم کیا جاوے تو کلی احکام الٰہی کی بجا آوری کا نام ہی بیگناہی اور معصومی ہے۔ بیگناہ اور معصوموں کو کسی کے کفارے وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں۔ شق ثانی یا بعض حکم ہمراہ کفارے کے تجویز کرنا مگر اُن خاص حکموں کی خصوصیت پر کوئی دلیل قطعی

الدلالت بائیبل سے پیش کرنا۔ عیسائیوں کے ذمہ فرض ہے صرف زبانی جمع خرچ پورا کرنا سائل کی تسلی کا باعث نہیں ہو سکتا +

# یہ ہے ہمارا انجام

ذیل میں ایک نظم درج کیجاتی ہے جس کا عنوان ہے "یہ ہے ہمارا انجام" اس نظم میں دنیا کی بے ثباتی اور تعلقات زندگی کی ناپائیداری کا ایک موثر سین دکھایا گیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی حشمت ونعمت کبر ونخوت اور مراحل عمر کے مختلف جذبات وانقلابات کے ہوش ربا طلسم کا انجام کیا ہے۔ دنیا وما فیہا مطلق اس قابل نہیں کہ اس پر فخر وناز کیا جاوے یا اس کسی قسم کی دلبستگی پیدا کیجاوے۔ کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

دنیا خوابے وزندگانی دروے ۔ خوابیست کہ در خواب نہ بینی اورا

بہ حال ناظرین رسالہ کے تفریح طبع کے لئے وہ نظم درج ذیل ہے وھو ھذا

مدتوں کی بات ہے اے ہمنشیں
ٹوٹی پھوٹی قبر تھی مٹی کا ڈھیر
یعنی وہ اپنی زبانِ حال سے
اینٹ پتھر جو کہ اس جا جمع ہیں
جو کبھی آکر ہوا ہے مجھ میں خاک
عالم علوی سے یہ نو رقدم
اس کی صورت نے جہاں روشن کیا
تلمے اس کے حسن جان افروز کا

ایک تربت پر میں بیٹھا چند روز
گو کہ تھا اس کا بھی ہونا چند روز
کہتی تھی میری ہے دنیا چند روز
ہے یقیں ان کا بھی رہنا چند روز
اس کا تھا عالم میں چرچا چند روز
مرکز سفلی میں آیا چند روز
اور کیا ہر دل میں ڈیرا چند روز
پھر گیا آنکھوں میں جلوہ چند روز

بادۂ الفت کے سرشاروں کو آہ
اس نے متوالا بنایا چند روز

باغ دنیا میں پھلی پھولی ہوئی
اس کی تھی شاخ تمنا چند روز

یہ بھی شہ گل تھا رہا گلزار میں
بلبلوں کا اس پہ غوغا چند روز

اس کے جادو چشم پر نرگس کی آنکھ
رہ چکی محو تماشا چند روز

زلف پیچاں دیکھ اس کے باغ میں
پیچ و خم سوسن نے کھایا چند روز

یہ رہی دنیا میں مثل بوئے گل
باعث لطف احبا چند روز

محفل احباب میں بلبل صفت
ہاں یہ فصل گل میں بولا چند روز

ہائے اس سرو رواں نے کس طرح
طوق قمری کو پہنایا چند روز

گل فشانی کر کے باغ دہر میں
بلبلوں کا جی جلایا چند روز

عرصۂ دنیا خرام ناز سے
عرصۂ محشر بنایا چند روز

کھول کر اپنا لب معجز نما
اس نے مردوں کو جلایا چند روز

اس نے کل فرزانگان دہر کو
اپنا دیوانہ بنایا چند روز

گر شجاعت کا خیال آیا کبھی
تیغ کا جوہر دکھایا چند روز

پہلوانان جہاں میں زور کا
چار سو ڈنکا بجایا چند روز

دل میں ہر انساں کے اپنے عدل کا
اس نے تھا سکہ جمایا چند روز

آ گیا گر دل میں سودا عشق کا
نام مجنوں کا مٹایا چند روز

لگ گئی گاہے کسی گل رو سے آنکھ
فرط شغل اس کا پھیلایا چند روز

ہو کے دیوانہ تلاش یار میں
چھان مارے کوہ و صحرا چند روز

اس کا بھی مد نظر تھا کوئی گل
یہ بھی بلبل تھا کسی کا چند روز

یہ کسی زلف پریشاں پر کبھی
رہ چکا مفتون و شیدا چند روز

اک زمانہ میں تھا اس کو رات دن
ہائے شغل جام و صہبا چند روز

الغرض دنیا کے دسترخوان پر
اس نے گرم و سرد چکھا چند روز

پی شراب خرمی چند سے اگر
حسرت و افسوس کھایا چند روز

چل بسا آخر کو مغموم و ملول
اس کے مرنے پر رہے احباب میں
آہ یہ معدوم ہونے کے لیے
اب نہیں ملتا کہیں اس کا پتہ
ہائے اس دنیا کے گلستان میں
خاک کا پتلا ہوا آخر کو خاک
پھر صدا آئی مجھے اس قبر سے
آج کا کل پر نہ رکھیو موقوف کام
تیلیوں کا ناچ ہے نیرنگ چرخ
آخرش چل جائیگی باد خزاں

اک کے عالم کا تماشا چند روز
نالہ و شیون کا غوغا چند روز
عالم امکان میں آیا چند روز
ہو چکا جوگی کا پھیرا چند روز
گر تجھے بھی ہے بسیرا چند روز
نور اس کا گرچہ چمکا چند روز
ہے ترا بھی یاں پہ رہنا چند روز
ہے تری امروز فردا چند روز
دیکھ لے اس کا تماشا چند روز
ہے بہار باغ دنیا چند روز

حمایت اسلام

## خبریں

**یورپ** اور یورپ میں بالخصوص انگریز حفظان صحت کا بہت خیال رکھتے ہیں اور علوم طب کی ترقی نے جو اسباب صحت اور حفاظت کے مہیا کر دیئے ہیں۔ ان سے پورے طور پر منتفع ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات عجیب ہے کہ باوجود اس احتیاط کے انگلستان میں دیوانوں کی تعداد روز بروز ترقی کر رہی ہے سن رواں میں جو تعداد دیوانوں کی سرکاری طور پر مشتہر کی گئی ہے ایک لاکھ تیس ہزار آٹھ سو انتیس ہے جب یہ تعداد انگلستان کی عام مردم شماری کے مقابلہ میں رکھتے ہیں تو اوسط طور پر ہر دو سو چالیس آدمیوں کے بعد ایک آدمی دیوانہ ثابت ہوتا ہے حالانکہ دس سال پہلے عام اوسط پانسو تھا اور اس سے بیشتر اس سے بھی کم انگلستان کی طبی جماعت نے جب اس خوفناک ترقی کے اصلی اسباب تلاش کئے تو بحث و تجربہ کے بعد دو وجہیں ثابت ہوئیں پہلی وجہ یہ ہے کہ انگلستان میں شراب نوشی کی عادت روز بروز بڑھ رہی ہے شراب کا اصلی جزو الکحل ہے۔ اور الکحل دماغی قوت کے لئے سم قاتل ہے ✣

یمن میں بقیہ ترکی فوج کو باغیوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے یہ فوج عمران میں واپس اور ۹ ہزار کمکی فوج کی منتظر ہے آپ کے آتے ہی یہ فوج باغیوں کو پھر منتشر کر دے گی (سول اینڈ ملٹری نیوز لدھیانہ)

طہران میں جناب آقائے سالار نے اپنی جیب خاص سے ایک عالیشان کالج قائم کیا ہے جس میں بعونہ اللہ یتیم بچوں کو تعلیم دی جاوے گی تمام مغربی علوم فنون کی تعلیم اس کالج میں ہوگی (وطن)

چند بیدار قاضی مصر جو پہلے سے مصر ہو کر روانہ قسطنطنیہ ہوئے کہ باب عالی سے جا کر باضابطہ قضات مصر کی سند حاصل کر کے مصر آئیں ۔ (س)

ٹیونس میں قضا کا منصب سید عالم بوجبا کو دیا گیا جو نہایت متورع اور متقی عالم ہیں ۔ (س)

ایک روسی مسلمان عالم اپنے ہم وطن مسلمان بھائیوں کی حالت یوں لکھتا ہے کہ آج سے بیس سال پہلے مسلمان خود اپنا شیخ الاسلام انتخاب کیا کرتے تھے جس کو زیادہ عالم باعمل پاتے اسی کو شیخ الاسلام کا منصب عظیم دیکر اپنا مذہبی سردار بنا لیتے لیکن شیخ سلیم گرائی سابق شیخ الاسلام کی وفات کے بعد انتخاب کا اختیار روسی حکومت نے خود اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔ آوفا کا موجودہ شیخ الاسلام حکومت اور پادریوں کا انتخاب کیا ہوا ہے کیونکہ وہ برائے نام اسلامی مذہبی پیشوا کا مقرر کرنا مصلحت ضروری سمجھتے ہیں سابق شیخ الاسلام کے مرنے پر جب روسی وزیر نے چاہا کہ شیخ سو تلانت کو شیخ الاسلام آوفا مقرر کرے ۔ تو ایلی منسکی لاٹ پادری نے اس کو سخت طور پر منع کیا کہ غضب کرتے ہو کہ ایسے شخص کو شیخ الاسلام بناتے ہو میں اس شخص کی ذکاوت و فطانت اور تدبر سے ڈرتا ہوں یہ شخص متعدد زبانیں جاننے کے علاوہ اسلامی حمیت و غیرت میں ڈوبا ہوا ہے اگر یہ شیخ الاسلام ہو گیا تو سلطنت کے حق میں اچھا نہ ہوگا ۔ اس کے ذریعہ تمام بکھرے ہوئے مسلمان جمع ہو کر اپنی اسلامی جمعیت و محمدی طاقت قائم کر لیں گے اس لئے اس شخص کے انتخاب کا خیال چھوڑ دو ۔ احمد یار سلطانوف کو یہ عہدہ دو وہ روسی تربیت میں پلا ہوا ہے اور اس کے ذریعہ سلطنت اپنے بہت سے مقاصد حاصل کر سکیگی ۔ جب یہ لاٹ پادری مرا اور اس کی تمام تحریریں کتاب کی صورت میں شائع ہوئیں تب اس راز کا پتہ لگا کہ احمد یار سلطانوف کیوں انتخاب ہوئے ۔ انہوں نے شیخ الاسلام ہو کر تمام اسلامی شرعی حقوق حکومت کے ہاتھ میں دیدئے حتیٰ کہ اوقات و مدارس بھی ایسی

لئے مسلمان تعلیم میں پیچھے رہ گئے اور حکومت نے جس قدر ہو سکا ان کی تعلیم کا انسداد کر
دیا یعنی علوم جدید کا نام تک اسلامی مدارس میں نہیں ہے۔ وہی کرم خوردہ کتابیں پڑھائی
جاتی ہیں۔ اور صدہا روسی اسلامی مدارس بند ہو گئے ہیں۔ البتہ بعض غیرت مند ہی خواہان قوم
نے در پردہ قوم کی قدرے تعلیم کا انتظام کیا جو نہایت خوش اسلوبی سے ہو رہی ہے۔ روشن خیال
مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ہم بے وجہ اعلیٰ تعلیم سے محروم کر دئے گئے ہیں۔ بارہا حکومت سے
تحریکات پیش کیں جلسے کئے۔ پروگرام بنائے لیکن حکومت نے ایک پیش نہ چلنے دی۔ اور شیخ الاسلام
الگ روڑا اٹکاتے رہے لیکن حکومت جس قدر مسلمانوں کو جدید طرز کے مدارس قائم کرنے سے
روکتی گئی۔ اسی قدر ان کے ارادوں میں سرگرمی آتی گئی۔ اور وہ وقت قریب آگیا ہے کہ تمام روسی
مسلمان جدید تعلیم سے بہرہ ور ہو جائیں۔ اور قریب قریب اسلامی مدارس جدید اسکول نظر آئیں
بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تقریباً یہی حالت ہو گئی ہے اگر حکومت ان مدارس کی بابت قوم سے
کچھ سوال کرتی ہے تو مدرسہ قائم کرنے والے مسکت جواب دیدیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ تمام روسی
تاتاری ہر وقت تعمیم تعلیم اور تکمیل علوم کی فکر میں سرگرم ہیں۔ اگر یہ لوگ اپنے دینی معاملات میں
آزاد ہوتے تو بیشک تمدن کے کمال کو پہنچ چکے تھے۔ تاہم حکومت کی پیدا کی ہوئی مشکلات
کا وہ مردانہ مقابلہ کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ قوم ارادہ کی پکی اور مجسم جرأت و دلیری ہے۔ اس لئے حکومت
ہر وقت ان سے خائف رہتی ہے اور ان کی حرکات کی نگرانی کرتی رہتی ہے۔ کہ کہیں یہ قوم
حکومت کا جوا کندھے سے نہ پھینک دے۔ اور ہر طرح سے ان کا زور توڑنے کی فکر میں ہے
کل کی بات ہے کہ اورنبرگ کے مسلمانوں نے اپنی ایک خیراتی انجمن قائم کرنے کی اجازت
چاہی۔ والی نے حکم دیا کہ تمام اسلامی علاقہ ایسی انجمنوں سے بھرا ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ جو روپیہ
تم ایسی انجمن کے لئے جمع کر رہے ہو وہ صلیب احمر کی مشن کو دیدو +

والی اورنبرگ قرغیز و قزاق کے مسلمانوں کے ساتھ بھی ہمیشہ از حد سختی برت چکا ہے
تاکہ کسی طرح ان کو عیسائی بنائے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ تو صاف ان لوگوں سے کہدیا
کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ ان کی مسجدیں بند کرا دیں۔ مدارس توڑ ڈالے اور مدرسوں کو نکال دیا
علما و ائمہ کو خانماں برباد کر دیا۔ تاکہ اسلام کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ اور جب مسلمانوں نے

اس فرعون بےسامان کی حکام بالادست سے شکایت کی۔ تو شنوائی نہیں ہوئی کیونکہ حکومت نے والی مذکور کو جان بوجھ کر اس علاقہ کا اس لئے حاکم مقرر کیا ہے کہ مسلمانوں کو ستائے اور اسلام کو مٹائے۔ پھر بھلا وہ کیوں اس کی شکایت سنتے +

موجودہ شیخ الاسلام صاحب بھی مسلمانوں کو نصرانی بنانے میں خاص مدد دیتے ہیں۔ اور حکومت جس راہ پر چلاتی ہے چلتے ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک جلسہ میں علما و اماموں کو جمع کرکے ہدایت کی کہ ایسے لڑکوں کو اسلامی مدارس میں داخل نہ کیا جائے۔ مطلب یہ کہ وہ مشنری مدارس میں داخل ہوں۔ تاکہ بجائے اسلامی اثر کے ان کے دلوں پر عیسائیت کا اثر پڑے۔ اگر کسی مدرسے والوں کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو مدرسوں کو سخت سزائیں ملتی ہیں۔

مسلمان بچے زبردستی ہی عیسائی بنائے جاتے ہیں اور زبردستی ان کے نام گرجا کے دفتر میں لکھے اور لکھائے جاتے ہیں۔ ایک صدی ہونے آئی کہ روسی سپاہ نے علاقہ معاوس کے لاکھوں مسلمان زبردستی عیسائی بنائے۔ جو عیسائی نہ بنا اسکو وحشیانہ ایذائیں دیں اور وہ بیچارے تکلیفیں اٹھاتے اٹھاتے جاں بحق ہوئے۔ بہت سے بالکل عیسائی ہو گئے بہت سے بظاہر عیسائی ہیں اور در پردہ شعائر اسلام کے پابند ہیں۔ خدا بھلا کرے جنگ مشرق اقصیٰ کا کہ روسی حکومت نے فساد کے خیال سے مذہبی آزادی دی۔ جن دنوں یہ قانون پاس ہوا۔ بندہ ادوفا میں مقیم تھا۔ مذہبی آزادی کے اعلان کے ساتھ ہی [illegible] اور فوراً کہ سرکاری طور پر مسلمان تسلیم کئے گئے۔ لیکن اب پھر سنا گیا ہے کہ ان قبائل کے اسلام کی بحث درپیش ہے اور روز بر محکمہ ادیان ان لوگوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا بات ہے کہ باضابطہ ان قبائل کے مسلمان کئے جانے کے بعد اب کیوں یہ مسئلہ زیر بحث ہے۔ اور کیوں روسی حکومت کے کاموں میں یہ صریح تناقض پایا جاتا ہے +　　(ر س)

(۶) ترجمہ اردو با محاورہ از جناب شاہ عبد القادر صاحب مرحوم دہلوی جس کو تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہیں جس کے ساتھ کا تاحال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا۔

(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی حنا کرادیا گیا ہے۔

(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی با ریشمی پہلی معہ بستی اس وقت ہمارے پاس چودہ سو کاپی موجود ہے اور ہم نے وعدہ کیا ہے کہ

## تمام ناظرین انوار الاسلام کو

بہت ارزاں قیمت پر

دیویں گے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء تک طلب فرماویں۔ ورنہ بعدہٗ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملیگی

اس وقت

قیمت مجلد معہ بستی صرف ۴؎

## تمام درخواستیں بنام محمد اسحٰق اینڈ برادرس

سیالکوٹ کے ہوں۔

من شرح الله صدره للاسلام فهو علی نور من ربه

جلد ۷ | نمبر ۲۳


# رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ


| بابت ماہ ذالحج ۱۳۲۳ھ | پندرہ روزہ | مطابق یکم فروری ۱۹۰۶ء |
|---|---|---|


## ضروری اطلاع

سب صاحبان بعد گذر جانے سال کے متواتر خواہ مخواہ
شکایتیں بھیجنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں اس سال میں فلاں
فلاں نمبر وصول نہیں ہوا۔ سو اسلئے ہم عام اطلاع دیتے ہیں
کہ جن احباب کے پاس اس سال کا کوئی نمبر کم ہو وہ ہمیں بہت جلد
اطلاع فرماویں۔ تاکہ ہم انکی جلد مکمل کرنیکی خاطر دوبارہ وی نمبر

مطلوبہ بیرنگ روانہ کرکے اوسکی جلد مکمل کر دلویں تاکہ آیندہ کیلئے..
شکایت نہ ہو کہ ہماری جلد انوار الاسلام کی نامکمل رہ گئی ہے صرف اخیر
اپریل تک مہلت دیجاتی ہے ورنہ شکایت معاف ہو۔ مینجر

# نوٹس

جن احباب کو کوئی کسی قسم کی شکایت متعلق انوار الاسلام کے با متعلق

کارخانہ کے ہو وہ صاحب بہت جلد ہمیں اطلاع دیں تاکہ رفع کر دی جاوے

کیونکہ ہمیں بعض خطوط سے ثابت ہوا ہے کہ کلرکوں یا دفتری کی..

غفلت سے ہمارے ناظرینوں کو شکایت کا موقع ملتا رہا ہے۔

اب ہم نے بفضل ایزدی بہت اعلےٰ درجہ کا انتظام کر لیا ہے

اُمید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ اب کسی صاحب کو بھی شکایت کا

موقع نہ ملا کرے گا اور رسالہ بھی وقت پر حاضر ہوا کریگا۔

والسلام

- نیازمند مینجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ
رسالہ
انوار الاسلام شہر سیالکوٹ
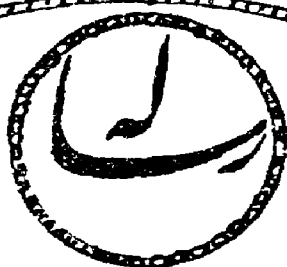
# اسلام کی حقیقت

(سلسلہ کیلئے دیکھو انوار الاسلام جلد ۷ نمبر ۲۱ صفحہ ۱۰)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

پچھلے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلعم ہیں۔ حضرت نوح ع، حضرت موسیٰ ع، حضرت عیسیٰ ع، حضرت ابراہیم ع بھی بڑے اولوالعزم انبیاء گذرے ہیں جن کا دین صدیوں تک قائم رہا۔ ہر مسلمان کو ان کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

اس زمانہ کے نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو دنیا کم

لئے رحمت گنہگاروں کے شفیع اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ ہر مسلمان بلکہ ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ آں حضرت صلعم پر ایمان لاوے جب اُن کا نام سُنے صلے اللہ علیہ وسلم کہے۔ اور سچے دل سے اُن کی اطاعت کرے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی بس اللہ ہی کی اطاعت کی رسول خدا صلعم کی اطاعت عین اطاعت الٰہی اور آں حضرت صلعم کی محبت عین محبت الٰہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اگر تم اللہ سے پیار کرتے ہو تو رسول اللہ صلعم کی پیروی کرو۔ اللہ تم سے پیار کرے گا۔

آں حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک مجھے باپ بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ سمجھے۔ آں حضرت صلعم کی محبت کیا ہے؟ آپ کی سچی اطاعت۔ آپ پر کثرت درود وسلام۔ آپ کی آل پاک سے ہمدردی اور پیار۔ جب کوئی موقعہ دین کا یا دُنیا کا آوے باپ بیٹے اور تمام دُنیا کے لوگوں کے کہنے کو ایک طرف رکھے۔ اور آں حضرت صلعم کے حکم کو سب پر مقدم جانے یعنی آں حضرت صلعم کے ساتھ تمام دُنیا کے لوگوں سے بڑھ کر پیار کرنے لگے۔

# صحابہ اور صحابیات کا حق

صحابہ کرام نے خدا کے برحق دین اسلام کو بڑی محنتوں اور تکلیفوں کے ساتھ قائم کیا۔ اپنے خون بہا کر اور جانوں کو مصیبت میں ڈال کر

دنیا کی نجات کا رستہ صاف کیا۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ صحابہ کرام خصوصاً خلفاء اربعہ کا کمال احسان مانیں اور تہ دل سے اُن کی محنتوں اور کوششوں کا شکر گذار ہوں۔

ایسا ہی مفسرین اور محدثین اور علمائے دین کا بھی دل سے احسان مانیں جو آں حضرت صلعم کے نائب اور علم دین کو پھیلانے والے اور کتب دینی کے مصنف و تالیف کرنے والے ہیں۔ آں حضرت صلعم فرماتے ہیں علمائے انبیاء کے وارث ہیں۔ اور انبیاء لوگ درہم و دینار نہیں چھوڑتے وہ صرف علم الٰہی چھوڑا کرتے ہیں۔

اور فرمایا ہے۔ کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ایک ادنےٰ مسلمان پر انما یخشی اللّٰہ من عبادہ العلماء۔ خدا کے بندوں میں سے علمائے ربانی ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اور فرمایا کہ انما بعثت معلماً اللہ نے مجھے معلم روحانی بنا کر بھیجا ہے اور فرمایا کہ اللہ تمام سخاوت کرنیوالوں میں بڑھ کر سخاوت کرنے والا ہے۔ اور میں تمام سخاوت کرنے والے انسانوں سے بڑھ کر ہوں اور میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جو علم کے موتی اور حکمت کے جواہرات بکھیرے وہ قیامت کے دن بڑی عظمت وشان کے ساتھ خدا کے حضور میں حاضر ہوگا۔

اور فرمایا کہ قیامت کے دن عالموں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون وزن کیا جائے گا۔ علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون پر غالب آجائیگی اور فرمایا کہ جو شخص میرے ولی (عالم دین یا صوفی باصفا) کے ساتھ دشمنی کرے وہ میرے ساتھ محاربہ کرتا ہے۔

# اُستادوں پیروں اور مشائخ وسادات کے حق

اُستاد اور پیر انسان کے روحانی باپ ہیں جو اُس کے روح کی اصلاح و تربیت کرتے ہیں۔ جسم فانی ہے۔ اور روح باقی۔ جب فانی جسم کی پرورش کرنے والے (ماں باپ) کے بے حد حقوق ہیں۔ تو جاودانی روح کی اصلاح کرنے والوں کے کیا کچھ حقوق نہ ہونگے؟

انسان پر فرض ہے کہ روحانی باپوں اُستادوں اور مرشدوں کے ساتھ سچی اور دلی محبت رکھے۔ اُن کی ہر طرح خدمت اور اطاعت کرے کمال تعظیم کے ساتھ پیش آئے۔ اگر محتاج ہو روپیہ پیسہ سے بھی اُن کی دستگیری کرے۔ ہاں شرع کے برخلاف حکم دیں تو اُن کی اطاعت جائز نہیں۔

ایسا ہی مشائخ اور اُستاد کی بھی خدمت و اطاعت بجا لائے اگر اُن میں سے کوئی بے دین ہو یا کافر تو بھی صلہ اور احسان سے درگذر نہ کرے۔ مگر خلاف شرع میں ان کی اطاعت نہ کرے۔

# ماں۔ باپ کا حق

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ہم نے انسان کو ماں باپ کے بارہ میں کمال تاکید فرمائی ہے کہ وہ اُن کے ساتھ نیکی کرے۔ اُس کی ماں اُسے کمال تکلیف کے ساتھ نو ماہ تک پیٹ میں رکھتی ہے اور پھر مصیبت کے ساتھ جنتی ہے۔ دو برس تک اُسے دودھ پلاتی ہے۔ اور بڑی مصیبت سے پالتی ہے۔ ایسا ہی باپ بڑی محنت اور جانفشانی سے اُسے پرورش کرتا ہے۔ اُسکی تعلیم و تربیت میں سعی کرتا ہے۔ اُسکے حوائج کو اپنے حوائج پر مقدم رکھتا ہے

والدین ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت اور خدا تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ جسقدر ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اُسی قدر کم ہے :

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ ماں باپ کے ساتھ ہمیشہ اور ہر حال میں نیکی کرو۔ جو کچھ وہ حکم دیں اگر شرک اور گناہ کی بات نہ ہو تو بلا عذر مانو اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو اُن سے نفرت نہ کرو۔ اور اُن کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ اور اُن کی خدمت میں مودبانہ حاضر رہو۔ خلق اور نرمی سے بات کرو اور جس طرح غلام اپنے آقا کے سامنے سر نیاز جھکائے رکھتے ہیں۔ اسی طرح اُن کے آگے سر نیاز جھکائے رکھو۔ اور ہمیشہ دعا مانگتے رہو۔ کہ اے اللہ اُن دونوں پر رحم کر جس طرح انہوں نے مجھ پر رحم کیا۔ اور مجھے بچپن میں پالا ؎

ما باپ کا حق بہت ہی بڑا ہے۔ حق اللہ کے بعد سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے۔ ما باپ کی ہر طرح خدمت کرنی چاہئے۔ دل و جان سے اُن کی اطاعت کرنی فرض ہے۔ مال و روپیہ سے اُن کی مدد کرنا نہایت ضروری ہے۔ بلکہ آں حضرت صلے اللہ نے فرمایا ہے کہ تم اور تمہارا مال سب والدین کا حق ہے۔

ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آں حضرت صلی اللہ سے پوچھا۔ یا حضرت صلعم ماں باپ کا حق فرزند پر کیا ہے۔ آپ ص نے فرمایا وہی تیرے جنت اور وہی تیرے دوزخ ہیں یعنے اُن کی اطاعت تیرے لئے جنت کا موجب اور اُن کی نافرمانی دوزخ کا باعث ہے۔

ایک حدیث میں آپ ص نے فرمایا۔ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

ابو ہریرہ رض سے روایت ہے۔ آں حضرت ص نے فرمایا۔ خاک میں ملا پھر خاک میں ملا۔ جس نے اپنے ماں باپ کو ضعیفی و بڑھاپا میں پایا۔

ایک کو یا دونوں کو اور پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔ یعنی اُن کو خوش کر کے جنت حاصل نہ کیا۔

ابوبکر رضہ سے روایت ہے آں حضرت صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ماں باپ کی نافرمانی کو ہرگز نہیں بخشتا۔ بلکہ مرنے سے پیشتر دنیا میں ہی اس کی سزا دے دیتا ہے۔

اور آں حضرت صلی اللہ نے فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنا نماز۔ روزہ حج۔ عمرہ۔ جہاد سب سے افضل ہے +

اور فرمایا جو شخص ماں باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اُس کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ اُن دونوں کو بھی ثواب ملتا ہے۔ اور اُس کا ثواب بھی کم نہیں ہوتا +

اور فرمایا کہ بہشت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ سے سونگھیں گے۔ مگر نافرمان بیٹا۔ اور قطع رحم کرنیوالا ہرگز نہیں سونگھیں گے +

ایک شخص نے آں حضرت صلعم سے جہاد کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا تیری ماں ہے۔ وہ بولا ہاں۔ آپ صلعم نے فرمایا۔ اُس کے پاس بیٹھ کہ تیری جنت اُسکے قدموں کے نیچے ہے +

معاذ بن جبل رضہ سے روایت ہے آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شریک نہ کر۔ اگرچہ تو مارا جائے۔ یا جلایا جائے۔ اور ماں باپ کی نافرمانی مت کر اگرچہ تجھے حکم کریں۔ کہ اپنے مال عیال کو چھوڑ کر نکلجا +

ایک حدیث میں ہے۔ جس شخص نے ایسے حال میں صبح کی کہ اُس کے ماباپ اُس پر راضی ہیں۔ اُس کے لئے دو جنت کے دروازے کھلجاتے ہیں اگر ماں باپ میں سے صرف ایک ہی زندہ ہو۔ تو ایک ہی دروازہ ایسے ہی جس شخص نے ایسے حال میں صبح کی کہ اُسکے ماں باپ اُس پر ناراض ہیں۔ اُسکے لئے دو دروازے دوزخ کے کھلجاتے ہیں۔ اگر ماباپ

میں سے ایک ہی ہو تو ایک دروازہ ۔

آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ اگر ماں باپ ظلم بھی کریں تو بھی انکی نافرمانی مت کرو۔

ایک حدیث میں ہے کوئی نیک لڑکا اپنے ماں باپ کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا مگر کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک نظر کے بدلے ایک حج کا مقبول ثواب لکھتا ہے خواہ جتنی ہی دفعہ نظر کرے ۔

ایک شخص آں حضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ مر گئے ہیں۔ مجھ پر ان کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ان کے لئے مغفرت مانگ۔ ان کا حکم پورا کرتے رہنا۔ ان کے دوستوں کی تکریم کرنا اور رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا۔

فرمایا ماں کا حق باپ سے دو گنا ہے۔

ایک حدیث میں ہے خدا کی رضا ماں باپ کی رضا میں ہے اور خدا کی ناراضگی ان کی ناراضگی میں ہے ۔

باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا بھی فرض لازم ہے اور ایسا ہی ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی ۔

ماں باپ اگر شرک یا گناہ کا حکم دیں۔ تو انکی اطاعت ضروری نہیں۔ ہاں ادب اور نرمی کے ساتھ ان کو سمجھائے ۔

ماں باپ اگر مشرک یا کافر ہوں تو بھی دنیاوی امور میں انکی اطاعت ضروری ہے[1]۔ ان کی روپیہ پیسہ سے مدد کرنی فرض ہے ۔

# اولاد کا حق

ایک شخص نے آں حضرت صلعم سے عرض کی میں کس کے ساتھ احسان کروں۔ آپ نے

---

[1] یہاں تک کہ اگر بوڑھی ماں عیسائی ہو تو اٹھا کر گرجا تک پہنچا آئے ۔

نے فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ اُس نے کہا وہ تو مر گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اولاد کے ساتھ احسان کر۔ کہ جیسا ماں باپ کا حق ہے اُسی طرح فرزند کا بھی حق ہے +

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ آں حضرت صلعم نے فرمایا۔ جب لڑکا سات دن کا ہو اُس کا عقیقہ کرو۔ اور اچھا نام رکھو۔ جب سات برس کا ہو نماز سکھاؤ۔ دس برس کا ہو نماز نہ پڑھے۔ تو مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور اُسے اچھی طرح سے علم و ادب سکھاؤ +

ایک حکیم کا قول ہے۔ اولاد کے پیدا ہونے سے ۴ سال پیشتر اُن کی تربیت میں سعی کرو یعنے اولاد کی ماؤں کی تربیت کرو۔ جو ۴ برس میں اولاد جنتی ہیں تاکہ اولاد بھی تربیت یافتہ پیدا ہو +

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ "اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو دوزخ کے عذاب سے بچاؤ"۔ جناب رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر ایک شخص حاکم ہے۔ اور ہر شخص اپنی رعیت سے پوچھا جائیگا۔ بال بچے۔ بیوی۔ تمام ایک گھر کے اعلیٰ ممبر کی رعیت اور زیر حکم ہیں۔ اُن کے بھلے۔ بُرے۔ نیک و بد کا جوابدہ وہ گھر کا سرپرست ہے۔ اگر اُن کی تعلیم و تربیت اچھی طرح کی۔ تو عاقبت میں اجر عظیم پائے گا۔ کیونکہ آں حضرت نے فرمایا ہے۔ کہ جس نے کسی کو نیک کام بتایا۔ اُسکا ثواب کرنیوالے کے برابر اُسے ملتا ہے +

اگر اُن کی تعلیم و تادیب سے غفلت کی تو اُس کی سزا بھی قیامت کے دن اسی کو برداشت کرنی پڑے گی۔ اولاد کی تعلیم و تادیب کا کلیتہً جواب وہ گھر کا اعلےٰ ممبر اور والدین ہیں۔

اکثر لوگ اولاد کی تعلیم و تربیت سے غافل رہتے ہیں۔ اور کھیل کود اور لاڈ پیار میں اُن کی عمر ضائع کر دیتے ہیں۔ اُن کو یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اولاد کا بُرا اٹھان قیامت کے دن اُن کے لئے سخت وبال کا موجب ہوگا۔ بال بچوں کی تعلیم و تادیب میں جانفشانی کرنا ایک صدقہ جاریہ اور آثار خیر میں سے ہے جس کا ثواب والدین کو مرنے کے بعد بھی برابر ملتا رہتا ہے + باقی آئندہ

وپلپیٹ کا محتاج علےٰ ہذا القیاس۔ مگر یہ سب لوگ احتیاج کے وقت دوسرے سے ملتجی ہوتے ہیں یا دو کانوں پر دوڑتے ہیں تاکہ چیزیں خرید کریں یعنی بغیر ان اشیاء کے وہ نکمی و ادھوری ہیں اسی طرح خداوند کریم کو بھی مادہ و روح کا محتاج مانتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب چیزیں انکی ملکیت کی نہیں یعنی انادی سے خدا کے ہمراہ چلی آتی ہیں۔ دنیا بنانے کے واسطے خدا تعالیٰ کو بھی ان چیزوں کی ضرورت پڑی۔ اگر لو فرضاً یہ چیزیں موجود نہ ہوتیں تو خدا دنیا نہ بنا تا اور نجاروں۔ معماروں۔ مصوروں۔ تو لوگراؤں یا مفلسوں و قلندروں کی طرح بیٹھ رہتا تو نہ خالق نہ مالک نہ کوئی خدا ہوتا۔ تو گویا یہ اشیا (مادہ و روح) خدا کی خدائی کے باعث ہیں بغیر ان کے نہ کوئی خدا ہے نہ مالک واہ آریہ بابو صاحب وہ قادر مطلق کہاں گئی۔ سرب شکتیمان کو کیا ہوا۔ جوتی سروپ اور نرنکار کی صفت کہاں چلی گئی۔ تو پھر خدا کے ماننے کی چنداں ضرورت نہیں۔

لیجئے جمع کا سوال سن لیجئے ۱ + ۲ = ۳ ہیں جب ۱ اور ۲ ہی ہوں تین (۳) کہاں سے آئے۔ آپ کے عقیدہ کے موافق جب مادہ و روح نہ ہونے تو خدا کی خدائی تھی نہ یہ دنیا نہ جون کا چکر۔

لیجئے آپ نیستی سے ہستی کا ثبوت = الف۔ ب۔ ت۔ ث۔ جناب ثابت کرکے دکھاویں کہ اس الف سے آگے بھی یعنی اول کوئی حرف ہے یا نہ۔ باقی حروف اس کے بعد ہیں یا ساتھ۔

۱۔۲۔۳۔۴۔۵ وغیرہ = کیا ۲۔۳۔۴۔۵ = ہندسہ ۱ سے اول ہیں یا ساتھ ہیں یا بعد۔

D.C.B.A = جناب بابو صاحب نمستے۔ حرف A سے پہلے یا ساتھ انادی ثابت کریں۔

**لفظ اوم**۔ کے معنے آپ صرت پرمیشر لیتے ہیں یا الف سے خدا اور واو سے مادہ اور میم سے روح۔ اگر یہی معنے ہیں تو آپ حقیقۃً تثلیث کو پکارتے ہیں۔ **مشرک باللہ بالذات وصفات ہیں۔ جس کو جنتین سے اور ان کو جوتی سروپ**

ملاقی ہیں۔ اگر ان سے یہ مراد نہیں تو اوم لفظ اکیلا ہے اس کے ساتھ کوئی اور
بھی ملاؤ۔ یا اس سے اول بتاؤ۔

ثبوت نسبتی سے ملتی ا ب ج اس شلث تین زاویہ ہیں

(جناب یہ علم مساحت سمجھیں یا اقلیدس) الف۔ ب۔ ج۔ ان تینوں سے یہ مثلث
قایم ہے۔ اگر یہ تینوں زاویہ نہ ہوں تو مثلث ہرگز نہیں کھینچے بلکہ الگ الگ خطوط
/ / / کچھ شکل قایم نہیں

خدا روح مادہ

مادہ + روح = خدا
مادہ + خدا = روح
خدا + روح = مادہ
مثلث کے تین زاویہ برابر پس مادہ۔ روح۔ خدا برابر ہوئے۔

پس آپ لوگوں کے قاعدہ کے موافق اگر مادہ اور روح دونوں
نہ ہوں تو خدا کوئی نہیں ہے۔ صرف خیالی پلاؤ ہے۔
یا مادہ + روح + خدا = دنیا عالم۔ اگر مادہ اور روح نہ ہوں تو خدا کی خدائی نہیں۔
عالم کی دکھائی نہیں۔ تو کیا اپنی دو چیزوں کے ذریعہ خالق کی خلقیت۔ مالک کی ملکیت خدا
کی خدائی اسکا ظہور اور پرمیشری بنی ہوئی ہے۔ اگر یہ چیزیں نہ ہوں تو خدا بھی نہیں۔ دہریہ
مت بنو۔
لو صاحب آریہ جی ذرا غور سے تفکر کرو اقلیدس و علوم متعارفہ کو سامنے لاؤ۔ یہ اصول
آپکا مہربہ پی سکھاتا ہے۔ بتلایئے ریشم کا کیڑا ریشم کہاں سے لاتا ہے۔ فرمایئے مکڑی
جالا تنتے وقت جالا کہاں سے لاتی ہے۔ اسکے جال کو توڑنے سے کیا مکڑی کی ہستی چلی
جاتی ہے کیا مکڑی اس ٹوٹے ہوئے جال کی پرواہ کرتی ہے یا پھر دوسرے کونے پر جا
لگاتی ہے۔ جب مکڑی کا یہ حال ہے جو ناچیز وادنے مخلوق ہے تو کیا خدا اللہ کریم مادہ اور
روح کا محتاج ہے۔

**دوسرا ثبوت**۔ دنیا میں خالق و مخلوق۔ مالک و مملوک آقا و غلام۔ مرد اور
عورت۔ سفید و سیاہ۔ رات اور دن۔ زمین و آسمان۔ نیک و بد۔ صحت و مرض۔ کامل و
ناقص آگ و پانی۔ برسات و مطلع صاف۔ جاڑا و گرمی۔ شریف و کمین۔ بینا و نابینا۔ متقوی

ومضعف صندیں ہیں۔ عالم ازلی۔ اور خالق یہ بھی کمال صندیں ہیں۔ تو آپ فرمایئے
کہ صندین کا اجتماع کس طرح ہو سکتا ہے۔ کچھ ثبوت لایئے۔
اُس کے گھر میں سب کچھ موجود ہے مگر خاص اُسکی نہیں نہ وہ اُن چیزوں کا خالق بلکہ ہمیشہ
سے اسکی ہمسایہ ہیں چلی آتی ہیں۔ صرف ناجائز اسپر لصرف بیجا ہے یا مال غبن ہے۔ بھلا کوئی
دوسروں کی چیز پر مالک بنا کرتا ہے۔ کرایہ کے مکان میں رہکر کبھی اپنی ملکیت رہ سکتی ہے ہیں
چند روزہ اس کمپنی کے بنگلہ میں جس میں بجلی کی روشنی واٹرپمپ تمام کروفر کے سامان
موجود ہیں۔ ہسپتال کے نوکر جاکر سب دست بستہ غلام ہیں کیا میں پھولانہ سماؤں کہ اُنکا
میں ہی مالک ہوں حماقت ہے یا نہ۔ بابو صاحب فرمایئے یہ چیزیں آئیں کہاں سے
مادہ + روح = قدرت کا ظہور۔
بھوکھے وکنگلو کے بادشاہ تو ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ مثال تھوڑی کچھ شدید تپ دق
لیکھرام کے کتابوں کی بغل میں دبا کر پنڈت بنے پھرتے ہو اور آپکے دوست احباب
اس سے بے علم وجاہل مطلق ہیں۔ کیا آپ جاہلوں کے پنڈت یا سوامی نہیں۔ مگر
افسوس کہ باوجود ہونے مادہ وروح یعنی رعیت کے خدا تعالیٰ کو بادشاہ نہیں ثابت کرسکتے
بلکہ ایک انادی اشیا کا مالک۔ صرف دو چیزوں کے ملانے والے سمجھتے ہو۔ وائے بر عقل تو
ایں خیال ست ومحال ست وجنوں

**ایک اور ثبوت**۔ بھلا فرمایئے تو مادہ اور روح سے تو انسان اور حیوان پیدا
ہوئے تو نباتات۔ جمادات۔ سورج اور چاند اور ستارے کن اسباب سے بنے۔ کیونکہ
ان میں تو روح نہیں اور مادہ جز ہے۔ جزو سے جزو ہم جنس ہم اثر ہم شکل ذرات کچھ
پیدا نہیں کر سکتے۔ کبھی پانی کو پانی کے ملانے سے دودھ بنتا ہے؟ یا آگ کو آگ
ملانے سے پانی بنتا ہے یا شکر پیدا ہوتی ہے۔ آپ لوگ تو حساب دان بھی خوب
ہو۔ دنیا کی پیدائش کی تاریخ۔ مادہ اور روح کا انادی ہونا۔ اور تناسخ کا مسئلہ سب ویدوں
نے بتایا۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔
انسان۔ حیوانات۔ نباتات اور جمادات۔ چاند۔ سورج۔ ستارے ہر ایک میں

الگ الگ کتنے ذرات یا ارواح ہیں۔ ویدوں سے ثبوت دکھاؤ۔

**ایک اور ثبوت** ۔ دیکھو کتاب تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۳۵۷ اعتراض ۴۷ از فصل الخطاب۔ دیانند نے ستیارتھ پرکاش اور بھومکا میں لکھا ہے کہ اگر سوال کرے۔ پرمیشر کی تو زبان نہیں قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا ہے اس نے وید کس طرح بنائے اور کیسے بنائے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ قادر مطلق ہے اسکو اسباب کی ضرورت نہیں وہ سب کچھ بدون اسباب کر سکتا ہے (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ سطر ۸۵ م) پر یہ جواب مادہ عالم میں بھول گیا۔

**پنڈت لیکھرام جواب دیتے ہوئے مان گئے ستیارتھ پرکاش میں نہیں البتہ بھومکا میں ہے۔ مگر وہاں صرف البشور کے جسمانی نہ ہونے سے مخالف کے اعتراضوں کا جواب دیا ہے کہ وہ بن ہاتھ پاؤں کے جگت رچ سکتا ہے الخ**

واہ صاحب واہ پنڈت سوامی دیانند صاحب اور پنڈت لیکھرام کے سائینس کی قلعی کھل گئی۔ **مولوی نورالدین صاحب** نے آریہ کے مادہ کی تمام قلعی کھول دی جزاک اللہ۔ لو بھیو آریو میں اسی پر اب ریویو دیتا ہوں جب خود سوامی صاحب مقر ہو گئے کہ اسباب کی ضرورت نہیں۔ لیکھرام صاحب بھی معقول جواب دے سکے تو اب زیادہ بستی سے ہنسی کا کیا زیادہ ثبوت مانگنے ہو الفاظ تو صاف ہیں تاویلیں ہزار کر لو۔

**پنڈت لیکھرام صاحب کے جواب پر عالمانہ اعتراض** ۔ لو بھائی آریہ صاحبو اسکو ذرا غور سے سنو۔

ثابت کرو کہ ایک مصور بغیر ہاتھ کے تصویر کھینچ سکتا ہے۔

ثابت کرو کہ ایک معمار بغیر ہاتھوں کے عمارت بنا سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ کوئی شخص بغیر زبان و دہان کے بول سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ بغیر پاؤں کے کوئی انسان یا بغیر گیس کے کوئی انجن چل سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ کوئی لوہلا شخص بغیر ہاتھ و پاؤں کے تحریر کر سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ بغیر آنکھوں کے کوئی شخص دیکھ سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ بغیر کانوں کے کوئی شخص سُن سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ بغیر دماغ کے کوئی عالمانہ بحث و لکچر دے سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ بغیر خون کے کچھ پرورش جسم ہو سکتی ہے۔
ثابت کرو کہ انسان یا حیوان بغیر اکل و شرب زندہ رہ سکتا ہے۔
ثابت کرو کہ کبھی ہیجڑا کی بھی اولاد ہوئی ہے۔ سنار کبھی بغیر ہتھیار و سونا کے زیور بنا سکتا ہے۔

**پس سائینس سے ثابت کرو۔ پنڈت صاحب فرماتے ہیں** کہ اگر ذرہ کسی عالم سائینس سے مادہ عالم کے بارہ میں دریافت کرو گے تو اچھی طرح اُس غلط خیال سے باز آؤ گے) واہ پنڈت صاحب آپ کی تمام لیاقت کی قلعی کھل گئی۔ عیسائیوں اور شیعوں کے اعتراضات جمع کر کے تکذیب نیا رکی۔ آپکی لیاقت اور سائینس دانی کہاں گئی۔ کیا آپ سائینس سے جاہل تھے کہ دوسروں کے پاس روانہ فرماتی ہو۔ جناب ہی نے کیوں جواب باصواب نہ دیدیا۔ یہ ہے **آپکی لیاقت و علمیت کا نمونہ**۔ بھلا کبھی کاٹھ کی ہنڈیا چڑھا کرتی ہے۔ آخر جھوٹ جھوٹ ہے۔ آریہ صاحبان مفصلہ بالا امثال کو مدنظر رکھکر جواب دو۔

پرمیشور کی تو زبان نہیں۔ کان نہیں۔ قلم اور دوات اور ہاتھ نہیں رکھتا۔ اُس نے وید کس طرح بنائے اور دنیا کی مختلف صورتیں کیسی بنائیں۔ رنگ برنگ کے پھول۔ انسانی ڈھانچہ۔ گوشت۔ پوست۔ آنکھ۔ جلد۔ شرائین۔ وریدیں۔ اعضا۔ احشاء پھر نباتات اور جمادات۔ چمکدار پتھر۔ سورج۔ چاند وغیرہ۔ حالانکہ مادہ میں یہ اشیا

یہ خواص عدم اور روح چھے ہیں -

جس نیستی سے ان چیزوں کو بنایا۔ اسی طرح قادر مطلق نے بغیر اسباب کے دنیا کو بنا دیا۔ **قیامت تک اسکا جواب ندارد۔**

ہزاروں پنڈت ہزاروں سیانے     خدا کی باتیں خدا ہی جانے

پس جس خدا کو اسباب کی ضرورت ہے۔ اسکو اوزار کی بھی ضرورت ہے۔ جسکو اسباب کی ضرورت نہیں اسکو اوزار۔ ہاتھ منہ۔ کان۔ ناک وغیرہ کی احتیاج نہیں۔ پس وہ غیر محتاج۔ قادر مطلق نیستی سے ہستی کرنے والا۔ تمام جہان کو طرفۃ العین میں فنا کرنیوالا ہمارا یعنی **مسلمانوں کا خدا ہے۔ اس کی قدرت کی تکار خانے کا دریافت کرنا امر محال ہے۔** وسوسہ شیطانی ہے اور منصوبہ بندی لایعنی ہے

# دیکھو کتب لیکھرامیہ مقابلہ و موازنہ قرآن و وید صفحہ ۱۸ مطبوعہ سنہ ۹۰ء دھرم پرچارک جلد اول

پرمیشور سمجھا دیتا ہے کہ جس طرح سے اکاش میں تیز کی بیاپتی ہے اور محسوس نہیں ہوتی۔ بصارت اپنا کام چلا رہی ہے اور دکھائی نہیں دیتی جس طرح سورج کی پرکاش اکاش میں استھن ناٹ بیاپت ہے اور زیادہ سوکشم ہونے سے آکاش اتھوبد انتھوا اس کی ماہیت کو نہیں جانتے۔ ویسے ہی ایک مہان شکتی مان پرماتما انتظام عالم کا کر رہا ہے۔ مگر سورج کی طرح جڑ نہیں اور نہ ایک ولیشی ہی چونکہ فانی نہیں اسواسطے محسوس بھی نہیں ہوتا۔ مگر سرب بیاپک چیتن اور سرب شکتیمان ہے۔

**جناب آریہ صاحبان سنئے۔** آپکے وید مقدس کیا فرماتے۔ غور سے دیکھئے کیا اب بھی کوئی تاویل کروگے۔ خدا کی قدرت و انتظام کو جاننا امر محال ہے

بھلا جبکہ اس کے انتظام کو جو مخلوق ہیں آپ نے اُسکی ماہیت دریافت کرنا محال ہے تو پھر مادہ و روح کی بیوقوفانہ قیل و قال ہے۔ انا قونک اخبار دینا بیہودہ خیال ہے مادہ اور روحیں بھی بقول آپکے فانی نہیں۔ انکو بھی محسوس نہ ہونا چاہئے۔ محسوس کی تمام دنیا شامل ہے۔ روح بھی چیتن ہے تو روح بھی شریک فی الصفات ذوالجلال ہے سرب شکتیمان کہنا بھی لقل نقال ہے۔ مادہ اور روح کے اتحاد سے مجبور ہے تو سرب بیاپک سے معذور ہے۔ نہ تو ایسا معذور مجبور۔ ناواقف خدا ہے نہ محتاج۔ غیر قادر رب العلیٰ ہے۔ یہ خاص سراسر شرک کی بنیاد ہے جس کا بانی سوامی یا پنڈت اُستاد ہے۔

۴ **قولہ** (جواب آریہ) (پرمیشور نراکار۔ ازلی۔ ابدی۔ حی۔ قیوم۔ دایم قایم بے نیاز بے پرواہ) ہے مگر مادہ و روح ایک ادنیٰ مقدار والی اور محدود چیزیں لامحدود سرب شکتیمان کی صفتوں میں کیسے شریک ہو سکتے ہیں۔ جو جب تک کام میں نہ لائی جائیں ناچیز کے برابر ہیں خود بخود نہیں کر سکتیں (اصلی مسودہ بابو صاحب موجود ہے)

۴۔ **اقول** (جواب صاحب برہمن) لو بھیو آریہ صاحبو آپکے بابو صاحب (نئی آریہ پورے تو مادہ اور روح کو مخلوق مان گئے ہیں) اب آپ بھی ہٹ دھرمی نہ کرو اپنے عناصر کیا خیالات سے باز آؤ۔ اور بابو صاحب کا کہنا مان جاؤ۔ بابو صاحب میرے سوالات اور اپنے جوابات غور سے پڑھیں شاید مرض نسیان ہے بھول جاتے ہیں۔ آریہ بھائیو سن لو بابو صاحب کا جواب کہ مادہ و روح۔ خدا تعالیٰ ہی کے صفات میں شریک نہیں۔ خداوند کریم کی صفت نراکار ہے مگر مادہ و روح کی نہیں۔

خداوند کریم ازلی اور ابدی ہے۔ مگر مادہ و روح نہیں

خداوند کریم بے نیاز و بے پرواہ ہے۔ مگر مادہ و روح نہیں

لو مبارک شاباش بابو جی آفرین۔

پس بابو صاحب ہی کے جواب سے ثابت ہو گیا۔ کہ خداوند کریم نے نیستی کو ہستی کیا۔ کیونکہ مادہ و روح مخلوق ہیں۔ پھر ایک ادنیٰ اور محدود چیزیں۔ اور کیا چاہئے ہو۔ شاید جھوٹی

تاویلیں کروگے۔ ع کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے۔

خداوند کریم حی یعنی ہمیشہ زندہ ہے۔ مگر مادہ جڑ روپی ہے تو پھر جڑ زندہ کے ساتھ کیا شریک ہو سکتا ہے۔ اور انادی کیا عجب عقل ہے کہ سمجھ میں نہیں آتی۔

۵ **قولہ**۔ کیا ایشور۔ واہگرو نیستی سے ہستی کر سکتا ہے یا نہیں یا وہ بھی نند کمہاروں اور بخاروں اور معماروں کے خاص چیز کا محتاج ہے۔ **جواب** غیر معقول باتوں کو پرماتما کی صفت میں لگانا۔ گویا اُسے نامعقول بنانا ہے۔ نیستی سے ہستی کچھ چیز نہیں دھوکا بازی ہے اور نہ اس بارہ کی بے مثال ذات کے ساتھ کمہاروں بخاروں اور معماروں کی مثالیں دے سکتے ہیں۔ کیونکہ کہاں چنگاری آتش کہاں شاندار جلال والا آفتاب۔ حالانکہ کمہار اور بخار اور معمار وغیرہ فانی مقدار والی میعاد والے ہر بات کے محتاج ہیں۔ مثلاً لکڑی اینٹ اُن کے گھروں میں نہیں پیدا ہوتی جنکے واسطے وہ محتاج ہیں۔ کھانے پینے کے بھی جسم کو قایم رکھنے کے واسطے سراسر محتاج ہیں۔ برخلاف اسکے پرماتما لامحدود ہر جگہ حاضر ناظر شب شکتیمان چیتن۔ انتریامی بے پرواہ ہے کیونکہ ہر ایک چیز اُس کی قدرت کاملہ کے قبضے میں ہے۔ الخ باقی عبارت دیکھو بابو کی کتاب۔

**اقول** (جواب صاحب بر) جناب بابو صاحب براہِ مہربانی میرا تیسرا اور چوتھا جواب گذشتہ کو غور سے پڑھیں۔ بقول آپ کے خدا کو دنیا بنانے کے واسطے مادہ اور روح کی ضرورت پڑی۔ اسی طرح ان کاریگروں کو اینٹ پتھر لکڑی کی ضرورت پڑی۔ لکڑی اینٹ ان گھروں میں تو نہیں مگر یہ بازار سے خرید کر سکتے ہیں۔

اسی طرح بقول آپ کے جو اُس کی ملکیت خاص میں نہ تھیں اور نہ اُس کی پیدا شدہ تھیں تصرف بیجا کیا۔ خدا بھی محتاج ہے۔ اگر اُس کے پاس مادہ اور روح نہ ہوتا تو دنیا پیدا نہ کر سکتا۔ اگر پرماتما لامحدود ہے تو روح اور مادہ بھی لامحدود۔ کیونکہ جہاں جہاں خدا حاضر ناظر ہے وہاں

یہ بھی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ کیونکہ کئی ارب روح کئی ارب ذرات عالم مانتے ہو۔

اگر خدا چیتن ہے تو روح بھی چیتن ہے دونو میں کیا فرق ہوا۔

واہ صاحب واہ انتر یامی کو خدا مانا۔ مگر انتریامی۔ مادہ اور روح کو انادی یعنی ازلیت سے واقف نہیں ہوا۔ اگر خدا بے پرواہ ہے تو اسکو مادہ اور روح کی ضرورت نہیں۔ عجب آپکی عقل ہے۔ مان کر پھر مکر جاتے ہو۔

نیستی سے ہستی کچھ نہیں اسکی بابت دیکھو جواب ۳ و ۴۔ اور مجموعہ تصنیف پنڈت سوامی دیانند صاحب یا تکذیب ص۳۵ جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

**۶ قولہ**۔ یہاں بابو صاحب اپنے پنڈت کی کتاب تکذیب سے علوم متعارفہ کی نقل مارتے ہیں۔ ص۲۱ تکذیب جلد اول فلاسفی کا مسئلہ تو درست ہے۔ مگر آپ ہی کی سمجھ شریف میں نہیں آتا۔ جو حاجت و محتاج کے معنے ہی اُلٹے لیتے ہو یا سمجھتے ہی نہیں محتاجگی اسکو ہوتی ہے جس کی ضرورت ہو اور نہ ملے اور جو چیز کافی و وافی موجود وہ محتاجگی نہیں پس اسکا لازوال خزانہ یا بھنڈار کسی چیز سے خالی نہیں۔ وہ کسی شے کا محتاج نہیں بھائی صاحب چونکہ آپ فلاسفی کے مسئلہ سے ہکو قایل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا مسئلہ فلاسفہ کا بھی آپ کو ماننا پڑے گا۔ چنانچہ چند مسئلے درج کرتا ہوں (علوم متعارفہ از کتاب تکذیب لیکھرامیہ الخ۔

**۶ اقول** (جواب صابر) کاش کہ آپ کسی لغت سے محتاج کے معنے ثابت کرتے دکھاتے تو مان جاتے کہ آپ سچے ہیں۔ اپنے من گھڑت من کے پھپھولے توڑتے ہو جب مادہ و روح اسکی مخلوق ہی نہیں تو لازوال بھنڈارہ کیا۔ چوری اور سینہ زوری۔

# علوم متعارفہ پر سرسری نظر

افسوس کہ مخلوق و خالق میں فرق نہیں جانتے۔ افسوس کہ مالک و مملوک میں تمیز نہیں پہچانتے۔ یہ علوم متعارفہ وغیرہ صرف انسان کی ایجاد ہیں جنکی بنیاد صرف تجربہ

خیالات و ناقص عقل پر مبنی ہے۔ خداوند کریم عقل کل ۔ مالک کل وغیر محیط ۔ غیر محتاج خالق کل ہے۔ ایسے علوم حاوی نہیں ہوسکتے ہستی سے نیستی اور نیستی سے ہستی اختیار کرنا۔ آپ لوگوں کا ہٹ دھرمی کرنا سراسر تعجب بیجا و کفر و شرک کی علامت علوم متعارفہ کی مٹی اڑانے سے پیشتر میں آپ سے چند سوال کرتا ہوں۔ آپ کے لوکیا کل ہند کے آریہ سماج کو پکار کر للکار کر **نعرہ محمدی** سے بلاتا ہوں :۔

**(الف)** کیا عقل انسان کامل ہے یا ناقص ۔ اور کیوں وجہ بتاؤ **انسانی جسم کامل یا ناقص ہے۔**

**(ب)** کیا کل انسانوں کی عقول برابر ہیں یا کم۔ اور کیوں دلیل نکالو۔

(ج) کیا ہر ایک انسان کارخانہ قدرت میں دخل دے سکتا ہے یا اُسکی ماہیت کو پا

(د) کیا ہر ایک انسان خاصکر آریہ صاحبان خداوند کریم کی معرفت کل کو پہچا سکتے ہیں۔

(ہ) کیا سبب ہے کہ تمام دنیا کے تو بال لمبے ہوں مگر افریقہ کا فروں کے پشم کی مانند

(و) پہلا ہفتہ جنین میں کیا تبدیلی ہوتی ہے۔

(ز) خون سے دو دو یعنی سفید و سرخ جو اجتماع ضدین ہیں بغیر ملانے رنگ اصلی کیا پیدا ہوتا ہے۔

(ح) کیا سبب ہے کہ اصول (ھبینگا) آدمی ایک چیز کو دو دیکھتا ہے۔

(ط) ریل کی گاڑی چلتی یا کشتی یا جہاز میں سوار ہونے سے زمین دوڑتی نظر آتی کسکا قصور ہے۔

(ی) یرقان میں کل اشیا زرد رنگ کی نظر آتی ہیں۔ کیوں۔ کسکا قصور ہے۔

(ک) ڈلی سی ام۔ اکیوٹ می نیا میں انسان کیوں بہکی باتیں کرتا ہے۔ کس قصور ہے۔

(م) جھگڑا و فساد۔ گالی گلوچ فحش گوئی۔ زنا۔ مےخواری۔ حرام کاری۔ رشوت ستانی شرک و کفر بدعت و ضلالت پیدا ہوگئی۔ خاصکر ہٹ دھرمی کیا یہ مسئلہ تناسخ نہیں یا

(۳۳) پنڈت لیکھرام تاوہ اور روح دونوں جُزو چنیں تھے لیکن گالی و گلوچ فحش و غیر مذاہب پر مُنہ درازیاں۔ اپنے مُنہ میاں مٹھو بننا یہ کہاں سے آئی۔ تو صاحب آپ کا علوم متعارفہ بالکل کافور ہو گیا۔

**علوم متعارفہ۔ علم معلومات کے بغیر نہیں ہو سکتا۔**

**جواب** اسکی اگر کوئی مثال دیتے تو ہم مان لیتے مہمل باتیں بنانا اور اقلیدس کے مصنوعی علوم کو نقل کرنا یہ آپ کی بے علمی ثابت کرتا ہے۔ افسوس کہ پنڈت صاحب جیسے آریہ بابو صاحب نے بھی مکھی کی مکھی ماری اور کوئی مثال نہ دیں۔ بھلا اس میں پرمیشری تعلق بتایا ہوتا۔ لیجئے ثابت کیجئے ورنہ ہماری داد دلائل دیجئے۔ پرمیشور کو علم کل ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اُس کو علم کہاں سے آیا جب تک معلومات موجود نہ ہوں جب تک کتاب موجود نہ ہو ایک طالب علم کیسے علم حاصل کر سکتا ہے۔

جب تک ڈاکٹر کے پاس مُردہ نہ ہو وہ کیسی تشریح حاصل کر سکتا ہے۔

جب تک دوائی نہ ہو اُس کے خواص کیسے معلوم کر سکتا ہے۔

یہ تو علوم متعارفہ آپ ہی صاحبان کی بے علمی کو جتاتا ہے۔ کہ خداوند کریم کو علم بھی نہیں جب تک معلومات نہ ہوں تو اُسکو جب علم نہیں تھا تو مادہ و روح کو ملا کر کیسے سرشٹی قایم کی۔

اگر آپ مادہ و روح کو معلومات سمجھیں اور خداوند کریم نے اُن سے علم حاصل کیا تو تعلیم کل نہ رہا گویا مکتب کا لڑکا یا سکول کا طالب العلم ہوا۔ تو ثابت ہوا بغیر مادہ و روح کے خدا ناقص ہے۔ بلکہ ایک دھوکے کی ٹٹی ہے جو آپ لوگوں نے بنائی ہوئی ہے۔ صاف منکر کیوں نہیں ہو جاتے۔

**۱۔ علوم متعارفہ۔ جو پیدا نہیں وہ نہیں مرے گا۔ جو پیدا ہوا ہے وہ مرے گا۔**

**جواب** آریہ بابو صاحب یہ سچ ہے اُسکو تو کل دنیا جانتی ہے سب

مخلوق کو فنا ہے اور صرف ذات ربی کو بقا ہے۔ مادہ و روح کو مخلوق آپ پہلے جواب میں مان چکے ہیں۔ ان کو بھی فنا در فنا ہے۔ نہ ذرات کو بقا ہے نہ کسی روح کو پناہ ہے

## نوٹ

پنڈت سوامی دیانند صاحب کی نسبت میرا خیال ہے کہ وہ صرف علم سنسکرت کے بخوبی ماہر تھے اور علم فلسفہ و منطق سے بالکل مگر آپ فارسی و عربی سے ناواقف جو جو اعتراضات سوامی صاحب نے قرآن شریف پر کئے ہیں وہ دوسرے سے پڑھا کر کئے ہیں۔ افسوس کہ ایسے سوامی صاحب کی تاثیر صحبت نے پنڈت لیکھرام میں اثر نہ کیا۔ براہین احمدیہ کے مقابل اسلام پر بہت ہی منہ زوریاں و بازاری گالیاں دی ہیں سو

زمین شور سنبل بر نیارد
درو تخم عمل ضایع مگردان

**قولہ** ۔ (جواب آریہ) مادہ مفرد اور جڑ روپی ہے یعنی بے جان اور روح مفرد اور چیتن۔ یہ دونوں چیزیں محدود اور اس کے یعنی مالک کی قدرت کاملہ کے قبضے میں ہیں نہایت اتاؤلے ہیں جو بغیر اس کے بنانے یا چلانے کے خود بخود کچھ نتیجہ نہیں پیدا کر سکتیں

**اقول** ۔ جواب ۔ بابو صاحب سوال کو دوبارہ پڑھو۔ مادہ و روح کا اثر قایم بالذات ہیں یا نہ۔ تشکیکات وغیرہ علوم متعارفہ کے ساتھ ملائیں کہ قدیم چیز کے سب ذاتی صفات قدیم ہوتی ہیں۔

(۸) ۔ بقول جناب

**الف** ۔ مادہ ایک مفرد اور جڑ چیز ہے یعنی ایک کاٹھ کی پتلی جو میاؤں نہیں کر سکتی غیر متحرک و غیر مقدرات۔

**ب** ۔ روح ایک مفرد اور چیتن بس اس سے آگے روح کی صفات یا گن بتانے میں روح کی خلاصی ختم شد۔

(ج) خدا تعالیٰ بابر پرمیشور۔ سچدآنند۔ جوتی سروپ۔ سرب شکتیمان۔ موصوف بہمہ اوصاف۔ قادر مطلق وغیرہ۔ پھر آپ صاحبان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ تینوں چیزیں اناد ہی ہیں۔

# اعتراض صابریہ چیلنج تا قیامت

کل آریہ صاحبان جواب دیں کہ کس فلاسفر یا کس خدا یا کسی دوسری چیز نے ان تینوں کے اوصاف الگ الگ کر دیئے مطابق علوم متعارفہ نمبر ۲ جب یہ انادی اشیا تھیں تو ذاتی صفات الگ کیسے ہوئے۔ انادی اشیاء کا الو کا الو۔ مادہ اور چلتا پرزا روح کو کس نے خداوند کریم کی ملکیت میں کر دیا یا یہ خود بخود آ گئیں یا الگ نے اپنے بیجا تصرف کیا۔ مادہ جب قدیم تھا اسکی صفات بھی قدیم۔ تو جڑ کیوں رہا کاٹھ کا الو کیوں بنا۔ یا ناحق کے الو آرا کرتے ہیں۔ روح مفرد اور چیتن قدیم سے ہو تو ان دونو کے صفات میں فرق کیسے ہوا۔ اور کس نے ڈالا۔ مطابق علوم متعارفہ (۵) قدیم و انادی اشیاء کے اوصاف برابر ہونے چاہئیں نہ کہ الگ الگ۔ یا تو آپکو ماننا پڑے گا کہ آریوں کا خدا۔ مادہ اور روح میں اول کسی مکتب میں پڑھتے رہے استاد نے ان تینوں کو پڑھا سمجھا کر خدا کو اول نمبر۔ روح کو دوسرا نمبر اور مادہ کو تیسرا نمبر دیا۔ اور کہا کہ جاؤ چرو۔ چگو۔ کھاؤ۔ پیئو۔ مگر تینوں نے علیحدہ نہ ہونا۔ ایک میں تین۔ تین میں ایک مداری کا کھیل بنانا۔ قربان جائیں آپ لوگوں کے مشرکانہ عقائد پر نعوذ باللہ منہا۔

اگر یہ نہیں تو خود بخود اوصاف کیسے ہوئے۔ آیا ایک پریذیڈنٹ بنا۔ دوسرا سیکرٹری۔ تیسرا خزانچی۔ آیا یہ قائم بالذات تھیں۔ یا خدا تعالیٰ کی قدرت سے اس کے زیر قبضہ تھیں۔ جیسا کہ زمین و چاند و آفتاب بذریعہ کشش کے موجود ہیں اور درہم برہم نہیں ہو جاتے۔ نہ کارخانہ قدرت سے سرکش ہو کر بھاگ جاتے ہیں۔ تو جڑ روح بیچاری جو کاٹھ کی پتلی تھی وہ کس کی کشش و شکتی سے محدود رہی۔ افسوس کہ عقل آپ نہیں رکھتے۔ اسکا جرم مسلمانوں پر لگاتے ہو۔

**قولہ** - کیا آریوں کی ایسی تعلیم ہے کہ مادہ اور روح خدا تعالیٰ کی صفات میں شریک ہیں - جیسے آٹا گھی - پانی - آگ وغیرہ وغیرہ چیزوں کے یکجا ہونے سے خود بخود روٹی نہیں بن سکتی - وہی یہاں ہر ایک چیز کے بننے میں اس پر [illegible] فاعل کی سخت ضرورت ہے وہ ہر ایک چیز کی ماہیت جانتا ہے کہ اس [illegible] ملانے سے کیا نتیجہ ہوگا اس واسطے اسکا نام انتریامی یا عالم الغیب ہے - مادہ اور روح میں یہ صفت ہرگز نہیں - دیگر پرماتما لا محدود ہے یعنی اس کی کوئی حد نہیں - سرب ویاپک (حاضر ناظر) کہلاتا ہے حالانکہ روح اور مادہ چیزیں ہیں ایک حد [illegible] لا محدود ہونے سے سب مادہ وارواح کو جو موجود ہیں گھیرے ہوئے [illegible] میں [illegible] کی ہوئی ہیں [illegible] روح اور مادہ میں مالک کے کرنے پر سوائے عمل [illegible] کے کچھ نہیں کر سکتی ہے اور نہ ہی انادی ہونے کے علاوہ اس کی اور صفت میں شریک - [illegible] سوال نالیعنی ہے

**اقول** - گزشتہ جوابات [illegible] آپ مادہ اور روح کو شریک فی الصفات تو بجا خالق اور مالک بھی مان چکے ہیں [illegible] آپ نے روٹی کی مثال و بجز خداوند تعالیٰ کو تو ساحر ٹھیکہ دار و غیر مادر مطلق بنا دیا - اسکو تو اس کی قدرت سے باہر کر دیا - ایسی منہ زوری سے تو ہماری توبہ نقل کفر کفر نہ باشد - آٹا اور گھی وغیرہ نہ ہوتے تو روٹی نہ بنتی - اسی طرح مادہ و روح نہ ہوتے تو خدا کی خدائی نہ ہوتی - خدا تعالیٰ بغیر مادہ اور روح کے نکما ٹھہرا - تو ایسے خدا کے ماننے ہی کی کیا ضرورت ہے - جو بغیر مادہ و روح کے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھا ہو -

عالم الغیب بھی تمہارے عقاید کے موافق نہیں - اگر انتریامی ہوتا تو مادہ اور روح کی ازلیت کو جانتا - بھلا روح تو چیتا پرزا تھا - مگر مادہ تو موم کا کھلونا کیا اسکو مدنہیر مار سکتا تھا یا باہر دھکیل سکتا - یا روح اور مادہ نے کوئی مشورہ کیا ہوا تھا - مگر وہ کا ماننا تو بہت آسان ہے -

میں پہلے بھی ثابت کر چکا ہوں کہ آپ لوگوں کے عقیدہ کے موافق روح اور مادہ محدود نہیں بلکہ لا محدود ہیں - کیونکہ خداوند کریم کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں اور

گھیرے ہوئے ہیں یعنی سرکل دائرہ میں ہیں۔

دیکھو ڈائری یا سرکل۔ خداوند کریم چاروں طرف سے مادہ اور روح کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس دائرہ سے باہر مادہ اور روح ہرگز نہیں۔ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اجزا یا مفرد اشیا ایسے دائرہ میں سے ہیں نہ کہ باہر سے اگر اسی دائرہ میں سے ہیں تو انادی ہرگز نہیں۔ انادی تو تب ہوتیں کہ سرکل سے باہر ہوتیں۔ اور اس دائرہ میں سے ہیں تو انادی ہرگز نہیں۔ انادی تو تب ہوتیں کہ سرکل سے باہر ہوتیں۔ اور اس دائرہ میں تمام خداوند تعالیٰ کی ذات۔ لامحدود ہے یا تو آپ کو ثابت کرنا پڑے گا۔ کہ مادہ و روح کی ذات ذات سے پیوستہ ہے۔ کیونکہ سوائے ذات ربی کے اس دائرہ میں کوئی جگہ خالی نہیں۔ اگر ذات کے ساتھ پیوستہ نہیں تو ذات کے اوپر داغ دراغ ہیں۔ جیسا کہ ماتا کے داغ۔ یا خارش کی پھنسیاں خسرہ۔ مینرلس وغیرہ۔ اگر ذات ربی کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ تو دودھ۔ پانی اور شکر کے موافق شربت بنی ہوئی اور یہ تینوں اجزا خدا ہیں یعنی اس کے جسم کے ٹکڑے ہیں۔ یا موافق بچہ کے ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ میں رہتا ہے۔
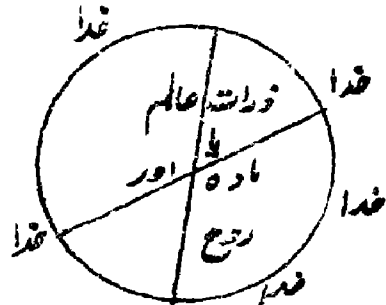
فلاسفی کا مسئلہ ہے کہ ایک چیز نے جو جگہ گھیر رکھی ہے دوسری وہاں نہیں سما سکتی۔ مثلاً ایک کرسی پر ایک شخص بیٹھا ہے جب تک وہ خالی نہ کرے دوسرا نہیں بیٹھ سکتا۔ اسی طرح جہاں ذرات عالم تھے وہاں روح کس جگہ پر تھا۔ اگر یہ سب دو گیس تھے تو آپس میں ملے ہوئے تھے۔ تو ملانے والی کی

ضرورت نہ رہی۔ کل ناقضات نباتی و معدنی کے ملنے
تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جو اصل سے بالکل مخالف پس ہ
میں ہائیڈروجن و آکسی جن موجود اُن کے ملنے سے ہمیشہ
بارش ہوا کرتی ہوگی۔ تو اس میں خدا کا کیا واسطہ۔ واہ آریو
منکر ذات الٰہی۔

(۹) **قول** (جواب آریہ) یہ تو فعل ہیں جو نام کام کا ہے نہ کہ کچھ چیز
کا مجموعہ یا کوئی مفرد چیز بموجب علم متعارفہ جو کل میں ہوتا ہے وہی اُس کی جزو میں ہوتا
ہے۔ یہ چونکہ فعل ہیں نہ کل ہیں نہ جزو ہیں اسواسطے نہ یہ مادہ ہیں اور نہ روح ہیں
دیگر اگرچہ یہ امر بد آپ کو باہر سے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن انسان اِن پر قادر بھی ہو
سکتا ہے جس سے نجات تک بھی پا سکتا ہے۔ پس بُری ہیں تو عمدہ بھی ہیں
(چند مثالیں کام کرودھ۔ لوبھ موہ۔ اہنکار کے نفع کی دیتے ہیں۔ پانی۔ آگ
کھانا۔ عورت کو مفید و غیر مفید یعنی مضر بھی ثابت کرتے ہیں۔ اسی طرح کے نفع
نقصان جتلاتے ہیں) بعدہٗ بابو صاحب لکھتے ہیں۔ اب ثابت ہوگیا کہ جو کام
سوچ بچار سے کیا جائے۔ کیونکہ مالک کی دی ہوئی عقل کا استعمال بھی ضرور
ہے۔ تو کوئی چیز بھی خراب نہیں۔ اور اگر کوئی چیز خراب بُری یا ناپاک ہے
**انسان سب پر غالب ہے** یا ہو سکتا ہے جو عقل
کا ہے۔ پس یہ پانچوں فعل بھی مالک کا جو عین انصاف ہے۔ سہایتا
دینے کے واسطے روح اور مادے سے تعلق بھی نہیں رکھتے۔

**۱۹ قول** (جواب صاحبا اگر یہ فعل کا نام ہے۔ یعنی لوبھ۔ موہ۔ کام
کرودھ۔ اہنکار یعنی حرص۔ ہوا۔ شہوت۔ غصہ اور غرور۔ تو یہ فعل کس
نے کیا خدا کا یا مادہ و روح کا۔ مطابق علوم متعارفہ (۳) ۔ جو کل میں ہوتا ہے

اسکی جزو میں ہوتا ہے اگر یہ نہ مادہ اور روح میں پائے جاتے ہیں تو یہ پانچوں فعل آئے
کہاں سے۔ اگر یہ مادہ اور روح میں موجود نہ تھے تو کسی اور فاعلی طاقت یعنی خداوند
کریم نے ان کے متھے جڑ دیئے تو شر کا خالق خدا ہوا۔ کیونکہ یہی چیزیں جو انسان
کو دوزخ کا راستہ دکھاتی ہیں۔ یہی چیزیں ہیں جو منش کو جون چکر پر چڑھاتی ہیں۔ یہی اشیا
ہیں جو دنیا میں فسق و فجور، فسادات اور فتور برپا کراتی ہیں۔ ان ہی سے کنارہ کشی اور
بچنے کی خاطر دنیا میں رشی منی اور پیر و پیغامبر ہدایت کے واسطے آئے۔ اگر
یہ اشیا انسان میں نہ ہوتیں تو یہ انسان مہاتما ہوتا۔ ان کے نقصان تو
ہزاروں ہیں لیکن فوائد تو لکھئے۔

تمام الہامی کتابوں میں ان سے بچنے کے واسطے ہدایت ہوئی ہے۔
(الف) راستی سے بڑھ کر کوئی دھرم نہیں اور ناراستی سے بڑھ کر کوئی ادھرم نہیں
(مہابھارت)

اب بابو صاحب برائے مہربانی ناراستی کے فوائد بتائیے ثابت کیجئے
(ب) یہ رگوید کے منڈل۔ سوکت ۱۵ کا منتر ۸ ہے دیکھیں تکذیب براہین
صفحہ ۹۔ وید سے آریہ قوم کا ثبوت۔ پرمیشور اگیا دیتا ہے کہ جب تو آریہ یعنی شرشٹ
اور دیبو یعنی ورشسٹ سبھا و کیت و اکواری ناموں سے پرسدھ منشیوں کے
دو بھید جان لے۔ راستی کا آچرن کر اور ناراستی سے پرہیز۔ آپ کے قول کے مطابق
پانچوں فعل ضروری تو یہ ناراستی عین ضروری جو صرف پانچوں افعال کا نتیجہ ہے۔
مگر افسوس وید مقدس تو ناراستی سے پرہیز بتاتے ہیں۔

کیا یہ بھی دنیا کے واسطے عین ضروری ہے۔ کیا آپ سچے یا وید مقدس۔
ان پانچوں افعال سے شرارت۔ فساد جھگڑا۔ زنا۔ لواطت۔ فسق و فجور۔ جنگ
جدل پھیلا۔ ان کے دفعیہ کے واسطے راجہ و مہاراجہ یا بادشاہوں کو چونکہ فوج
کی ضرورت پڑی۔ انہی افعال کے باعث کروڑ ہا روپیہ سزا وغیرہ دنیا میں بھی نذر
ہوئے اگر انسان میں یہ نہ ہوں تو ملک میں امن رہے۔

رگوید منڈل سکت ۳۰ اکا منتر ۳ ہے۔ پرمیشر فرماتا
کہ سنیا سی سوامی سناسک پدارتھوں کے دھارن کرنے والے ودوان کو
چاہئیے کہ ملکی حفاظت و بچاؤ کے واسطے دسیو یعنی وشٹ لوگوں کو جو آباد
و ناش کرتے ہوئے وچرتے ہیں۔ سزا کے کافی دینے کے کارن سکھ بڑھا
دیا) امن کے قایم کرنے والے بجز ہتیار کو پراکرم سے عمل میں لاتے اور آرمہ
یعنی رشتوں کے بل دھن کی سہایتا کرے۔ یہ منتر راج نیت ودیا کی متعلق
ہے۔ خلاصہ مطلب اُن کا یہی ہے۔ کہ راجہ کو ملکی انتظام میں دھرماتما اور جسپے کتا
پربینی کرنے والے کی سہایتا کرنی۔ دشٹوں کو سزا اور سرتشیبوں کو جزا دینی
چاہئیے ''

جناب بابو صاحب یہ آپکے وید مقدس کا منتر ہے آپ ہی کرپا کرکے دشٹ ا
سرشٹ کی تعریف کسی لغات سے ثابت کرکے فرماویں۔ اگر یہ پانچوں فعل (لو
موہ۔ کرودھ۔ کام۔ اہنکار) مالک کا عین انصاف ہے اور نہایت ضروری و
کے واسطے ہیں تو خود ہی مالک بقول آپکے دنیا کو اچکا بدذاتی۔ چور۔ جھگڑا لو
فسادی۔ شہوتی۔ زانی۔ قاتل۔ لوبھی۔ حریص۔ مغرور بناتا ہے۔ کیونکہ یہ سب
اُسی کے پیدا شدہ ہیں تو پھر آپ ہی وید اُتار کر اُن کی اصلاح کرتا ہے۔ یا وہ
مالک کے مخالف چل رہے ہیں یا کوئی دوسرا فدا رشی مُنی اور وید مجنا ہے آپ غور سے دیکھ
آپکے وید مقدس کیا شہادت دیتے ہیں۔

سُن لیجئے آریہ بابو صاحب آپ پانچوں افعال کو اچھا اور مالک
کا انصاف کہہ کرکے آریہ پن سے بھی نکلے جاتے ہیں۔

منوجی مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ کرنے کے لایق اعمال حسنہ کا کرنا
نہ کرنے کے قابل افعال قبیحہ کا نہ کرنا جس کا طبعی خاصہ ہو وہ آریہ ہے) کیا آپ کرو

تو بھی۔ کامی۔ موہی۔ اہنکاری رہکر بھی آریہ ہیں۔ واہ صاحب واہ! بابو صاحب آپ ذرا مفصل فرمائیے اگر یہ چیزیں پانچ بد افعال۔ بُری نہیں اور اُن سے گناہ نہیں سرزد ہوتا۔ مالک کا عین انصاف ہی تو وہ کون سے گناہ ہیں جنسے بچنے کی خاطر لکھا گیا ہے

(۳) نمبر نکن بیب پنڈت صفحہ ۶۵ دیکھو۔ گناہوں سے بچنے کے واسطے اِس سے بڑھ کر کوئی علاج نہیں کہ اپنے سوامی پرمیشر کو سرب بیاپک جانکر بدیوں سے متنفر ہوئے۔ تجربہ کی بات ہے کہ بڑے بڑے ظالموں نے تب تک گناہ کی پلیدیوں سے اجتناب نہ کیا جب تک اُن کو پرمیشور کے انترجامی ہونیکا گیان نہ ہوا۔

بابو صاحب براہ مہربانی۔ گناہوں اور ظالموں کی تشریح فرمائیے آیا ظالم ان پنچ افعال سے باہر ہے یا گناہ باہر ہیں۔

**رگوید کے اشٹک ۶۔ ادھیا ۴۔ ورگ ۹ کا بارھواں منتر۔ وشت آتما اور خونخوار آدمی۔**

مذکورہ بالا بیان سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے ویدوں سے ہرگز واقف نہیں۔ بقول آپکے اب تک آنکھ سے دیکھا ہی نہیں صرف تکذیب اور خبط کو سامنے رکھ کر جواب دیا۔

(نسخہ خبط لیکھرامیہ صفحہ ۱۸۹ نمبر ۳)

بھروہی پادری صاحب فرماتے ہیں ”رگوید خدا کے حق میں یوں کہتا ہے۔ کہ وہ قادر مطلق اور واحد سب سے اول اور ہمہ دان اور کامل۔ کروہ۔ نوبھ۔ موہ سے وہ اور زمین کال اور زمان اور ستھان سے پرے ہے (دیکھو کتاب دین حق کی تحقیق سنہ ۱۸۷۱ء۔

لیجئے جناب یہ پانچوں فعل تو مند ابین نہ بنے لیکن مادہ اور روح کے ملنے سے کہاں سے پیدا ہوئے۔

**قولہ۔ مالک کی دی ہوئی عقل۔** یہ تو نعل ہیں جو نام کام کا ہے

اس واسطے نہ یہ مادہ میں اور نہ روح میں ہیں۔

**اقول** (جواب صابر) اگر پانچوں چیزیں یعنی عقل۔ غصہ۔ شہوت۔ حرص ہوا۔ غرور۔ مادہ و روح سے نہیں تو آئے کہاں سے۔ جس نے ڈالے وہی اسکا ذمہ وار ہے۔ پھر ویدوں اور رشی منیوں کے آنے کی کیا ضرورت۔

ہائیڈروجن اور آکسیجن سے پانی پیدا ہوتا ہے۔

بگیشو وپانہ بنوا الکٹرک سے شرارہ پیدا ہوتا ہے۔

زمین پانی اور بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ پھول پھل نباتات وغیرہ۔

مرد اور عورت کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

ہاتھوں کے رگڑنے سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔

لوہے کی گاڑی و پٹڑی کے ملنے سے شور پیدا ہوتا ہے۔

انجن و گیس سے انجن کی آواز نکلتی ہے۔

ان بجھے چونا پر پانی پانے سے ایک شر شر و دھواں پیدا ہوتا ہے۔

سوسی خرد دیا سلائی کو رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔

ویسی انگریزی و کافری شراب مختلف اشیا کو سڑا کر بناتے ہیں۔

زیادہ دیکھو علم کیمیا۔ دو مختلف اشیاء سے کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

**مذکورہ بالا امثال کو مد نظر رکھ کر مجھے اچھی طرح سمجھائیے کہ اگر مادہ و روح میں یہ اشیا موجود نہ تھے تو آئے کہاں سے**

اگر آپ دوبارہ جواب دیں کہ ان دونوں میں موجود تھے۔ صرف خدا کے ملانے سے ظاہر ہوئے۔ تو فعل بد اور شر کا ذمہ وار وہی ہے۔ اگر خداوند کریم نے اپنے بھنڈارہ سے ڈالے تو اس کے بھنڈارہ میں سب برائیاں بھی موجود۔ پھر بھی شر و افعال قبیحہ کا وہی ذمہ وار ہے۔

دیگر آپ نے پہلے سوال کے جواب میں فرمایا ہے۔ خدا۔ مادہ اور روح تینوں پاک ہیں

ناپاک نہیں بلکہ آپ کا ناپاک گرداننا ایک سخت بھول ہے۔ اگر مادہ و روح بھی پاک ہیں تو ان دونوں کی ملاوٹ سے یہ کام کردہ۔ لوہو۔ موہ۔ منکار کہاں سے نکلے دو چیز صاف و پاک کے ملانے سے نتیجہ صاف و پاک ہونا چاہئے یا نہیں۔
دودھ اور پانی ملانے سے چھاچھ بنتی ہے یا دہی۔
جو کے بیجنے سے جو نکلتے ہیں یا گندم۔ علیٰ ہذا۔
اگر فرماویں کہ دو مختلف اشیا بھی پیدا ہو سکتی ہیں از روئے سائنس آمنا و صدقنا بڑے زور سے تصدیق کرتا ہوں تو موجب آپ کے مادہ و روح کے ملانے سے یا نیکی کا پھل نکلے یا بُرائی کا پھل۔
تو اس ہر حالت میں خیر و شر کا خالق خدا تعالیٰ ہے۔ پھر بھی آپ کے ویدوں اور رشی منیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیجئے آپکے پنڈت کے تمام دلایل مزخرفات رد ہو گئے۔
ایک ڈاکٹر نے ایک شیشہ زہر کو دیدہ و دانستہ کسی شخص کو پلا دیا اُسکا ذمہ وار کون ہے۔ ڈاکٹر یا شیشہ یا زہر۔
ایک توپ موجود ہو جو بھری ہوئی ہے۔ اس میں بارود بھرا ہوا ہے جو چینی ہے اگر کسی نے آکر توپ کو چلا دیا اور اس سے کئی جانوں کا نقصان ہوا تو ذمہ وار کون ہے آیا شخص چلانے والا یا توپ یا بارود۔

## دیکھو تکذیب براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۔ جلد اول مطبوعہ سنہ ۱۸۸۷ء پرچار

پرماتما کی ربوبیت کے جلال سے ہی سورج چمکتا ہے۔ اسی کے فیضان سے اگنی جلاتی ہے۔ اسی کی برکت سے وایو چلتی ہے۔ اُس کی ہی کرپا سے بارش برق وغیرہ وغیرہ اپنے کام کرتے ہیں صفحہ ۲۳ اسی کتاب کا دیکھو۔
تمام لوک لوکانتر سورج پرتھوی۔ چاند ستارہ۔ سیارہ وغیرہ جملہ سنسار کا رچنے والا وغیرہ وغیرہ وہی ہے۔ اس بالانتر دل سے میں نے یہ ثابت کیا ہے

کہ مادہ اور روح دونوں کو ملا کر اس نے دنیا بنائی۔ اور جو فعل انسان یا حیوان یا نباتات کا نشوونما ہوتا ہے سب اسی کا ظہور ہے۔ نیکی اور بدی گیان اگیان بھی وہ ڈالتا ہے شر اور خیر کا مالک وہی۔ پھر سزا و جزا۔ جونی چکر کا رگڑا۔ خدا تعالے کی بے انصافی و غیر عدالت ہے۔ جب آپ مجھے خود ہی کہیں کہ فلانا کام کرو جب میں وہ کام کیا تو لگے دانت بنانے۔ کیا یہ انصاف ہے۔

## وید مقدس کا حوالہ۔ صفحہ ۶۱ از تکذیب پنڈت جلد اول مطبوعہ ست دہرم پرچارک

کہ اے میرے سوامی آپ جلال والے ہیں۔ اس سرب اتم یعنی مقدس جلال کا میرے آتما میں پرکاش کیجئے۔ آپ اندھکار سے اچھاوت نہیں ہیں۔ پھر مجھے بھی اگیان سے نکلنے کی سامرتھ دیجئے۔

بابو صاحب اول غور سے ملاحظہ فرمایئے کہ اول یہ کون صاحب فرما رہے ہیں آیا رشی منی یا مادہ یا روح یا خداوند کریم رشیوں کو سکھاتا ہے کہ ایسا کہو۔ آتما یعنی روح پہلے ہی سے چیتن و خدا کے ہی حکم سے جڑ سے ملا تو پرکاش کی کیا ضرورت دیگر مادہ و روح بقول آپ کے پاک اور روح صرف خالص چیتن۔ گیانی۔ تو اب بار بار یہی سوال اٹھتا ہے کہ اگیانی کہاں سے آئے کس نے ڈالے آیا مادہ و روح کے ملنے سے یا خدا نے باہر سے ڈالے۔

**مالک کی دی ہوئی عقل۔** آیا مالک نے سب کو عقل برابر دی یا کم۔ اسمیں بھی مالک ہی کا قصور پایا جاتا ہے۔ اور پھر یہ عقل کہاں سے آئی آیا اس کی اپنی عقل تھی یا یہ بھی تیسری انادی چیز ہے۔ اگر اس کی عقل ہے تو کامل ہے یا ناقص اگر کامل ہے تو پھر ہماری افعال سب کامل ہوں۔ پھر برائیاں پیدا نہ ہوں باوجود ہونے عقل خداداد کے بدی کہاں سے پیدا ہوئی۔ خالق نے دوبارہ ڈالی۔ یا کسی اور شخص کو ٹھیکہ دیا۔

# روح پر چند سوالات اور ردِّ تناسخ

(۱) روح کیا چیز ہے۔
(۲) کیا حیوانی۔ انسانی و نباتی روح میں کچھ فرق ہے یا نہ۔
(۳) جب انسان کو کلوروفارم سنگھایا جاتا ہے اور اُس کے کسی عضو کو کاٹ ڈالتے ہیں تو اُس وقت روح کہاں جاتی ہے کیا اُس کے چیتن ہونے کی صفت معدوم ہو جاتی ہے یا ساتھ رہتی ہے۔ علوم متعارفہ (۹)۔
(۴) جب انسان سوتا ہے تو اُس وقت روح کہاں جاتی ہے۔
(۵) رات کو سُلاتا اور صبح کو اُٹھاتا کون ہے۔
(۶) عذاب و ثواب روح کو ملتا ہے یا مادہ کو۔
(۷) کیا روح انسانی۔ مادہ حیوانی سے ملکر کچھ خاصیت بدل سکتی ہے یا نہیں۔
(۸) دیوانگی شدید۔ مالیخولیا۔ شراب پینے سے روح پر اثر ہوتا ہے یا مادہ پر۔ کون بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔
(۹) دنیا کے اوپر بُرے افعال یا نیک کردار کون کرتا ہے مادہ یا روح۔
(۱۰) کیا روح اور مادہ جب ایک دفعہ قالب بنے پھر مرنے کے بعد جدا ہو گئی۔ کیا روح اپنے اصلی قالب گذشتہ یعنی مادہ کو پہچان سکتی ہے یا نہیں۔
(۱۱) انسانی خواص بولنا۔ نطق کامل۔ عقل و علم سے کام لینا۔ فلسفہ حکمت۔ صنعت حرفت کرانا۔ یہ روح کے متعلق ہیں یا مادہ کے۔ اور یہی روح انسانی دوسرے حیوان کی جون میں جاکر اپنے پہلے خواص ظاہر کر سکتا ہے یا نہیں۔
(۱۲) کیا روح بغیر مادہ کے اور مادہ بغیر روح کے کچھ درد دُکھ سُکھ آنند حاصل کر سکتے ہیں یا نہ۔
(۱۳) نجات اور مکتی سے کیا مراد ہے۔ جب کہ جڑ مادہ اور روح چیتن ازلی ابدی پھر اُن کو نجات اور مکت سے کیا واسطہ۔ انہیں افعال بد یا نیک کے تو خواص نہیں کچھ علوم متعارفہ (۹)۔

# باب (۳)

## در سوالات آریہ معہ جوابات صابریہ (اسلام پر)

### نقل چیلنج

**قولہ**۔ اب میں ڈاکٹر نور حسین صاحب اسسٹنٹ ہاسپٹل سرجن ملازم گولڈ مائننگ سرونسن ڈیپ جھانز برگ ملک ٹرانسوال باشندہ شہر جھنگ (سیال) پنجاب کو خصوصاً اور دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو عموماً بطور چیلنج کے مندرجہ ذیل چند سوالوں کی طرف مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ مجھے ان کا جواب بخشیں اگر کل محمدی بھائی بالخصوص کر کے ڈاکٹر صاحب ان سوالوں کے جواب دینے سے مجبور و لاچار ہیں (جنکی میعاد بھی قیامت تک ہی ہے) تو ان کو چاہئیے کہ وید مقدس کے شرنوں میں پڑیں بقایہ زندگی نہ گنوائیں تاکہ راہ راست نصیب ہو) تو اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ مجھے بھی ڈاکٹر صاحب کی طرح جیسے کہ انہوں نے مجھے ایک خط لکھا تھا۔ کہنا پڑا۔ کہ محمدی دین بالکل جھوٹا اور ریت کی دیوار ہے۔ قرآن ایک محض کتاب ہے جو کسی معمولی عقل کے آدمی کا بنا ہوا ہے۔ نہ کوئی ہی آدمی رسول یا خدا کا نامہ بر ہو سکتا ہے۔ پس محمدیوں کو چاہئیے کہ وہ اپنا نام قطباً لفتو۔ نورا حسینا۔ جھنڈو۔ سلو رو۔ محمدی وغیرہ مخش ناموں کو ترک کر کے۔ مہاشہ چندر سدا آتم۔ تل۔ سنگھ۔ جی۔ شری وغیرہ وغیرہ نیک ناموں کے مشابہ اچھے ناموں سے مستفیض ہوں ورنہ اختیار ہے۔

نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ لفافہ بیرنگ نہ آنا چاہیئگا۔ کیونکہ ان سے قرآن کے عیبوں کی پردہ پوشی ہوتی۔

**اقول** (جواب صابر) اجی جناب آریہ بابو صاحب تمام دنیا بھر کے مسلمانوں کو کیوں بلاتے ہو۔ صرف یہ بندہ تن تنہا کافی ہے۔ آپنے ملاحظہ فرمایا۔ آپ کی عقل کو گذشتہ انعامی سوال میں کیسا دھنک ڈالا۔ اب جاؤ ذرا ہوش سنبھالو۔ یا کوئی معجون

پالتنہ کہا تُو۔ تمام دنیا میں کروڑ مسلمان بیٹھے ہیں تب آپکو دھوتی کے بل دینے بھول جائینگے۔ آپ لوگ کیا آپکے کل آریہ صاحبان بھی اناد ی روح و مادہ کو مقابلہ میں لائینگے تو بھی برسر نہ آئیں گے۔

دوم۔ بابو صاحب جامہ سے باہر کیوں ہو گئے قیامت سے پہلے اول صرف تین گھنٹہ کے اندر آپکے سوالات کی تردید روانہ کی گئی۔ آپ کی رسید موجود ہے۔

سوم۔ ہزاروں کتابیں آپ لوگوں کے عقاید پر مکابدی کی تکذیب مسلمانوں کی طرف سے چھپ گئی۔ اگر نہ مانو تو ہٹ دھرمی ہے الکفر ملۃ واحدۃ۔ دیکھو براہین احمدیہ کی تصدیق۔ تائید الاسلام۔ انوار الاسلام۔ انوار القرآن عشرہ کاملہ۔ تعزید لیڈر۔ وید اور قرآن شریف کا مقابلہ الہامی کتاب۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر ثنائی مصنفہ مولانا ابوالوفا امرتسری۔ تفسیر الفرقان مصنفہ مولانا مرزا حیرت صاحب دہلوی وغیرہ محمدی دین رب کی دیوار نہیں بلکہ حصن حصین ہے۔ آپ جیسوں لاکھوں نے کلمہ شہادت پڑھا ہے۔ کروڑوں مشرک و کافر بیدین راہ راست پر آئے ہیں۔ قرآن شریف الہامی خدائی کتاب ہے جس کے سامنے وید۔ پُران شاستر سب بھاگ گئے۔ تیرہ سو سے زیادہ قرآن شریف کا آفتاب ہندوستان میں چمک رہا ہے کبھی اسکو گرہن نہ لگا۔ مقابلہ میں کوئی سورت نہ بنائی اور نہ بنی۔

چہارم۔ آپ کا قول تو سراسر جھوٹا ہے کوئی آدمی خدا کا رسول رنا رہ بر نہیں ہو سکتا اگر کچھ بھی شرم ہو تو کلمہ نکالیں۔

**دیکھئے اپنے مہرشی پنڈت لیکھرام کی کتاب تکذیب جلد اول صنااے جواب باصواب اور نسخہ خبط صفحہ ۳۲۸-۳۲۹**

"ہر چہار وید مقدس کا شری اگنی۔ شری وایو۔ شری آدت اور شری انگرہ جی مہاتماؤں کو الہام ہوا تھا اور وہ چاروں مہرشی کے آدمی رکھیشر بجائے انسان تھے

آپ بھی میری ویدک کمنڈن پرمان چکے ہیں جس کو آگے ذکر کرونگا۔ اب فرمائیے
کہ آپ جھوٹے یا پنڈت صاحب۔ یہ چاروں مہاتما کون تھے۔ رسول تھے یا نامہ بر
نہیں نہیں رکمیشنر تھے یعنی جن اور بھوت یا دیو یا رشی منی انسان۔ کیا چاروید زمین
پر خود بخود گر پڑے تھے یا کسی غار میں دبے و چھپے ہوئے تھے یا خود بخود چلکر آئے۔
واہ آپ یہ بابو صاحب ذرا عقل کے تو ناخن لئے ہوتے۔ اور پہلے اپنے ہی گریبان
کو تو دیکھا ہوتا۔

**پنجم**۔ یہ نام نحس نہیں بلکہ مبارک ہے **قطب** (ستارہ چمکتا ہوا) نارتھ پول ساؤتھ
پول۔ قطبین ملقطۂ زمین جس پر زمین کی گردش کا مدار ہے۔ اگر یہ نہوں تو زمین بیقرار ہے
ثعلب کی وریامنت میں لاکھوں نے سر ٹپکا مگر نہ معلوم۔

**فتو** بگڑا ہوا لفظ فتح کا۔ یہ مبارک فال ہے کہ بلاشبہ **فتح اسلام کو ہے**
**نصر من اللہ و فتح قریب۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا۔**

**نورا**۔ یعنی اے نور۔ اے روشنی۔ اے چیتن۔ اے چمکارا۔ اے تجلے۔ اسی نور
سے آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں اگر یہ نور نہ ہو تو **آپ اندھے ہیں** ؎ گر ببینم
کہ نابینا و چاہ است۔ اگر خاموش نشینم گناہ است۔ نور ہی کا ظہور ہے جو روشنی
میں نظر آ رہا ہے۔ نور سے آفتاب روشن ہے۔ نور سے آفتاب منور ہے۔
روشنی نور ہی سے آپ رات کو اجالا کرتے ہیں۔ اگر نور نہ ہو تو ظلمات اندھیرا تاریکی
جہاں ہے۔ یہی سبب ہے کہ آپ نور کے سامنے آئے تاکہ آپ اندھیرے سے
نکلیں۔ **نور ربانی و نور قرآنی و نور سلطان دوجہانی** آپ میں چمکیں
تب آپکو راہ راست نصیب ہو۔ ورنہ اندھے کو اندھیرے ہیں کیا دور کی سوجھی
اگر نور نہ ہو تو سورج سے چیتن کا کیا ظہور۔ نور ہی سے ویدوں کا ظہور ہے ورنہ مانند
شب دیجور ہے۔

غور سے وید بلاحظہ فرماویں صفحہ ۶۳ تکذیب جلد اول

**پیرو مہاتما! کاش آدمی سب بھوتوں میں اور سورج آدمی سب**

لوکوں یعنی کروں میں اور پورب آدی سب دشاون میں اور اگنی آدی اُپ دشاون میں بھی۔ اپنے لا انتہا گیان سے بیاپک ہو رہا ہے جس کے گیان اور بیاپکتا سے ایک ذرہ سے ذرہ بھی خالی نہیں۔

چراغ مردہ کجا نور آفتاب کجا
ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

یجروید ۳۴ (صفحہ تکذیب جلد اول ۱۸۰) پرماتما کی ربوبیت کے جلال سے ہی سورج چمکتا ہے اس کے فیضان سے اگنی جلاتی ہے الخ - سورج میں چمک اگنی میں دمک - موتی لعل - جواہر - ہیرا کی درخشانی اسی نور کے باعث ہے - شیر پنجاب مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ہیرا کوہ نور یاد کرو کہ اسکے برابر آج تک نہ نکلا - وہی کوہ نور تاج قیصر ہند کا باعث ہوا - سونا اور چاندی - ستاروں کی جگمگاہٹ - شاہی پوشاک کی بھڑک اور جمادات - نباتات - حیوانات - غرض کل دنیا اسی نور کا ظہور ہے - جناب نور کا کوئی تصور نہیں مگر حضور کا ہے جس کی چندھی آنکھیں نور کے انوار کو نہیں دیکھ سکتیں ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اسی نور ہی کا ظہور ہے جس کے سبب سے دیوالی ہے - اگر نور نہ ہو تو منہ کالی ہے -

حسینا - الف ندائیہ یعنی اے حسین تصغیر حسن معنی خوب - ہیکو خوبصورت دوسری تیری صورت آپ نے دیکھی ہے ؟ -

جھنڈو - جھنڈا یعنی علم - نشان محمدی - پھریرا ہمیشہ اُڑتا رہے گا - یہ پنجابی ہاہ کرکے

نورو یا نورا ایک ہی نام - روشنی - روشنی دینے والا -
محمدی - اس میں یائے نسبت ہے یعنی محمدؐ والا - محمدؐ کے معنے ستودہ ہرگز بیرہ - عمدہ -
جناب بابو صاحب آپ نے دیکھ لیا - ان ناموں کو اور اُن کے معانی کو یہ مبارک نام ہیں یا نحس نچھر پڑیں آپ کی عقل پر - چونکہ دعوی بلا دلیل و ثبوت - ہرگز حق نہیں ہوتا - اس واسطے آپ کو مروجہ لغات سے ثبوت دیتا ہوں - اور آپ کی کم عقلی و بے علمی کی کمال حقیقت کھل جائے گی - غیاث اللغات کو آپ کے گرو یا اُستاد نے تسلیم کیا ہے -
ثبوت دعوی از لغات دیکھو لغات کشوری - غیاث اللغات لغات سروری اور کریم اللغات جو پنجاب یونیورسٹی کی مسلمہ مستند کتاب ہے - باب نون -
(۱) نور عربی لفظ ہے - روشنی - نور - کلی غنچہ پھول کا - نور آلہی یہ بھی اکثر مسلمانوں کے نام میں خدا کا نور - نورانی - منور - روشن جس میں نور ہو - نور بخش روشنی دینے والا - نور بخشنے والا - نور چشم - آنکھ کا نور مجازاً فرزند و بیٹا - یعنے جناب بابو صاحب تعصب و کفر کو چھوڑ دیجئے - ظلمات سے نکلکر نور میں منہ موڑ دیجئے -
(۲) حسین - خوب صورت - خوب شکل از لغات سروری حسین تصغیر حسن معنی خوب رو نیک خوبصورت - جناب بابو صاحب جو لوجی رام رام میرا نام تو حسین ہے - اسکے معنے نور علی نور - جیسے بجلی کی روشنی یا مہتاب یا آفتاب - یہ مبارک خالی ہے کہ اس نام سے نام آریہ صاحبان و دیگر غیر مذاہب ظلمت کدہ سے نکل کر روشنی میں آجائیں گے -
(۳) قطبا - الف ندائیہ ہے یعنی اے قطب - یا قطب والا - باب القاف منتہا - کریم اللغات - قطع - کیلی - جس پر چکی پھرتی ہے - سردار قوم کا -

افضل ہر شے کا۔ اصطلاح میں وہ نقطہ زمین کا جو شمال اور جنوب پر ساکن ہے۔ ذرا غور سے دیکھیں بولو میاں سھو گنگا رام۔ رام رام۔

(۴) **فتو** (بگڑا ہوا فتح کا ہے) **فتح**۔ ع۔ کھولنا۔ مجازاً جیتنا ملک کا۔ اس فتو نے آریہ وید کے ٹانکے کھول دیئے۔

(۵) **جھنڈو**۔ پنجابی لفظ ہے جس کے معنے علم کے ہیں۔ نیزہ۔ نام خاص پہاڑ جھنڈے۔ یہ وہ جھنڈو ہے جس کے نیزے سے آپ نے پنڈت پا رہوئی یعنی علم محمدی صلعم ہمیشہ اُڑتا رہا۔ تذاب جاکر جوتی چکر میں پڑے

(۶) **نور**۔ نورو۔ نورا۔ نور سب ایک ہی نام ہے۔ اگر ان سے شرمانتے ہو تو آنکھوں کو نکال ڈالو۔

(۷) **محمدی صلعم**۔ ع۔ وہ شخص جو اُمت محمد سے ہو۔ اب دیکھو یعنے محمد کے اب بار سنو وہ نور ایت کیا گیا۔ نام پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ انہی ناموں پہ جناب بابو صاحب کیوں بس کر گئے اور بھی لکھتے۔ عبد اللہ۔ خدا کا بندہ عبد السلام۔ عبد الرحمن۔ عبد الرؤف۔ عبد الکریم عبد الرحیم۔ عبد الحق۔ اللہ دتا۔ قمر الدین۔ خدا بخش الہ بخش۔ الہی بخش۔ شرف الدین۔ فضل الہی۔ محمد برکت اللہ محمد ذکاء اللہ۔ عبد القادر بی۔ اے۔ احمد حسین خانصاحب مولانا نذیر احمد صاحب۔ سر سید احمد خانصاحب۔ اقبال محمد مولانا نذیر حسین صاحب مرحوم۔ محبوب عالم۔ محمد عبد العزیز (مدیر اخبار) شمس الدین (سکرٹری انجمن حمایت اسلام)

دیکھئے کیسے مبارک نام ہیں۔ جنسے دنیا روشن ہے اور توحید ٹیک رہی ہے

**قولہ** (آریہ) اچھا ناموں کو ترک کرکے۔ راشد۔ چند۔ رام۔ مل۔ سنگھ جی۔ شری وغیرہ وغیرہ نیک ناموں سے مستفیض ہوں۔ ورنہ اختیار ہے

**اقول** (جواب صابر) سچائی کا بول بالا۔ جھوٹ کا منہ کالا۔ صداقت

ہمیشہ اپنا راستہ اختیار کر لیتی ہے۔ جناب بابو صاحب اول آپ نے خیفنی ہوا مدلیا کے نام سن لئے انکے نام سے ہی توحید ٹپکتی ہے اور آپکے ناموں سے شرک سراسر۔

**اول**۔ ماشہ یا مہاشہ۔ چھٹانکی رام۔ ماشہ مل۔ تولا رام۔

**دوم**۔ چند۔ تلوک چند۔ ٹیک چند۔ عاان چند۔

**سوم**۔ رام۔ گنگا رام۔ گنگا ایک ندی ہے۔ رام کے دو معنے غلام یا خدا۔ تو فرمایئے بابو گنگا رام آپکے کیا معنے ہیں۔ گنگا کا خدا یا گنگا کا غلام۔ دونوں شرک سے پُر نام ہیں۔ آپ ہی تشریح کیجئے۔ آپکے مقابل جمنا داس یعنی غلام جمنا کا صریح شرک ہے۔

مولو رام۔ کھوتا رام۔ رلا رام (رلا رام کے نام میں خدا۔ روح اور مادہ تینوں اناری موجود ہیں۔ اور وہ اس میں مل گیا ہے۔

**چہارم**۔ مل۔ لوٹر نیدا مل۔ پکوڑی مل۔ گوبر مل یا (گوبردھن) مولا مل۔

**پنجم**۔ سنگھ۔ بیشک جناب سنگھ شیر کے معنے ہیں اسکے مقابلہ میں اسد اللہ یعنی شیر خدا۔ شیر خان۔ شیر علی۔ شیر محمد ہے۔ اور سنگھ اور مسلمان دونوں مرد بہادر و تیغ بہادر ہیں۔ پکوڑی مل نہیں ہے۔ یہ اچھا نام ہے۔ گنگا رام کے بجائے گنگا سنگھ ہو جائے۔ کیونکہ گنگا رام سے خاص شرک تراشہ ہے۔ ہمکو سنگھوں کے مقابلہ میں نہ لائیے۔ آپ گیدڑ کی طرح کبھی منہ اٹھائے دم نہ دبایئے۔ کیسے داس۔ چند۔ مل جی کو لایئے۔

**داس**۔ سورداس (غلام خنزیر) کانا تلسی داس۔ پوکھر مل۔

**ششم**۔ جی۔ شری کے مقابل مولوی جی۔ خان جیو۔ سردار جیو۔ ڈاکٹر جی یا بو جی۔۔ دیکھو شری کے معنے جناب صاحب کے ہیں۔ سردار۔ سر۔ آپ جناب خود مختار ہیں۔ پکوڑی مل نہیں یا گوبر داس یا سورداس۔ یا گنگا رام۔ یا عبد السلام +

# آریہ کے چھ چیلنج سوالات اسلام پر

(۱) اعتراض آریہ۔ خدا کو رب العرش یا رب العالمین کہا جاتا ہے اور ازلی ابدی بھی سب مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ حی قیوم۔ دایم۔ قایم سب سے نیاز۔ بے پرواہ وغیرہ وغیرہ۔ ہزاروں صفتوں سے پکارتے ہیں۔ مگر جیسے کہ صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ مثلاً انسان مرنے تک اپنی صفتوں۔ خصلتوں سے ہرگز جدا نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی وہ خدا جو ازلی و ابدی ہے جس کو ہزارہا صفتوں سے ملقب کیا جاتا ہے وہ کیا ہو جانا چاہئے جیسے دنیا کے پیدا کرنے کے پہلے تھا یا بعد فنا ہو جائیگا۔ اُس وقت اُس کی صفتیں کہاں جائیں گی۔ اور جس کو بے پرواہ کہا جاتا ہے اُس وقت تہی دست ہوگا یا نہ۔ کیا جب انسان حیوان وغیرہ زندگی میں معطل محض یا مجہول نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہو جانا چاہیے۔ یا یوں کہو (چونکہ وہ پھر خلقت پیدا نہ کرے گا) بعد فنا اُس کا مرنا مان لیں غور سے سوچنا۔ قرآنی تعلیم کے رو سے سب صفتیں خداوندی دور ہوتی جاتی ہیں داناؤں۔ ازلی۔ ابدی کی صفتیں بھی انادی ہونی چاہئیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہونگے۔ اور ویدک دہرم سے تسلی پاؤ۔

(۱) جواب صاب ریہ۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ خداوند کریم رب العرش رب العالمین۔ حی۔ قیوم۔ دایم۔ قایم۔ صمد و قادر مطلق و خالق کل ہے اور صفت موصوف سے جدا نہیں ہو سکتی۔ سو خداوند کریم کی صفات جو ہیں وہ بالذات ہیں نہ کہ کسی کی دی ہوئی۔ وہ ہمیشہ سے خالق مالک ہے۔ تہید ست کہہ دینا آپ لوگوں کا سراسر کفر ہے۔

سوامی پنڈت دیانند صاحب۔ بھاری سنسکرت دان و مہا شاد یا رشی منی کہو (تھے

مرنے کے بعد اُن کے اوصاف کہاں گئے۔ یا پنڈت لیکھرام کی منہ زوریاں اور فحش گوئیاں کہاں رہیں۔ انسانی صفت موصوف سے جدا ہو گئے۔ اب پاک پروردگار کی جو صفات ہیں وہ ہمیشہ ازلی و ابدی ہیں۔ جیسا کہ وہ ابدی ازلی فی الذات ہے ویسا ہی فی الصفات بھی ہے۔ سنو دنیاوی مثالیں۔

**الف**۔ ایک ڈاکٹر ہمیشہ ڈاکٹر کہلاتا ہے خواہ وہ ڈاکٹری کا کام کرے یا نہ۔

**ب**۔ ایک مصور ہمیشہ مصور کہلائے گا۔ خواہ وہ تصویر اُتارے یا نہ۔

**ج**۔ ایک بابو ہمیشہ بابو ہی کہلائیگا خواہ وہ میز و کرسی پر بیٹھے یا نہ سرکاری ملازم ہو یا نہ آپ لوگ جو آجکل بیکار ہیں اور پہلے ممباسہ میں رہ چکے ہیں۔ کیا آپ کو بابو کہیں یا نہ۔

اسی طرح ہزاروں صنائع۔ کاریگر۔ سنار۔ نجار۔ مولوی۔ شیخ۔ کاتب۔ پنڈت۔ منشی۔ رسالدار۔ جمعدار۔ وفعدار۔ کوت وفعدار۔ کرنیل۔ جرنیل۔ خان۔ نواب۔ رئیس۔ شہزادہ وغیرہ انہی ناموں سے پکارے جائیں گے۔ خواہ وہ زندہ ہوں یا نہ۔ یا کام کریں یا نہ۔

جرنیل بلر صاحب بہادر سابق کمانڈنگ افواج نٹال اس لڑائی میں تھے اب وہ پنشن پر ہیں۔ کیوں انکو جنرل سر ریڈورس بلر کے نام سے پکارتے ہیں۔ کیا لارڈ کرزن صاحب بہادر بعد جانے ہند سے لارڈ رہیں گے یا نہ۔

اکثر انسانی صفات بعد مرگ یا موت بھی قائم رہتی ہیں جیسے شاہی خاندان رئیس نواب وغیرہ۔ چونکہ خداوند کریم ہمیشہ سے ہے اور رہیگا۔ اُس کی صفات بھی ہمیشہ ساتھ رہیں گی خواہ وہ خلقت پیدا کرے یا نہ۔

دوسرا آپ لوگوں کا شیخ اور دست اندازی کارخانہ قدرت میں زیادہ ہے بھلا یہ تو فرمایئے کہ اس عالم انسان یا دنیا کے بغیر اور بھی کوئی عالم ہے یا نہ۔ یا خداوند کریم کی طاقت محدود کر دی گئی ہے۔

آپ جیسوں کے خرافات کے واسطے یہ بندہ نور تیا بان یا نور مہتاب و آفتاب یا نور حسین کافی و وافی ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ کجا آپکے وید شرک

# حمایل شریف مترجم

طول ۶۱/۲ انچہ عرض ۴ انچہ

یہ حمایل شریف وہ ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں قریب دو ہزار کے طبع ہو کر بہت ہی قلیل عرصہ میں فروخت ہو گئی تھی۔ تاجروں سے دستیاب نہیں ہو سکی تھی۔ اسلئے انہوں نے اسی کو دوبارہ عمدگی سے طبع کیا ہے۔ اس حمایل شریف میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

(۱) کاغذ سفید چکنا اور لطیف۔
(۲) لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔
(۳) صحت میں کامل و مکمل۔
(۴) ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔
(۵) ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل کی ہوئی ہے۔ جس سے ہر ایک

شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں سے سیپارہ شروع ہوتا ہے ۔
(۶) ترجمہ اردو بامحاورہ از جناب شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم دہلوی جسکو
تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہوئے ہیں جسکی ساتھ کا تا حال کوئی بھی ترجمہ نہیں ہوا ۔
(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی حنا کرا دیا گیا ہے ۔
(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی روپہلی معہ بیگ اسوقت ہمارے پاس چھ سو کاپی موجود ہے ۔ اور ہم نے وعدہ کیا ہے کہ

# تمام ناظرین انوار الاسلام کو

بہت ارزاں قیمت پر

دیوینگے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ ۱۹۰۶ء تک طلب فرماویں
ورنہ بعدہ پانچروپیہ سے کم نہیں ملیگی ۔

اس وقت

قیمت مجلد معہ بیگ صرف عہ

## تمام درخواستیں بنام محمد اسحاق اینڈ برادرس

شہر سیالکوٹ کے ہوں

قیمت سالانہ ... معہ محصول ڈاک ۱ع

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

جلد ۷

نمبر ۲۴


# رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ


| بابت ماہ ذالحج سنہ ۱۳۲۳ھ | پندرہ روزہ | مطابق ماہ فروری ۱۹۰۶ء |
|---|---|---|


## ضروری اطلاع

سب صاحبان بعد گذر جانے سال کے متواتر خواہ مخواہ شکایتیں بھیجنا شروع کر دیتے ہیں کہ ہمیں اس سال میں فلاں فلاں نمبر وصول نہیں ہوا۔ سو اسلئے ہم عام اطلاع دیتے ہیں کہ جن احباب کے پاس اس سال کا کوئی نمبر کم ہو وہ ہمیں بہت جلد اطلاع فرماویں۔ تاکہ ہم انکی جلد مکمل کرنیکی خاطر دوبارہ وی نمبر

... ہو بیرنگ ... منگا کے ادھوری جلد مکمل کر لیں ... تاکہ ...
شکایت نہ ہو کہ ہماری جلد انوار الاسلام کی نامکمل رہ گئی ہے صرف ...
... تک مہلت دی جاتی ہے ورنہ شکایت معاف ہو۔ منیجر

# نوٹس

جن احباب کو کوئی کسی قسم کی شکایت متعلق انوار الاسلام کے یا متعلق
دفتر خانہ کے ہو وہ صاحب بہت جلد ہمیں اطلاع دیں تاکہ رفع کر دی جاوے
کیونکہ ہمیں بعض خطوط سے ثابت ہوا ہے کہ کلرکوں یا دفتری کی...
غفلت سے ہمارے ناظرین کو شکایت کا موقع ملتا رہا ہے۔
اب ہم نے بفضل ایزدی بہت اعلیٰ درجہ کا انتظام کر لیا ہے
امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کسی صاحب کو بھی شکایت کا
موقع نہ ملا کرے گا اور رسالہ بھی وقت پر حاضر ہوا کریگا۔

والسلام

- نیاز مند منیجر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ اللہ اللہ اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

# افسوس

## حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
## روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ا مارچ سنہ ۱۹۰۶ء کے پیسہ اخبار نے میرے ساتھ کیا کیا؟ وہی جو پانی نے آگ کے ساتھ۔ اس حامی دین متین دوست ختم المرسلین کے انتقال

کی خبر اہل اسلام اور اس کے نوخیز ہفت سالہ رسالہ

# انوار الاسلام

کے خریداروں کے دل پر تیر و سنان سے کام لے رہی ہے

افسوس ایسا مولوی کہ جس کے علم و زہد کا ڈنکا آج ہند کے

گوشہ گوشہ میں بج رہا ہے۔ ایک چشم زدن میں اپنے مبارک چہرہ پر نقاب ڈالکر

ایسا روپوش ہو۔ کہ مشتاق دیدار الفراق کہکر کلیجہ تھام لیں۔ افسوس۔

پیارے انوار الاسلام تو اس قابل تو نہ تھا۔ کہ اس صغر سنی

میں تیرے سر سے تیرے **مربی** کا سایہ اٹھ جاوے

ہنوز تیری عمر ہفت سالہ ہی تھی۔ تیرے دودھ

کے دانت تک نہ اکھڑے تھے کہ اجل

نے تیرے آقائے نعمت کی زندگی کے شجر کو

یاد صرصر بنکر اکھیڑ ڈالا۔ ہائے وہ اکیلا اسلام کا دلدادہ

ہزاروں کو اپنا شیفتہ بنا کر علی گوشہ تنہائی میں جا بیٹھے کہ جہاں

آواز دلفگاران پہونچنے کو کوئی راستہ تک نہ ہو۔ ہم چلائیں

وہ خاموش۔ ہم کہیں وہ نہ سنتے۔ حیف اے عالم فانی تو نے

کس پر اپنا ہاتھ صاف کیا۔ اے نامراد

طاعون تو نے ہندوستان میں تہر شروع کی ہے کسکو ذائقہ موت نہ چکھایا۔ مولوی کریم بخش صاحب مرحوم کل ہم سے انوار الاسلام نمبر ۲۱ میں باتیں کر رہے تھے اور آج ملک بقا کو چل دیئے افسوس

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

خداوند کریم اُن کے یتیم بچوں اور اقارب کو صبر جمیل دے اور اُس گوہر یکتا کو خلد آشیان کرے اور اُن کی یادگار

انوار الاسلام

کی عمر میں

برکت دے

آمین

بس علیکم السلام خدا جب ملاویگا پھر نصف الملاقات آپ سے کریں گے مرحوم کی طرح مجھ پر آپ لوگوں کی بھی نظر عنایت رہے۔

راقم انوار الاسلام کا ناچیز خریدار ۲۹۵

بندہ محمد نجم الرحمٰن خاں فرحان چندیری راج گوالیار۔

# تاریخ وفات حسرت آیات جناب مولوی منشی کریم بخش صاحب مرحوم اڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

## از فرحان چندیروی

| | مصرع اول | | | مصرع ثانی |
|---|---|---|---|---|
| ۲ | پڑھ رہی کیوں اہل دنیا ہر طرف یٰسین میں | ۵۰ | ۵ | ہندو اکیسکے غم میں اس قدر غمگین ہیں |
| ۲۰ | کیا سبب ہے کیا غضب ہے رنج میں خاص و علم | ۴۰ | ۲۰ | کوئی کچھ افسوس میں بیٹھے یہ اہل دین ہیں |
| ۴۰ | مرگیا ہے کون کیوں پنجاب میں ہے تیرگی | ۱۰ | ۲۰ | کس لئے افسردہ دل سب اہل ہند و چین ہیں |
| ۴۰ | مولوی جی بدل ہستی سے اکدم اٹھ گیا | ۱ | ۱۰۰۰ | غم میں اسکی جل رہی شمعیں سر بالین ہیں |
| ۱۰۰۰ | غرق کر رحمت میں یزداں کو شاہ جن و انس | ۶۰ | ۴۰۰ | تیری بندی صدق دل سے کہہ رہی آمین ہیں |
| ۲۰۰ | رکھیو اپنی گود میں آرام سے تو اے لحد | ۴ | ۴۰۰ | ثبت اسکے دل پہ مہر مہر شاہ دین ہیں |
| ۲ | ز مدد خالق کی فرحاں کب کسی کو ہو فروغ | ۱۰۰۰ | ۱۰ | یہ اسکے دین سے روشن مہ و پروین ہیں |
| ۱ | آہ اس نخر ہم سے کہتے ہیں ہم الفراق | ۱۰۰ | ۵ | ہستی موہوم سے وہ کر رہے نفرین ہیں |
| ۸ | حامئے دین محمد جائے بلیغ خلد میں | ۵۰ | ۲ | بہر تاریخ آج کہدو اہل دل غمگین ہیں |
| ۱۲۱۲ | ۱۹۰۶ عیسوی | ۱۳۱۵ | ۱۹۱۲ | ۱۳۲۴ ہجری |

مرحوم کا خیر اندیش محمد نجم الرحمٰن خان فرحان چندیروی خریدار انوار الاسلام ۹۵۴

# دوستوں کے حقوق

سلسلہ کے لئے دیکھو رسالہ ۲۱ جلد ۷ ص ۳۰

اور اس کی حاجات کو اپنی حاجات پر مقدم کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۳) سب اُمور میں سوال سے پہلے اُس کی یاری اور مددگاری کرے۔ کھلے ماتھے اور دل کی خوشی کے ساتھ اُس کی خدمت گذاری واجب جانے۔

حضرت حسن بصری رضہ نے فرمایا کہ دینی بھائی مجھے بال بچوں سے زیادہ عزیز ہیں اس لئے کہ دینی بھائی مجھے دین یاد دلاتے ہیں۔ اور زن و فرزند دنیا میں غرق کرتے ہیں۔

(۴) زبان سے ہمیشہ اُس کے حق میں اچھی بات کہے۔ اُس کے نقصوں کی اصلاح کرے۔ عیبوں کو چھپائے۔ ہنر دل کو پھیلائے۔ اُس کی چغلی نہ کرے۔ رنج کی بات نہ کہے۔ اُس سے وعدہ خلافی نہ کرے۔ نہ جھوٹ بولے۔

(۴) ہمیشہ زبان سے شفقت اور محبت ظاہر کرے۔ دل سے بھی پیار کرے اور زبان سے بھی۔

(۵) جو چوک اور قصور اُس سے ہو جائے تو اُسے معاف کر دے۔ اگر گناہ کی بات ہو تو نرمی سے سمجھائے اور راہِ ہدایت پر لائے۔

(۶) علم دین اُسے سکھائے اور دوزخ کے عذاب سے بچائے اور اُسے ڈرائے المؤمن مرآة المومن (مومن مومن کا آئینہ ہے) کا مصداق ہو۔ اگر وہ نصیحت دے یا حق پر ملامت کرے تو بُرا نہ مانے۔

(۷) اپنے دوست کو اُس کی زندگی میں اور زندگی کے بعد دعائے خیر سے یاد کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دوستوں کی دعا جو پیٹھ پیچھے ہو خدا رد نہیں کرتا۔

(۸) دوستی کے عہد کو پورا نبھائے غم و رنج میں ہمدرد ہو۔ خوشی میں اُسکا رفیق اُس کا رنج اپنا رنج اور اُس کی خوشی اپنی خوشی جانے۔ دوست کے مرنے کے بعد اُس کے بال بچوں کی خبرگیری کرے۔

(۹) دوست سے تکلف نہ کرے۔ جب تک دوستوں کے درمیان تکلف ہے وہ سچی دوستی نہیں۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا ہے کہ سب سے بدتر وہ دوست

ہے جس کے لئے تکلف کرنا پڑے۔
(۱۰) اپنے ہم جنس دوستوں سے کمتر جانے ہمیشہ اُن کے سامنے تواضع اور انکسار سے رہے۔ دوستی کسی غرض سے نہ رکھے کسی بات کی اُمید اور آرزو دوستوں سے نہ رکھے کہ جو دوست اپنے دوست سے کوئی اُمید یا آرزو رکھتا ہے۔ وہ دوست نہیں صاحب غرض ہے۔

# شوہروں کے حقوق بیویوں پر

عورت کو اپنے شوہر کی کمال اطاعت کرنی چاہئے کہ اُس کا بڑا حق ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ اگر خدا کے سوائے کسی غیر کو سجدہ کرنا روا ہوتا۔ تو میں حکم دیتا کہ عورت مرد کو سجدہ کرے اور فرمایا۔ کہ جو عورت ایسی حالت میں مرے کہ اُسکا خاوند اُس سے راضی ہو وہ بہشت میں داخل ہوگی۔

عورت پر لازم ہے کہ ہر حال میں مرد کی اطاعت کرے اُس کی رضا جوئی کو مقدم سمجھے جس بات کا وہ حکم دے تہ دل سے بجا لائے۔ ہاں خلاف شرع کوئی کام کہے تو اس بات میں مرد کا کہا نہ مانے۔ شرک وکفر کے رستہ پر بیچا نا چاہے تو ہرگز نہ چلے۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے مرد عورتوں کے سرپرست اور گھر کے اعلیٰ ممبر ہیں۔ ایک تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بعض کو بعض پر فضیلت دے رکھی ہے اور دوسرے اس لئے کہ وہ اپنا مال عورت کی ضروریات کے بہم پہونچانے میں خرچ کرتے ہیں۔ پس نیک بخت بیبیاں اپنے خاوندوں کا کہا مانتی ہیں مرد کی پیٹھ کے پیچھے اُن کے مال کی محافظت کرتی ہیں وللرجال علیہن درجہ اسی مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔ پس عورت کو مناسب ہے۔ کہ اپنے خاوند کے مال کی محافظت کرے۔ عفت وعصمت قایم رکھے۔ غیر مرد کو گھر میں آنے نہ دے۔ ایسے باریک کپڑے نہ پہنے جس سے بے ستری ہو

خانہ داری کا انتظام بخوبی و خوش اسلوبی سے قائم رکھے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں مرد کی مدد کرے۔ مرد کے بزرگوں کی تعظیم و تکریم کرے۔ مذہبی فرائض اور شرعی احکام کی تعمیل کرے۔ اگر مرد کو ان امور میں غافل دیکھے تو اسکو بھی راہ راست پر لانے کی سعی کرے۔ اپنا چال چلن نہایت اعلیٰ درجہ کا رکھے تاکہ اولاد پر بھی عمدہ اور اعلےٰ اثر پڑے۔

شادی غمی۔ تنگی۔ فراخی۔ غریبی و امیری میں مرد کی شریک حال رہے اگر مرد غریب ہے تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔ طعن و تشنیع سے اس کا رنج نہ بڑھائے اسکی حیثیت سے بڑھ کر فرمائشیں نہ کرے۔ مرد اگر بدچلن ہو تو بھی صبر کرے۔ مرد کی بے اجازت گھر سے باہر نہ نکلے۔

جس وقت مرد گھر آئے۔ مسکرائے اور خوش کلامی سے اس کے دل کو بھائے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ سب سے اچھی عورت وہ ہے کہ جو اپنے خاوند کو خوش کرے جب اس کی طرف دیکھے اور حکم بجالائے۔ جب وہ کسی بات کو کہے اور کوئی امر خاوند کی ناراضگی کا نہ کرے۔

عورت کو بلا وجہ قوی طلاق مانگنا حرام ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو عورت بلا ضرورت اپنے خاوند سے طلاق مانگے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔

# بیویوں کے حقوق شوہروں پر

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف عورتوں کے بھی مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسا کہ مردوں کے عورتوں پر معروف طور پر۔ اور فرمایا۔ کہ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا (عورتوں) کا لباس ہو یعنی وہ تمہارے لئے زیب و زینت اور عزت و حرمت کا موجب ہیں اور تم ان کے لئے عزت و حرمت اور جلال کا موجب اور خدا تعالیٰ نے سورہ روم میں مرد و عورت کے اختلاط کو اپنی قدرت کا

نشان بیان فرمایا ہے ومن آیتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون اور یہ خدا کی قدرت کے نشانات میں سے ہے کہ تمہارے ہی درمیان سے تمہارے لئے عورتوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم اُن کی طرف متوجہ ہو کر چین پکڑو۔ اور تمہارے درمیان اخلاص اور پیار پیدا کیا۔ یقیناً اُس میں غور کرنے والے لوگوں کے لئے بڑے نشان قدرت ہیں۔

اور پھر فرمایا وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسے ان تکرھوا شیئاً ویجعل اللہ فیہ خیراً کثیراً۔ تم عورتوں کے ساتھ خوش سلوکی سے گذران کرو۔ اگر تم کو اُن کی کوئی بات ناپسند بھی ہو۔ تو شاید تم کسی بات کو ناپسند رکھو۔ اور اللہ اُس میں بہت سی برکت رکھدے یعنے اُسکو صاحب اولاد کر دے جس سے تم اُن کی طرف مانوس ہو جاؤ۔

رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ جائز امور میں سے سب سے بڑا ناپسند امر اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ اور فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ خوش سلوک ہے اور میں اپنے عیال کے ساتھ خوش سلوک ہوں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا سب سے کامل ایماندار وہ ہے جس کا خلق اچھا ہے اور اپنے اہل وعیال سے نرمی برتنے والا ہے۔

آپ صلعم نے فرمایا۔ عورتوں کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرو۔ کیونکہ وہ پانچ پسلی سے[1] پیدا ہوئی ہے اور سب سے ٹیڑھی چیز اوپر کی پسلی ہے۔ اگر تم اسکو سیدھا کرنا چاہو تو اسکو توڑ ڈالو گے اور اگر تم اسکو اپنی حال پر چھوڑ دو تو وہ برابر ٹیڑھی رہیگی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرو۔

[1] یہ خیال کرنا کہ آنحضرت صلعم کا یہ عقیدہ تھا کہ عورت درحقیقت انکی پسلی سے پیدا ہوئی ہے جناب رسالتمآب صلعم کی درجہ کو نہ پہچاننا ہے بلکہ چونکہ عورتوں کے مزاج میں ایک عام کجی ہوتی ہے اسوجہ اسکی اشارہ کے واسطے پسلی کی ہڈی سب سے زیادہ موزوں تھی جو اگر سیدھی کیجائیگی تو ٹوٹ جائیگی اور بہ ٹیڑھی رہیگی اور چونکہ عورت محبوب بھی ہے اور پہلو میں متمکن رہتی اسواسطے پسلی کی ہڈی کی اشارہ اسمیں خوبصورت اسطرح سے ہوگی کہ وہ دل کے قریب بھی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربہ

رسالہ

# انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

ہم نے کسی سابقہ نمبر میں تہذیب الاسلام جلد اول مصنفہ دھرم پال کے شائع
ہونے پر وعدہ کیا تھا کہ تہذیب الاسلام کا جواب بہت جلد شائع کیا جاوے گا مگر جبکہ
کو تیار ہی تھے کہ ہمارے کرم فرما جناب مولانا مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب
فاتح اسلام امرتسری نے مدلل اور کافی وشافی جواب پبلک کے سامنے چھاپ کر
بہت تھوڑے ہی دنوں میں پیش کر دیا۔ اسلئے ہم نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا
سو اسلئے آج کے پرچہ میں مولانا موصوف کے جوابات میں سے چند سوال بمع جوابات
کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں سلسلہ آئندہ بھی بفضل خدا وقتاً فوقتاً شائع کرتے رہینگے

ایڈیٹر

## وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ

### سوال اول متعلق مکر

اس سوال کا جواب ترک اسلام میں دیا گیا تھا

مکر کے معنے اصل میں خفیہ تدبیر یا داؤ چلانے کے ہیں۔ چونکہ خدا کے تمام کام خفیہ ہی ہوتے ہیں۔ اندر اندر اپنا کام کر جاتے ہیں۔ ورنہ کون کھٹکتا ہے کہ کبھی کسی کو خدا کے سامنے آکر طمانچہ یا مکا مارا ہو۔ نہیں بلکہ اندر ہی اندر اوسکے احکام جاری ہوکر اپنا کام کر جاتے ہیں۔ یہ عام طور پر آریوں اور دیگر قوموں کی غلطی ہے۔ کہ عربی الفاظ کو اردو فارسی کے معنے میں سمجھتے ہیں۔ کئی ایک لفظ ایسے ہوتے ہیں۔ جو عربی زبان میں کراہت یا ناپسندیدگی نہیں رکھتے مگر ہندی یا فارسی میں آن کر ان میں ایک قسم کی کراہت اور ناپسندیدگی آجاتی ہے (صـ۲۸ طبع دوم)

مثال کے لئے احمق اور جاہل کے لفظوں کو دیکھیئے۔ کہ عربی میں اوسیقدر وزن رکھتے ہیں۔ جتنا کہ اردو فارسی میں "نادان" کا لفظ رکھتا ہے۔ لیکن اردو میں ان دونوں کے مقابلے سے جو فرق ثابت ہوتا ہے۔ وہ اہل زبان پر مخفی نہیں۔ کہ **جاہل** اور **احمق** کو جسقدر رذیل حیثیت سمجھا جاتا ہے۔ نادان کو نہیں۔

اس بیان میں جو ہم نے دعوے کیا ہے وہ عبارات سند جو ذیل سے ثابت ہے کہ

| | |
|---|---|
| والمكر فى اللغة اصلة الستر ويقال مكر الليل اى أظلم وستر بظلمته ما فيه وقالوا اشتقاقه من المكر وهو شجر ملتف تخيلوا فيه ان الماكر يلتف بالممكور به ويشتمل عليه وامرأة ممكورة الخلق اى ملتفة الجسم وكذا ممكورة البطن۔ حاشیہ جمل سورہ آل عمران | مکر کے معنے اصل لغت میں ستر (پوشیدگی) کے ہیں۔ کہا جاتا ہے مکر اللیل یعنے رات نے اندھیرا کیا۔ علماء لغت نے کہا ہے کہ اس کا اشتقاق المکر سے ہے۔ اور وہ درخت لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ علماء نے سمجھا کہ مکر بھی چونکہ مکور سے لپٹ جاتا ہے۔ اور جو عورت ٹھوس جسم والی ہو۔ اوسکو ممکورۃ کہتے ہیں۔ اسی طرح ممکورۃ البطن۔ |

تفسیر نیشاپوری میں ہے کہ:۔

| | |
|---|---|
| واللہ خیر الماکرین اقواھم مکرا واقدرھم علی العقاب من حیث لا یشعر المعاقب:۔ نیشاپوری آل عمران | اللہ خیر الماکرین کے معنے ہیں خدا سب سے زیادہ قوت اور قدرت والا ہے۔ عذاب دینے پر ایسی طرح سے کہ شخص مجرم کو خبر بھی نہ ہو۔ |

پھر اسی مکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اچھی اور دوسری بُری۔ چنانچہ حاشیہ جمل میں لکھا ہے:۔ کہ

| | |
|---|---|
| وذالک ضربان محمود وھو ان یتحری بہ جمیل ومن ذالک قولہ واللہ خیر الماکرین و مذموم وھو ان یتحری بہ فعل قبیح نحو لا یحیق المکر السئی الا باھلہ۔ جمل آل عمران | یہ مکر کی دو قسمیں ہیں۔ اچھا ۔ وہ ہوتا ہے۔ کہ اوسکے ساتھ اچھے معنے مراد ہوں۔ اسی قسم سے ہے اللہ خیر الماکرین دوسری قسم بُری بھی ہے۔ جسکے ساتھ کوئی برا فعل مراد ہو۔ جیسے یہ کلام لا یحیق المکر السئی یعنے برا مکر اپنے فاعل ہی پر وبال ہوتا ہے:۔ |

چونکہ مکر دو قسم پر ہے اسلئے لغت کی بعض کتابوں میں الحیلہ والخدیعتہ (فریب) لکھا ہے۔ اور کسی میں ایقاع البلاء علی الاعداء دون الاولیاء (لسان العرب) یعنے دشمنوں پر بلا نازل کرنا دوستوں کو محفوظ رکھنا۔ مگر ان سب معانی میں وہی ستر (پوشیدگی) برابر ملحوظ رہیگی۔

اب غور طلب یہ ہے کہ اگر کسی لفظ کے دو معنے ہوں ایک اچھے اور ایک برے یاں یوں کہئے کہ خدا کی شان کے مناسب اور ایک نامناسب۔ تو خداوند تعالیٰ کی نسبت کونسے معنے لینے چاہئے۔ ویا نند نے پوایتا اگنی کے کیا معنی ہیں۔ وہی جو اردو میں آگ اور پنجابی میں اگ کے ہیں مگر جب اسی اگنی کی عبادت کا حکم ویدوں میں

آتا ہے۔ تو اس سے کیا مراد لیا کرتے ہو۔ سچ کہنا اپنے چوتھے اصول کو (جو ہاتھی کے دانت کیطرح دکھاتا ہے) یاد کرکے کہنا کہ وہاں بھی یہی آگ ہی لیا کرتے ہیں۔ یا وہی ذات سوا کار سرب شکتیمان۔ دیالی پرماتما۔ وحدہ لا الہ الا ہو۔

سنو! آیت اپنے معنے آپ تبلاتی ہے۔ جو اسی وقت خدائے خیر الماکرین نے مجھے القا کئے ہیں۔

آیت کے پورے الفاظ یہ ہیں مَکَرُوْا وَمَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ

ہم تو یونہی ادھر اُدھر گھومتے پھرے۔ حالانکہ علام الغیوب کو چونکہ پہلے ہی سے معلوم تھا کہ دیانند جیسا بول نے اسپر اعتراض کرنا ہے اوس نے اس اعتراض کی جڑ کاٹنے کو پہلے ہی سے ایک لفظ یہاں رکھدیا ہے یعنی خیر الماکرین کیونکہ خیر جو مقابلہ شر کے ہے کبھی کسی بری صفت پر نہیں آتا پس اگر الہی مکر بری صفت ہوتا تو خیر کا لفظ اوسکی طرف کبھی مضاف نہوتا ۔ پس عاقلاں را یک نکتہ بس است ۔

ہمارا گمان کیا یقین ہے۔ کہ ہمنے اپنے مدعا کو عمدہ طرح سے ثابت کر دیا مگر جو لوگ متکلم کے خلاف منشاء معنے کرتے ہیں۔ وہ سمجھو کہ مذہب کی تاریکی میں پھنسے ہوئے ہیں (دیباچہ ستیارتھ پرکاش صفحہ)

# اب دھرمپال جی کی کتھا بھی سنئے! آپ لکھتے ہیں:۔

خفیہ تدبیر یا داؤ چلانا بھلے مانسوں کا کام نہیں۔ راستبازوں کا ہر ایک کام کھلم کھلا ہوا کرتا ہے۔ پرمیشور کا کوئی کام بھی پوشیدہ نہیں۔

یہ بھی خود مانتے ہیں:۔

یہ اور بات ہے۔ کہ انسان اسکے کاموں کو دیکھ سکے یا نہ مگر اس لحاظ سے ہم اس کو مکار نہیں کہہ سکتے۔ اگر کسی کام کا چند آدمیوں سے پوشیدہ ہونا مکاری ہے۔ تو ہم آپ کو بھی مکار کہہ سکتے ہیں۔

پھر یہ بھی لکھتے ہیں:۔ کہ

اگر خفیہ کام کرنے کے باعث اللہ کو مکار کہا جاتا ہے۔ تو چوروں بدمعاشوں وغیرہ

کو اس سے اچھا کہنا چاہئے۔ کیونکہ وہ اللہ سے بڑھکر خفیہ کام کرتے ہیں:۔

یہہ بھی لکھتے ہیں کہ :۔

اگر مکر یا مکاری اچھے معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے تو اگر کوئی شخص آپکو مکار یا آپ کی کرتوتوں کو مکاری کہہ دے تو آپ کو ہرگز برا نہ ماننا چاہئے بلکہ کہنے والے کا مشکور ہونا چاہئے کہ اُسنے آپکو الہی صفت سے موصوف کیا۔

(تہذیب صفحہ ۹-۱۰-۱۱)

**ناظرین:۔** اس کلام کا مطلب سوچ سکتے ہیں۔ کہ کہاں تک معقول ہے۔ ان سب اعتراضات کے جوابات ہماری معروضہ بالا تقریریں آچکے ہیں۔

ہم مانتے ہیں۔ کہ چور۔ بدمعاش۔ ڈاکو۔ زانی۔ فریبی۔ موذی آدمی مکار ہیں۔ ہم مانتے ہیں کوئی ہمیں مکار کہے گا۔ تو ہمیں رنج ہوگا۔ لیکن اگر پوچھیں کہ کیوں ؟ تو جواب یہہ ہے کہ مکر دو قسم ہے ایک نیک دوسرا بد۔ چور جن معنے سے مکار ہے وہ فعل بد ہے۔ اللہ جن معنے سے خیر الماکرین ہے۔ وہ نیک ہے۔ جیسے آگ اور پرمیشور دونوں اگنی ہیں۔ مگر یہہ اور معنے سے وہ اور معنے سے۔ او ہو ہم دور کیوں چلے گئے۔ مثل تو ہماری جیب میں تھی ہمارے ساتھ بھی وہی ہوا۔ کہ

**ڈھنڈورہ شہر میں لڑکا بغل میں**

غور سے سنئے۔ ساستری کا گربھ دھان ایک تو حلال نکاح سے ہوتا ہے۔ وہ بھی حمل کہلاتا ہے۔ ایک پوتر (ناجائے پوتر) نیوگ سے ہوتا ہے وہ بھی تو حمل ہے مگر آگے کیا؟ وہی بقول شخصے کرایہ کی نخچر۔

دیانندیو اب بھی سمجھے ہو یا وہی بات ہے سہ

اگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

پھر وہی افسوس ہے۔ کہ آپ اردو کو عربی پر قیاس کرتے ہیں۔ آپکا یہہ مذہبی

عام لٹریچر سے ناواقفی پر مبنی ہے کہ۔

بعض عربی الفاظ میں کراہت اور ناپسندیدگی تب ہی آتی ہے جبکہ کراہت کا مادہ اونمیں پہلے سے ہی ہوتا ہے۔ (صہ ۱۱)

اگر صحیح ہے تو تبلاؤ۔ کوئی تمہیں نادان کہے تو اتنے ہی غصے ہو گے جتنے کہ احمق اور جاہل کہنے پر۔ میں اسوقت کا حال نہیں پوچھتا جسوقت کہ تم مقابلہ پر تلے بیٹھے ہو۔ کہ مسلمانوں کے کہنے سے دو دو نے چار بھی غلط ہیں سہ

جو نکلے جہاز اون کا بجکر بہنور سے
توتم ڈال دو ناؤ اندر بہنور کے

بلکہ میں تمہاری کانشنس سے سوال کرتا ہوں :۔

دیا نند جو اسپچ کہتا کہ "پد" کالفظ جسکے معنے پنجابی زبان میں "پاؤ" (گوز) کئے ہیں کس زبان کا لفظ ہے۔ اوس ایبتری سنسکرت زبان کا یا کسی اور کا تو کیا اُس میں بھی اس کے یہی معنے ہیں۔ یا کسی چیز کے۔

اور سنو اِسباشرت (عربی) جسکے معنے عربی میں محض بدن سے بدن ملانے کے ہیں مگر اُردو میں خاص سپیشل ڈیوٹی (عورت سے جماع) میں استعمال ہے۔ اِسی لئے تمہارے ایک زباندان ساہو سنے سوامی جی کے قول کی تصدیق کرنے کو ایک حدیث لکھی ہے جسکے عربی الفاظ معہ ترجمہ ساہو مذکور کے لفظوں میں یہہ ہیں۔

| عن عائشة قالت كانت احدانيا اذا كانت حائضا امرها رسول الله صلى الله عليه وسلم فتاتزر ثم يباشرها۔ | عائشہ سے روایت ہے ہم میں سے جو کوئی حائضہ ہوتی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم کرتے تہ بند باندھنے کا۔ پھر مباشرت کرتے اُنکے ساتھ (مباشرہ محیض ۲۸) |
|---|---|

اس میں ساہو مذکور نے اپنے گرو کے قول کی تصدیق کرنیکو کہ یباشر کے لفظ کو مباشرت اُردو ترجمہ کر کے اپنی بدباطنی کا ثبوت دیا۔ اور آریہ سماج کی آنکھوں میں سُئی ڈالکر یہ باور کرانا چاہا۔ کہ حضرت سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ

فداہ ابی و امی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام حیض کی حالت میں بھی عورتوں سے مباشرت یعنے جماع[1] کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اسی حدیث میں تہ بند باندھنے کا بھی ذکر ہے جو خود بھی نقل کرتا ہے۔ پھر اگر اوسکا دھرم اوسکو یہہ راہنمائی کرتا۔ کہ ایک تو اس لفظ کو عربی میں دیکھتا۔ پھر اسی حدیث کے آگے پیچھے کے قرائن سوچتا۔ پھر اسلام اور پیغمبر علیہ السلام کی عام تعلیم اور عام حالت کو معلوم کرتا۔ تو اسے پہلے تو قرآن ہی میں یہہ حکم ملتا فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ یعنے عورتوں کے محیض (حیض گاہ) سے الگ رہو یعنے جماع نہ کیا کرو۔ پھر اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں یہہ حدیث ملتی۔ کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جب میں حائضہ ہوتی تو بستر سے نیچے اتر آتی (یعنی حیض والے کپڑے پہننے کو) پھر ہم آنحضرت کے قریب نہ ہوتیں۔ (یعنی جماع کی صورت میں) جب تک پاک نہوں۔

عن عائشۃ قالت کنت اذا حضت نزلت عن المثال علی الحصیر فلم نقرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لم ندن منہ حتی فطہر (مشکوٰۃ)

اگر ساہوند کو ایسا کرنا۔ تو آریہ سماج کی آنکھوں میں مٹی کس طرح ڈالتا۔ اور اپنے گرو کی تصدیق کیونکر کر سکتا۔

ہائے کیسا بدباطن اور شریر النفس اور بدمذہب ہے۔ وہ شخص جو متکلم کے خلاف معنے کرتا ہے (ستیارتھ دیباچہ صٹ)

افسوس ہے ان لوگوں کی حالت پر اتنا نہیں سوچتے۔ کہ جس ذات ستودہ صفات سید الانبیاء فخر عالم افتخار بنی آدم (فداہ روحی) پر ہم اسقدر زبان طعن دراز

---

[1] اگر یہہ سوال کریں۔ کہ اردو میں لفظ مباشرت جماع کے معنے میں نہیں آتا بلکہ اوہنی معنوں میں آتا ہے۔ جن میں عربی میں آتا ہے تو ستیارتھ پرکاش کلنگ سطر ۳ کو دیکھ کر جھوٹے پر تبرا لعنت بھیجیں صفحہ مذکور پر صاف لکھا ہے اسکی لڑکیوں نے مباشرت کرکے دو لڑکے پیدا کئے۔ اور سنئے جب تک سوری طالب مباشرت نہ ہو۔ ہرگز اسکے نزدیک مثل بیل یا آدمی یا گدھے یا گھوڑے کے نہیں جاتا۔

تکذیب بارسوم جلد اول ص۳۵ سماجیو! سمجھے ہو؟

کہ ابھی کسی اور مثال کی بھی حاجت ہو۔ اسلئے ایک مثال اور سنئے۔
حضرت کا لفظ جو جناب کی طرح عربی میں ایک تعظیمی لفظ ہے مگر جب اردو میں
یوں بولا جاتا ہے کہ

## "آپ بھی حضرت ہیں"

تو اس کے معنے میں بجائے تعظیم کے تحقیر آجاتی ہے:۔
اور سنئے! ہم آپکو اس سے بھی واضح مثال بتاتے ہیں جس سے ہمارے ناظرین
کو آریہ سماج کے بانی اور لیڈروں کی روشن دماغی بھی معلوم ہو جائے غور سے سنئیگا
اپنے چوتھے اصول کو جو ہاتھی کے دانتوں کی طرح دیکھنے میں بہت صاف ہے
یاد کر کے سنئے گا۔
**شراب** کا لفظ عربی ہے جسکے معنے آپکے سرمایہ ناز **قاموس** میں لکھے گئے
ہیں ما ئشرب یعنے جو چیز پی جائے۔ پانی ہو۔ دودھ ہو۔ کچھ بھی ہو۔ شربت
بھی اسی سے مشتق ہے۔ اور منتہی الارب میں لکھا ہے **شراب** آشامیدنی دخوردنی
از مایعات یعنے کسی قسم کی پینے کھانے کی چیز ہو۔ اوسکو شراب کہتے ہیں عرب
کا افصح الکلام اور ابلغ الانتظام (قرآن شریف) سنئے! کیا فرماتا ہے؟
اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ (پارہ
۱۴ رکوع ۸) یعنے خدا تمہارے لئے اوپر سے پانی اتارتا ہے۔ وہی تمہارے پینے
کے کام آتا ہے اسی کے ساتھ تمہارے درخت کھیت وغیرہ پیدا ہوتے ہیں جو
تم مویشیوں کو چراتے ہو؟
اب بتلایئے کہ کوئی عربی دودھ یا پانی پی کر شربت الشراب کہے جسکے معنے
بالکل ٹھیک ہیں۔ کہ میں نے پانی یا دودھ وغیرہ کوئی پینے کی چیز پی ہے۔ تو آپ
جیسے رٹے ہوئے لکھے نام محمد فاضل بفور کہدینگے کہ اس نے شراب پی ہے
اور شراب سے مراد آپ بھی لینگے۔ جو آریہ سماج کے بانی رشی مہرشی سوامی
دیانندجی سے لیتے ہیں۔ جہاں وہ لکھتے ہیں:۔ کہ

مسلمان لوگ دنیا میں تو شراب پینے کو منع کرتے ہیں۔ پھر جنت میں کیوں پیتے ہیں (ستیارتھ ۱۴ باب)

یا ایسے سمجھ گئے جیسے تمہارے لیڈر پنڈت لیکھرام نے سمجھے جو لکھتا ہے کہ دنیا تو دنیا بہشت میں بھی شراب کی نہر لگادی (تکذیب جلد اول صفحہ ۴۲)

پیارے پال! اگر وہر مپال ہو۔ تو سچ کہنا۔ کہ اردو میں **شراب** کے وہی معنے ہیں۔ جو عربی میں ہیں۔ اور یہ بھی بتلانا کہ تم جو کھانے کے ساتھ پانی پیتے ہو عربی محاورے کے مطابق تو اسکو **شراب** کہہ سکتے ہیں۔ کیا اردو محاورہ میں بھی تم **شراب** ہی پیتے ہو۔

**پیارے پال!** اگر تم نے ان باتوں کا صحیح جواب دیدیا۔ تو پبلک جان جائے گی۔ کہ تم ہٹ پال ہو۔ وھرمپال نہیں۔

اور سنئے **صاحب** کا لفظ عربی ہے۔ جسکے معنے عربی میں مضافت کر ہیں جسکا ترجمہ اردو میں **والا** ہوتا ہے۔ عربی کہا کرتے ہیں۔ فلان صاحب الفرس فلاں شخص گھوڑے والا ہے۔ زید صاحب المال (زید مال والا ہے) عمر صاحب الجمال یعنے عمر حسن والا ہے۔ غرض عربی میں صاحب بغیر مضاف الیہ کے کبھی نہیں آتا۔ مگر اردو فارسی میں یہ لفظ محض تعظیمی ہے اسی لئے ہر ایک نام کے ساتھ لگ جاتا ہے "مولوی صاحب" کہو یا پنڈت صاحب" پادری صاحب" یا ماسٹر صاحب" غرض ہر ایک نام کے ساتھ لگجاتا ہے۔ حالانکہ عربی میں اس کا یہ محل اور مفہوم ہرگز ہرگز نہیں۔

پس آپ ہی بتلاویں کہ آپ کا یہ دعوے کہاں تک صحیح ہے کہ

فارسی یا ہندی کو خدانخواستہ آپ کو عربی سے دشمنی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ آپکے الفاظ کو بدلڈالے۔ فی زمانہ ہی کئی عربی الفاظ ایک زبان سے دوسری میں جارہے ہیں۔ تو انکے حروف میں کچھہ فرق آجاتا ہے مگر مفہوم وہی رہتا ہے۔ جو پہلی زبان میں تھا۔ صفحہ ۱۵۱

کیا ہماری تپکر و مثالوں کو سنکر بھی آپ یہ دعوے کرسکتے ہیں۔ بتلایئے اب آپکو دہرم پال کہیں۔ یا بھٹ پال؟ سے

قیامت کے مفتن ہو غضب کے دلربا تم ہو
خدا جانے پری ہو حور ہو انساں ہو کیا تم ہو

---

# اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا

# دُوسرا اعتراض

کید کے متعلق تہا جسکا جواب ہم نے **ترک اسلام** میں مکر کے ساتھ ہی لکھدیا تہا کیونکہ لغت کی معتبر کتاب "صحاح جوہری" میں ہے۔ کہ کید کے معنے مکر کے ہیں۔ اور کبھی جنگ کو بھی کید کہتے ہیں:۔

| |
|---|
| الکید المکر ربما سمی الحرب کید ا (صحاح) |

قاموس میں ہے:۔

| |
|---|
| الکید المکر والخبث والحیلة والحرب وغیرہ (قاموس) |

کید کے معنے مکر کے ہیں اور خبث اور حیلہ اور جنگ۔

قاموس کی عبارت مذکورہ کو نقل کرکے بابو دہرمپال جی بہت خوش ہیں کیونکہ اس میں خبث بھی ہے۔ لیکن وہ اس عبارت کو کہاں سمجھے جب متکلم کے منشا کے معنے کرنے کی آریہ سماج میں قدیمی عادت ہو۔

سنو اس عبارت میں تین لفظ ہیں۔ چنانچہ تمنے بھی تینوں کو نقل کیا ہے تہذیب مگر تم جانتے ہو گے۔ کہ معطوف معطوف علیہ سے الگ ہوتا ہے کوئی یوں کہے۔ کہ یہاں تین آدمی ہیں۔ **پال۔ دہرم پال اور بہٹ پال** اسے یہ

تینوں الگ الگ ہیں۔ کوئی کسی کا جزو نہیں۔ ٹھیک اسی طرح کید کے معنے ہیں۔ مکر خبث، وہ حیلہ خبث کا عطف مکر پر ہونے سے صاف سمجھ میں آتا ہے۔ کہ مکر بمعنے خبث نہیں۔ یا یوں کہئے کہ جس جگہ کید کا لفظ مکر کے معنے میں استعمال ہوگا۔ وہاں اس میں خبث نہ ہوگا۔ کیونکہ خبث مکر پر معطوف ہے۔ اس بھید کو آپ کیا جانیں۔ آپنے باقاعدہ عربی پڑھی نہ پڑھائی۔ دو تین سطریں عربی کی نقل کرکے آریہ سماج میں منشی[1] سے مولوی کا خطاب پاگئے۔ کیوں نہ ہو

**اندھوں میں کانا راجا۔**

مختصر یہ کہ کید کے معنے مکر کے ہیں۔ اور مکر کی تحقیق ہو چکی۔ باقی آپنے اپنی قرآن دانی جتلانے کو جتنی آیتیں نقل کی ہیں۔ اُن سب کی وہ تحقیق ہے۔ جو اوپر گزر چکی۔

پیارے پال! دیا پرستیارتھ میں کبھی تو عمل کیا ہوتا سہ
ہٹ چھوڑ دیجئے بس اب میرا انصاف آیئے
انکار ہی رہے گا یہ میری جاں کب تلک

# فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا

## تیسرا سوال

آیت فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا کی نسبت ہے۔ جسکے معنے ہیں خدا نے اُن کی

[1] شکر کہ اسلام مصنفہ دہرم پال کے سرورق پر آپکا نام لکہا ہے منشی عبدالغفور بی۔ اے سابق جو منجانب الاسلام نکلی۔ تو اخبار ست دہرم پرچارک نمبر ۳ جلد ۱۳ میں لکہا ہے۔ سابق مولوی عبدالغفور صاحب لیجئے آیندہ مولوی فاضل کہلائینگے سہ
نازنین تو بُت بنتے کیا سے کیا ہو جائیگا
ہے ابھی بُت ہی مگر آگے ن خدا کہلائیگا

بیماری بڑھا دی)۔ اِس کا جواب شُرک اسلام میں دیا گیا تھا۔ کہ چونکہ اصول موضوعہ نمبر اول یہ ہے۔ کہ دنیا میں جسقدر افعال ہوتے ہیں۔ سب کے سب اپنے اسباب سے ہوتے ہیں۔ مگر ان سب کی علت العلل چونکہ خدا ہے۔ جسنے یہ سلسلہ اسباب کا قایم کیا ہے۔ اسلئے جیسے ان افعال کی نسبت ان کے اسباب کی طرف ہوتی ہے۔ ویسے خدا تعالیٰ کی طرف بھی جائز ہے مثلاً جیسے کہنا جائز ہے کہ پانی نے کھیت کو ہرا بھرا کیا۔ پس یہ ایمانوں کی گمراہی کی زیادتی کو خدا کی طرف نسبت کرنا انہی معنے سے ہے۔ کیونکہ دنیا کا علت العلل خدا ہے۔ جس نے ان تمام اسباب کا سلسلہ وابستہ کر رکھا ہے۔ ورنہ اصل علت ان کی گمراہی کی زیادتی کی خود اُن کی بدعملی ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ہے: کہ

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ

یعنے مجرموں کی بدکاری نے اُن کے دلوں کو زنگ آلود کر دیا ہے۔ پال جی سے یہ تو نہ ہوسکا کہ اس اصول موضوعہ کی تغلیط کر سکتے۔ کرتے بھی کیسے؟ تمام آریہ سماج اور آریہ سماج کے بانی بھی زور لگاویں۔ تو یہ اصول نہ ٹوٹ سکے۔ ہاں بغیر اس کی تغلیط یا تکذیب کے خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھا کہ

اس اصول کے مطابق تو اللہ میاں کو جہنم میں بھی گرنا پڑیگا۔ کیونکہ جب افعال کی نسبت سبب اور مسبب دونوں کی طرف کیجا سکتی ہے۔ تو افعال کی سزا وجزا کی نسبت دونوں کی طرف کیوں نہیں کیجا سکتی (صفحہ)

**پیارے پال** تمہاری حالت زار اور فہم نارسا پر رحم آتا ہے۔ خدا تمہیں سمجھ عطا کرے۔ تم نے یہ نہ سمجھا۔ کہ جزا سزا کا مدار ارتکاب فعل پر ہے یعنے جو شخص فعل کا فاعل حقیقی ہو۔ سزا و جزا کا بھی وہی مستوجب ہوتا ہے۔ نہ کہ اس فعل کے سبب کا موجد یا خالق یا علت العلل۔

اور **سنو!** عموماً عرف عام میں ہر ایک شخص نواسے یا پوتے کو بھی بیٹا کہہ لیا کرتا ہے تو کیا اس بیٹے کی نسبت جو نانا یا دادا کی طرف ہوتی ہے۔ آسکے یہ معنے

ہیں۔ کہ وہ لڑکا اُن کے نطفہ سے ہی ہے؟ اور اُس کی والدہ اوسکے نانا یا دادا سے ہم بستر ہی ہوئی ہے۔ گو آریہ سماج میں یہ امر بعید نہیں۔ کہ کوئی شخص اپنی دختر نیک اختر کو اپتکال میں مبتلا پائے اور بستی میں کوئی مرد اس قابل نہ ہو۔ جس سے اوسکا نیوگ **رمائے نیوگ** کرائے تو لاچار خود ہی اپنی دختر بداختر کو نواز دے۔ اور جس سے وہ لڑکا اپنے نانا کا ہی حقیقی بیٹا کہلانے کا حقدار ہو جاوے مگر ہمارا کلام خاص آریہ سماج کی اصطلاح پر نہیں۔ بلکہ عرف عام پر ہے۔ پس جیسے نواسہ۔ پوتا۔ بلکہ بھتیجا اور بھانجا بھی ادنےٰ مناسبت سے اپنے نانا۔ دادا۔ چچا۔ ماموں وغیرہ کی طرف نسبت ہو جاتا ہے۔ اور وہ اوسکو بیٹا کہا کرتے ہیں۔ اسی طرح مخلوق کے کل کام یا یں لحاظ خدائے مالک الملک کی طرف نسبت ہو سکتے ہیں کہ وہ اُن کے اسباب کا موجد اور اس تمام سلسلہ کائنات کا محرک ہے۔ لیکن اسکے یہ معنے نہیں۔ کہ ان جرائم کی سزا بھی وہی اُٹھاوے۔ ایسا وہ کہے۔ جو نواسہ کو بیٹا کہنے پر تمام لوازمات بیٹے کے اوسکے لئے ثابت کرے۔

سنو! وید کہتا ہے!

ہم لوگ اگنی (خدا) کی تعریف کرتے ہیں۔ جو کہ ہمارا پورآہت کرنیوالا۔ یگیوں کا ہوم کرنیوالا۔ روشن موسموں کی تبدیلی کرنے والا جملہ جواہرات کا پیدا کرنیوالا ہے۔ (رگوید منتر ۱)

بتلاؤ۔ جب تمام کائنات کا محرک اور تمام جواہرات کا خالق اور موسموں کی تبدیلی کا باعث ہے۔ تو کائنات کے افعال کو اوسکی طرف نسبت ہونے سے کیا خرابی؟

**پیارے پال!** تم اتنے ہٹ پال کیوں ہو گئے۔ آخر اس ہٹ دھرمی سے تم دانا قوں کے نزدیک کیا عزت پاؤ گے! بھلا غور تو کرو کہ تم نے اس اصول پر اعتراض کیا کیا؟ کہ

اگر لوگوں کے اعمال باعث امراض ہوتے ہیں۔ تو صاف کہنا چاہئے تھا کہ انکے

اعمال بد کا یہ بدلا انکو دیا گیا۔ اللہ لپنے اوپر بوجہ کیوں لیتا (صلا)
لیکن جب تمہیں بتایا گیا جیسے تم خود اسی صفحہ پر نقل کرتے ہو۔ کہ
کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ رکا فروں بدکاروں کے دلوں پر اُنکی بداعمالی
نے زنگ کر دیا ہے (صلا)
تو اُس پر یوں اُلجھنے لگے۔ کہ
اگر یہ بات ٹھیک ہے۔ تو قرآن کی اس آیت فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ
فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا پر ہڑتال پھیر دیجئے۔ اور اللہ کو اناڑی پنے کی
بیماری سے سبکدوش کیجئے (صلا)
مگر تم نے یہ نہ سمجھا۔ کہ جہاں دونوں نسبتیں ملحوظ ہوں۔ وہاں دونوں طرح کی
عبارتیں لکھی جایا کرتیں ہیں۔ جانے تمہاری بلا تم نے تو آریہ سماج میں مولویت کا
ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ سو یاد رکھو۔ آریہ سماج تمکو کیا ڈگری دے گی اُسے کیا معلوم۔
ایک زمانہ میں اُس نے پنڈت لیکھرام کو بڑا عربی کا مولوی سمجھ لیا تھا۔ کیوں؟
اسلئے کہ اسکی کتابوں میں عربی عبارات ہوتی تھیں۔ حالانکہ اسکی تصنیفات کا کل سرمایہ
پادری فنڈر اور پادری عماد الدین کی تصنیفات تھا۔
**پیارے پال!** لو تمہارے سوال کا جواب ہو لیا باقی تمہارا اختیار ہے کہ
دہریہ سیال بنو یا ہٹ پال رہو۔

---

# وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا

## چوتھا سوال

اِس آیت میں یہ تھا کہ خدا بڑا لڑاکا ہے جسکا جواب ترکِ اسلام میں یہ دیا گیا تھا: کہ
خدا کے لڑاکا ہونے کے وہی معنے ہیں جو بجد بد ابھیاستے۔ انترہ کے ہیں۔

کہ میں اُس فاتح کل تمام کائینات کے راجہ کو جسکے آگے تمام زبردست بہادر سر اطاعت خم کرتے ہیں۔ ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں "۔
اس کے متعلق بابو صاحب لکھتے ہیں:۔ کہ
"آپ نے جو ترجمہ منتر کا لکھا ہے۔ اُس میں اول تو لڑا کا لفظ ہی نہیں اور نہ ہی اس منتر میں کسی لفظ کے معنے لڑنے بھڑنے کے ایشور کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں (صفحہ)
اِس لئے ہم قدرِ تفصیل سے آیت کے معنے بتلاتے ہیں پس غور سے سنو!
قابل غور اِس آیت میں باس کا لفظ ہے۔ قاموس میں باس کے معنے لکھے ہیں اَلعَذَابُ وَالشِّدَّۃُ فِی الحَرْبِ یعنے باس کے دو معنے ہیں ایک عذاب دوسری لڑائی میں سختی۔ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کی نسبت اشد باسًا کا لفظ آیا ہے جسکے یہی دو معنے ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ "بڑے سخت عذاب والا ہے" قرینہ بھی انہی معنے کا ہے۔ کیونکہ اسی لفظ کے متصل ایک لفظ یہ بھی ہے۔ وَاَشَدُّ تَنْکِیْلًا بڑی سخت پکڑ والا ہے جسکی پکڑ سے کئی مجرموں کو عبرت ہو۔ اِن معنے سے تو بابو صاحب کا سوال ہی جڑھ سے اکھڑ جاتا ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ گدھے کے سینگوں کی طرح پیدا ہی نہیں ہوتا۔ دوسرے معنے اِس آیت کے یہ ہیں۔ کہ خدا کی جنگ بہ نسبت مخلوق کے بہت سخت ہے۔ انہی معنے پر آپکو سوال ہے۔ لیکن اگر وید منتر میں لڑا کا لفظ نہیں۔ تو آیت بھی لڑا کا نہیں۔ اگر بات کے پکے اور قول کے سچے ہوتے تو آیت کے لفظوں سے دکھاتے کہ دیکھو! اس لفظ کے معنے لڑاکا ہیں:۔
پس سنو! لڑائی کے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو تلوار اپنے ہاتھ سے مارتے اور توپ بندوق چلاتے ہیں یعنی فوج۔ دوسری جو اُن کی مدد کرتی ہیں خواہ تدبیر صائب سے یا دیگر قسم کی امداد سے اِن سب کو لڑا کا یا جنگی ہی کہا جاتا ہے۔ باقی آئندہ

رب العالمیاں۔ فرحت وراحت مومناں کامل ومکمل ہے۔ مشرک بیدین۔ ملحد وکافر۔ منکران توحید ورسالت کے واسطے سخت عذاب ہے۔ انپر ہمیشہ مالک کا عتاب ہے۔ ہمیشہ دوزخ کی آگ میں جلنا ہے۔ کفار وکل دست تاسف حسرت ورنج وغم سے ملنا ہے۔ ؎ مگر اب کیا ہوتا ہے۔ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ یالیتنی کنت ترابا کفار کی پکار ہے۔ مگر ایسے واویلا اور جزع فزع خاک مددگار ہے۔ وہاں تو نامۂ اعمال صالح کی پرستش گاہ ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی کی خریداری ہے۔ وہاں نہ جور وظلم ہے نہ جبر وستم ہے وہ روز تو یوم الحساب ہے۔ مومنوں وموحدوں۔ مہرشیوں۔ پیغمبروں۔ صالحین کو شباب ہے۔ باقی کل کفار ملعون۔ کذابوں کو عذاب ہے۔

(د) خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔ جو خود محتاج ہو کے دوسرے کا بھلا اس سے مدد کا مانگنا کیا۔ وید تثلیث سکھلاتے ہیں اور دوزخ کا راستہ بتلاتے ہیں۔ یہ صرف شان قرآن ہے جس میں کامل توحید ایزد منان ہے۔ قرآن شریف راہ مستقیم کی لین ڈوری ہے۔ اجی جناب وید تو اندھے کی بھی نہ لاٹھی اور ڈنگوری ہے۔ کہ ویدوں میں مخلوق پرستی۔ قرآن میں خالق پرستی۔

ویدتا نیت اور قرآن تذکیر۔ کجا رام رام کجا ئیں ٹیں ؎
اندھے کو اندھیرے کیا دور کی سوجھی

(۳) اعتراض آریہ۔ وہ کیا چیز تھی کہ خدا نے کہا ہو جا تو وہ ہوگئی۔ یعنی دنیا پیدا ہوگئی حالانکہ آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ خدا کے سوائے پہلے کچھ نہ تھا۔ اب بتلائیے خدا کس چیز کو حکم کرتا ہے وہ کون ہے جو محکوم ہے۔ الخ

(۳) جواب صابریہ۔ جناب بابو صاحب اس سوال کا جواب میں تکذیب تثلیث وید میں کر آیا ہوں۔ دوبارہ پڑھو۔ بار بار جواب دینا بعید از عقل ہے لیجئے غور سے پڑھئے۔ اور داد عقل دیجئے۔

بیشک ہمارا عقیدہ ہے کہ خداوند کریم کے سوا پہلے کچھ نہ تھا عدم نیستی سے

ہستی اور ہستی سے نیستی کرتا ہے۔ وہ اپنی صفات میں یکتا و احد و یگانہ ہے۔
اسکو کسی چیز کی ضرورت نہیں وہ خالق کل ہے۔

(۵۴) اعتراض آریہ۔ سب کہتے ہیں اور جانتے ہیں۔ کہ دنیا کی پیدائش سے پیشتر سوائے خدا کے اور کچھ نہ تھا۔ اب آسمان پر اس کا تخت بتایا جاتا ہے۔ جو شاید دنیا کے ساتھ ہی بنایا گیا ہو۔ اس لئے قاعدہ کے موجب کہ جو بنا ہے ضرور فنا ہوگا۔ خدائی تخت کی تباہی از روئے قرآن ثابت کیجئے یا اس کا پہلے دنیا سے موجود ہونا۔ اگر وہ تخت فنا نہیں ہوگا۔ تو ثابت ہوا کہ خدا کے علاوہ تخت بھی پہلے موجود تھا۔ جس کو ہم مادہ میں تصور کریں گے۔ بھلا اگر وہ فانی ہے۔ تو خدا پیشتر پیدائش دنیا و فناء کہاں رہیگا۔ اور اس کی بے سرو پائی کی کیسی کیفیت ہوگی۔ کیا اس کی صفتیں سنگ رہینگی۔

(۵۴) جواب صابریہ۔ کسی جاہل سے جاہل ان پڑھ مسلمان کا عقیدہ یہ نہیں۔ کہ خداوند کریم عرش پر بیٹھا ہے۔ اور حکم چلا رہا ہے۔ جناب خداوند کریم مانند راجہ یا نواب نہیں۔ کہ راجہ صاحب تکیہ لگائے تخت پر بیٹھے ہیں۔ مورچھل ہو رہی ہے۔ افیون کھا رہے ہیں۔ نوکر چاکر درباری آس پاس بیٹھے ہیں۔ واللہ ہرگز نہیں۔
تخت ہو یا لوح۔ قلم ہو یا کرسی۔ زمین ہو یا آسمان۔ دوزخ ہو یا بہشت قیامت کے روز سب کو فنا ہے۔ وہ روز جلالیت پروردگار ہے۔ یکتائی و وحدانیت کا روز ہے۔ اس کی صفات کاملہ ہمیشہ ازلی ابدی ہیں۔ مثالیں تو بہت دے چکا ہوں مگر تم پر ایسی عقل پر کہ سمجھ نہیں سکتے۔ پہلے تکذیب سنکھ امیر بھی سے سمجھ لی ہوتی پھر میرے مقابلہ میں آتے۔ چار ماہ تک تو بھاگے بھاگے پھرے۔ اب غیروں کے سوالات پر اچھلتے کودتے ہو۔
مثال۔ پریزیڈنٹ گورکسا ون حکمران کے سوال جواب الہندس میں ہے

وہ اب بھی پریذیڈنٹ ہے۔
ایک بیرسٹرایٹ لا ہمیشہ بیرسٹر ہے خواہ اُس کے پاس مقدمات ہوں یا نہ۔
ایک ماسٹر یا پروفیسر ہمیشہ ماسٹر یا پروفیسر کہلائے گا۔ خواہ وہ ماسٹری یا پروفیسری کرے یا نہ۔
(۵) اعتراض آریہ ۔ خدا تن تنہا اکیلا جب سب کام کر سکتا ہے یعنی عالم کل و قادر مطلق ہے تو یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ اُس نے فلاں فلاں فرشتے کو فلاں کے واسطے تعینات کیا ہے ۔ اور فلاں فلاں کام کے واسطے حالانکہ نہ فرشتوں کی ہستی کا کوئی ثبوت دے سکتا ہے اور نہ خداوندی صفات میں کسی ایسی چیزوں کی ضرورت نظر آتی ہے کیونکہ اگر ضرورت مانیں تو خدا میں اسباب کی محتاجی پائی جاتی ہے۔
تو پھر ایک نامعقول بات کو جس سے اُس کی صفت میں فرق آئے کیوں مانا جاتا ہے۔
جب خدا نے فرشتے پیدا کئے تو اُن کی موت کا حوالہ بھی قرآن میں ہونا چاہئے کیونکہ اُن کی پیدائش کا ذکر جو قرآن میں ہے۔ دیگر یا سوائے اسکے کہ اُن کا خداوندی کام میں دخل ماننے سے خدا پر محتاجی کا الزام آتا ہے۔ اس کی سرب ویاپکی میں فرق آتا ہے۔
(۵) جواب الزامی صابریہ ۔ افسوس ہے کہ آپ اپنے شاستروں اور ویدوں سے بھی واقف نہیں۔ اگر پہلے اپنے گریبان میں مُنہ ڈالتے ۔ تو اس پر کبھی دلیری نہ کرتے۔ اگنی ۔ وایو ۔ سورج ۔ چاند ۔ ستارہ اور تمام اتم لوک کو دیوتا مانا گیا ہے تینتیس کروڑ دیوی دیوتا شاستر بتلاتے ہیں سنتے چلے۔
(۱) اندر دیوتا ۔ سرگ کا راجہ ۔ مینہ برسانے والا ۔ مقابل حضرت میکائیل ...
... جیسے مصور ... سرگ کا ... خلقت ... بعد مرنے کے

کرنے والا۔
(۳) نارد دیوتا۔ بشن کا دل۔
(۴) چترگپت۔ متصدی۔ دفترنویس لوگوں کے اعمال لکھنے والا۔ کراماً کاتبین۔
(۵) برشنپت دیوتا۔ سب دیوتاؤں کا گرو۔ حضرت جبرائیل ؑ۔
(۶) برہما بشن۔ مہادیو۔ سب سے افضل دیوتے۔
(۷) آپ کی دیویاں کو کروڑوں ہیں۔ چند ایک کا نام سن لیجئے۔ مہا کالی۔ مہا لکشمی۔ سارستی۔
تو اب ہی فرمایئے کہ خدا کو ان کی کیا ضرورت تھی۔ وہ اکیلا کام کرنے سے معذور تھا۔ کیا وہ ان دیوتوں اور دیویوں کا محتاج تھا۔ یہ تو ایک نامعقول بات ہے کہ تینتیس کروڑ دیوی دیوتاؤں کو مان کر خدا کی صفت میں فرق لایا جائے۔
جواب معقول دیجئے۔ شاستروں سے بھاگ مت جانا۔ کہ نہیں مانتے۔ چلو چھٹی ہوئی ایک نہ سو سکھ۔ بھلے بچے۔
**الزامی جواب صابر یہ۔** بتائیے خداوند کریم نے دنیا کو کیوں بنایا اس کے بغیر خالق مالک۔ سچدانند۔ جوتی سروپ نہ تھا۔
نراکار نے یہ سلسلہ انسانی کیوں قائم کیا کیا بغیر اس کے قادر نہ تھا۔
بتائیے۔ انسان بنا کر کیوں مٹی خراب کی۔ کیوں رشی منی بھیجے۔ کیوں وید اُتارے۔
کیا وہ مقلب القلوب نہ تھا۔ کیا وہ بغیر اس کے لوگوں کے دلوں میں گیان نہیں ڈال سکتا تھا۔
ویدوں کا آنا اور رشی منیوں کا پیدا کرنا یہ تو ایک نامعقول بات ہے جس سے اُس کی صفت میں فرق آتا ہے سو فرمایئے اب خدا کیا کرتا ہے۔ کیا وہ نکما بیٹھا ہے۔ خداوندی صفات میں کیا ضرورت تھی کہ پنڈت سوامی برہمانند

کو پیدا کر کے ایک نیا آریہ سماج بنا دیا۔ کیا بغیر اسکے تمہارے دلوں میں گیان نہیں
ڈال سکتا تھا۔ خداوندی صفات میں کسی ایسی چیزوں کی ضرورت نظر
نہیں آتی۔ کیونکہ اگر ضرورت مانیں تو خدا اُس میں محتاج انسان پایا جاتا ہے
جو خود سے تو نہ ہو سکا۔ انسان کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے۔ قربان جائیں آپکی
عقل اور نقل دونوں پر۔

# ثبوت ہستی فرشتگان

انسان خود مختار پیدا کیا گیا ہے۔ اور اُس میں نیکی و بدی۔ جوہر عقل و فکر اور صفات
انسانیہ دی گئی ہیں۔ تختہ دنیا میں اُسکو بھیجا گیا ہے۔ اور سب اونچ نیچ۔
دشمن۔ حاسد۔ نیک و بد سمجھایا گیا ہے۔ ساتھ ہی ہزاروں نیک و بد
وسوسہ انگیز سامان بھی موجود ہیں۔ کارخانۂ قدرت اُس کے سامنے دھرا ہوا
ہے تاکہ جوہر عقل کو کام میں لا کر دنیا میں عیش و آرام سے رہ کر اپنے ہی خالق اور
مالک کی بھگتی کر کے وقت موجودہ گذار کر واپس جائے۔ ساتھ تناسل و نوع الد
کا تعلق خوراک و پوشاک اور دنیاوی کارخانے بھی لگائے گئے ہیں۔ یہ
عالم انسان کہلاتا ہے۔ دوسرے حیوانات و جمادات و نباتات بنا کر
سب حضرتِ انسان کے زیر تابع کئے گئے ہیں۔ تاج شرافت اسی حضرت
انسان پر رکھا گیا ہے۔ تاکہ جوہر عقل سے کام لیکر سوچ کر افعال کرے۔ دین و دنیا
میں خوش رہے۔

دوسرے اسکے علاوہ لاتعداد مخلوق خداوند تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں
دریاؤں۔ سمندروں۔ جنگلوں کی جنز بحری و بری جانور وغیرہ۔ جنکو دیکھکر اس اُنکے
کے قادر مطلق و خالق کل۔ و صنعت حقیقی کا نقشہ جم جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جنت
سے نفیس ارواح بھی پیدا کئے گئے ہیں۔ جنکا ظاہری آنکھ کا دیکھنا محال ہے۔ اگر
آنکھ دور کی چیز نہ دیکھ سکے تو آنکھ کا قصور ہے نہ کہ چیز کا۔ اگر آپ گرین لینڈ

یا پولینڈ نہیں دیکھا تو آپ کا قصور ہے نہ کہ ملکوں کا۔ اگر آپ نے نوبخوا اور وم نور وسٹرن افریقہ میں نہیں دیکھے تو یہ کس کا قصور ہے۔ ہزاروں مخلوق خداوند کریم ایسی ہے جس کی ماہیت انسان نہیں پا سکتا۔ دریائی گھوڑے و انسان۔ کبوکو۔ جنگلی انسان وغیرہ۔ تو یہ کس کا قصور ہے۔ پانی میں کیڑے پائے جاتے ہیں مگر دکھائی نہیں دیتے۔ یہ کس کا قصور۔ بابو صاحب غور سے پڑھنا۔ مرد و عورت ہر دو کے معنے میں کرم۔ سپرمے کی رو اور اوم پائے جاتے ہیں اگر آپ نہ دیکھیں تو کس کا قصور۔

آپ کی آنکھ آفتابی شعاعوں کے سامنے ایک منٹ بھی نہیں ٹھیر سکتی کس کا قصور۔

آپ کڑکتی رعد و چمکتی بجلی کے سامنے یا الکٹرک لائیٹ کو اچھی طرح نہیں پا سکتے یہ کس کا قصور۔

بھونگے ذرات عالم۔ ہوا میں اڑا کرتے ہیں وہ دکھائی نہیں دیتی۔ اسی طرح وہ نفیس ارواح یعنی فرشتے بھی انسان کی نظروں سے محجوب ہیں۔ اور یہ انسانی آنکھ اس وقت ناقص ہے۔

کمال ضعف میں آنکھ کام نہیں کر سکتی۔ امراض چشم میں آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ تو اس دیدہ بے دید سے کل کارخانہ قدرت کو دیکھنا امر محال ہے۔ بلکہ غلط خیال ہے ایک خاصہ جنون ہے بیفایدہ و بیل متال ہے۔ آفتاب و ماہتاب میں جغرافیہ والے آبادی بتلاتے ہیں۔ لیکن آپ دیکھ نہیں سکتے۔ کس کا قصور حضور پر نور کا۔

زمین ہمیشہ گھوما کرتی ہے۔ مگر ہم کو نظر نہیں آتی یہ کس کا قصور ہے فیض گنجور کا۔ غور سے پڑھئے گا۔

ایک چیز کو نہ دیکھ کر کیا ہم اس چیز کی ہستی سے انکار کر سکتے ہیں۔ کیا طالب العلم جس نے صرف جغرافیہ پڑھا ہے یا نقشہ دیکھا ہے۔ مگر اس نے اپنی آنکھوں سے ممالک

نہیں دیکھے جھٹلا سکے گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ نیک نفوس فرشتے۔ فرشتہ سیرت لوگوں کو نہ کہ آپ جیسے منشوں کو فسق و فجور۔ راگ و رنگ۔ تماش بازی جھگڑا و فساد سے کام رکھتے ہیں۔ پہلے ملکوتی صفات پیدا کرو۔ پھر عالم ملکوت کی سیر کرو۔ یا اغبوں کی عینک میں مادہ اور روح کو دیکھنا چاہتے ہو۔

## آپ مجکو مادہ اور روح کی انادیہتی کا ثبوت تو پہونچائیں جسکی واسطے پندرہ سو روپیہ انعام ہے۔

نوٹ۔ انسان کی آنکھ بلی۔ شیر۔ چیتا۔ وغیرہ جانوروں سے بھی بدتر ہے انسان رات کو اندھا ہے بغیر روشنی نہیں دیکھ سکتا۔ کبھی بلی کے پاس لیمپ دیکھا ہے۔

**موت کا حوالہ تو قرآن شریف** میں جابجا ہے۔ مگر افسوس کہ عقل شریف معانی تک نارسا ہے۔

**کل من علیھا فان** ہے یہی حکم کافی رحمٰن ہے۔ یہ آیت بھی در سورت الرحمٰن ہے۔

مخلوق کا خالق کے کارخانہ میں دخل دینا بے جا ہے۔ یہ تو صرف مادہ اور روح کو روا ہے۔

مخلوق فرشتگان ہمیشہ تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔ اس واسطے یہ ملائک مقبول ہیں۔

(۶) **اعتراض آریہ**۔ ان دونوں ارواح میں فرق بتاؤ۔ جو ایک ہی وقت میں خدا تعالےٰ ایک تو بادشاہ بیگم کے پیٹ میں داخل کرتا ہے جس سے شاہزادہ جو کسی دن بادشاہ ہوگا پیدا کرتا ہے اور ساری عمر مزے کرتا ہے۔ دوسرے ایک کنگال گداگر کی عورت کے پیٹ میں جس سے وہ پیدا ہو کر ساری عمر عذاب میں رہتا ہے۔ اگر فرق نہیں تو خدا نے انصاف نہ کیا کہ ایک کو دکھ دوسری کو

شکل میں ڈالا اس سے خداوندی کی صفت دور ہوئی۔ آو تناسخ کو مانو اُن کا جواب ملے (آخر کو بابو صاحب تمام مسلمانوں کو روبرو بحث کرنے کی ٹیچی مارتے ہیں)۔

(۶) **جواب صابریہ** لیجئے جناب بابو صاحب یہ آخری چیلنج کے اعتراض کا بطلان ہے مگر بندۂ صابر آپکے عقل پر قربان ہے۔ اس سے صفات الٰہی تو دور نہ ہوئی۔ مگر آپ کی عقل کافور ہوئی۔ تناسخ ایک دھوکے کی ٹٹی اور گورکھ دھندے کا سا حال ہے جو آپ لوگوں کا خام خیال ہے۔ اسکا کیا ثبوت ہے کہ انسانی روح اور کُتّی کا قلبوت ہے۔ روح انسان اور ڈھانچہ حیوان میں کیسی گذران عقل حیران ہے۔ بابو صاحب آپکے چیلنج کا خاتمہ ہوگیا۔ قیامت تو ابھی دور ہے۔ مگر آپ کا چیلنج کافور ہے۔ **کجا محمدی گل و گلستان** اور کجا آریہ خار اور **خارستان۔ کہاں غنچۂ بوستان اسلام** اور کہاں **خار خارستان کیا صدام** یک نہ شد دو شد کا معاملہ ہے۔ ایک گڑھے میں تو دوسرا کنوئیں میں گرا ہے۔

**ثبوت صابریہ** (الف) بادشاہ کا نطفہ جیسی کرنی ویسی بھرنی کا پھل ہے۔ بھلا اس میں تناسخ کو دخل ہے۔ گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے یا جو جو سے جو پیدا ہوتے ہیں یا گندم۔

کبھی آپنے ہندوانہ کی بیل کے ساتھ انار لگے دیکھے ہیں۔ کبھی تربوز کو آم کے درخت پر لگا دیکھا ہے۔ اسی طرح بقول پنجابی جیسے سے ویسے جمے (جیسا کوئی بوئیگا ویسا ہی پھل پائیگا) بولوجی رام رام۔

بھلا ایک شخص نے رنڈی بازی کی اور اسکو آتشک یا سوزاک ہوگیا۔ وہ اپنی عصمت وار بی بی کے پاس جائیگا تو پیدائش کیا ہوگی۔ آتشکی یا سوزاکی لونڈا۔ لو صاحب اس میں تناسخ کا کیا بھونڈا۔

(ب) جسکو بادشاہ قرار دیکر ندی میں ڈالتے ہیں۔ یہ آپکی عقل کا فتور ہے

اور ایک غریب کو عذاب میں ڈالتے ہیں۔ یہ آپ کی دانش و بینش کا قصور ہے
اگر غور سے دیکھا جائے کہ بادشاہ کو غم جہان ہے اور غریب کو غم نان۔ اگر آپ نے
گلستان و بوستان بھی پڑھی ہوتی تو ایسے لچر سوال نہ کرتے۔ اگر غریب نہ
ہوں تو اس کی ضد امیر کہاں سے۔ اگر خاکروب چوہڑے نہ ہوں تو آپ پاخانہ
خود صاف کیا کرو گے اگر دھوبی نہ ہوں تو کپڑے صاف کیسے۔ اگر چپڑاسی نہ ہوں
تو حکام کیسے۔ یہ تو عین انصاف خدا ہے۔ مگر جناب کو مالیخولیا ہے۔

# تردید گفتگو و مباحثہ زبانی

جناب بابو صاحب جھوٹی تحریروں سے ہند کے آریہ سماج کو خوش نہ کرو
کہ آریہ سماج کے مبارک پودے لہلہا رہے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ باد خزاں ہے
کوئی دم کے مہمان ہیں۔
آپ کو کئی دفعہ لکھے کئی دفعہ خطوط تحریر کئے مگر جناب قلعی لوکیشن کی کوٹھڑی سے
نہ نکلے۔ کاٹھ کی بلی اور میاؤں۔ پھر صابر کا مقابلہ ایں خیال است و محال است و
جنوں۔ آپ کے خطوط شاہد و گواہ ہیں کہ آپ مباحثہ زبانی سے گریزاں ہیں۔ آئیے
روبرو آ کے ثبوت مادہ و اناوہ پہونچائیے۔ ہم تو تیار ہیں۔ مگر حضور ہی فراری ہیں
ٹال ٹال زبانی لن ترانی پر صرف طرار ہیں۔

# فصل

## اعتراضات کا بقایا اور بابو صاحب کی عقل کا صفایا

(۱) اعتراض آریہ۔ بہشت و دوزخ کہاں ہیں۔
**جواب صابر یہ۔** بہشت آسمانوں پر جہاں سے . . . ہمیشہ ابر باران ہے

دوزخ زمین پر جس سے آتش فشانی ہے۔ ستاروں سورج و چاند کی روشنی یہ بہشت کی ادنٰے نشانی ہے۔ حشرات الارض۔ سانپ۔ بچھو۔ پہاڑوں سے آتش لاوا اور گندھک یہ ادنٰے قہر ربانی ہے۔ اس سے زیادہ آپ کی تقریر لایعنی ہے۔

(۲) اعتراض آریہ۔ دنیا خدا نے کس چیز سے بنائی اور کیوں بنائی۔؟

**جواب** صابریہ۔ دنیا ایک ادنیٰ مظہر قدرت خدا ہے و نمونہ بہشت رب العلا ہے۔ یہ سب کچھ کلمہ کُن سے پیدا ہے۔ نہ حاجت روح اور نہ ضرورت مادہ ہے۔ خداوند کریم خالق و قادر مطلق کے بجا ہے۔ مادہ و روح کو انادی ماننا یہ سب کچھ آپ لوگوں کا افترا ہے جس میں شرک فی الذات و شرک فی الصفات ہویدا ہے۔ **دنیا مزرع الآخرت کا مکان ہے دنیا جائے امتحان انسان ہے۔ کافروں کے واسطے دنیا جنت نشان ہے۔ مگر مومنوں۔ موحدوں کیلئے خاصہ زندان ہے۔ عاشقان ربی کے واسطے سخت بیقراری ہے اور عالم البقا کی ہمیشہ انتظاری ہے۔ دنیا صالحین کے واسطے ایک خار ہے۔ مگر مشرکوں اور ملحدوں کے لئے گلزار ہے۔**

(۳) اعتراض آریہ۔ محدود چیز کی طاقت لامحدود ہو سکتی ہے یا نہ؟

**جواب** صابریہ۔ محدود و لامحدود اشیا اجتماع ضدین ہیں مگر یہ محال از خالق کونین ہیں۔

اعتراض آریہ۔ شیطان کی طاقت محدود ہے یا نہیں۔ اُسے خدا نے

پیدا کیا ہے یا نہیں۔

**جواب صابریہ۔** طاقت شیطان محدود ہے وہ بھی مخلوق رب الودود ہے۔

(۵) **اعتراض آریہ۔** خدا منصف ہے یا بے منصف۔ اور ظرف قدرت نہیں

**جواب صابریہ۔** خداوند کریم منصف عادل کریم ہے۔ سب کا داتا پالن ہار غفور الرحیم ہے۔

(۶) **اعتراض آریہ۔** قانون قدرت خدا زمانہ قدیم سے یا انادسے یکساں چلا آتا ہے یا ہمیشہ کسی نقص کے باعث تغیر و تبدل بھی ہوتا ہے۔

**جواب صابریہ۔** قانون قدرت کا خدا کو اختیار ہے۔ تغیر و تبدل کا وہی مالک پروردگار ہے۔ نقص کا کہنا کفر کفار ہے۔ قوانین ملکی امر میں قوانین انسانی اور قوانین بری امر میں قوانین بحری اور قوانین قدرت کا سمجھنا امر محال ہے۔ آریہ سماج کی بھی زبان گنگ و لال ہے۔

(۷) **اعتراض آریہ۔** آپ تحریر ہمیشہ قرآن شریف کو ہی مدنظر رکھکر کیا کروگے یا شرع یا حدیث سے بھی کام لوگے۔ اور اُن میں فرق بتاؤ۔

**جواب صابریہ۔** ہمارا ایمان بر قرآن عظیم الشان ہے۔ بعدہ احادیث صحیحہ سرور دوجہان۔ وضاحت کے واسطے تفاسیر علماء کرام۔ و تواریخ مورخین عظام صحیح و مستند منظور ہیں۔ قرآن کلام خالق کون و مکان ہے۔ حدیث فرمودہ جناب رسول الثقلین محبوب الرحمٰن ہے۔

(۸) **اعتراض آریہ۔** دنیا پیدا ہونے سے پیشتر خدا کے سوائے کچھ اور بھی تھا اگر تھا تو کیا تھا۔ اسمیں خدا کی شکل بتاسے اور اُس کے گھر کی کیفیت۔

**جواب صابریہ** ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

خداوند کریم ہمیشہ سے ازلی ابدی ہے۔ اس سے پیشتر کچھ نہ تھا۔ وہی ہی صفات کاملہ میں یگانہ و یکتا ہے۔ وہ واحد لاشریک۔ اللہ احد۔ اللہ الصمد
لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد۔
وہ بیچد آنند۔ جوتی سروپ شکل و مکان۔ جہت طرف کنارہ سے پاک ہے۔

نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

اُس کا مکان عرش نہیں مگر وہ خالق عرش ہے۔ اُس کا مکان زمین نہیں مگر وہ مالک زمین ہے۔ تمام مخلوق کو اُسی کی قدرت نے گھیرا ہوا ہے۔ وہ لطیف اور خبیر ہے۔ وہ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ نہ وہ کل ہے جو جزو ہو سکے نہ جزو ہے جس سے کل ہو۔ نہ جوہر ہے نہ عرض۔
انسانی عقل اسکے بھید کو نہیں پا سکتی۔ انسانی چشم اس کی تجلی کو نہیں سہار سکتی۔ وہ حاضر ناظر سب کا نگران ہے۔ وہ علیم کل ہے۔ وہ قادر مطلق۔ خالق کل مالک کل۔ ازل سے ہے۔ نہ اُس کا کوئی مشیر ہے نہ وزیر۔ طرفۃ العین میں جو چاہے کر سکتا ہے۔

(۹) اعتراض آریہ۔ قیامت کے بعد جب سب کا انصاف ہو جائیگا۔ اور لوگ بموجب اپنے اپنے اعمالوں کے دوزخ یا بہشت میں چلے جائینگے تو یہ زمین جس پر ہم آباد ہیں کیا ہوگی۔ اور عورتیں مردوں کے برابر نیک عمل کرنے سے برابر رتبہ آخرت میں پائیں گے۔ یا نہیں۔

جواب صابریہ پہلے جواب دے چکا ہوں آسمان بہشت اور تمام زمین دوزخ ہوگی۔ بار بار سوال کرنا اپنی بے علمی ثابت کرتے ہو۔ ضرور عورتیں بھی صالحہ و مومنہ درجات عظیم پائیں گی۔

(۱۰) اعتراض آریہ۔ پیدائشی۔ لولے۔ لنگڑے۔ گونگے۔ اندھے۔ بہرے۔ کیوں پیدا ہوتے ہیں اور امیر و غریب جو نظر آتے ہیں وہ خدا کی مرضی سے یا کوئی

اور باعث ہے۔
**جواب صابریہ** - یہ قوانین قدرت کے برخلاف عمل کرنے سے -
اس کا جواب مفصل چیلنج کے جوابوں میں ہو چکا - آپ چھ سات ماہ سے جہانگیر
میں تشریف رکھتے ہیں - مجکو فیصدی ایک تو اندھا - جذامی - لولہا - لنگڑا - بہرا - دکھا دو کہ
کیا سبب کہ ہندوستان میں تو زیادہ قطاروں کے قطار نظر آتے ہیں - یہاں
نہیں - کیا آپ کا تناسخ کا مسئلہ یہاں کیوں نہیں جمتا - جونی جگر میں ثواب کوئی
نہیں ہوتا - یہ سب حفظان صحت کے برخلاف عمل میں آئیں -
دس روز مسواک یا دانتن نہ کرو منہ سڑ جائے گا -
منہ ہاتھ نہ دھو - نہانا چھوڑ دو - صفائی کے مخالف ہو خارش میں مبتلا ہو جاؤ گے
ہندوستان کی گذران - اُن کے اطفال کی پرورش - امور خانہ داری - رہائش
مکانات پر نظر کرو -
عدم صفائی سے سب بلائیں نازل ہوتی ہیں - اس میں کس کا قصور ہے -
دو دیکھو میری کتاب طب حسینی - یورپین ممالک میں کہیں چلے جاؤ - اول مقدم
صفائی مکانات - پوشاک - خوراک و رہائش مکانات دیکھو گے - اگر آنکھوں
سے تعصب کی پٹی دور کر کے **سرمہ حسینی** دیہ میرے بھائی
حکیم غلام حسین صاحب ساکن شہر جھنگ سیال کا ایجاد شدہ ہم
اشتہار دیکھو آئینہ مسواک کے صفحہ آخری پر) آنکھوں میں ڈالو تو آپ کو
یورپین ممالک کی صفائی اور ہند کی غلاظت پر بخوبی روشنائی ہو جائیگی -
کیا خداوند کریم تمام یورپین ممالک پر مہربان ہے کہ یہاں نہ امراض کا زور شور
ہے - نہ فقیر گداگر کا دور ہے - نہ الکھ کا شور ہے - کیا سبب ہے کہ ہند کی نسبت
یہاں زیادہ تہذیب وصفائی ہے - ہر ایک شخص صحیح و سالم توانا و تندرست
حال مست ہے -
تناسخ کا مسئلہ یہاں کیوں نہیں دکھائی دیتا - آپ جیسے پنڈت لال پوپول سنگھ

تو ہند کا ستیاناس کر دیا اور جوئی چکر میں ڈال رکھا۔ وہ ہمیشہ صبح اٹھتے ہی سورج کو پانی دیتے رہے۔ اور پتھر رگڑتے رہے۔ بابو صاحب انگریزی لکھے پڑھے ہو۔ آؤ پرانی پوپ لیلا چھوڑ کر نئی روشنی میں آؤ۔ تب حال معلوم ہو۔

(۱۱) **اعتراض آریہ** توبہ کرنے سے خدا کسی کی خطا بخش دیگا۔ اگر بخش دیگا تو بے انصافی ورنہ توبہ کرنا فضول۔

**جواب صابریہ** توبہ کرنے سے ضرور خطا معاف ہوتی ہے۔ یہ عین انصاف بلکہ رحیمی و کریمی ہے۔

توبہ کے معنے باز آنا۔ گناہوں سے پھرنا۔ دیکھو کوئی لغات۔ دنیا میں بھی قاعدہ ہے کہ جو شخص خطا کرتا ہے۔ پھر عاجزی مانگتا ہے۔ اور گڑگڑاتا ہے۔ تو اس کو لوگ چھوڑ دیتے ہیں۔ معافی مانگنا کیا ہے کورٹ میں بھی معافی کی سزا بہت کم ہوتی ہے اور چھوڑا جاتا ہے۔ جب مخلوق کا یہ رحم ہے۔ تو خالق کا اس سے کم ہوگا۔ وہ غفور الرحیم ہے۔ ضرور بخشیگا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ آپ توبہ کریں۔ اور اپنے شرک کفر سے باز آئیں تاکہ آپ شیخ الاسلام عبدالسلام بجائے گنگارام ہو جائیں آمین دیکھئے ایک توبہ سے دنیا میں کتنی عزت ملتی ہے کہ سب مسلمانوں سے افضل شیخ بن جائیں گے۔ آخرت میں راحت ابدی کا ثمرہ اٹھائینگے۔

(۱۲) **اعتراض آریہ** مہربانی کر کے اپنے سب فرقوں کا نام بتائیے اور ان کے اعتقادوں میں فرق۔

**جواب صابریہ**۔ واہ صاحب واہ۔ میرے شاگرد بنتے ہو یا بمقابل مباحثہ میں ہو۔ واری جائیں عقل پر۔ یہ تو آپ فرقوں کا نام لیکر اور ان کے عقاید میں فرق بیان کر کے مجھے لاجواب کرتے ہو۔ تب مانتا ہمارے جتنے فرقے سب کا اصول و عقیدہ ایک۔

**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**

ترجمہ۔ سوائے خداوند کریم کے اور کوئی لایق عبادت نہیں اور حضرت محمد صاحب

اُسکے (اللہ) کے پیغمبر ہیں۔ آپ سر ٹپک کر مر جائیں مگر کسی مسلمانی فرقہ کو اس سے برخلاف نہ پائیں گے۔

# ارکانِ اسلام

کلمہ شریف۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اس بنائے خمسہ سے ہرگز کوئی باہر نہیں ہوگا۔

# ارکانِ ایمان

توحید۔ رسالت۔ ملایک۔ قیامت۔ دوزخ و بہشت سے منکر کوئی نہ ہوگا۔

(۱۳) **اعتراض آریہ**۔ انسانی۔ حیوانی و جڑی بوٹی کی جانوں میں کیا فرق ہے مکتی آپ کس طرح مانتے ہیں۔

**جواب صابریہ**۔ انسان ناطق۔ حیوان غیر ناطق۔ نباتات و جمادات نشو و نما میں تو برابر ہیں مگر نطق سے مبرا۔ ورنہ جان ہر ایک میں ہے۔

# مکتی یا راہ نجات

ہم لوگ یعنی مسلمان تین طریقہ پر مکتی یا نجات ابدی مانتے ہیں۔ اول اعتقادات دوم عبادات۔ سوم معاملات۔

**اول اعتقادات**۔ خداوند کریم کو وحدہ لاشریک ماننا اُسی کی صرف عبادت کرنا اُس کی عبادت و بندگی میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ اُسی سے ہمیشہ حاجات کا مانگنا دُکھ سُکھ میں ہمیشہ اسی کا دھیان رکھنا۔ چلتے۔ بیٹھتے۔ اُٹھتے۔ سوتے ہر وقت اُسی کا نام جپنا اور اُس کی مہما کرنا۔ اُسکو قادر مطلق۔ خالق کل عالم الغیب لطیف۔ خبیر۔ سمیع۔ بصیر۔ ہر عیبوں سے پاک و مبرا۔ یکتا۔ واحد۔ یگانہ۔ غیر محتاج نیستی سے ہستی کرنے والا اور ہستی سے نیستی کرنے والا جاننا۔ اُسکو مکان۔ تشبیہ

جہت سے پاک جاننا۔ وہ حیؔ یعنی زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ قیوؔم یعنی ہمیشہ سے قایم ہے کبھی ٹلنے والا نہیں اُسکا ابتدا و انتہا نہیں۔ وہ غیرفانی ہے وہ مادہ اور روح کا محتاج نہیں نہ اُسکو کوئی ضرورت ہے۔ دنیا سے پہلے وہ ایک تھا کہ اسکے ساتھ کوئی انادی چیز نہ تھی۔ ایکدم چاہے عالم کو فنا کردے چاہے پیدا کرے سب کچھ اُس کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہ بے پرواہ ہے اور بے نیاز ہے اگر کوئی اُس کی بھگتی کرے یا نہ کرے اُس کا جلال ہمیشہ باقی ہے۔ وہ بہت مہربان اور غفور الرحیم ہے۔ اپنے عاجز بندوں کی لغزش و گناہ کو بخش دیگا۔ وہ پاک پروردگار سب کا پالنہار ہے۔

سب دنیا سوتی ہے۔ مگر اُسکو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ جو کچھ زمین و آسمان۔ بر و بحر ہوائی کرہ میں نظر آتا ہے سب اُسی کی مخلوق ہے۔ اُسکو کسی کی وزارت درکار نہیں نہ صلاح درکار ہے۔ وہ رازق ہے جہاد رشتوں کو بھی رزق پہونچاتا ہے۔ وہ حلیم ہے۔ وہ منتقم حقیقی ہے۔ وہ چیونٹی کے پاؤں کی آہٹ تک سن لیتا ہے اُس کے آگے کسی کا بھید یا راز دل چھپا نہیں۔ خواہ اندھیرا ہو یا روشنی خواہ زمین کے اندر وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اُس کا علم غیر محدود ہے۔ وہ تمام جگہ کا رہنے والا گیان دھیان والا۔ تمام مخلوق کا خبرگیران ہے۔ وہ کسی کا کسی چیز میں محتاج نہیں۔ نہ وہ کھاتا نہ پیتا۔ نہ سوتا نہ بیٹھتا ہے۔

وہ ایک ہے۔ اُس کا کوئی باپ نہیں۔ کوئی مائی نہیں۔ کوئی رشتہ دار نہیں نہ بیٹا نہ بیٹی۔ انسانی حواس سے مبرا ہے اس کے نام لاتعداد ہیں سہ

بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

مگر میں چند ایک اسماء حسنٰے تحریر کرتا ہوں۔ هو الله الذی لا اله الا الله الا هو۔ الله۔ رحمٰن۔ رحیم۔ مالك۔ قدوس۔ سلام مومن۔ مهیمن۔ عزیز۔ جبار۔ متکبر۔ خالق البارى۔ مصور غفار۔ قهار۔ وهاب۔ رزاق۔ فتاح۔ علیم۔ قابض۔ باسط۔

حافظ۔ رافع۔ معز۔ مذل۔ سمیع۔ بصیر۔ حکیم۔ عدل۔ لطیف۔ خبیر۔ حلیم۔ عظیم۔ غفور۔ شکور۔ علی۔ کبیر۔ حفیظ۔ مقیت۔ حسیب۔ جلیل۔ کریم۔ رقیب۔ مجیب۔ واسع۔ حکم۔ ودود۔ مجید۔ باعث۔ شہید۔ حق۔ وکیل۔ قوی۔ متین۔ ولی۔ حمید۔ محصی۔ مبدی۔ معید۔ محی۔ ممیت۔ ماجد۔ واحد۔ صمد۔ قادر۔ مقتدر۔ مقدم۔ موخر۔ اول۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ والی۔ متعالی۔ بر۔ تواب۔ منتقم۔ عفو۔ رؤف۔ مالک الملک۔ ذوالجلال والاکرام۔ مقسط۔ جامع۔ غنی۔ مغنی۔ مانع۔ ضار۔ نافع۔ نور۔ ہادی۔ بدیع۔ باقی۔ وارث۔ رشید۔ صبور۔ ستار۔

آپ کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ ان صفات سے بڑھ کر پرمیشر کے نام وید سے ثابت کر دکھاؤ یہ سب نام قرآن شریف میں ہیں۔ اگر آپکو اُن کے معانی نہ آویں تو کسی لغات سے دیکھ لینا۔

(ب) اُس کی کل مخلوق کو ماننا۔ فرشتے۔ جنات۔ انسان۔ حیوان اور نباتات اور جمادات یا جنکی خبر ہمکو نہیں۔

(ج) اُس کے تمام نیک بندوں۔ مرشدوں۔ ولیوں اور پیغمبروں کو برحق ماننا اور تعظیم کرنی۔

(د) خداوند کریم کی تمام مرسلہ کتب یا صحیفے۔ توریت۔ انجیل۔ زبور۔ فرقان کو برحق ماننا یا وہ کتابیں جنکے مضامین کتب سماوی میں ملتے ہوں مخالف نہ ہوں۔

(ہ) خاص کر پیغمبر آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلعم کو سچا نبی جاننا اور اُن کے احکام پر پابند ہونا اور اُن کا مطیع فرمان ہونا۔

(و) قرآن شریف کلام الہی ہے جو جناب سرور کائنات حضرت

محمد رسول اللہ پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ تاکہ لوگ تا قیامت اُس پر عمل کریں۔ راہ ضلالت سے نکل کر صراط مستقیم پر آئیں۔

(ذ) قیامت۔ حساب کتاب۔ دوزخ۔ بہشت۔ سب برحق ہے۔ یہ تو ہماری عقاید ہیں۔

## دوم عبادات

خدا تعالیٰ کی بندگی و بھگتی کرنا۔ اُسکو ہر وقت۔ ہر مکان۔ ہر جگہ ہر موقعہ پر پکارنا اور اسی کی صفت و ثنا کرنی۔ اُس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ اور نہ کسی رشی پیغمبر ولی سے مدد مانگنا۔ ہر حاجات اُسی سے طلب کرنا۔ اپنی عاجزی کرنا۔ گناہوں سے توبہ کرنا۔ پچھتانا۔ گناہوں سے بچنا۔ اُس کے خوف سے اُس کا نام توحید و عبادت ہے۔ عبادت میں ہر رنگ و ڈھنگ ہو۔ مسکینی و عجز و انکساری کار۔ خاصکر پانچوں وقت۔ صبح دن روشن ہونے سے اول۔ ایک بجے۔ ۵ بجے شام۔ ۸ بجے یا وقت خفتن۔ یہ تو عین فرض ہیں صرف خدا کی تقدیس و تمجید یعنی بھگتی کرتے ہیں۔ باقی تہجد۔ چاشت۔ اشراق۔ نوافل وغیرہ خواہ دن بھر کوئی یاد کرتا رہے۔ کوئی حرج نہیں۔

**روزہ**۔ ماہ رمضان شریف کے روزے رکھنا ایک ماہ کامل۔

**حج**۔ اگر آنے جانے کا خرچ میسر ہو۔ تندرست و صحیح سلامت ہو۔ راستہ میں خوف جان نہ ہو۔ گھر میں چھ ماہ تک کا خرچ کافی ہو۔ تو مکہ شریف میں جانا اور وہاں مسجد بیت الحرام میں نماز پڑھنا۔ غیر لوگوں سے ملاقات۔ خرید و فروخت۔ کل حالات ملکی سے واقفیت۔ زمانہ کا سرد و گرم کا حال۔ تبدیلی آب و ہوا۔ خدا کی کائنات کا نظارہ یہ فوائد حج ہیں۔

**زکوٰۃ**۔ اگر قرض دار نہ ہو۔ سال بھر کے بعد چالیس روپیہ بچ رہیں تو ایک روپیہ مساکین کو دیدینا۔

**کلمہ شریف** لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں کوئی لائق

عبادت کے سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ حضرت محمدؐ صاحب اُس کے سچے رسول ہیں۔
دل وزبان سے تصدیق واقرار رکھے۔ ہر وقت اُس کا ورد رکھے۔ کوئی دم خالی نہ جائے
یہی سچی توحید ہے۔ اسی پر نجات منحصر ہے۔ موقعہ موقعہ خداوند کریم کی صفت وثنا کے
واسطے ہزارہا دعائیں ہیں جو مسلمان پڑھا کرتے ہیں۔ مگر یہاں پر میں اپنے واسطے یہ دعا
مانگتا ہوں۔ ؎

| | |
|---|---|
| بادشاہا جرم ما را درگذار | ما گنہگاریم تو آمرزگار |
| الٰہی نجنی من کل ضیق | بجاہ المصطفٰی مولی الجمیع |
| وھب لی فی مدینۃ قرارا | بایمان ودفن فی البقیع |
| خاتمہ بالخیر با ایمان ہو | کام سب مشکل میرا آسان ہو |

## سوم معاملات

انسان کے واسطے یہ ضروری ہیں اُن سے دنیا و دین دونوں کا فایدہ ہے۔ زنا مت کرنا
ہمسایہ سے سلوک رکھنا۔ ہر انسان سے عزت وشرافت سے پیش آنا۔ فساد
چوری۔ غیبت۔ تہمت۔ چغل خوری۔ جھوٹ۔ فحش گوئی سے بچے رہنا۔ والدین کی
تعظیم۔ خدمت کرنا۔ رشتہ داروں سے سلوک کرنا۔ خویش و اقارب کو مدد دینا۔
مساکین ویتیموں کی پرورش کرنا۔ غریب ومسافر کو مدد دینا۔ ہمیشہ عجز وانکساری رکھنا۔
شراب۔ جوا۔ بھنگ۔ افیون۔ چانڈو سے باز رہنا۔ ہمیشہ صاف وستھرا رہنا۔
زبان کو تابو میں رکھنا۔ بڑوں کی تعظیم۔ چھوٹوں کو پیار کرنا۔ دوسروں کو فیض پہونچانا۔
فضول خرچی نہ کرنا۔ تکبر وخود نہ کرنا۔ حرص۔ ہوا۔ شہوت۔ غصہ سے بچے رہنا۔ لین
دین میں معاملہ صاف رکھنا۔ کسی کا مال غبن نہ کرنا۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ پا
قول کرنا۔ رشوت نہ کھانا۔ سود نہ لینا۔ رانڈوں کا نکاح کرنا۔ وقت ملاقات سلام
ودعا کرنا۔ مسافر کی خدمت کرنی۔ ہر فرد بشر کو فیض پہونچانا۔ اپنے ہاتھ وزبان کو روک
رکھنا۔ صدقہ وخیرات مساکین پہ کرنا۔ پھر احسان نہ جتلانا۔ بیوہ کا نکاح کرنا۔ ہر کام کے
شروع میں خدا کا نام لینا اور اُس کی تعریف کرنا۔ علم پڑھنا پڑھانا۔ ہمیشہ پاک وصاف

وتھر ارہنا۔ استنجا کرنا۔ غسل کرنا۔ نہانا دھونا۔ کپڑے صاف رکھنا۔ لوگوں کی ضیافت یا دعوت دینا۔ تمام بُری رسومات یا جاہلانہ بدعات سے جو موافق قرآن شریف نہ ہوں ان سے بچے رہنا۔ حق والدین۔ حق جورو خاوند کا پورا کرنا۔ نکاح کرنا۔ عورتوں کو غیر محرم مرد سے روکے رکھنا۔ پردہ کرنا۔ زیادہ اسراف نہ کرنا۔ دنیا میں سب قوموں سے مل جل کر رہنا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب تعلیم قرآن شریف ہے۔

پس بابو صاحب ہماری مکتی یا نجاتِ ابدی کا مدار ان تینوں چیزوں پر ہے۔ اعتقادات۔ عبادات۔ معاملات۔ جس بندہ مومن میں یہ تمام صفات پائی جائیں اسکو ہمیشہ کے واسطے راحت ہے نہ عذاب ہے نہ دُکھ نہ درد۔ عبادات و معاملات میں اگر لغزش ہو جائے تو وہ توبہ سے اور دوبارہ نہ کرنے سے معاف ہو سکتے ہیں۔ مگر معاذ اللہ جو مشرک فی الذات والصفات باری تعالیٰ ہو روح اور مادہ کو انادی مانتا ہو وہ شخص مسلمانوں کے عقاید کے موافق ہمیشہ کا جہنمی وانادی ہے۔ اُسکو ملعون۔ مشرک وکافر و مردود کہا کرتے ہیں اور ان تمام تین ارکان جس کی تھوڑی سی تشریح میں نے کی ہے۔ اُس کے ماننے والے کو مسلمان کہا کرتے ہیں۔

# اسلام کیا چیز ہے

بابو صاحب آپ کے آریہ سماجی صاحبان اسلام کو ایک ہوا جانتے ہیں۔ اسلام کا نام سُن کر چڑ کر کانپ اُٹھتے ہیں۔ کو آپ یہ اسلام کے معنے بتا دوں۔ خدا کی حکموں پر

گروں جھکانی اور فرمانبرداری کرنی۔ ابتدائے آفرینش سے لیکر جناب سرورکائنات ؐ کے زمانہ تک ہر ملک ہر شہر میں ایک نہ ایک رشی منی۔ نامہ بر یا رسول انسانوں میں سے ہوتا چلا آیا ہے۔ خواہ وہ ملک آریہ ورت ہو خواہ افریقہ یا امریکہ ہو یا یوروپ یا ایشیا۔ کوئی ایسا ملک نہیں ہوا کہ جہاں مہ رشی منی نہ پیدا ہوئے ہوں۔ اور وہ نیک منش لوگ اُن کو ہدایت کرتے چلے آئے ہیں۔ غرض ان سب کی توحید خداوند کریم بتانا اور بُرے کاموں سے چھڑاتا تھا۔ سوجتنے نبی یا رسول یا مہ رشی گذرے ہیں اُن کے ایک ہی اصول تھے۔ ننلوسیانے ایک مت کا حساب رہا ہے۔ اسواسطے ہندوستان نبیوں۔ رسولوں۔ مہ رشیوں سے خالی نہیں رہا۔ ہر قوم کے واسطے رسول بھیجا گیا ہے توجو موحد حقیقی۔ بھگت لوگ آریہ ورت میں ہو چکے ہیں۔ وہ سب کے سب مومن و رشی تھے جنکو نجات ابدی مل گئی۔

یہ اسلام جنکو آپ لوگوں نے ایک ڈراونا یا ہوا ہوا بنا رکھا ہے اور تلوار تلوار سے پکارتے ہو۔ یہ اسلام وہی سبق پڑھاتا ہے جو اس سے پیشتر ادیان گذر چکے ہیں۔ اسلام وہی رسومات بد دفع کرتا ہے جیسا کہ سابقین نے رفع کیں۔

اسلام انسان کو موحد حقیقی بناتا ہے نہ کہ عناصر پرست۔ بلکہ سچا موحد حقیقی بناتا ہے۔ اسلام انسان کو اخوت محبت۔ قرابت۔ شرافت۔ تہذیب سکھاتا ہے

اسلام انسان کو صاف وستھرا رہنا کا حکم فرماتا ہے۔

اسلام انسان کو مادہ۔ روح۔ بت۔ سورج۔ آگنی۔ دابو۔ تعزیہ۔ ہولی۔ دیوالی کی پوجا سے مٹا کر ایک ہی مالک کی پوجا کراتا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ لوگوں کو کیوں اسقدر دھوکہ ہوا کہ اسلام کے جانی دشمن ہوگئے۔ اول سے آخر تک جو دین تھا وہی دین اسلام ہے۔ صرف اس میں طریقہ عبادت زیادہ ہے۔ صرف لفظوں پر تکرار کرنی اور مرغوں کی لڑائی لڑنی آخر کار نہ سوچنا اس کا نام تعصب ہے۔ اگر پنڈت سوامی دیانند صاحب کو اسلام کی اصلی حقیقت معلوم ہوتی یا پنڈت لیکھرام کچھ بھی ذاتی علم رکھتے تو ان کو اس قدر تردید اسلام پر قلم اٹھانی نہ پڑتی۔

حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لیکر جناب سرور کائنات صلعم تک جتنے نبی گذرے ہیں اُن کے پیروسب مسلمان یا بھگت باخالوار بہشتی ہیں مکتی و نجات ابدی کو حاصل کر گئے - خواہ وہ ہند میں ہوں یا عرب میں یا سپین میں افریقہ میں ہوں یا امریکہ میں - ؎

ذات پات پوچھے نہ کو

ہر کو بھجے سو ہر کا ہو

قرآن شریف کی صاف بین تعلیم ہی ہے - چونکہ جناب سرور دوجہان ص عرب شریف میں پیدا ہوئے - اس واسطے اس طرف کی ممالک شام - فلسطین نینوہ کے نبیوں کے حالات سے آگاہی دی گئی کیونکہ عرب کے لوگ انکو خوب جانتے تھے اور ہند کے انبیاؤں سے خبر نہ دیگئی اس سے فایدہ بھی کچھ نہ تھا - لوگ کب مانتے کہ کہاں کے قصے شروع کر دیئے - اگر ریل یا تار برقی یا الکٹرک لائٹ کا ذکر قرآن شریف میں ہوتا تو اسکو کافر جہل جیسے اور مسخریں اڑاتے اور یہود جو اس آگزین افریقی کافروں کا حال اُنکی سکاینت ورہایش طریقہ شادی وغمی ہند میں بیان کروں تو وہ لوگ ایک الف لیلہ کے قصہ کی طرح سنینگے اور تعجب کرینگے یا کہینگے ع کرجہاندیدہ بسیار گوید دروغ -

اس واسطے قرآن شریف نے عرب ہی کے گذشتہ انبیاؤں کا ذکر کر کے اُن کو عبرت دلائی -

وہاں یہودی و نصارا موجود - تمام اُن کی کتابوں میں واقعات درج پھر وہ پوچھتے بھی سوالات اپنی کتب سے جناب شافع محشر ص کو آتی جاتی - تو کس طرح بہ ممکن تھا کہ اُن کے جواب میں ہند یا افریقہ کے حالات بیان کئے جاتے - سوال گر دجواب دیگر کا مطلب ہوتا - اس واسطے قرآن شریف میں حالات زیادہ رسمی ملک کے ہیں جو حق بجانب ہیں اور یہ قصص عبرت انگیز ہیں نہ مضحکہ خیز - پھر افسوس آتا ہے آریہ صاحبان پر کہ کتابوں کو تو مانیں مگر نامہ بر اہل کتاب کو نہ مانیں - بادشاہ کو

تو ماہیں مگر اس کے وائیسرائے سے روگردانی عجب نادانی ہے کتاب کو ماننا استاد
کو نہ ماننا۔ احسان فراموشی ہے۔

## ختنہ

(۱۴۷) **سوال گنگارام**۔ اسلام پر عرب والے زیادہ معتقد ہیں یا ہندوالی مسلمان
اگر عرب والے زیادہ معتقد ہیں اور اپنے اصولوں میں ہند والوں سے اچھے
تو ہند میں عورت کا ختنہ ہونا چاہئے۔ لیکن اگر ہندی مسلمان ہی ان سے یعنی
عرب والوں سے زیادہ بچے ہیں تو عرب کے مسلمانوں کی غلطی عورتوں کے ختنہ کرنے میں
نکالنی چاہئے ورنہ کوئی مسلمان اپنے دین پر قایم نہیں ہے۔

**جواب صابر**۔ کل دنیا کا اسلام خواہ وہ عرب ہو یا شام۔ ایران ہو یا توران
فلسطین ہو یا چین۔ سندھ ہو یا ہند۔ ایک ہی ہے۔ ایک ہی خدا۔ ایک نبی برحق۔
ایک قرآن شریف۔ عقاید میں کچھ فرق نہیں۔ باقی رہا ختنہ مردمان و ختنہ زنان
اس میں آپ کے استاد نے بھی تکذیب میں بحث کی ہے۔ یہ اسی کی چوری سینہ زوری
**ختنہ**۔ ایمان مجمل یا مفصل یا ارکان اسلام سے نہیں ہے۔ یہ ایک سنت طرا
ہے جو بہت ہی مستحسن ہے۔ اول عرب کے کسی شہر کا نام لیا ہوتا اور ثبوت کیا ہوتا کہ عورتوں کا
ختنہ ہوتا ہے۔ دعوی بلا دلیل قابل حجت نہیں۔

عورتوں کا ختنہ ملک بربر۔ سنٹرل افریقہ۔ سوڈان۔ سوالکم۔ جیکب آباد
سبی۔ سندھ جیسے گرم ممالک میں کیا جاتا ہے۔ چونکہ اکثر گرم ملکوں میں عورتوں کا کلی تو بسر
بڑھ جاتا ہے وغیرہ۔ . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . . .

. . . . (دیکھو میری کتاب طب حسینی آخر میں)۔

اس واسطے ختنہ کیا جاتا ہے۔ پوچھو اپنے ڈاکٹر آریہ صاحبان سے۔
مردوں کا ختنہ کرنا افضل امر ہے اس سے کوئی ڈاکٹر خواہ کسی قوم کا ہو انکار نہیں کرسکتا

# حمایل شریف مترجم

طول ۶ اِنچہ عرض ۳ اِنچہ

حمایل شریف وہ ہے جو پہلے مطبع انوار احمدی پریس میں قریب دو ہزار کے طبع ہو کر بہت ہی قلیل عرصہ میں فروخت ہو گئی تھی۔ تاجروں سے دستیاب نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلئے اُنہوں نے اُسی کو دوبارہ عمدگی سے طبع کیا ہے۔ اس حمایل شریف میں مفصلہ ذیل خوبیاں پائی جاتی ہیں۔

۱ کاغذ سفید چکنا اور لطیف۔
۲ لکھائی نہایت عمدہ اور خوشخط۔
۳ صحت میں کامل و مکمّل۔
۴ ہر ایک پارہ ۳۲ صفحہ پر ختم ہوتا ہے۔
۵ ہر ایک پارہ کے شروع میں بیل کی ہوئی ہے۔ جس سے ہر ایک

شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہاں سے سیپارہ شروع ہوتا ہے۔

(۶) ترجمہ اردو با محاورہ از جناب شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم دہلوی جو تمام علمائے دین قبول فرما چکے ہوئے ہیں جسکے ساتھ تا حال کوئی بھی ترجمہ نہیں

(۷) متن حمایل شریف کا بھی عربی حنا کرا دیا گیا ہے۔

(۸) یہ حمایل شریف جلد چرمی روپہلی بمعہ بینی اسوقت ہمارے پاس ۵ سو کاپی موجود ہے۔ اور ہم نے وعدہ کیا ہے کہ۔

# تمام ناظرین انوار الاسلام کو

بہت ارزاں قیمت پر

دیوینگے بشرطیکہ اخیر ماہ مارچ ۱۹۰۶ء تک طلب فرماویں ورنہ بعدہٗ پانچ روپیہ سے کم نہیں ملیگی

اس وقت 16.9.2.47
23.1.96

قیمت مجلد معہ بینی صرف عہ

## تمام درخواستیں بنام محمد اسحاق اینڈ برادرز

## شہر سیالکوٹ کے ہوں

مطبع [illegible] بااہتمام [illegible] کے اہتمام سے چھپ کر مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں شائع ہوا